

دعائے ہے اور عادی بریب کے نام سے موسوم ہے۔ اور غالباً
بخت نصر کے زمانہ میں عادی ہمسند اور سیتان کے علاقوں
میں اٹکے۔

سکھان محمد و سائر کی تحقیقات میں اگرچہ بہت سی باتیں نئی
اور دلچسپ ہیں۔ لیکن شش بھول اور شش بھول کے متعلق انہوں
نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ تمام گزشتہ تاریخوں سے بالکل غلط اور
نہایت ہی دلچسپ ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اور

”شش بھول یا شش بھول دراصل ایک ہی آدمی کے دو
نام ہیں جو کہ بین النہرین، روم، عجم، عراق، ہندیا، فارس
کے کئی حصے، دو ہزار تین سو قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔ اور
یہ لکھا ہے کہ مالا بار تک پستوتوں کی ایک بڑی شہنشاہی
قائم کر لی تھی۔ یہ سلطنت آکلادیکتے تھے جس کا ایک کتبہ
آکلادیکتے کے ماحرین کو ایران کے شہر ”شوش“ میں ملا ہے
اس کتبے کی تحریر علم اللغات کے ماحرین نے پڑھ لی ہے۔ جس
کی تفصیل اس کتاب میں دی گئی ہے۔

انہوں نے اس کتاب میں پشتونوں کے دیگر بڑے
بڑے قبائل کے متعلق بھی بالکل نئے اور عجیب انکشافات
کئے ہیں۔ جن میں سے ایک اچکزئی جو پوچھستان اور قندھار
کے بڑے قبائل میں سے ہے۔ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ قبیلہ
دراصل وہ لوگ ہیں جنہیں کلاسیکی مورخین اور محققین نے
اسکائی کے نام سے یاد کیا ہے۔ یا بالفار دیگر سیتی قبائل

ہم سے ایک بڑی شاخ ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے
اشکانی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔

صاحب نے نہ صرف اکریا لوی کی بنیاد پر بلکہ لسانی اور
شعانی بنیاد پر جدید فکر میں لکھی گئی۔ کتابوں کے مطالعوں
سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ غلی باغلی جیسا کہ بعض محققین کا خیال
ہے۔ ترکی الاصل نہیں تھے۔ کیونکہ وہ نہ منگولی زبان بول سکتے
تھے اور نہ ہی ترکی زبان سے واقف تھے۔ بلکہ وہ ایک ایسی زبان
بولتے تھے جسے نہ آشوری سمجھتے تھے اور نہ دوسرے سامی۔

انہوں نے اپنی تحقیق میں کندھار اور کشمیر کی وجہ تسمیہ
بھی بتائی ہے۔ دیکھتے ہوئے۔

”کندھار دراصل اس قبیلہ سے منسوب ہے، جو سندھ یا
ہوسٹال قبل مسیح میں عراق سے براستہ ایران پہلے پوچھستان
میں وارد ہوا۔ اور پھر کندھار کے علاقوں کی طرف ہجرت کی۔
کشمیر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تو یہ
دراصل کاسس میر ہے۔ یعنی کاسیوں کا پہاڑ اور کتبے ہیں کہ
”کاسس میر کندھار کے ساتھ عراق سے پوچھستان آئے
تھے۔“

انہوں نے پوچھستان کے مختلف مقامات پر قدیم عراق
کے بعض ناموں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر ”ہندہ“۔
”اورڈک“۔ ”مکودان“ اور ”شش بھول“ شش بھول جو کہ بعد الاثنا
تسمیہ اور یسین میں تین مقامات اور کندھارات کے نام ہیں۔ کے

د
راج ہے اور دادی بریب کے نام سے موسوم ہے۔ اور غالباً
بخت نصر کے زمانہ میں دادی ہند اور سیستان کے علاقوں
میں اٹلے۔

سکھان محمد مسافر کی تحقیقات میں اگرچہ بہت سی باتیں نئی
اور دلچسپ ہیں۔ لیکن ستر جنوں اور ستر جنوں کے متعلق انہوں
نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ تمام گزشتہ تاریخوں سے بالکل غلط اور
نہایت ہی دلچسپ ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اور

”ستر جنوں یا ستر جنوں دراصل ایک ہی آدمی کے دو
نام ہیں جو کہ بین النہرین، روم، عجم، عراق، میں دریائے فرات
کے کنارے دو مزار تین سو قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔ اور
یہ لڑیا سے لے کر بالا بار تک پشتونوں کی ایک بڑی شہنشاہی
قائم کر لی تھی۔ یہ سلطنت آکلانہ کہتے تھے جس کا ایک کتبہ
آٹارندہ کے ماحرین کو ایران کے شہر ”شوش“ میں ملا ہے
اس کتبے کی تحریر علم اللغات کے ماحرین نے پڑھ لی ہے جس
کی تفصیل اس کتاب میں دی گئی ہے۔

انہوں نے اس کتاب میں پشتونوں کے دیگر بڑے
بڑے قبائل کے متعلق بھی بالکل نئے اور عجیب انکشافات
کئے ہیں۔ جن میں سے ایک اچکزئی جو جوہستان اور قندھار
کے بڑے قبائل میں سے ہے۔ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ قبیلہ
دراصل وہ لوگ ہیں جنہیں کلاسیکی مورخین اور محققین نے
اسکائی کے نام سے یاد کیا ہے۔ یا بالف ذوالکبرستی قبائل

۵
میں سے ایک بڑی شاخ ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے
اشکانی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔

صاحب نے نہ صرف انگریزی کی بنیاد پر بلکہ لسانی اور
شعانی بنیاد پر جدید فکر میں لکھی گئی۔ کتابوں کے مطالعوں
سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ غلی باغلی جیسا کہ بعض محققین کا خیال
ہے۔ ترکی الاصل نہیں تھے۔ کیونکہ وہ نہ منگولی زبان بول سکتے
تھے اور نہ ہی ترکی زبان سے واقف تھے۔ بلکہ وہ ایک ایسی زبان
بولتے تھے جسے نہ آشوری کہتے تھے اور نہ دوسرے سامی۔

انہوں نے اپنی تحقیق میں کندھار اور کشمیر کی وجہ تسمیہ
بھی بتائی ہے۔ کہتے ہیں کہ۔

”کندھار دراصل اس قبیلہ سے منسوب ہے، جو قندھار
۱۱۱۱ سال قبل مسیح میں عراق سے براستہ ایران پہلے جوہستان
میں وارد ہوا۔ اور پھر کندھار کے علاقوں کی طرف ہجرت کی۔“
کشمیر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”یہ
دراصل کاسس میر ہے۔ یعنی کاسیوں کا پہاڑ اور کہتے ہیں کہ
”کاسس“ کندھار کے ساتھ عراق سے جوہستان آئے
تھے۔“

انہوں نے جوہستان کے مختلف مقامات پر قدیم عراق
کے بعض ناموں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر ”ہند۔“
”اورنگ۔“ ”مکودان۔“ اور ”ستر جنوں“ وغیرہ ”ستر جنوں“ جو کہ لادائی
قبیلہ اور پشتون ہیں تین مقامات اور کندھارات کے نام ہیں۔ کے

بارے میں لکھتے ہیں کہ ”یہ تینوں مقامات ”موجھن جو ڈیرہ“ سے زیادہ قدیم زمانہ کا وہ یہ ہیں لگتے کہ ”صوبہ مسعود کے اکثر قبائلی آدمی ان کو زیادہ سمجھتا ہوا چلے گئے ہوتے۔“ اور یہ کہ سب انہیں ”مظہر پشتون“ قبائل کے ساتھ بڑائی دیکھ مارے گئے ہوتے۔

غیر صاحب نے پشتونوں کے لباس، زبان، باؤں کی بناؤ اور قدیم رسم و رواج سے یہ ثابت کیا ہے کہ ”جستانی“ اعتبار سے ان میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ بہر حال یہ کتاب، ”پشتونوں کی تاریخ“ میں ایک نئے باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کہ ”پشتان تاریخ“ کے مکمل کتب کے لئے موجب دلچسپی ہوگی۔

میں ”پشتو ایکٹرمی بلوچستان“ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ”آئندہ“ بھی تاریخ و ادب میں تلاش و تحقیق کا یہ سلسلہ جاری رکھے گی۔ اور پشتو زبان کی تاریخ و ادب، تہذیب و ثقافت کی ترویج و ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے گی۔

پریشان خٹک

ڈاکٹر پشتو اکسپریس

(پشاور یونیورسٹی)

بارے میں لکھتے ہیں کہ ”یہ قیوں مقامات ”مومین جو دیر“
سے زیادہ قدیم ہیں، وہ یہ ہیں لکھتے کہ ”صوبہ سرحد
کے اکثر قبائل آپ کو زیادہ گندہارا چلے گئے۔“ اور یہ
کہ سائنس انجمن پشتون قبائل کے ساتھ لڑائی میں
مارے گئے تھے۔“

تیز سابر صاحب نے پشتونوں کے لباس، زبان
بالوں کی بناوٹ اور قدیم رسم و رواج سے یہ ثابت کیا ہے کہ
اجتماعی اعتبار سے ان میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے
۔ بہر حال یہ کتاب پشتونوں کی تاریخ میں ایک نئے
باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کہ لفظ تاریخ کے مشائین
کے لئے موجب دلچسپی ہوگی۔

”پشتون اکیڈمی بلوچستان“ سے یہ ترقی
رکھتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تاریخ و ادب میں تلاش و
تحقیق کا یہ سلسلہ جاری رکھے گی۔ اور پشتون زبان کی تاریخ و
ادب، تہذیب و ثقافت کی ترویج و ترقی کے لئے ہمہ وقت
کوشاں رہے گی۔

پریشان ضلع

ڈاکٹر پش تو اکیڈمی

(پشاور یونیورسٹی)

پشتون۔ ڈیڈلک کے مشہور عالم لسانیات ریمزلیک (۱۷۸۷ء)۔
 ۱۸۱۱ء کے لکھے گئے ہیں کہ تاریخی دستاویزات سے بیشتر انسانی تاریخ کے بارے
 میں معلومات حاصل کرنے کا بہترین اور مناسب ذریعہ زبان ہے اس لئے
 کہ ہر رسم و رواج، قوانین اور تہذیب تفسیر پذیر ہیں۔ جبکہ زبان میں معمولی
 تبدیلی کا امکان ہے اور پھر ہزار ہا سال گزر جانے کے باوجود بھی اس کی پہچان
 ممکن ہے۔

جیسا کہ انسان ایک دوسرے میں مدغم اور کھو جاتے ہیں، لیکن اس کے
 برعکس زبان کے الفاظ ایک دوسرے میں گھل مل کر بھی اپنی حقیقت برقرار رکھتے
 ہیں الفاظ کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ انسانوں کی طرح ایک دوسرے میں گم نہیں ہوتے
 اگر سب دلچسپی کی تلاش کی جائے تو ان کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے کہ کس خاندان
 اور ملک سے تعلق رکھتے ہیں ابتداءً اپنے اور پرانے کے درمیان ایسے حالات
 ہیں امتیاز کرنا مشکل کام ہوتا ہے جبکہ ایسی سرزمین اور منطقے میں پیدا ہونے والی
 قومیں مختلف لوگ ہم چور اور ایک دوسرے سے ہزاروں سال پہلے
 ثقافتی تبدیلی اور تاریخی رشتے میں شکیک ہوں ہندو زبانوں کے درمیان فرق اور
 اصلیت کے سلسلہ میں الفاظ کی یکسانیت اور اشتراک پر دھوکہ نہیں کھانا چاہیے
 بلکہ گہرا سموات اور زبان کے مزاج کی تحقیق کرنی چاہئے۔

لسانیات کے ایک اور مشہور جرمن عالم ڈی جینش (۱۷۹۳ء) اس
 بارے میں کہتے ہیں کہ اگر ایک زبان ایک مخصوص موقع پر فونینی ضرورت کے مطابق
 حالات اور محذبات کی پوری ترجمانی کرتی ہے، یعنی وہ اپنی اصلیت اور مافیہ



مؤلف: سلطان محمد صابر

کا اس قدر خوش اسلوب اور آسانی سے اظہار کر سکتی ہے کہ سنسنے والا بھی ابھی
جاگ رہے تو ایسی زبان ہر لحاظ سے قابل اعتبار اور کامل کہلاتی جاسکتی ہے
چونکہ زبانوں کے تقابل کے سلسلے میں ان چند خصوصیات کو لازم سمجھتے
۱۔ لغات کی کثرت اور آسانی کے ساتھ نئے الفاظ بنانا

۲۔ صرف و نحو کی سادگی اور زبان کی قدرت

۳۔ صفات اور قطعیات

۴۔ جملہ

چینش کہتے ہیں۔ اگر مندرجہ بالا خصوصیات کسی زبان میں موجود ہوں
تو وہ ایک مکمل اور معیاری زبان کہلاتی ہے چینش کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسی زبان
کی ذہنیت اور اخلاقی سطح کا پتہ اس کی زبان سے لگایا جاسکتا ہے یعنی تریک
یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ تاریخی دستاویزات سے لے کر انسانی تاریخ کی پہچان
زبان سے ممکن ہو لگائی جاسکتی ہے کیونکہ یہی مناسب اور مناسب ذریعہ ہے جبکہ
مجھے پس، کہ زبان ہی انسانی اخلاق و ذہنیت کی عکاس ہوتی ہے، ان دونوں
کی رائے اور نظریات کوئی تاریخ میں قابل تہمت نہ رکھتے ہیں اس لئے
کہ جس چیز کو ہم ثقافت کہتے ہیں۔ وہ انسانی ذہنیت کا ذکر نام
در اصل ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس لفظ کا مادہ ثقافت (ثقف) ہے
یہ لفظ پرانا نہیں بلکہ جدید لغت ہے اور ثقافت عربی زبان میں نوہین کے

درازا لقباسات از زبان کامطالعہ تالیف پروفیسر خلیل صدیقی

میں آیا ہے۔ لسانیات کے بارے میں انگریزی زبان کا لفظ "فلولوجی"
ہوئے ہیں آئندہ، اس کا استعمال اس سے پیشتر ثقافت کے لئے ہوتا تھا لیکن
اس وقت ثقافت کی بنیاد زبان پر رکھی گئی تو اس وقت لسانیات کو بھی نام
دیا گیا یہ وضع ہوا غریبہ تریک "اور چینش دونوں اس پر متفق ہیں کہ انسان
کے اخلاق اور ذہنیت کا جس سے کہ ثقافت عمل میں آتا ہے ان کی عکاسی
زبان کرتی ہے /

اب آئیے پشتو کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ یہ زبان ان دانشوروں کی
شرائط کس حد تک پوری کرتی ہے چینش کی اولین شرط یہ ہے کہ زبان میں
لہذا لغت اور نئے الفاظ بنانے کی صلاحیت ہونی چاہیے یہ حقیقت سب
پر واضح ہے کہ پشتو لغت کے اعتبار سے اس قدر وسیع اور جامع زبان
ہے کہ اس پاس اور قریبی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس پاس اور
قریبی زبانوں میں فارسی اور ہندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں فارسی کا سب سے
بڑا اور بنیادی عیب یہ ہے کہ مذکر و مؤنث سے مشتق ہے جب کہ اس کے
مذکر و مؤنث صرف یہی نہیں کہ پشتو میں کاملاً موجود ہے۔ بلکہ ایک لفظ سے پورا مذکر
و مؤنث بنا جاسکتا ہے مثلاً اگر فارسی میں صرف "مرا" کہا جائے کہ "مرا" تو اس
سے قطعاً یہ واضح نہیں ہوتا کہ کون آیا مرد یا عورت یہی کیفیت لفظ "مرا" سے
کہ ہے یہی مسئلہ جانے والے مذکر و مؤنث کی پہچان نہیں ہوتی جب تک پوری
وضاحت نہ کی گئی ہو یا انکھوں سے نہ دیکھا گیا ہو لیکن اس کے برعکس پشتو میں ایسا نہیں
ہے مذکر اور مؤنث کے لئے ایک یا دو نہیں بلکہ بہت سے مختلف الفاظ استعمال ہوتے

ہیں اور ہر لفظ اپنا مفہوم نہایت آسانی سے ادا کرتا ہے پھر سب سے بڑی خصوصیت
یہ ہے کہ جان دار اور بے جان کے لئے ^{مختلف} الفاظ استعمال ہوتے ہیں جبکہ اس
ضمن میں فارسی قریب ہے

میں نے چند مثالیں جان دار اور بے جان کی وضاحت کیلئے پیش کرتے ہیں

پشتو	فارسی
ہلک راولہ	پھر رابار
لڑکی راورہ	چرب بیار
آمن جوارہ	مہر پیر
غنیم یو مسما	گندم پیر
صبر علی راوستی	اوم آوری
چنگہ دی راوستی	خاک آوری
میا بیایے	میرا مارا پھر کی
خود میری وہ ہے	وہی میری

جیسا کہ فارسی میں نوٹ و ذکر کے لئے خاص الفاظ نہیں اس طرح جاندار اور بے
جان کی پہچان کے لئے بھی کوئی صیغہ نہیں اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ زبان
مکمل نہیں ہے اور جو زبان کامل نہ ہو تو جان لینے کے اس کی عمر کم ہے کیونکہ کائنات
بہت تکمیل کو پہنچتی ہے، یہی حالت اردو زبان کی ہے مثلاً جانے والے اور جبکہ واضح نہیں
ہے کہ لے لئے اور لے جانے والا مرثیہ ہے کہ ذکر جان وار ہے یا بے جان البتہ
فارسی کے مقابلے میں قدر اچھی ہے اس لئے کہ ہندی اور عربی کی آمیزش زیادہ
ہے بہر حال نئی زبان ہے۔ لہذا پشتو سے مقابلے کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا

فارسی کے علاوہ ہندی اور سنسکرت بھی پشتو خاندان سے تعلق رکھتی ہے
ہندی زبانوں میں سنسکرت خاص طور پر فارسی اور سنسکرت پرسانیات کے
میں سے کافی تحقیق کی ہے خصوصاً "اوستا" اور سنسکرت کی لگائیت پر لیک
۱۸۶۰ء سے ۱۸۶۳ء میں سوڈن۔ فرن لینڈ۔ کاشیہ۔ ایمان اور دیگر کافر
کا تھا اور بہت سی زبانوں کے گرامر پر کتابیں لکھیں پرسانیات کا پہلا
عالم تھا جس نے مادری زبانوں کے بارے میں کہا کہ ان کا سنسکرت سے کوئی
رابطہ نہیں بلکہ مالا باری زبانوں کے دائرے میں شامل ہیں۔ ریک نے ہندوستان
اور ایمان کے سفر کے دوران بھی کے پاریسوں سے "اوستا" کے قلمی نسخے حاصل
کر لئے ان سے بیشتران نسخوں کی نقلوں کے چند حصے ۱۸۶۳ء میں فرانس کے ایک عالم
"ایمان" بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ثناء اوستا کی حفاظت اور اصلیت
پر ان میں ایک مفصل مقالہ لکھا تھا مغربی لسانیات کے دانشور اس سے پیشتر یہ
مذہب رکھتے تھے کہ اوستا سنسکرت کی پیداوار ہے مگر ریک نے اپنے اس
مقالے میں یہ ثابت کر دیا کہ سنسکرت کی بنی نہیں بلکہ یہ ہے۔

ریک کے ان خیالات کی آج تک کسی نے کوئی خاص مدلل مخالفت نہیں
کی البتہ تاریخ اور زبان کے ماہرین اس پر متفق ہیں کہ یہ دونوں آریائی زبانیں ہیں
آریائی میں پیدا ہوئیں اور آریائی میں پھولی ہیں آریائی کو آریائی سے بھی کہا
گیا ہے۔ آسٹریلوڈ نے مسئلہ قدیم میں اپنے تخمینہ میں آریائی نام کے حدود کی تشکیل
اس طرح کی ہے۔ مشرقی سرحد۔ الباسین (انڈوس) جنوبی سرحد بحر ہند قسطنطنیہ
امیزوس کا پہاڑ چنڈا اور پیناٹا اور کوہستان جو ہند کے جنوب سے درہند تک پھیلے

۱۔ تقابلی زبان لاہ طائفہ ۲۔ ایف ہندوستان قسطنطنیہ

ہوئی ہیں۔ اس خطے کا مغرب کی طرف کا احمد اس حدود سے تشکیل دے گیا ہو یا نہ
کوہستان اور کرمات کو پاس اور پار تان سے جدا کرتا ہے۔

استراہل اپنی تحریکات اس خطے کا بھی اسناد کرتے ہیں کہ آریائوں نے پارس
دریا، بکتریا اور سفیدان کے کچھ حصے اپنی حدود میں شامل کر لئے اس لئے کہ
اس خطے کے لوگ ایک زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ ایدوڈورڈ کہتا ہے "استراہل کے
اسی آخری قبلہ کی تائید میں کہتے ہیں کہ آریائوں نے پارس، دریا، بکتریا اور سفیدان
کے شمالی علاقوں کے کچھ حصے شامل تھے۔ ایدوڈورڈ کہتا ہے اس کا بھی اظہار کرتے ہیں
کہ بکتریا، بکتریا، آریانا کا اہم حصہ تھا۔ بڑی نفیس اور شاہی ادبی
زبان میں کہتے ہیں کہ بکتریا، آریانا کا اہم حصہ ہے۔ اس طرح "اوستا" کے متن میں آریانا
کے جو حدود دکھائے گئے ہیں یا جس جگہ کو آریانا نامیہ کہا گیا ہے۔ وہ بھی
یہی زمین ہے جو مشرق کی طرف سے گلگت سے اندوس تک جنوب میں بحر ہند
تک پھیلتی ہوئی ہے جیسا کہ استراہل، ایدوڈورڈ اور اوستا کی تحریروں سے آریانا
کی حدود اور تشکیل ظاہر ہوئی ہے۔ لہذا ان سے اس خطے کی شمالی حدود بحر ہند
تھا۔ اوستا کا حصہ مغرب میں اس حدود سے تشکیل دیا گیا تھا جس میں کرمات اور پار تان
کے علاقے آریانا سے ملائے گئے تھے اور مشرق میں دریا اور پارس کے علاقے تھے
یہ وہ ناک ہے۔ آریانا نامیہ جو کہ نام سے یاد کی جاتی تھی اور وہ قبائلی اس میں سکونت
رکھتے تھے جو آریائی قوموں کے آباء و اجداد کہلائے جاتے ہیں۔ اور یہاں سے سکرت اور
زندہ کی پیدائش ہوئی تھی۔ زندہ زبان ہے جس میں ابراہامی مذہب کی کتاب اور
مکھی کی ہے۔ سکرت وہ زبان ہے جس میں ہندوؤں کے وید لکھے گئے ہیں جیسا کہ
ذکر کیا گیا کہ سکرت، اوستا یا زندہ اس علاقے کی پیروار ہے۔ اور ان کی حیثیت
دو زبانوں کی ہے۔ لہذا اس سے یہ نتیجہ نکالیا جاتا ہے کہ ایک تو یہ زبان



مترجم: عبد اللہ

دنیا میں ایک زبان بول بھاتی تھی جیسا کہ استر ابولنے کہا ہے اور پھر مہندی اور
 دیگر ذیلی تقسیم اور مختلف ہندوؤں کی وجہ سے وہ عظیم و علاحدہ گروہیں بنیں
 اور ہندوؤں میں ایک رشتہ کی تاب اور شاخ کے نام سے اوستائی اور دیگر ہندوؤں
 کی بولی اور دوسری جرمانہ کے سترق میں پیدا ہوئی سنسکرت کے نام سے
 ان میں یہ دونوں زبانیں ایک ہندی زبان سے وجود میں آئیں یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے
 کہ کت۔ اوستا یا پانیسی زبانوں کی آمد سے پہلے جو زبان آریاؤں کے لوگ بولتے تھے
 وہ کیا ہے۔ دوسرا یہ سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ دو زبانیں کیوں کیوں
 دو دو کون سے حالات اور واقعات تھے جہاں زبانوں کے پیدا کرنے کے
 لئے بنے۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ آریا کے عین مرکز میں جو لوگ رہتے تھے وہ
 آریاؤں تھے جیسا کہ یونانی نوٹس ہیرودوٹس نے سنسکرت میں ان کو پکتان اور
 پکتی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ لوگ جو پکتیا یا پکتیا میں رہتے
 تھے۔ ہندو۔ دلیہ اور جیکو میں چھڑے کا لباس پہنتے ہیں۔ پیر اور چھڑیاں لئے
 جوتے ہیں۔ پکتیا یا پکتیکا وہ علاقہ ہے جس کو مورخین نے آرا کو نیا کے نام سے
 یاد کیا ہے۔ مولان ابوالعزم آزاد و ہرم نے اپنی کتاب اسباب کیف و العزیز
 میں صحتین عبد روستیا اور جوبلی بلوچستان کا شمالی خطہ آرا کو نیا کے نام سے یاد کیا
 ہے۔ بعض مورخین نے آرا کو نیا پر انکو نیا کا بھی لگایا ہے جو اس علاقے کا ایک
 نام ہے۔ ہیرودوٹس اور استرابو دیگر مورخین اور سیاحوں کے علاوہ فروزی
 نے بھی اپنے شاہنامہ میں اپنے وقت سے بہت پہلے کے واقعات بیان کرتے ہوئے
 آریاؤں کے لوگوں کو افغان کے نام سے یاد کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ کہتے ہیں

نشمہ دشت و شہر ہمایہ رکون

افغان و لاجپین و کرد و بلوچ |

مطلب یہ کہ آریانا کے مرکزی خطہ میں جہندوکش سے بولان تک اور ہندوستان سے ہترال تک پھیلا ہوا تھا پشتون رہتے تھے اور پشتو زبان بولتے تھے کہ اسے اب کہتے ہیں کہ آریا نسلے پارس۔ مہرا۔ بکتر یا اور مغریان کے کچھ حصے۔ ساتھ منسلک کر لئے تھے اس لئے کہ یہاں کے بننے والے ایک ہی بولی بولتے تھے لہذا اس سے ظاہر ہوا کہ یہ زبان پشتو تھی جہاں تک قدیم و جدید ماہرین اور سیاحین کی بات ہے۔ تو وہ بھی اس پر متفق ہیں کہ اس خطے پر ہزار ہا سال سے پشتون رہتے ہیں۔ اور ان کی زبان کا نام بھی پشتو ہے۔ البتہ انہیں اس کا علم نہیں کہ پشتو صرف ان کی زبان ہی کا نام نہیں بلکہ ان کی ہولیات و عادات اور اخلاقی قوانین کا نام بھی پشتو ہے۔ اس کی وضاحت آگے کر دی جائے گی۔

گی حب کہ یہاں یہ مغربی سمجھا ہوا کہ پشتو پارس اور سنسکرت کے علاوہ بابا کے قریب زبانوں سے کس قدر اور کتنا تاریخی لسانی اور ثقافتی قرابت رکھتی ہے۔ ماہرین لسانیات کہتے ہیں۔ کہ پشتو پاری کے لہجوں میں ایک لہجہ ہے ایسا سہو اختیار ہے کہ ان ماہرین لسانیات نے پشتو زبان کی گہری نظر سے تاریخی تحقیق نہیں کر سکی۔ بلکہ زیادہ وقت اور توجہ پاری اور سنسکرت کے تقابلی اور تجزیہ پر دینا کیلئے اور یہ قابل دونوں زبانوں کا ایک دوسرے میں الفاظ و تروہ۔ اصوات اور اشتعاعات کی بنیاد پر کی ہے۔ مثلاً ان کا کہنا ہے کہ پاری کا "اس" اور سنسکرت کا "اس" ایک ہیں۔ یا فارسی کا "شوش" اور سنسکرت کا "موشک" ایک ہیں۔ یہ درست ہے کہ پاری اور سنسکرت میں یہاں اور ایسے بے شمار الفاظ و اقلام ہیں جبکہ ہر دونوں میں ایک ہی معنی اور جنم رکھتے ہیں لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ یہ مشترک الفاظ اور نام کیسے ادھر سے ادھر منتقل ہو گئے اور پھر ان الفاظ و ناموں کا اصلی مقام کہاں اور کونسا تھا اور کہاں کی پیداوار ہے اصل شکل وہی ہے جو تاریخی

نسلے میں دکھائی دیتا ہے یا وہ جو کہ سنسکرت کے ہمارے میں نقل ہوئے ہیں کہ الفاظ اور نام کس راستے اور کیسے پاری سے ہند اور ہندوستان منتقل ہوئے اس لئے کہ پاری اور ہند کے درمیان آریانا کے درستی و راستہ کو ہستنا اور دیو پیکل پہاڑ راستہ روکے ہوئے ہیں اور ان پہاڑوں کے درمیان ۱۰ کوہستانوں اور سنگلاخ وادیوں میں ہزاروں سال سے ایک ایسی زبان میں بات چیت ہو رہی ہے جس کی زبان سنسکرت ہے نہ پاری بلکہ ایک ایسی زبان میں بات چیت ہو رہی ہے جو ایک اور جنس ہے اور دوسرے ماہرین لسانیات کے خیال کے مطابق ایک کامل اور مکمل زبان ہے جو ہو سکتا ہے کہ فارسی کے الفاظ اور نام اس کے خطے کو پشتونوں کے راستے اور واسطے گئے ہوں گے اور اس کے ہند کے الفاظ اور نام قدیم پاری منتقل ہوئے ہوں یعنی پہلے پشتونوں کے الفاظ اور نام اپنے ہوں اور پھر دوسروں کو منتقل ہوئے ہوں کیونکہ اس سے ذریعہ اور طریقہ ناممکن تھا اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ پاری اور سنسکرت کے درمیان تعلق کا ذریعہ پشتو تھی کیونکہ آریانا جو بولتا تھا اور دوسروں کے کو لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے اور پھر ہندوستان کے پشتون تھے ہندی اور فارسی ہندوؤں کے درمیان ملاقاتی منطقہ تھا اور اس سے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ سیاسی اور مذہبی اقتدار قبول و انکساف اور تمدنی زندگی پر کافی اثر ڈالتا ہے۔ خاص کر زبان زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ نئے الفاظ۔ نام۔ اصطلاحات۔ محاورے اور ضرب الامثال۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں جیسا کہ مختلف قسم کا مادہ پہننے سے شخصیت نہیں بدلتی بلکہ اس طرح غیروں کے اجنبی الفاظ اور نام میں بھی اصلی زبان کم نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے اور الفاظ دور سے نشان دہی کرتے ہیں کہ ہم اس خاندان کے ہیں

قریب ہے کہ تینوں ایک ہی سمجھی جاسکتی ہیں۔ پہلے اس کی وضاحت کریں۔
 جانتا ہوں کہ سنسکرت قدیم آریانا اور پلنے ہند کے وہی علاقوں میں بنی تھی یا
 سامنے آئی تھی اور اس زبان کی بہن یونانی یا عربی کیسلا میں تھا اور یہ
 علاقہ ہے جس میں بعد کے زمانہ میں اردو پیدا ہوئی یہ مان کے سکندر اعظم
 میں ان علاقوں کو آریانا کے راستے آئے تھے۔ سکندر اعظم ان علاقوں میں اپنے
 گورنر تعین کر چکے تھے وہ مقامی لوگوں سے جو اپنی زبان بولتے تھے ان کی زبان
 نہیں جانتے تھے بلکہ بڑبڑا کر یا اشاروں سے مطلب نکالتے تھے۔ جیسا کہ بعد میں
 فارسی زبان کے اختلاط کی وجہ سے اردو سامنے آئی اسی طرح سنسکرت میں بھی
 یونانی اور لاطینی زبان کے گھسنے کی راہ کسی نے نہ کی تھی سنسکرت زبان کے
 مشہور عالم پانینی بھی اسی زمانہ میں بہتیر حیات تھے اس لئے کہ انہوں نے سنسکرت
 میں سنسکرت زبان کے گرامر کے ۳۹۹۰ قاعدوں پر مشتمل آٹھ کتابیں لکھی تھیں لیکن یہ
 کیسے مان لیں کہ یونان اور لاطینی زبانوں کے الفاظ اتنی دقت سے ہند کی سرزمین
 کو آئے ہوں اور سنسکرت میں مقام حاصل کر لیا ہو جبکہ بھتہ قریب تر تھی۔ اور
 ہزاروں سال سے قریبی رابطہ کتنی تھی اس کا ایک لفظ بھی سنسکرت میں جگہ نہ مل
 نہ کر سکا ہر ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سنسکرت بنی ہی پشتو آدھ ہندی
 سے ہے۔ اور اس کا ہمارے پاس ثبوت موجود ہے۔ وہ یہ کہ سنسکرت میں ہمارے
 بے شمار الفاظ اصل شکل صورت اور شتعات کے ساتھ موجود ہیں

چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

سنسکرت	معنی	پشتو	اردو
पितृ	پاں	پالہ	
पुत्र	پڑیا	پرورتنی	

पुत्र	پڑا	۳७१
मातृ	ماتر	३७२
माता	ماتہ	३७३
शाली	شالی	३७४
गोधूम	گودھوم	३७५
रुचि	روح	३७६
शुचि	شپہ	३७७
शाम	شام یا رات	३७८
मास	میاست	३७९
मायि	مائی	३۸۰
यौव	یووا	३۸۱
यौव	یووی	३۸۲
यौव	یووی	३۸۳
यौव	یووی	३۸۴
यौव	یووی	३۸۵
यौव	یووی	३۸۶
यौव	یووی	३۸۷
यौव	یووی	३۸۸
यौव	یووی	३۸۹
यौव	یووی	३۹۰
यौव	یووی	३۹۱
यौव	یووی	३۹۲
यौव	یووی	३۹۳
यौव	یووی	३۹۴
यौव	یووی	३۹۵
यौव	یووی	३۹۶
यौव	یووی	३۹۷
यौव	یووی	३۹۸
यौव	یووی	३۹۹
यौव	یووی	۴۰۰

MOTHER (ماتہ)

FATHER (پاپ)

پشتو ایٹا لکھنؤ ڈاکٹری تالیف جان شیکسپیر ۱۸۱۰ء
 مخدوم فارسی تالیف مولانا محمد حسین آزاد

”خ“ میں تبدیل ہوئے ہیں۔ جن کا مُبادلہ عام ہے اور تلفظ اس بنا ہے (شرح) شعرا عورت ماہرین مسانیا نے ”زن“ اور ”جن“ کو بتایا ہے۔ جیسا کہ اس سے انکار نہیں کہ ”زن“ اور ”ژنا“ پشتو میں بھی مستعمل اور ”زوی“ (بیٹا) ”زاسن“ (بھتیجہ) ”زوکمرہ“ (پیدائش) ”زہیزل“ (معالجہ) ”زہیزل“ (معالجہ) ”زہیزل“ (معالجہ) اور بالا آخر ”زئی“ جو پشتوؤں کے زیادہ تر قبائل کے ناموں میں یعنی نسل یا اولاد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کا رشتہ مجھ ”زن“ ہے۔ جو کہ سنسکرت میں ”ج“ کے مبادلہ کے ساتھ موجود ہے اور پشتو ”خ“ میں بھی تبدیل ہوتا ہے۔ یہاں وہ وضاحت کر دیں کہ پشتو چار ایسے رکھتی ہے جن کی صوت آریائی زبانوں کے علاوہ دوسری زبانوں میں ملتی نہیں۔ وہ الفاظ ہیں۔

خ - ش - ز - جن
CH ZH TS dz

پہلے ”خ“ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس کی صوت کیسی ہے۔ اور پشتو اور دیگر زبانوں میں کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ صوت جرمن۔ روسی آندی۔ آرمینی اور چیک زبانوں میں اب بھی موجود ہے اور مدمن میں مختلف طریقوں سے تحریر کیا جاتا ہے۔ البتہ جب مُنتہی یہ آواز نکلتی ہے تو کوئی خاص فرق نہیں رکھتا مثلاً جرمنی زبان میں ”خ“ کی صوت کے لئے dz کا لفظ استعمال ہوتا ہے چیک زبان میں cz ایسے بناتے ہیں کو ”سلاویکیہ“ ”CZECHOSLOVAKIA“ ایسے لکھا جاتا ہے لیکن تلفظ کی ادائیگی ”چیکو سلاویکیہ“ سے کی جاتی ہے۔ روسی

ان میں ”خ“ اور ”ش“ دونوں (لما) لکھا جاتا ہے۔ سنسکرت میں ایسے (ما) لکھا جاتا ہے۔ لیکن بولاش ”ج“ سے جاتا ہے اور فارسی میں ”ز“ سے مثلاً فارسی میں ”زانو“ اور سنسکرت میں ”جانو“ جو پشتو میں ”جگون“ البتہ ”ج“ اس طرح صوت بیکانیر اور جیسلمیر کی ہندی ریاستوں میں کافی موجود ہے خصوصاً برہمن میں جہاں کہ ایسے نہیں کہا جاتا کہ ”ج“ میں جانتی ہوں بلکہ ایسا کہے گی۔ ”ج“ جانتی ہوں۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر دیں کہ اصلی زبان دیہی عورتیں محفوظ رہتی ہیں۔

”خ“ پشتو کی یہ صوت سنسکرت۔ روسی۔ جرمنی اور اسی طرح مشرقی زبانوں کی بہت سی زبانوں میں اب بھی موجود ہے اور اس کی ادائیگی اور تلفظ اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ پشتو میں مثلاً جرمنی زبان میں اخبار کو ”خائیونگ“ ”ZIETUNG“ اردو میں اس کا تلفظ ”سائیونگ“ یعنی زیڈ (Z) سے ”خ“ جانتے ہیں۔ روسی زبان میں جیسا کہ پہلے عرض کر چکا اسی طرح ”خ“ لکھا جاتا ہے۔ لیکن تلفظ کی ادائیگی ”خ“ سے کی جاتی ہے۔ اس صوت میں ایک جگہ ملاحظہ کریں۔

мне Двадцать (тридцать)
пятьдесят) лет

افعلی ترجمہ:- منی دواخات (ترخات) پیا دلیات) لیت
معنی:- میں بیس (تیس) پچاس سال کا ہوں۔

اس طرح روسی زبان میں ”باپ“ کے کلمہ میں بھی ”خ“ ظاہر ہے باپ کو ”آخیش“ کہتے ہیں اور ”چاند کو میسا“ پشتو میں چاند کو میاشت کہتے ہیں۔

فرہنگہ یہ صوت روسی زبان میں بہت زیادہ ہے۔

کتاب کبھی اور اس کام پڑھ کر رکھا گیا۔ زندہ اس ہتھکڑی کہتے ہیں جس کو
دوسرے ہتھکڑی کے سے چھوڑا گیا، پیدا ہوتا ہے۔ اس کے معنی اور طلب
یہ تھا کہ اس کتاب سے نذرانہ کے لئے لکھتے ہیں چرکہ "زندہ" کی زبان بہت
فصل تھی اس وجہ سے زندہ کے پیر و کاروں نے اس کی شرح لکھی اور
اس کا نام "پانڈ" رکھا گیا یعنی وہ دوسرا ہتھکڑی ہتھکڑی میں مکر رہتا
ہے اسے رکھ رکھا ہے۔ تو یہ آگ کی چمکا رہی ہے حق کے شعلے ظاہر کرتا ہے
مگر شرح یعنی "پانڈ" زندہ سے بھی مشکل ہوا۔

علامہ اقبال نے مفسرین کے بارے میں فرمایا ہے کہ

احکام تیرے حق ہے مگر اپنے مفسر

تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پانڈ

جب تفسیر اصل سے مشکل ہوئی تو زندگی عالموں نے "پانڈ" کی تفسیر لکھیں
اور ان پر استاء کا نام رکھا گیا جب کے بعد میں "ادستا" کے نام سے شہر
ہوا یہ کتاب پیش ابواب پر مشتمل تھی لیکن اس میں صرف آیتوں کا باب زیادہ
ہوا ہے جبکہ دوسرے مفسرین اس کے بعد اس مذہب کے عالموں اور دوسرے
تحقیقین نے بہت سی کتابیں مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے لکھیں
جن کے نتیجے میں بہت سے لغت متروک اور نئے نئے لغت اس میں مل
ہے مولانا محمد حسین آزاد کہتے ہیں کہ ہمارے لغت کی کتابوں میں بہت
سے ایسے الفاظ ہیں جن کے سامنے یہ لکھا گیا ہے کہ یہ لغت زندہ پانڈ
کے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لغت استعمال میں نہیں آتا۔ اور اس طرح
تواضع کی اسلیت ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا ماطہ زندہ سے جوڑنے
میں کبھی ہمدستی سے کبھی دوسری اور کبھی دوسری قدیم کے ساتھ

ایسے یہ دیکھتے ہیں کہ آیت سب جن کے دور میں زندہ تھے
میں کس دور اور زمانہ میں پانڈ لکھا گیا ہے اس کے لئے کتاب
میں تعین زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے اس
بارہ اور فاضلین کے نام سے بھی مرسوم کرتے ہیں پانڈ کے بارے میں لیا
زائد قریب میں ایک نیا مثنوی شخصیت غیر معمولی حالت میں برسرِ اقتدار تھی
اس ساری دنیا کا نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ پانڈ کے ایک ہی نیز
ایک ہوا گور و دل تھا جسے پانڈ نے سائے میں پانڈ نے غرض اور غلوں
روئے نام سے یاد کیا۔ آگے دیکھتے ہیں کہ اتن نہیں بلکہ حبیب خود کہتے ہیں تو
پانڈ لکھی اور آگے برحق ہے۔ البتہ ہم اس میں قیاس سے زیادہ حراست نہیں
پانڈ میں زندہ تھے۔ زندہ تھے، کلام معصوم اور سائنس کی ابتدا کی ابتدا
اور کلامی میں برسرِ جہاں آیا اس زمانہ میں دونوں شخصیتیں ایک دوسرے
سبب نہیں آتی ہیں؟ اور آیا ایسا خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اس زمانہ میں سائنس
میں تعلیم اور سبب سے نہیں حاصل کی؟ سائنس کی ابتدائی زندگی کے
ابتداء کی ایک گم شدہ داستان ہے۔ قرآن کا مقام کا مقام ان دونوں شخصیتوں
میں کلامی میں نہیں ملتا؟ (اصحاب کویت ۳۴)

پانڈ بات لایا ہوتی کہ زندہ تھے جنہیں زندہ تھے ہیں پانڈ
پانڈ پیدا ہوئے تھے ظاہر ہے کہ زندہ ۵۰ ق م کے لگ بھگ لکھی گئی
پانڈ اور اداسا کی تفسیر لکھنے میں بھی کافی دقت سرٹ ہوا ہوگا اور
وقت سرماں معین کیا مائے لو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کم از کم چار پشتون
پانڈ اور چار ہزاران میں بھی یقیناً پانڈ میں پانڈ تھی آئی ہوگی۔
پانڈ پانڈ پانڈ کہ زندہ کو آیت کی نیت سے جب پانڈ

نصا صلا یہ لفظ اہریدیائی ہے۔ یہ روڈوشس جو "بن" کا تلفظ نہیں کر سکتا
یا اُن کے پاس اس کے لئے کوئی حرف نہیں تھا پسہنت "کو پکت" اور
جو لوگ آج بھی "بن" کا تلفظ نہیں کر سکتے تو وہ پشتون کو پختون یا پشتون
ہیں۔ غرضیکہ ماہرین لسانیات اور مدحین کے لئے لفظ "بن" کو کاوش بنانا غر
اس کے لئے نہ تو ان کے پاس صورت تھی اور نہ حرف اس وجہ سے کسی نے نہ
نے مک "اور کسی نے ش سنی کہ بعض نے رو میں تبدیل کی ہے جیسا کہ پہلوی زبان
پارنا ماہرین لسانیات کا کہنا ہے کہ پرورد پشتو پارس اور پارت تینوں در
ایک لفظ ہے جبکہ مختلف لہجوں میں تلفظ بھی مختلف ہوا ہے اس کا یہ مطلب
کیا جاسکتا ہے کہ جس زبان میں "اورتا" بن رہی تھی چونکہ اس وقت آریانا
وسیع و عریض خطہ تھا زبان بنیادی طور پر ایک تھی البتہ مختلف علاقوں کی
آہدہ بھاک وجہ سے لہجوں میں تماد تھا جبکہ بعد میں سیاسی اور مذہبی تغیرات
وجہ سے زبان منقسم ہوئی جو لوگ بحیرہ خزر کے آس پاس آباد ہوئے یعنی "حزب
طوت کو ق کر گئے تو وہ پارٹیان کے نام سے مشہور ہوئے اور جو منہب کی طرف
ہلے اور زری شہنشاہت کی بنیاد رکھی تو وہ پارس کے نام سے یاد کئے گئے
لنگا اور وہ لوگ جو اپنے مقام پر سکونت پذیر رہے وہ پشتون کہلاتے تھے۔ ہندو
کی مشہور مذہبی کتاب "ریگ وید" کا ٹھوس باب کے چھوٹے سرود میں پرورد
PARSHU کے نام سے ایک دیوتا اور سخت مزاج آدمی کا ذکر ہے جسکرت کا
نام ہے۔ لسانیات پانین "PANI" پروردی تھا پارا کا رہنے والا تھا
یہ روڈوشس تھا۔ ماہرین لسانیات نے پرورد سے وہی "پرورد" اور "پارسیان
پاروانہ" ہے اور پختہ ہیں کہ یہ دو زبانیں ہیں۔ یہ دو زبانیں اس وجہ سے قریب
ہے کہ ان کے تقریباً سوس پچہتر الفاظ سنسنہ میں خٹکے کے لفظ کے بارے میں لکھا

اور درام مزاج لوگ پشتون کہلاتے تھے۔ پانینی خود بخود میں کہ آیا ان کا سب
"PARSHVADI" کہلاتا ہے پانینی نے اس گروہ میں
"MADHUMANTA" کے نام سے بھی یہ قبیلہ لکھا ہے۔
اس زبان پر لوگ گندامارا کے قریب سکونت رکھتے ہیں۔ "مہا بھارت" کے نام
اور ہند شمال مغرب میں دکھایا گیا ہے۔ اور ستائیں یہ لفظ "ہند" اور پشتو میں
"ہند" بنتا ہے۔ یہ بھی وہی پشتون ہیں۔ جو آج بھی پشاور کی مادی میں دریائے کابل
کا پانی پانی علاقوں میں رشتہ ہیں۔ اسی کے ساتھ ایک اور قبیلہ "اہریتا"
"Arya" کا نام بھی آیا ہے اور اس کے معنی ناقابل شکست تھا کیونکہ آریانیوں
اس میں "اہریتا" "APARYTAI" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ وہ
وہ ہیں جنہیں دوسرے لوگ آفریدی کہتے ہیں یہ خود بھی اور دوسرے پشتون
اسی کہتے ہیں یہ پشتون ہیں اور کوہستان میں رہتے ہیں۔

جیسا کہ اس سے پیشتر یہ واضح ہوا کہ سنسکرت کی پیدائش اور رہنے کا مقام
یہ تھا اس لئے کہ اس منطقہ میں آسیائی اور ہندی تہذیبیں آپس میں ملتی
تھیں۔ محققین اس خطے کو گندامارا کہتے ہیں یعنی پشاور کی مادی
اور تہذیب اور کہتے ہیں کہ سنسکرت کی تحریریں اس سرزمین کے لوگوں کی ہیں
انہوں نے "پشتو کے علامہ ہر سیکا" "Parsi" "شاکا" "SHAKA"
"پاروں" "PAHLAVA" کے نام سے بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس
وقت آپ ہوا کہ وجہ سے زبان میں تبدیلی آئی تھی بلکہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ
اسا کے وسیع و عریض خطہ میں دور دراز نہایتی علاقوں میں قبائل ایک دوسرے
نہا ہوا رہتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی اسی طرف رہتے ہیں جو قبائل ایک دوسرے
بلا کر تھے یا ایک دوسرے کے مقابل رہتے تھے۔ ان کا لہجہ ایک طرح کا تھا اور

اوقات میں کبکے ہیں: اس وجہ سے ریگ وید کے مردوں کے لئے نام
کاتھین کرنا کو آسان کرانہیں۔

میں ملنے دینے مردوں کو چار دھانوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) سوتر یا سہاس کی شریاٹ کا مجموعہ شتق سے شتق مہم۔

(۲) ہیمان یا دھیا آداب کی تعمیرات شتق سے شتق مہم۔

(۳) مانتراس "MANTRAS" کا نام یا ریگ وید کا یا عصر شتق مہم

شتق مہم

(۴) ہماناس یا شاناس (HANDAS) کا نام یا ریگ وید کا تقسیم ہمان

شتق مہم سے شتق مہم

موسیو وینٹرنیٹز (WINTERNITZ) اس بارے میں لکھتے ہیں کہ

اترک کے کشتوں اور تحریریں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ شتق مہم

ہند کے بڑے علاقے میں پھیل گئے تھے اس لئے کہ ہانانا (YADHAYANA)

اور دوسرے ویدوں سے ہند کے جنوبی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ ان علاقوں پر شتق مہم یا شتق مہم انہوں نے تسلط قائم کیا تھا اس سے

چاہیے کہ شمال مغربی علاقوں اور افغانستان میں شتق مہم سے شتق مہم

آریہ لوگوں کا وجود مانا جائے۔ سنسکرت کا ایک اور ماہر لسانیات "ہیڈلے" (HIDLEY)

کہتے ہیں کہ یہ فرض کر لیں کہ آریہ قبائل جو باوجود اس کے کہ اندرونی اور بیرونی غارت

رکت تھے پھر بھی پانچویں یا آٹھویں صدی میں ۲۳ لاکھ مربع میل رقبہ پر چھپائے

ہوئے ہوں اور پھر اس میں حکومتیں قائم ہوئی ہوں یہ بے عقلی نہ بنانے والی بات

ہے۔

ماہرین لسانیات اور تحقیق نے دینے مردوں کو دوسروں میں تقسیم کیا

وہ ہے اور آریہ لوگوں نے لکھے ہیں۔ دوسرا وہ جس سے جو پنجاب

اور ہند کے تمام زبانوں کے الفاظ اس میں شامل ہوئے ہیں جو

کبکے ہیں۔ وہ اس لحاظ سے کافی قدیم ہیں۔ یعنی قدامت کو دیکھ

آریہ ہند آریہ زبانیں لکھے ہیں۔ سکندریہ آریہ ہند کے ہند کے ہیں

پنجاب تھا ایک تو راستے میں عقائد دوسرا سرسبز شاداب تھا

اور حقے و شریاٹ تھے ان کے لئے یہ علاقہ بہت ہی موزوں تھا۔

یہ تو ہی نہیں بلکہ ان کے بعد آریہ لوگوں سے جو لوگ ہند کی سرزمین کو آئے۔

وہ بھی پنجاب تھا اور یہ جگہ آریہ لوگوں کی شولیت کو مرکز

اور سنسکرت کا دھرم تھا اور انہوں نے اپنی زبانوں کی تحقیق کرتے

ہوں سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔

سنسکرت اور ہند کا سنسکرت زبانوں کی حیثیت سے ابھرنے کو زمانہ سنسکرت

سنسکرت کہہ سکتے ہیں

آریہ شتق مہم سے آریہ ہند کی سرزمین کو تسلط کیا ہے۔

سنسکرت کو براہ راست یا راستہ کے ذریعے جو الفاظ منتقل ہوئے ہیں وہ

ماہرین کے الفاظ ہیں۔ جنہیں ماہرین لسانیات نے ہندی۔ پنجابی۔ سنسکرت۔

موسیو۔ پریٹو۔ پریٹو۔ اور پانچ کے ماحول سے موسوم کیا ہے۔

سنسکرت اور اس سے ملنے والی زبانیں آریہ لوگوں کے شمال اور شرقی علاقوں

میں اور گندھارا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

اب ہم دیکھ دیجئے کی طرز نوشتہ ہے اور پھر حسین آریہ لوگوں کے پہلے پہلو

میں آریہ لوگوں کے سرسبز شاداب میدانوں اور پھر فضا دروں اور پھر

لوگوں کے کنارے آریہ لوگوں کے خیول قافلوں اور بڑے بڑے

ہے۔ کہ خدا۔ کتھذا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس سے کہ صوفی اعتبار سے دینیے الفاظ ہیں۔ اسی طرح کچھ بھول ہیں۔ سی۔ و کہیں غنی کہیں جلی اور کہیں بالہ جلتے ہیں۔ جیسا کہ کانگریسی بھجوں میں تیر کی ہے کہ جاتی ہے۔ اور صرف وہ جاتا ہے مثلاً "دخت تیرھو" نہیں کہیں گے۔ بلکہ دیر وخت رسوہ ہیں۔ یہی حالت وہ کہ ہے حجاب کو خاب کہتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں بھجوں کے اصول کے مطابق اصل لفظ ٹیوٹانی نہیں بلکہ "دونانی" ہو گا۔ جرپٹہ کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ اور جیسا کہ دوسرے پشتون یہ بھی اسی طرح کے پشتون کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہی لوگ ہوں بھجوں نے جرمنی میں اپنی حاکمیت قائم کی اور روایات ان پر غلبہ پنے اور اپنی کے ذریعے جرمنوں میں پشتونوں کا خون دریا داخل ہوئے ہوں۔ جبکہ پشتونوں کی صوت اور کچھ الفاظ جیسا کہ شال کے پر اس سے پہلے پیش کئے گئے ہیں ان میں موجود ہیں بلکہ کچھ ثقافتی علامات بھی ان ہائے جلتے ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

تاسمٹا کے بہت پرانے زمانے میں آریں کہاں سے آئے اس بارے میں نظر بیٹے ہیں ایک یہ کہ سامٹیر یا سے چنے آئے وہ ٹھہرایہ کہ پامیر کے پہاڑوں سے آئے ہیں۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ ان کا اصل مقام بامناش اور دینوب کے درمیان سرسبز و شاداب علاقے تھے۔ اس لئے کہ یہ مال دار تھے۔ جمیروں کے ہڈے بٹ رہے پاتے تھے۔ ان کے لئے ایسی ہی جگہ سوزندہ تھی مثال کے ساتھ ہی ان سامٹیر کے شمال میں واقع ہیں۔ قبائلی سیراجی سرزمین پر بھی صدیوں زندگی رہا ہے۔ ماہرینِ اسانیات اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ۔ ہرگز سے سین دھڑاجن علاقہ میں رہتے تھے ہر چند کہ ان کی زبان اس سا ایک تھی مگر ایسے کافی تھے۔ کہ کسی باہری بھی کہتے تھے اور مویشی بھی بہت پالتے تھے مگر ایک جگہ چایاں اور

تھے۔ کبھی یہاں اور کبھی وہاں خانہ بدوش کوچیوں اور باوندوں کی گد میں ایک جگہ دوسری جگہ حرکت کرتے تھے اور مویشیوں کی وجہ سے سرسبز و شاداب علاقے تلاش کرتے تھے سب سے پہلے اپنی لوگوں نے گھوڑوں کو تربیت دی اور ان کو گاڑیوں اور ادا میں استعمال کیا ان لوگوں نے جہاں جہاں آہستہ آہستہ کافی عرصہ میں حرکت کی تھی تین جہانے پہچانے راتوں پہچلتے تھے کچھ مغربی ملکوں کی طرف کچھ کیپین اور خزر کے علاقوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ اور کچھ نے ہندو کش کے جنوبی علاقوں کی طرف کوچ کیا کیونکہ وہ قبیلوں کی شکل میں تھے۔ اس لئے ہر قبیلہ اپنے لئے علیحدہ نام رکھنا عفاؤہ لوگ جو کیپین اور خزر کے کھلے علاقوں کی طرف چل پڑے ہاں لک "یا کاسک کے نام سے دوسرے ہوئے ہیں۔ سامٹیر یاں کاسک کے نام سے ایک جگہ اب بھی وہی نقشے میں موجود ہے اور اسی طرح خزر کے منطقہ میں بھی کاسک کے نام سے ایک جگہ ہے (وہی نقشے پر نگاہ ڈالیے) جو قبائل مغربی علاقوں کی طرف گئے ہیں وہ وہی اقوام ہیں۔ جو جرمنی۔ آسٹریا۔ ہدانیہ۔ اٹالیہ۔ سوئیڈن۔ فن لینڈ۔ ناروے۔ ڈنمارک اور دیگر ممالک سے نکالے جاتے ہیں۔

تیسرے وہ لوگ تھے جو ہندو کش کے دامن کی طرف چلے گئے ان لوگوں کے بارے میں تیناں مفصل معلومات ویدی سرمدوں میں محفوظ ہیں۔ اگرچہ دھدی سرود مذہبی نظریوں کا مجموعہ ہے مگر کافی فائدہ مندرجہ ذیل معلومات بھی رکھتے ہیں۔ وہ آریں جو دیروں کے زمانے سے بھی کافی عرصہ پہلے ہندو کش کے دونوں طرف آباد ہوئے تھے۔ تہذیب و ثقافت سے اچھی طرح آشنا تھے۔ اور طبیی مظاہر سے کافی سکاف رکھتے تھے جو ان کے ثنائی ادب اور روایات میں آج تک محفوظ ہے۔ ویدی سرمدوں سے یہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن پہاڑوں اور دیاروں کے نام سے آباد تھے۔ اور ان کے تہذیب و

ہے۔ کہ خدا۔ کتھڑا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ صوفی اعتبار سے درجۃ
الفاظ ہیں۔ اسی طرح کچھ لہجوں میں سے سی۔ و کہیں معنی کہیں جلی اور کہیں با
جلتے ہیں۔ جیسا کہ کانڑی لہجہ میں "تیر" کی "تے" لگ جاتی ہے۔ اور صرف
وہ جاتا ہے مثلاً "ڈیر دخت تیر لھو" نہیں کہیں گے۔ بلکہ "دیر دخت تر لھو"
ہیں۔ یہی حالت وہ کی ہے۔ جواب کو غاب کہتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں
لہجوں کے اصول کے مطابق اصل لفظ یونانی نہیں بلکہ "دونانی" ہو گا۔ ہر لہجہ
کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ اور جیسا کہ دوسرے پشتون یہ بھی اُسی طرح کے پشتون
کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہی لوگ ہوں جنہوں نے جزئی ہیں۔ اپنی مالکیت قرار کی۔
معاہدات ان پر تنوین اور انہی کے ذریعے جرمنوں میں پشتونوں کا خون و
داخل ہوئے ہوں۔ جبکہ پشتونوں کی صورت اور کچھ لفاظ جیسا کہ مثال کے طور
پر اس سے پہلے پیش کئے گئے ہیں ان میں موجود ہیں بلکہ کچھ لغاتی علامات بھی
پائے جاتے ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

تاریخ کے بہت پرانے زمانے میں آریہ کہاں سے آئے اس بارے میں
نظر ہے کہ ایک یہ کہ سامیاریا سے چلے آئے اور کراہ کہ پامیر کے پہاڑوں سے
آئے ہیں۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ ان کا اصل مقام بالائی اور جنوب کے درمیان
سر سبز و شاہاب علاقے تھے۔ اس لئے کہ یہ مال دار تھے۔ پھیروں کے بڑے بڑے
پہاڑ ہاتھ تھے۔ ان کے لئے ایسی ہی جگہ موزوں تھی احوال کے پہاڑ بھی ان علاقوں
کے شمال میں واقع ہیں۔ قبائلی نعروں سر زمین پر جمی صدیوں زندگی پر کی
ہے۔ ماہرین مسانیاں اور مہین کا کہنا ہے کہ ہرگز نہ۔ جن دہائیوں علاقوں
میں رہتے تھے ہر چند کہ ان کی زبان اس سا ایک معنی تھی مگر یہ کافی تھے۔ کہستی
باری بھی کرتے تھے اور موسیقی بھی بہت باتے تھے مگر یہ۔ چھ پانچ نہیں رہا

تھے۔ کبھی یہاں اور کبھی وہاں خانہ بدوش کوچیوں اور پادروں کی گائیکہ
دوسری جگہ حرکت کرتے تھے اور رویشیوں کی وجہ سے سر سبز و شاہاب علاقے تلاش کرنے لگے۔
سے پہلے اپنی لوگوں نے گھوڑوں کو تربیت دی احوال کو کانڑیوں اور لہجوں میں استعمال
کیا ان لوگوں نے جڑ بڑا آہستہ آہستہ کافی عرصہ میں حرکت کی تھی تین ماہانے پہچانے راتوں
پہچلے تھے کچھ مغربی ملکوں کی طرف کچھ کیپین، و خزر کے علاقوں کی طرف چلے
گئے ہیں۔ اور کچھ نے ہندو کش کے جنوبی علاقوں کی طرف کوچ کیا کیونکہ وہ قبیلوں
کی شکل میں تھے اس لئے ہر قبیلہ اپنے لئے علیحدہ نام رکھتا تھا وہ لوگ جو کیپین
اور خزر کے کھلے علاقوں کی طرف چل پڑے وہاں تک تیا کا سک کے نام سے
موسم ہوئے ہیں۔ سامیاریا تک کے ایک سے ایک جگہ بھی وہی نقشے میں موجود
ہے اور اس طرح خزر کے منطقہ میں بھی کا سک کے نام سے ایک جگہ ہے (وہی نقشے پر
نگاہ ڈالیں) جو قبائل مغربی علاقوں کی طرف گئے ہیں وہی اقام ہیں۔ جو جزئی۔
آسٹریا۔ رومانیہ۔ اطالیہ۔ سوئٹن۔ فن لینڈ۔ ناروے۔ ڈنمارک اور دیگر
تاروں سے لپکے جاتے ہیں۔

تیسرے وہ لوگ تھے جو ہندو کش کے دامن کی طرف چلے گئے ان
لوگوں کے بارے میں زیادہ مفصل معلومات ویدی سرحدوں میں محفوظ
ہیں۔ مگر یہ نہی سرحد مذہبی تعلیم کا مجموعہ متکثر کافی فائدہ مند جزائی
معلومات بھی رکھتے ہیں۔ وہ آریہ جو ریدوں کے ذریعے سے بھی کافی عرصہ پہلے
ہندو کش کے داخل طرف آباد ہوئے تھے۔ تہذیب و ثقافت سے اچھی طرح
آشنا تھے۔ اور طبی مظاہر سے کافی لگاؤ رکھتے تھے جو ان کے شکاری ادب
اور معاہدات میں آج تک محفوظ ہے۔ ویدی سرحدوں سے بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ کن کن پہاڑوں اور دریاؤں کے کنارے آباد تھے۔ احوال کے تہذیبوں کے

نام کیا تھے۔ شاہ کابل کا دربار کوہ پاب کے نام سے گورنر کا دربار گواقی کے نام سے اور دربار کے نام سے یاد کیا ہے۔ ویسے میں شمالی خطوں کے مقابلے میں مستند تھے۔ کا ذکر زیادہ برابر ہے اور ان میں بھی زیادہ ذکر سندھو (سندھ)۔ سندس کے مغرب اور مشرقی معاون دریاؤں کا کیا ہے۔ جیسا کہ لٹری اور تاریخی رشتہ رک گیت کی ایک شہر صنف مبادیہ علاقوں میں کہے گئے ہیں۔ اس طرح دونوں کے سرحد بھی جو مختلف کہے گئے ہیں ان کے بارے میں معلومات دیتے ہیں۔ اس بارے میں زیادہ تر سرحد وہ ہیں جو جیسا کہ پنجاب کے درمیان کہے گئے ہیں اور یہی علاقہ ہے جو مشرقی اور جنوبی آریانا کے نام سے یاد ہوا ہے اور سات دریاؤں تک پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ قدیم سرحد درمیان سے غائب ہو گئے ہیں۔ لیکن سرحدوں میں جو کہ اندازاً ق ۱۱ اور ق ۱۲ کے درمیان عرصہ میں سامنے آئے ہیں۔ ان میں ہندوکش کے جنوب مغربی حصہ میں بلہیکا کے نام کا ذکر آیا ہے۔ آپ نے گذشتہ صفحہ میں پورا کہ سنسکرت میں "خ" کھ میں تبدیلی ہوئی ہے۔ برہمن ہندو مت میں پورا اور ہندی دانشور شاندار اس علاقے کو ویدوں کے منطق میں شامل سمجھتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ ویدوں کے جغرافیائی معلومات زیادہ تر دریاؤں سے متعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ دریاؤں کے شاہد علاقوں میں آریا کافی عرصہ رہے ہیں کہ نہ کہ وہ زیادہ مال دار تھے اور یہ علاقے زیادہ آباد تھے کہتے ہیں کہ وہ قربانی کی رسم دریاؤں کے کنارے ادا کرتے تھے۔ جو کہ انہوں نے اپنے ادبیات میں دریاؤں اور جنگلات کی تعریف کی ہے۔ پشتو لوگ کثیر

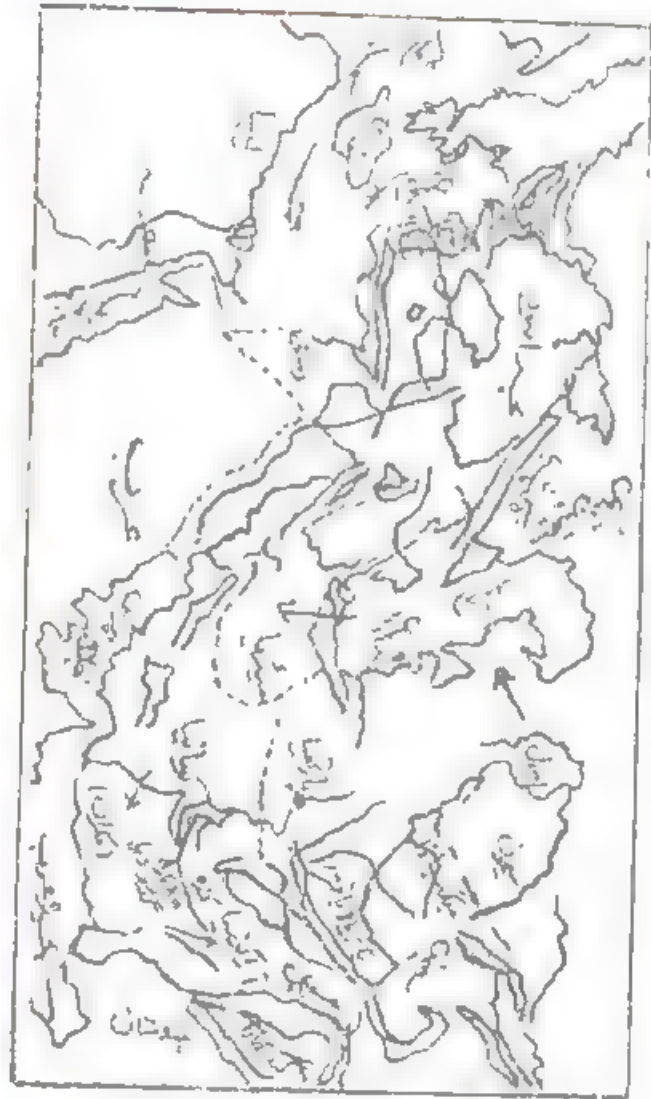
انتہا سے تھے۔ تاہم قدیم انداز متان دریاؤں بلکہ اس کا ذکر

میں پھاڑوں اور دریاؤں کا ذکر بار بار آتا ہے۔ دریا نے کابل کوہ پاب کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یونانی اسے کوفن کہتے تھے کابل کا دریا اپنے تمام معاون دریاؤں کے ساتھ ایک کے حصہ میں انڈس سے ملتا ہے۔ کوہ پاب کا دریا اور کوہ پاب کا درہ ریشیوں یا ویدی زمانے کے آریا شاعروں کے لئے بہت بانیہ رکھتا تھا اور اسے اپنے گیتوں اور سرودوں میں بڑی اہمیت دی ہے۔ یہ کہ جس میں کہ دریا کوہ پاب (کابل) اور کوہ پاب درہ یعنی وہ خیر شامل ہے۔ افغانستان اور قدیم ہند کے درمیان ایک طبعی راستہ سمجھا جاتا ہے۔ (اندازاً ق ۱۱ میں جب آریا باختر سے ہجرت کر کے اور ہندوکش کے دریا سے اتر آئے تو آریانا کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں پھیل گئے اور اباشین تک پہنچ کر پاب دریا اور (سندھو) کے دریا کی تعریف میں جو سرود کہے گئے ہیں۔ ان میں چند ایک کاشال کے طور پر ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ جو سرودوں کی پانچویں اور چھٹی چیزیں آئے ہیں۔

لے سندھو: تو پہلے اپنی شونخ و پینل لیریا اور پاب پانی۔
پرشنا (TRICHYMA) اس (FASA) سنی (CUTI) اور کوہ پاب (KOUBHA) دریاؤں سے ملتا ہے اور غورگھاتی درگول اور گرد مڑ گول کو کھینچتا ہے۔ اس میں آپ نے دیکھا کہ کابل۔ گول اور دیانے کرم اور چند اور معاون دریاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک وید کے سرود کی پہلی جہد ۵۲ پر پانچویں کتاب کے ۵۳ سرود کا اجماع ملاحظہ فرمائیں۔ اسے اردو میں اسان یا ہما کے بیچ میں سے اس کا کسی قسمی جگہ سے پرانا کر کے آجا اور اس سے بہت جلد ہی پورا دریا

انڈس کو پشتو زبان میں اس میں کہتے ہیں۔

ان میں پہاڑ کو بہا کوست چھوڑنا جو کھوکھلا ہے۔ ایک وید میں ماریت
 کے رب انور سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لیا جاتا ہے کہ ستر منوں
 اور بارشوں کے لئے خدا نے نوکر نشتہ مقرر کئے ہیں۔ اس زمانہ
 میں طرح کے سفید بننے کے بعد اچھا قزول کو رب انور سے سمجھتا ہے۔
 اس میں مت چھوڑنا جو تم کو معطل کر دے۔ یا سارا کاشٹ
 دیا تو ہاری راہ بند کر دے ہماری طرف آجائے اپنی برکتیں ہم پر
 آجائے۔ اس جتنے میں کہ بہا (کابل) کو سو (کرنی) کے دریا اور سندھ کے
 پندرہ معاون مسیا یا کوئے گئے ہیں کہ (KROUMOU) (دینا ہے
 وہ پاؤں کے سرور میں کر دے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور ایک سر
 وہ کچھ تفر کے ساتھ کر (KRAUMOU) لکھا گیا ہے۔ وہ کرم
 وہ قابل کے دے کی طرح ان طبعی راجوں میں سے ایک راستہ ہے
 وہ آبیان کے بلند بالا سطحوں سے انور کے میدانوں تک پہنچی ہے۔
 وہ لی اور کوہ سفید کے درمیان واقع ہے کرم وہ حصوں میں تقسیم
 ہے۔ بالائی حصہ پہاڑی ہے اور نچلا حصہ وہ وادیاں ہیں جو
 اور کوہ سفید کے درمیان بھری ہوئی ہیں کوہ سفید دسے ساری
 ایک بلند ریاری کی طرح کھڑا ہے۔ کرم کے جتنے میں یہ پہاڑ سطح سندھ
 کے برابر نہایت بلند ہے۔ اور وادی کی زمین سطح سندھ سے پانچ ہزار
 ہے۔ یہ بہت خوبصورت درہ ہے۔ اور اس کی مٹی نہایت ندر ہے
 اس طرح طرح کے لہیز چل پیدا ہوتے ہیں درہ کرم میں اس وقت توہی
 محمد اور مدالیش خیل قبا کی رہتے ہیں۔ اتان زئی اور احمد زئی ان
 کی شاخیں ہیں۔ کپتوں کے یوک بہت بڑے بہادر قبیلے کی ایک شاخ



دیگی زمانہ میں اس خوبصورت درے میں تمام پذیر تھی اور یہ لوگ اُنی
اولاد ہے۔ جواب تک اسی مقام پر زندگی گزار رہے ہیں گو مائی (OMATI)
اور بے گول (جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا گول کا تدی نام ہے) کروڑوں
کے ساتھ ساتھ وہیں سرور میں آیا ہے۔ اور ایک دوسرے کے قریب بھی ہیں
سندھ کے جنوبی معاون دریا ہیں۔

ہند کے شمال مغربی جغرافیہ کے مولف (وی۔ وین مارٹن) نے
ہیں کہ وہی قبیلے کافی عرصہ سندھ اور (وتیاستا) کے وسطی علاقے میں
رہتے تھے اور پہاڑوں سے مقابل سواحل پر نظر رکھتے تھے اس وجہ سے
اُن کو اس علاقے کی زیادہ پہچان تھی۔ جس کو گول سیراب کرتا تھا۔ اور
گوانی کا نام بعد کے زمانہ میں سنسکرت کے ناموں میں بہت آیا و سہا
نما ہے یہ آباد اور سرسبز شاداب درہ گائے کے گلوں اور ریوڑوں کی
بہداشت کے لئے بہت موزوں تھا۔ سوئی (CVETI) سموت کا نام
وہی سرور میں آیا ہے۔ جو گول کے عیا اور اس کے دیگر معاون دریاؤں
سے نادر تھا۔ اور مشرقی ہندو کش کے جنوبی دامن سے نکلتے اور گول
دریا میں شامل ہوتا ہے امریکا سمیتش نے سنہ ۱۸۵۱ء میں اس دریا کو سوئی
کے نام یاد کیا ہے اور بطیموس نے سنہ ۱۸۵۱ء میں سواستوں کے نام یاد کیا ہے
ریگ وید کے ششم جڑ کے سروروں سے ایک سرور میں یک دریا کو سوئی
(SOUVASTOU) کے نام سے جی یاد کیا گیا ہے۔ مہاجرات میں ہیں

ایشیائی سنو کیس نکو دار یونانی کی نسبت چند گیسٹ دریا میں ۱۲۵۱ء
سفر کے کیا تھا۔ برسیہ ہی تاریخ میں ۱۲۵۱ء

مال مغرب علاقوں کے ناموں کی بہت میں بھی یہ نام ہے مگر سیرلسن
لو۔ سو۔ پلا۔ فا۔ سو۔ تو

(SOU-PO-FA-SOTOU) سے عبارت سمجھتے ہیں جینی سیاح اور
زمانہ سنگ (ہیوان سنگ) نے اپنی یادداشتوں میں یہ طرح
بہت اور مطلب سمجھتے اور بالائی تھنے پہاڑوں سے اترتے اور شمالی
مارا کو سہراب کرتا ہے سرور میں اور مہاجرات میں اس دریا کو یاد کرتا ہے
یہاں ہے۔ کہ آریہ کافی عرصہ میں دریا کے کنارے تمام پذیر تھے۔
ت اب سرسبز شاداب علاقہ تھا۔ ماسا (کوٹر کا دریا) اس دریا
اور تیریک وید کے سروروں میں ذکر آیا ہے اور دیلے کا نام
ایلیا کیلے۔ مانت سے سرور میں آپ نے ترجمہ ملاحظہ فرمایا ہے
وقت کے اعتبار سے (پانی، اور دریا) ترجمہ یہ ہے وین
اور جغرافیہ میں لکھا ہے کہ اس دریا کو سوات اور گول کے دریاؤں
میان تلاش کرنا چاہیے اور کہا جا سکتا ہے کہ ماسا کا نام بہت
معاون دریا ہے۔ اور جہاز کے دریا میں یہ سفینیں زیادہ دیکھنے
والی ہیں۔ جہاز کو دریا زیادہ تر کٹر کے نام سے مشہور ہے اور یہ بھی
دیا ہے جو کلاسیکی ماخذوں میں (XANSPES) (XANSPES)
نام سے بھی یاد ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر دیں کہ کوٹر کا دریا
اور لے معاون دریاؤں میں سب سے بڑا دریا ہے جو ہندو کش کے
اور ہند دامن سے نکلتا ہے۔ ہندی کا حصہ جہاز اور کا سفر کے نام
بھی مشہور ہے۔ دوستان کے کچھ اور پانڈی نامے بھی اسی میں ملتے

جیسا کہ (لنڈی سین) جو برکوث میں اس کے ساتھ ملتا ہے اور پھر
درا جو وہ نوڑ سے گزرتا ہے۔ اور چوڑے سرائے میں اس سے ملتا ہے اس
کے آس پاس یعنی نورستان کا مشہور آئین قبیلہ البتایان "ربنا نتا اور آج
اپنے حقیقی نسلی استیانات کو بڑی اچھی شان سے محفوظ کر رکھا ہے۔

تریشاما۔ یا انی تاناہا۔ تریشاما (TRICHTAMA) کے دیا کاریگ بہ
سرودوں میں ایک مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ وہ بھی کوہار (کابل کے ریاست)
جتنے میں جو دریائوں کے سرود کے بارے میں ہے۔ ماہرین لسانیات کہتے ہیں
یہ دو الگ الگ نام دراصل ایک دیا کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ "انی تاناہا"
(ANITYUBHA) عامنی دیا ہے۔ بہر حال ایک ہے۔ یادو لیکن دیا سے
کابل کے معادن شمار کئے جاتے تھے۔

سات دیا جن کا ریگ وید میں رسپتہ ندھو، کے نام سے ذکر کیا
گیا ہے۔ اور ایک علاقے کے نام کے منس میں آئے ہیں اور استارات سپتہ
کے نام سے یاد کرتا ہے۔ ویدتہ کے معنی سات بندو کے معنی پانی جس سے لفظ
ہندو (نکلا ہے) یعنی سات پانی یادو سرے معنی ہیں سات دریا بعض محققین
کہتے ہیں کہ ان دریاؤں میں سے دو دیا خشک ہو گئے ہیں اور بقیہ پانچ وہی ہیں جو
پنجاب میں بہتے ہیں۔ اور پنجاب کے علاقے کو تشکیل دیتا ہے۔ بعض ان میں کابل
اور سات کے دریاؤں کو بھی شامل کرتے ہیں جبکہ اسی طرح پنجاب کے
پانچ دریاؤں کے ساتھ ویدی نلنے کے ساتھ دیا پندے، ہستے میں پنجاب کے
پانچ دریاؤں کو ذکر کیا سرودوں میں اس طرح آیا ہے۔

۱۱۔ ویتاستا (VITASTA) (ہیداسپ) جیات یا جلم

(۱۲) اسیکنی (ASIKNI) رچانداتما گا۔ پنجاب

(۳) پارواشی (PURDASHNI) یا ایرا ناتی (راوی)

(۴) وپاس (یا آس) پاس

(۵) ستروی (سترلیج)

ریگ وید کے سرودوں میں گنگا کا ذکر ایک مرتبہ گنگ دریا کے نام آیا
ہے۔ ریگ وید کے مندرجہ بالا جنرل مبنائی معلومات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ شری
اسرو کہنے والوں نے یہ سرود گنگہ ہارا میں جس میں پشاور کے آس پاس ملتے
شامل ہیں کہے ہیں۔ کلکتہ کے کالج کے پروفیسر شاندا "اس اپنی تالیف ریگ
ویدک پھر میں کہتے ہیں کہ گندھارا ریگ وید کے سرود میں ایک ایسا منطقہ دکھایا
گیا ہے جو میٹروپولیٹن کے لحاظ سے مالا مال ہے حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ان علاقوں
نے موشی ہزار سال سے کافی نام رکھتے ہیں یہ داری بہت سرسبز و شاداب آباد
اھاس سے بھرپور ماہیاں اور درختوں میں چھپنے والے پھاڑ اور خوبصورت
میں آبشاروں اور خوشنما جنگلوں سے قدرت نے نوازا ہے ویدی سرودوں
میں اس خطے کی بکریوں کی بڑی تعریف کی گئی ہے ریگ وید جو سب سے
وید کتاب سمجھی جاتی ہے گندھارا کا نام بار بار یاد کیا ہے۔ ویدی سرودوں میں
یہ بھی اچھی طرح واضح ہے کہ اُس زمانے کے شاعر جو ریشیوں کے نام سے
یاد کئے جاتے تھے نہ صرف یہ کہ اپنے علاقے سے بڑی واقف تھے بلکہ جیسا
کہ آج بھی پشتون خیل کے اس خوبصورت اھ سرسبز و شاداب سرزمین ناؤ
ماتر پھاڑوں کی دیشراؤں نے ایک ایک جگہ کی تعریف اپنے گیتوں
میں کی ہے۔ اسی طرح اُن قدیم آئین نے بھی اپنے غیر اودھ شائستہ اہو
ابھاد کی اپنی گیتوں میں تعریف کی ہے۔ میکس ملر جن کا ہم پہلے بھی حوالہ دے
چکے ہیں کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "وید" وہ پہلا لفظ ہوگا جو ایرانی

یورپ کا ایک بڑا مشہور محقق تھیوڈور نولڈ کی انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا میں کہتا ہے۔

آیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ وہ تمام قبائلی جو عربستان کے ہیں آباد ہیں ایک ہی فرد کی نسل سے ہوں گے یعنی قیس کی نسل سے جو عرب سے کچھ عرصہ قبل گذرا ہے اس لئے ہماری تحقیق یہ ہے کہ کوئی قبیلہ جو اپنے پہلے (جد امجد) کو نہیں جانتا جن سے منسوب ہو۔

عرب میں قیس کا نام بہت آتا ہے بحرین میں عبدالقیس کے نام سے ایک عدنانی قبیلہ آتا ہے۔ اسی طرح امراء القیس کا نام عربوں کے مختلف قبائل میں دیکھا جاتا ہے۔ جبرہ کے عدنانی النسل بادشاہوں میں سے ایک امراء القیس کے نام سے بھی تھا ہر حال نہ نولڈ کی کی اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ ایک فرد سے قبیلہ نہیں بنایا نہیں بن سکتا حضور صاعقوں اور شہنشاہوں میں حسب و نسب کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اور نہ یہ بات ضروری ہے کہ وسطی عربستان کے عرب اور پشتون کسی ایک قیس کی اولاد ہو کیونکہ یہ عام قیسی عدنانی النسل تھے۔ عدنان صاعق تیارسی قبیلے سے مشہور سردار تھا۔ تیار کے نسل کی تمام شاخیں شجرہ نسب کے اعتبار سے اسی عدنان کو پہنچتی ہیں۔ رست ملتی ہیں جن میں قریش بھی شامل ہیں۔ عدنان اسیریا کے مشہور بادشاہ بخت نصر کے زمانہ ۶۵۰ - ۵۶۲ ق م میں عربوں کا مشہور رئیس تھا۔ چنانچہ بخت نصر نے سراق، شام اور مصر کے لئے سرحد کر دی تھی۔ اس وقت عدنان کا بیٹا شہزادوں کا رئیس تھا۔

ہر نسل کہتے ہیں۔ جب بخت نصر نے حملہ کر کے کیا تو معد بن عدنان پر آیا۔ لیکن اپنے قبیلہ کے جنگ بندیوں بعض روایات ایسی بھی ہیں کہ یہ میان میں معد کی مدد کی تھی اور ان کو بچایا تھا کہا جاتا ہے کہ حزقیال بخت نصر کے ہنگاموں کے زمانہ ۶۵۰ ق م میں فلسطین سے بابل چلا گیا تھا۔ بخت نصر عدنان اور حزقیال بنی ایک ہی زمانہ میں گذرے ہیں۔ اور عرب جن کا ہم نے ذکر کیا کہ ان کے عدنان کی نسل سے پہچانے گئے ہیں اس لئے لازم ہے کہ اس کے لئے بعد کے زمانہ میں کوئی وقت ان کا انہیں باہر سے۔ حمیر (عراق کے علاقے میں ایک خطہ) جہاں پر بادشاہ امراء القیس میں انتقال کر گیا۔ ان کے مقبرے کا کتبہ شام کے علاقہ میں پایا گیا تھا جس کا زمانہ ہر بن تحریر نے اس طرح کیا ہے۔

یہ امراء القیس بن عمرو رب کے تارک کے مالک بادشاہ کی قبر پر جو معد بن عدنان کے بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ انہوں نے معد پر بادشاہی کی اور ان کے پیشوں کو تمام قبائل میں پھیلا دیا۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ امراء القیس عدنان سے جو بخت نصر اور حزقیال کے زمانہ میں کم سے کم ۵۵۰ (ساتھ سو) سال بعد میں پیدا ہوا ہے۔ اس عرصہ تک یعنی ساڑھے آٹھ سو سال میں عدنان کا گھرانہ بہت وسیع ہوا تھا۔ اور پھر مسلسل معد کے گھرانے سے مزار کا گھرانہ اور نزار کے گھرانہ سے ان کے گھرانے سامنے آئے اور پھر اسی نسل سے جن کی کافی شاخیں تھیں ان میں ایک گھرانہ قریش کا تھا۔ راسن اس گھرانے کے جد امجد کا نذر لقب

تھا۔ عربی میں اس لفظ کے معنی تقریش اور تقریش ہوا ہے یعنی درستی
و تحصیل اپنے محقق کا خیال ہے کہ گھرانہ تجارت کرتا تھا۔ اس وجہ سے
سے یاد کیا گیا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ قریش ایک مدیانی جاوڑا
جو سندرمی دوسرے جانوروں کا شکار کرتا ہے کیونکہ فہر ایک بہادر اور
سرفار تھا۔ اس لئے یہ لقب اپنے لئے چنا تھا۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ عرب قیس کی پیدائش کا زمانہ
سے کافی عرصہ بعد شروع ہوا ہے اور وہ کبھی بڑے قبائل کی شکل میں نہیں
انصار کی شکل میں اگر کوئی ایک قبیلہ حبیبہ کہ عبدالقیس اس میں پیدا ہوا
تو وہ بھی عدنان کی نسل میں اور عدنان سنہ ۱۱۱۱ ق م میں گھڑا ہے۔ یہ بات
ہے کہ عدنان کی زندگی میں ان سے قبیلے یا قبائل کے پیدا ہونے کا احتمال
ہو سکتا۔ قبیلوں کی تشکیل میں تین چار سو سال لگے ہوں گے اگر آغاز
نزار اور مضر کے لئے چار سو سال بھی معین کئے جائیں کہ اس زمانہ
قبیلے پیدا ہوئے ہوں گے تو گویا سنہ ۱۱۱۱ ق م میں معد۔ نزار۔ اور مضر
کی اولاد نے قبیلوں کی شکل اختیار کی تھی اور پھر امراء القیس کے زمانہ
تک دوسرے ساڑھے چار سو سال میں بڑھے اور نہایت سے علاقہ میں حبیبہ
تھے۔ جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزار کی تین شاخوں مضر۔ نجران
تھا۔ نے بہت ترقی کی تھی۔ حجاز۔ نجد اور عرق میں بڑی بڑی حکومتیں اور
سی چھوٹی ریاستیں بھی قائم کی تھیں۔ حبیبہ کی پڑوسی بلذخ اور کندہ
بکرہ تغلب اور عرق میں تھے۔ گھرانہ اس کا مطلب ہے۔ نزار عبدالقیس نے
سے قبیلہ امراء القیس کی وفات کے بعد سامنے آئے۔ یہ زمانہ ان سے پہلے
میں ان کا نام دکھائی نہیں دیتا اور وہ حبیبہ عبدالقیس کے زمانہ ۲۵۰ سال

سال کر گئے ہیں۔ حالانکہ بطلمیوس ان سے تین سو سال پہلے سنہ ۱۱۱۱
سے چار سو سال سنہ ۱۱۱۱ ق م اور ہیروڈوٹس ان سے ساڑھے سات سو
سال سنہ ۱۱۱۱ ق م میں واضح طور پر پشتون کا ذکر کرتے ہیں۔ مورخین کا ایک گروہ
کہتا ہے جو پشتون کو بنی اسرائیل اور بنی اسرائیل میں یہود کی نسل سے نکالتے
ہیں یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ سریانی زبان میں یعقوب کو اسرائیل کہا جاتا تھا
اور لوگوں نے اسرائیل کے معنی پشتی بن کہا ہے۔ اور کچھ نے تعاقب کرتے والا
۔ انا علی یعقوب ہے۔ بہر حال معنوی ایک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہود حضرت
موسے کا بیٹا اور حضرت یوسف کا بھائی تھا۔ اور ان کا زمانہ سنہ ۱۱۱۱ ق م
ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ سنہ ۱۱۱۱ ق م لگایا جاتا ہے اور یہود حضرت
داؤد علیہ السلام کا زمانہ تھا اسکے علاوہ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ پشتون افغان کی نسل
سے ہیں اور یہ کہ افغان حضرت سلیمان کے زمانہ سنہ ۱۱۱۱ ق م میں تھے فلسطین اور
اور ان کی تاریخ کا سب سے بڑا ماخذ اسرائیل ادبیات کا وہ نمونہ ہے
اور اس کی کتبسم۔ نبیسم۔ ترکم۔ اور اس کے نام سے یاد کیا جاتا
ہے۔ (رات عبرانی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی شریعت اور قانون کے
ان ماحصل حضرت موسیٰ کے ان پانچ کتابوں کو قورات کہتے ہیں۔

۱۔ سفر تکوین :- اس میں آدم۔ حوا۔ نوح۔ ابراہیم۔ اسماعیل
اور یہ سب کا ذکر آیا ہے۔

۲۔ سفر خروج :- اس میں حضرت موسیٰ۔ فرعون اور بنی اسرائیل اور کچھ
ان ہیں۔

۳۔ سفر الاخبار :- شریعت حلال و حرام وغیرہ۔

۴۔ سفر العدد :- مہر سے بنی اسرائیل کے نکلنے کی غزائیں اور شریعتیں

کے ایک کھیت

۱۵) سفر الہیہ، در مومنین، بشریہ اور فرائض کو ذکر عربی زبان کے قاعدے کے مطابق "بنی، نی، جی، بنیم، جی۔" جبکہ عربی یا عربیہ نہیں بنایا ہے۔ بہر بنی اسرائیل کے پیغمبر کی باطن اور مواظفہ کا مجرہ ہے اور کچھ عربی باقی بھی ہیں۔ "زکرم" آرائی زبان کا لفظ ہے لفظ "ترتیب" اس سے نکلتا ہے یہودیوں کے عالموں نے نبیوں کی زبانی یادداشتیں جمع کی ہیں۔ اور اس کو قرآن کے نبیسم کی تفسیر کا نام دیا ہے کہتے ہیں کہ یہ کتاب مشرق و مغرب سے متعلق ایک کتاب لکھی گئی ہے۔

مرکزیت واجبہ جیسا کہ برائے مذہب میں احادیث کی ہے، انفرادی مرکزہ
بہن اس کے ٹکڑے ہے۔

تالور ۱۔ یہ اسرائیلی فقہ ہے جس کی اساس قدیم کتابوں پر رکھی گئی ہے۔ عربی کا لفظ تمینا ساسی سے نکلا ہے۔ یہودی ان نام کتابوں کو مستند سمجھتے ہیں۔ البتہ لغزانی صرف تورات کہتیم اور ہمیں کہاتے ہیں اور ان یسینوں کو کتاب عتیق کہتے ہیں۔ جو لوگ پشتون کو یہودا۔ یا افغند یا ان کے بعد کسی قیس کی اولاد سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ان کتابوں یا ان سے مراد دوسری کسی کتاب سے نہ تو کوئی محال دیا ہے اور نہ کسی اور قدیم کتاب کا نام دیا ہے۔ اور نہ احادیث یا دوسرے اسلامی کتابوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ کسی غزاکرہ سلیمان سے قیس سترافراہ پشتون کے ساتھ مدینہ منورہ گئے تھے۔ یہ کہل چھوٹا واقعہ نہیں ہے۔ کہ کسی مورخ کی نظریں نہ آیا ہو البتہ اس میں بحرین کا حاکم منذر بن سادی بنو عبد القیس کا ایک دندے کہ مدینہ منورہ میں آنحضرتؐ کی حدیث میں نہ ملتا تھا اور اپنی تمام قوم جو کہ عرب تھی کے رفو

سلمان ہو گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ پشتو لوں کے ساتھ فالسلف کیا گیا ہو۔
(اب آئیے) کہ وہ سلیمان کے پشتو لوں اور آرا کو زیا کے لوگوں کے بارے میں شروع سے مجبور کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں سے کس راستے اور کب ان ہاٹوں کو آئے تھے اور اس جگہ کو کیوں اپنی سکونت کے لئے پسند کیا تھا۔
آپ گذشتہ صفحہ میں پڑھ چکے کہ شمال کی طرف سے جب آریائی ہجرت اور مغرب کی طرف ہجرت کر گئے تھے اس زمانہ نامزدانہ سنہ ۱۱۰۰ ق م میں کامی کے نام سے ایک بڑا گروہ کیپٹن اور صفائے خزر کے علاقوں میں آباد ہو چکا تھا اور پھر قریباً سنہ ۱۱۰۰ ق م میں ناخروس کے ہاٹوں میں کرڈوں کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔ ان کے تمدن کے بارے میں اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان کا رسم و رواج ہندو یورپین کی طرح تھا ان کے بڑے خدا کا نام کاشٹو تھا۔ اس کے علاوہ ٹیکش اور مادر تاش نام کا شتو تھا اس کے علاوہ تگور تاش اور مادر تاش نام کے دو اور خداؤں پر بھی عقیدہ رکھتے تھے یہ مادر تاش وہی مورت ہے جو بیگ دید میں برہ کے رہا انوش کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور بس کا ذکر اس سے پیشتر کیا تھا لیکن میں چوچکا جس زمانہ میں کامی ناخروس کے ہاٹوں میں رہتے تھے اس وقت میں ائیرین کی سیاسی حالت کا کافی استریریجی تھی بین ائیرین مواصلہ معری ایشیا کا قدیم تمدنی مرکز تھا اس علاقے کو بین ائیرین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ وہیں دونوں دریا ارمستان نے ہاٹوں سے نکلتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بہت دور جنوب کی طرف بہت ہیں۔ اور بڑی ہیزی سے گہری گھاٹیاں بنو کر گرتے ہوئے

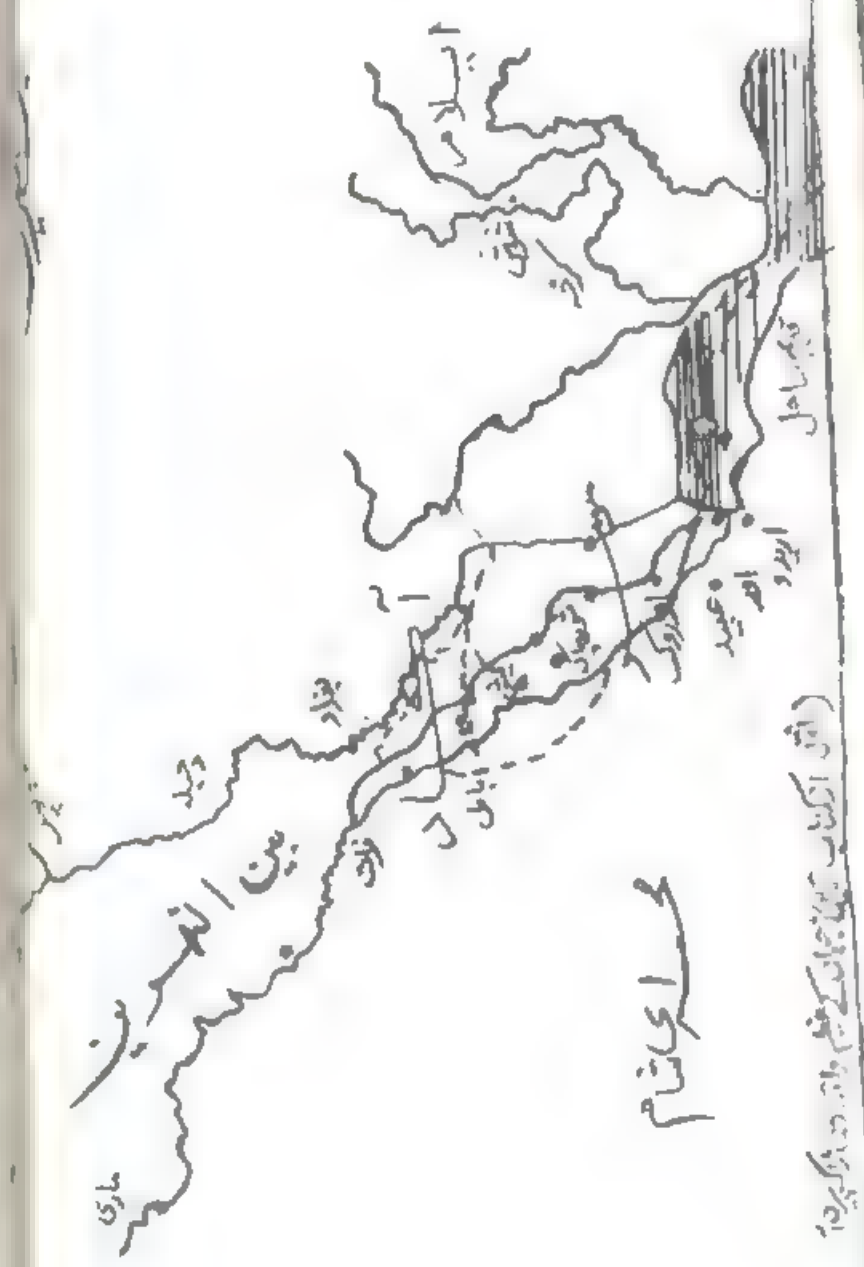
بین البین کی بارش زمینوں کو بہا کر رہے ہیں۔ جب لہذا اس کے قریب آتے ہیں۔ تو دونوں دریاؤں کا نام ایک دوسرے سے قریباً بیس بیس کیلومیٹر دور ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر ان میں داخل ہوتا ہے شروع ہوجاتا ہے اور پھر بین البین النہرین سے گزرتے ہوئے قوزن میں ایک سا ذیل جہت میں بھیجتے ہیں۔ ان دونوں دریاؤں میں موسم بہار کے شروع اور آخر میں سخت سیلاب آتے ہیں اور موسم خزاں میں پانی کم ہوجاتا ہے۔ مستحقین کا کہنا ہے کہ سنہ ۱۹۸۱ء میں بین البین کی بھی سطح پر کسی قسم کی آبادی نہیں تھی اس کی وجہ تو یہ تھا کہ سبیلاب سے سنہ ۱۹۸۱ء میں موسمی اور آبی اس سرزمین پر آباد ہونے سے قبلوں سے خلیج کی طرف اور فرات کے کنارے شہر بسائے سورہی زبان میں فرات کو براتاز (BURANUL) اور اکادی زبان میں پراتو (PLUDATU) کہا جاتا تھا۔ اسی طرح دریا کے وہ کو سورہی زبان میں ایدگنا (IDIGNA) اور اکادی زبان میں ایدی گنا (IDIKLAT) کہتے تھے۔ فرات میں یہ دریا بعد نکل کے نام سے ہر کہ گیت فرات کے کنارے سورہیوں نے جو شہر آباد کئے ان سب میں ابراہیم (اریدو، بدشہن) اور (لقب) تھے۔ ان دونوں کے شمال میں اریسا و سنگرد، لاکاش اور ک اور۔ منور و پاک۔ اور سب کے آخر میں تو بڑے شہر تھے۔ ہوان کا نزدیک مرکز تھے سورہیوں کی مکت علاقہ سمند قوزن سے نکلنے اور وہ خط جو کوٹ السلام سے شاہ میں بنایا تھا اب بقیہ ہے۔ اکادیوں کے زیر تسلط جو پہلے زمانہ ان زبان میں آباد ہونے لگے۔ ان کے بعد آریوں نے ان کے علاقے میں شاہانہ سلطنت قائم کی۔ ان کے بعد آریوں نے ان کے علاقے میں سلطنت قائم کی۔ ان کے بعد آریوں نے ان کے علاقے میں سلطنت قائم کی۔

بین البین دراصل دو علاقہ ہے۔ جو بعد از بالترتیب عراق اور اسیریا نام سے مشہور ہوا۔ اس منطقہ میں ایک ہزار سال کے اندر بہت سی اور چھوٹی اور بڑی سرزمینیں وجود میں آئیں اور ہمیشہ ہمیشہ اس کے دریاؤں کی سرزمین میں اور ابھی چھوٹی ہیں رکتی تھی اور ہر طرف سے مختلف رنگ و روپ ملتے تھے بالائی بین البین میں آشوریوں نے اپنی حکومت بنائی اور وہاں خلافت اور ان آشوریوں نے کھائی تھی۔ ان میں سے ایک سرزمین تھی۔ ان میں پورا پورا بادشاہت اور ان کے بعد بعض موزنین کے کہ دارالانداز بالائی ناب کی طرف منتقل کر دیا اور ان کے بعد مصل کے بالمقابل مینا (موجہ کر بلا) میں بنایا۔

یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ مسایات اور علم ال تمام کے عالم تمام دنیا کی زبان، ثقافت، روایات، اعتقادات کے اعتبار۔ جہانی ساخت۔ حال اور رنگوں کی بنا پر تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور حضرت فرات کے بعد فرات بھی تمام انسانوں کو حضرت فرات کے تین بیٹوں جن کو نام اور پانٹ کے نام دئے گئے ہیں تقسیم کرتا ہے۔ چھوٹی آنکھیں، چھوٹی آنکھیں جیسا کہ چینی۔ جاپانی اور اسی طرح دیگر توراتی پانٹ کی نسل بھی جاتی ہے۔ ان کے کالی چھتری والوں کو سام کی نسل کہتے ہیں اور آریوں جو ہمیشہ تک ان آنکھیں اور سرخ و سفید لوگ ہیں، حام کی نسل کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کو بالائی اصطلاح میں اریو یورین کہا جاتا ہے۔ تورات کا بیان ہے کہ بابل کا املاک کو شری نسل سے تھا اور کوش نام کی نسل سے تھا اور حام نسل بنو یورین چھوٹے کہا جاتا ہے۔ اریو کے علاوہ حام کے تین بیٹے اور بھی۔ کنعان۔ نوط اور مصر ایم کے نام۔ مصر ایم کو مصریوں کا جد امجد کہا گیا ہے۔ مصر ایم کی نسل میں اتامی۔ پیترا۔ ہادی۔ عفرودی۔ کفتوری۔ کسوری اور لوی پیدا ہوئے بنو سام کے چار بیٹے تھے۔

۱۰۔ مہی ایک کھنڈ بودھا۔ یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہندو اور پانی
 ۱۱۔ مہی مہام کی قسرت سے ہیں رشتہ افغانستان ایران۔ برصغیر اور یورپ
 ۱۲۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قسرت نام میں جب بالائی اور ذریعہ
 ۱۳۔ مہریں میں مختلف افزائش ہوا تو مہریں کو مہریں کہیں تو ان کے
 ۱۴۔ مان مہینہ جگین ہوتی ہیں کہیں کبھار جب ایک دوسرا اور ہر سنیا شخص پیدا
 ۱۵۔ مہا مہا وہ سب کو تاج اور منور کر دیتا جیسا کہ نو الہ کے زمانے میں ایک
 ۱۶۔ ان ملکات وجود میں آئی اور کبھی میر علی دہ اور کبھی مہر سے ہوتے اس طرح
 ۱۷۔ الہی زبان میں بھی کافی ملاوٹ پیدا ہوئی اور معتدین کے لئے ان کا اشتیاز
 ۱۸۔ نمایاں کی اصل ڈھونڈنا مشکل ہو گیا اس وجہ سے انہوں نے بنو سام اور
 ۱۹۔ سامیہ کی اصطلاحات نافذ کیں یعنی بنو سام وہ لوگ ہیں جو قرأت کے
 ۲۰۔ ان کے مطابق سامی نسل ہے اور نام سامیہ وہ لوگ ہیں جو سامی زبان تو کہتے
 ۲۱۔ ہیں لیکن سام کی نسل سے نہیں ہیں جیسا کہ مصری۔

اب اصل مقصد کی طرف آتے ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ خند کی
 ۱۔ اس سے ایک قوم کا نام ہے زعفران کے پتوں کو آبی یعنی موجودہ کردستان کو
 ۲۔ یہ زمانہ کہ سے کم سنہ قریب مہین کیا جاتا ہے اس زمانہ میں دوسرے آریں جو شمال
 ۳۔ مہرب کی طرف حرکت کر گئے تھے ہندو کش کے شمالی اور جنوبی علاقوں پر چھان گئے
 ۴۔ تھے جیسا کہ بین النہرین یا دوسرے لفظوں میں: ہیں کے چھٹے آریں بادشاہ تھریالی
 ۵۔ ملک بڑا عادل۔ تازن فان اور اصلاح پسند بادشاہ کہلایا جاتا ہے کے مرنے کے
 ۶۔ بعد وہ ہندو یورپین جو زعفران کے علاقوں میں رہتے تھے اور سلج جگر لوگ تھے



بالائی ایشیا کے وہ تمام علاقے جنہیں حمورابی اپنے قلمرو میں شامل کر چکے تھے ان کے باشندوں سے واپس آنا دیکھا جائے کہا جاتا ہے کہ یہ بھی وہی آریہ تھے جنہوں نے سب سے پہلے گندھارا کو ترمیت دی و آمدن کو کاٹ لیا۔ یہاں اس وقت تک کہ کاسیوں نے بین النہرین پر پہلا حملہ ۱۷۵۰ ق م میں کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے آخر کار کے جانشین ساموئیلون نے جبکہ ایک طرف ملک کی اندرون امتدادی حالت ہو گئی تھی اور دوسری طرف سومر لہل آشوریوں اور میتوں نے سر اٹھایا تھا شکلات کو دفع کرنے کے لئے کسی قبائل سے کام لیا انہیں حکومت کی عازت میں شامل کیا اور زمینیں بھی دیں ہزار ہا کاسی جن کے ساتھ غالباً گرجی تھے مملکت کے کلہ بار اور دکاندار تھے، میں مصروف ہو گئے ساموئیلون ۱۷۵۰ ق م میں انتقال کر گیا۔ بعد میں یکے بعد دیگرے ابی اشوہ۔ عمی دیتانا۔ عمی صدونا اور آخر میں شمشو دیتانا بابل کی تخت پر بیٹھے اس دوران بابل میں بڑے انقلابات رونما ہوئے۔ بغاوتیں اور جنگیں ہوئیں اور حمورابی کی برسی سلطان شمرے شمرے ہو گئی اور بعد میں میتوں نے جو اندھوین کی ایک بڑی شاخ تھی۔ بابل پر یلغار کی اور حمورابی کی دو سو سالہ شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا لیکن کچھ عرصہ بعد کاسی جو کافی ترصہ سے بابل پر حکمرانی کے غلاب دیکھ رہے تھے انہیں سرو گاندش کی قیادت میں بابل پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ محققین کا کہنا ہے کہ قوم مہاسل کاسپی قوموں کی ایک شاخ ہے۔ لیکن ان میں آریائی عناصر زیادہ تھے اور ان کی قیادت بھی آریائی کر رہے تھے ایشیائے کوچک میں جو تہذیب تہذیب قدیمہ دیانت ہوئے ہیں اس قوم کو بننا زکریٰ کی کہنی سنگی تحریروں میں

بالائی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مہرین ہسانیات کا خیال ہے کہ یہ نڈان حبیب کی مسیحی تحریریں اور نوبی زبان سے تعلق رکھتی ہے بلکہ یہ تینوں زبانیں بنیادی طور پر ہندو آریائی ہیں۔ اور یہ ہندو آریائی اقوام شام کے شمال میں رہتے تھے اور ان کے پایہ تخت کا نام بالاتھا۔ غالباً اسی وجہ سے انہیں بالائی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ عمی لوگ علاقوں کے نام سے منسوب ہوتے ہیں۔

بہر حال جب کاسیوں نے اپنے سرو گاندش کی قیادت میں بابل پر اپنی حکومت قائم کرنی تو اس وقت جو اور توصل مصر میں کنعانوں اور آشوریوں کے درمیان عداوتیں اور جنگیں عروج پر تھے اس لئے کاسیوں کو پاؤں جانے اور حکومت مستحکم کرنے کا موقع ملا۔

گاندش کے ق م میں بابل کی تخت پر بیٹھ گیا اور تمام پرانے رومات اور اعتقادات منوع قرار دیئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کسی اپنے معجزوں کو اہل کے لوگوں سے منانے لگے انہی کے مذہب کے لیے مابکی جن پہلی مرتبہ گھوڑے اور جنگی آرابے ایک قسم کی گاڑیاں مروج ہو گئے۔ اور اسی دن سے بین النہرین میں مذہب ہندو یوہین بھی گھوڑوں کو پالنے اور ان سے کام لینے لگے۔ ایک نیت یہ سمجھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے متوخلخ نے گھوڑے پر سواری کی تو اس میں حضرت ادریس علیہ السلام کو اخونج کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ تکران حکیم میں مذکور ان کا ذکر آیا ہے ایک دفعہ سورۃ مریم میں (و ذکر فی الکتاب ادریس) اندکان صدیقاً نبیاً برضاً مکناً علیاً اور دوسری جگہ سورہ انبیاء میں ذکر آیا ہے۔ ملا اسماعیل و ادریس و

ذوالکفل کل من الصابرين) کہ حضرت ادریس پہلا شخص ہے جو نے قلم در پیرہن لکھی اور خرم میں تھیں کی دونوں - صبیحوں اور - صاحب بن ابی - انان کے حکماء کو حکیم بنس کہہ نام سے کہہ رہے ہیں - صاحب قدرت - جاتے تھے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انہوں نے جنگی اسلحہ بنایا اور ان میں جہاد کیا اور یہ شخص ہے جس نے کپڑے بدلے ان سے پہلے انسان جانوروں - مرہٹوں کے کھال بھور لباس استعمال کرتے تھے -

حضرت ادریس علیہ السلام جب تین سو آٹھ کی عمر کو پہنچے تو ان پر خدا نے تین مہینے نازل کئے تو رات کی ہدایت کے مطابق جب حضرت ادریس کی عمر تین سو پینسٹھ سال تک پہنچ گئی تو خدا نے اسے آسمان پر اٹھالیا - اُس وقت حضرت ادریس کا باپ یرزد زندہ تھا اور ان کی عمر پانچ سو ستائیس سال تھی - الغرض جب حضرت ادریس علیہ السلام اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کا بیٹا مرفیع اُن کا جانشین بنا - تو رات کا زمانہ سترہ سو سے شروع ہوتا ہے اور تو رات کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے تھے البتہ اُن کے زمانے کا تعین مشکل ہے یہاں منظور مہرت یہ ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے گھوڑے پر سواری کی اُس کا نام مرفیع تھا اور وہیں بھی (ی نام سے فرض ہے - اس لئے کہ کاویلا بھی اس نام کا ایک قبیلہ موجود تھا - جس کا کہ بعد میں ذکر کئے گا - اب ہم نے یہ بتانا ہے کہ جب کوخاش نے ۱۴۴۶ ق م میں بابل میں اپنی حکومت قائم کر لی

۱۰۰ زندہ پانچ سو ساٹھ سال تک طولِ پیکر کی اور اس دوران بابل پر یکے بعد کے تھے چھتیس کاسی بادشاہوں نے حکومت کی جن کی فہرست ذیل میں دی جاتی

- ۱- گوناخ ۱۴۳۱-۱۴۳۶ ق م
- ۲- آگرم اقل ۱۴۳۰-۱۴۳۹ ق م
- ۳- کاش تیلیاش اول ۱۴۰۸-۱۴۱۴ ق م
- ۴- اوشی ۱۶۸۶-۱۶۸۹ ق م
- ۵- ایشاش ۱۶۴۸-۱۶۵۹ ق م
- ۶- تاشی گورداش ۱۶۵۸-۱۶۶۹ ق م
- ۷- حارباش پاک ۱۶۶۸-۱۶۶۹ ق م
- ۸- تیپ تاکری ۱۶۱۸-۱۵۹۹ ق م
- ۹- آگرم دوم کاکریم ۱۵۹۸-۱۵۴۹ ق م
- ۱۰- بورتابریاش اول تاریخ معلوم
- ۱۱- کاش تیلیاش دوم
- ۱۲- اعلام بویاش
- ۱۳- کوری کازداقل
- ۱۴- رلی شیاپاک اول
- ۱۵- کاداییناش ۱۴۲۴-۱۴۲۵ ق م
- ۱۶- کاداشن حارب ۱۴۳۶-۰۰۰۰ ق م
- ۱۷- کادی کازردیم ۰۰۰۰-۰۰۰۰ ق م
- ۱۸- کاداشن ایل اقل - ق م

- ۱۱۹- بھٹا بدیش دوم ۱۳۲۶ - ۱۳۴۰ ق م
 ۱۲۰- ۷ ناھاراش ۱۳۴۵ - ۱۳۵۰ ق م
 ۱۲۱- نازی بگاش ۱۳۴۵ - ۱۳۵۰ ق م
 ۱۲۲- کوی گارو دوم ۱۳۲۰ - ۱۳۴۲ ق م
 ۱۲۳- نازی ماداش ۱۳۹۴ - ۱۳۱۹ ق م
 ۱۲۴- کادش نڈگو ۱۳۹۳ - ۱۳۵۴ ق م
 ۱۲۵- کادش ایل دوم ۱۳۶۱ - ۱۳۸۶ ق م
 ۱۲۶- کورایل دوم ۱۳۶۳ - ۱۳۶۸ ق م
 ۱۲۷- شاکاگنی شوباش ۱۳۵۰ - ۱۳۶۲ ق م
 ۱۲۸- کاش تیلیاش سوم ۱۳۱۲ - ۱۳۴۹ ق م
 ۱۲۹- ایل نادرین شری ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ ق م
 ۱۳۰- کادش حارب دوم ۱۳۲۹ - ۱۳۴۰ ق م
 ۱۳۱- آداد شوم ایچین ۱۳۳۳ - ۱۳۳۸ ق م
 ۱۳۲- آداد شوم دوم ۱۳۰۳ - ۱۳۲۳ ق م
 ۱۳۳- لیشیاک دوم ۱۱۸۸ - ۱۲۰۲ ق م
 ۱۳۴- مردک پال ایچین اول ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ ق م
 ۱۳۵- شامباشوم ایچین ۱۱۴۸ - ۱۱۵۰ ق م
 ۱۳۶- ایل نادرین آہر ۱۱۴۱ - ۱۱۴۳ ق م

گونا ش جو کاسی سلطنت کا بانی تھا اپنے آپ کو چار آئیم کا بادشاہ کہتا تھا۔ جن میں سومر کا نام بابل شامل تھے لاسیرٹ نے ان روایات اور قدیم کو محفوظ رکھا تھا اس وقت تک ان کے معبودوں (خداؤں) کا احترام تمام

کے لیے کیا جاتا تھا۔ جب تک ان کی مگرانی تمام تھی انہوں نے اپنے لیے کیلنڈر جاری کر دیا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے دن سے شروع ہوتا تھا۔ مہنگی پانچواں تاریخ ہوتا تھا۔ اور پھر اس طرح دوسری تقویم شروع ہوجاتی تھی اور اسی نام پر جاتی تھی تقویم کا یہ سلسلہ سلوکیوں کے وقت تک جاری تھا ان کے دور میں آثار میں ایک دہ تختہ سیاہ تھا جس پر کہ بادشاہوں کی طرف سے ان کے متعلق کے فرمان جاری ہوتے تھے اس تختہ سیاہ کو بڑی خوبصورت تقویم بنائی کرتے تھے کبھی کبھار اس تختی پر اس شخص کی تصویر بھی بناتے تھے اور بادشاہ ملک (جائیداد) کرتا تھا۔ لاسیرٹ کے دور کے ایسے دور میں چاروں والی مہری بھی دریافت ہوئی ہیں۔ جن پر کوسری تحریر دیکھنے سے یہ مہری اس قسم کے دوسرے کاسی دور کے آثار بغداد کے عجائب گھر میں رکھے گئے ہیں۔ ان میں اب بھی محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۵۵ء فلسطین میں سیون کا ایک قبرستان بھی دریافت کیا گیا جہاں پر مغربی جرمی کے بادشاہوں اور ثقافتی مرکز کے پروفیسر نے ہر وقت آٹار قدیم کا مہربے کی تلاش کی ہے۔ یہاں ایک جماعت نے بغداد سے ۲۰۰ کلومیٹر جنوب کے سمت السین کے قریب جو کاسی ہزار سال پہلے اس نام سے ایک سلطنت کا دار الحکومت تھا کے قریب کاسی تہذیب کے کھنڈرات اور مقبروں کے نیچے گیارہ کمرے پر مشتمل ایک کھنڈرات کی ہے۔ جو ظاہراً ایک مدرسہ معلوم ہوتا ہے اس عمارت میں ہزار سال سے بھی قبل کے تختہ سیاہ کافی تعداد میں ملی ہیں۔ یہی کے یہ تختہ آج کل کے سکول کے بچوں کی سلیبوں سے مشابہ ہیں ان تختوں پر وہ آثار بادشاہوں کے نام اور مذہبی نظموں لکھتے تھے اس کے قریب پانی کا مار اور بہت سے برتن بھی دریافت ہوئے ہیں۔ مہربین کا کتبہ ہے کہ

غالباً ان کو سختی بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اہل مذہب کے جس
 نتیجے کو پہنچے ہیں کہ یہ عمارت دوسری آگ لگنے سے جل رہی ہے اور پھر
 بنائی گئی ہے۔ آخری مرتبہ اندازاً سنہ ۱۸۵۰ء میں بنی۔ اس آثار قدیمہ
 پرکہ ساحل کام جاری ہے۔ حفروں کی تحقیق اور تلاش بھی جاری ہے۔
 ہر جیسے مطلب کی حد باتیں واضح ہوئیں ایک یہ کہ یہ عمارت کاسیوں
 کھنڈرات کے نیچے سے دریافت ہوئی ہے اور اس کی عمر سنہ ۱۸۵۰ء
 اندازاً مورانی کے زمانہ کی ہے جو کاسیوں سے ساڑھے تین سو سال قبل بابل
 حکمران تھا دوم یہ کہ لوگ بکھر پڑھ سکتے تھے۔ جن ماہرین کا کہنا ہے کہ مٹی کے
 اہل نگراں شہادہ سے دریافت ہوئی ہیں ایسا جھگڑا ہے کہ یہ "اور" کی تیسری
 اور مورانی کے بادشاہ بننے کے بعد بنائی جانے کے آثار ہیں۔

محققین فرود کا زمانہ سنہ ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ بتاتے ہیں یہاں یہ
 وضاحت کر دیں کہ "اور" کے زوال کے بعد جنوبی بین النہرین کے
 شہروں یعنی ایسین اور لارسا کے پریم بلند کئے اور لارسا
 سنہ ۲۲۳۳ء میں ایسین کے نام سے حکومت قائم کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 سلطان جبکہ ایسین کے لوگوں نے بابل کی حکمرانی یا غلامی سے نجات حاصل
 کرنے کے لئے جدوجہد شروع کی تو گیارہ کروڑ پرستی یہ عمارت جو ایک قریب
 عمارت معلوم ہوتی ہے جلی یا جلانی ہو کہ یہ آثار قدیمہ کے ماہرین کا کہنا ہے
 کہ بعد میں سنہ ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ پھر دوبارہ یہ عمارت بنائی گئی تھی جو سنہ ۱۸۵۰ء
 میں وقت یہ عمارت جل گئی جو جس وقت اور کے شہر پر ایسین کے سامنے
 بادشاہ اور سین اور لارسا کے ساتھ بادشاہ سوہاٹیم کے درمیان اختلاف
 پیدا ہوئے اور سین کے ایک جانشین جس کا نام "یام" یا تھا اور کے شہر سے

اور لارسا کی قوموں کا مقدس شہر تھا لارسا کے زمانہ اوروں کی سرکوبی کیلئے
 سے اور اور طلب کی اس جنگ میں لارسا کے بادشاہ سین آیدیا م کو فتح
 اور تمام سوہاٹیم اور لارسا کی بادشاہت کا اعلان کر دیا شہر اور پرانا
 بنا دیا۔

بعد ازیں مورانی کے باپ سین مورانی نے بھی کئی بار اور ایسین کے
 اور حملے کئے مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہو سکتا ہے کہ ان حملوں
 میں یہ عمارت جل گئی ہو۔ تواریخ کے سفر پیدائش گیا رحوی اور بابل
 کے مطابق ابراہیم اپنے قبیلے اور گتوں اور دیوروں کے ہمراہ "اور"
 چلا گیا کچھ عرصہ دہلیں اور پھر کنعان چلا گیا اور سیکم (SICHEM)
 بیت نیل (BETHEL) میں قیام کیا اس کے بعد وہاں سے مصر چلا گیا۔

ابراہیم کے اس سفر کی تاریخ معلوم نہیں البتہ اندازاً سنہ ۱۸۵۰ء
 کے لگ بھگ (دیکھو) مغرب کا زمانہ بتایا جاتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ
 اوروں کے علاقوں سے بین النہرین تک ہجرت نہیں کی تھی اور ان کا
 زمانہ اش کی سربراہی میں سوہاٹیم کا دور بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ قاعدہ راجحان
 اور ہندوب و تمدن ثقافت اور زبان پر بھی اشارہ ہوتا ہے۔ اپنے زمانہ میں
 اور زبان کو رائج کر دیا کاسی بادشاہوں نے رقبہ لباس ترک کر کے اپنے مخصوص
 لباس کو فروغ دیا بابل کے ابتدائی دور میں لباس پر زیادہ کشیدہ کاری نقش
 کاری نہیں کی جاتی تھی بس رنگی زیادہ تھی البتہ قمیضوں کے مامن۔ لگے
 اور استیغیل کے زمانہ میں پہلے کاری کرتے تھے اور شہر کے پانچوں طرف
 رستے تھے البتہ مورانی کے زمانہ میں بادشاہ کے لئے نہایت خوبصورت اور
 بلی ہا قیمتی لباس بناتا تھا اور خاص طور پر بڑے قیمتی جواہرات سے مزین کیا

جاتا تھا۔ لیکن کاسی بادشاہ نفیس اور لیبھی لباس زیادہ پسند کرتے تھے جن پر طرح طرح کی گلی کاری ہوا کرتی تھی۔ بعد میں ان کے لباس کو آشوریوں بھی کافی فروغ حاصل ہوا چونکہ بادشاہ جو کورتل سر پہ رکھتے تھے پتا پتہ ان پر بھی کاسی نقش نگاری ہوتی تھی اور کبھی خوبصورت پرنسے کا پر بھی تاج میں لگا تھے۔ لکھناش نے مردک کا معبد دوبارہ بنوایا یہ معبد بابل کے مشہور باوٹہ عمارت نے ۱۹۵۰ ق م کے لگ بھگ بابل میں تعمیر کیا تھا اور مین النہرین کے تمام مقبوضات کے چھوٹے چھوٹے خداؤں کو ان کا تابع کر دیا تھا جو مختلف عناصر و اقدار کے مقررین کہلاتے تھے مثلاً ہما۔ پانی۔ نیکی بدی، عدالت بارش طوفان الغرض ایسے درجہ یہ معبد موبالی کے زمانے میں اس کے پاس تمام مقبوضہ علاقوں کے لوگوں کے لئے ایک بڑے مذہبی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا اور مردوک سارے جہان کا خدا تھا۔ سمجھا جانے لگا۔ موبالی کے زمانہ کے کتبوں سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ مردوک نے اس وقت کے تمام مذاہل کو اپنے میں جذب کر لیا۔

اس وقت کے جو کتبے آثار قدیمہ کے ماہرین کھدے ہیں۔ ان کی تحریر ملے سے یہ واضح ہوا ہے کہ موبالی ایک بڑی عظیم روحانی شخصیت تھی اور خود کا ایک بالذبح کی حیثیت دی تھی لوگ اسے آفتاب بابل کے نام سے یاد کرتے تھے اور کسی دوسری طاقت یا قدرت کو اس کے در مقابل نہیں سمجھتے تھے مردوک کے لئے ایک بڑا معبدت خانہ بنایا گیا تھا موبالی کی وفات کے بعد جب اس کے مقبوضات یکے بعد دیگرے دوبارہ آباد ہوئے اور پھر کاسیوں کے لڑتک تقریباً دھائی سو سال اس علاقہ میں انقلابات اور تغیرات رونما ہوئے مردوک کا مجسمہ بھی کیمرہ اور سر سے اڑھار منقل ہوتا رہا جس وقت لکھناش کاسی بابل میں تخت نشین ہوا تو اس وقت بھی مردوک کا معبد منہدم ہوا تھا البتہ مردوک کی پرستش ہوتی تھی

جو حامل موبالی کا مجسمہ تھا موبالی کے بارے میں ایک خیال تو یہ ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا نقش تھا اور دوسرا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر تھا اور بابل کی بلند مینار اسی نے تعمیر کرائی تھی۔ جس پر کہ ان کے قوانین نوشتہ ہیں۔ لکھناش کاسی کی طرف سے مردوک کے معبد کے دوبارہ بنائے جانے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ موبالی کے مذہب اور قوانین کو انہوں نے بھی تسلیم کر لیا تھا کیونکہ اس کے بعد بھی کاسی مردک کی نگہداشت اور حفاظت کرتے تھے جیسا کہ ۱۸۵۰ ق م (عاشقی) نے بابل پر حملہ کیا اور اس ہنگامے میں مردوک اور اس کی بیوی رودنی بت بنے (جو بھی بابل غنیمت کی مشورت میں اپنے بڑے شہر ہنہ (HANA) لے گئے پھر فری کاسی بادشاہ آگوم دوم (کا کریم) یہ مجسمے دوبارہ سے آیا اور بابل کے معبد میں رکھ دئے مشہور میگزین سلا کی محقق برونی کہتا ہے کہ میتیوں نے ۱۸۵۰ ق م میں بابل فتح کیا تھا مگر یہ روایت درست ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ۱۸۵۰ ق م میں آگوم دوم نے میتیوں کے ملک پر حملہ کیا تو اس وقت وہ مردوک اور اس کی بیوی کو مالیں لایا ہو گا۔ اس لئے کہ آگوم دوم کا دور ۱۸۵۰ ق م

(۱) ۱۸۵۰ ق م سے ۱۸۰۰ ق م تک مشہور رومن محقق ہجو وینکلر (HUGO WINCKLER) نے اقوام کے مشرق میں بنائے گئے مقام پر آثار قدیمہ کی کھدائی شروع کی کیوں کہ اس سے پہلے یہاں پہ ایک فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ ای چنتر (E. CHANTRE) نے سطح زمین پر کھدائی کے چند کتبے مشاہدہ کئے تھے کھدائی کرنے کے بعد یہاں سے بیسی ہزار لکھتے آتے کے کھدوات برآمد ہوئے اور ساتھ ہی میتی تحریک کے قریب آنے والے آثار ملے جیسے بھی دستیاب ہوئے جن سے بیسی دور کے آلات بڑی حد تک واضح ہو گئے۔

یہی ختم ہوتا ہے۔ بنارکوی کے ہندویم جیتی و کتبائے سنگی کا ہمہ منی رسم الخط میں شہ
ہوئے تھے ان تحریریں کے پڑھنے پر پید کے دانشور مل نے بڑی جانفشانی
سے کام کیا اور آخر کار ان تحریروں کے پڑھنے کا فن پید کنگ میلم کے مدعان پیر پر
کے ایک دانشور ہروزی (HROZNY) کو نصیب ہوا۔ ابتدا میں ہندو
لکڑی کے ماہرین لسانیات نے اُن کے نظریے سے سخت اختلاف کیا لیکن اس سال
کی تحقیق کنگر سبھن ان کے نظریات کو تسلیم کر لیا۔ اس بارے میں کسی قسم کے شک
و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ ہروزی نے نہ صرف یہ کہ بنارکوی کی تحریریں پڑھیں بلکہ
یہ بھی ثابت کر دیا کہ ہیتی زبان مغربی ہندو یورپین گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ جو بہت
پہلے خاندان سے جدا ہو گئی تھی اور اپنے طور پر ایک اہم گروہ بن گیا۔

بنارکوی کے کتبائے سنگی میں ایک ایسی زبان بھی دریافت ہوئی جو ہیتی زبان سے
مختلف تھی اور جس میں مذہبی مراسم ادا ہوتے تھے اور پھر ہیتی زبان میں اس کا ترجمہ کیا
جا تا تھا۔ ماہرین لسانیات اور محققین کا کہنا ہے کہ "حاتی" کی مملکت ایک فاعل و فاعل
نہ تھی۔ دوسرا یہ کہ یہ زبان دیشیا و کوئیک کے مشرقی علاقوں خصوصاً کاپادوس
"حاتی" شہر کے اطراف کے دیہاتی لوگوں کی زبان تھی اس شہر کے نام کی مناسبت سے
یہ لوگ بھی "حاتی" "مسحاتی" یا ہیتی مشہور ہوئے جیسا کہ کندھاری۔ پشادہا۔
چٹانچہر زبان کو بھی ہیتی کے نام سے یاد کرتے تھے ہروزی اور دیگر ماہرین لسانیات

۱۱ ماہرین لسانیات نے ہندو یورپین زبان کو دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ ایک حصہ جس میں انشا
لا پلاحت ساکن ادا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمدی۔ سلتی لاطینی اور یونانی۔
دوسرا حصہ جسے ہندو یورپین متحرک ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ باقی۔ اسلام۔ اٹنا

ایرانی اور سنسکرت

۱۲ پہلی فصل کے KENTUM اور دوسری کو (SATEM) یا ہندو یورپین شرقی کہتے ہیں

۱۳ جے فریڈرک (F. 50MMER) جے فریڈرک (J. FRIEDRICH) نے گزٹے
(A. GÖTZI) کی تحقیق و تدقیق سے یہ ثابت ہوا کہ یہ زبان نہ تو ہندو یورپین
نہ اندو سائی البتہ ہو سکتا ہے۔ کہ خند کے کاسپی زابلند سے تعلق رکھتی ہو
یہ معلومات ہیتی زبان کے اُن قدیم کتبائے سنگی کے ترجمے سے ملے گئے
جہ جو مشرق میں آئی تاش نام کے ہیتی بادشاہ کے وقت میں لکھے گئے تھے
ان کے علاوہ جو دیگر آثار یہاں ماہرین لسانیات کے ہاتھ آئے تھے وہ یہ کاس
نم ریتی کے ظاہری آثار آشور۔ بابل۔ مصر کے آثار سے بالکل مل جاتے اور کتبوں
ما انسانوں کی ایسی تصویریں بنی ہوئی تھیں جن کے اندر خال نثرانی اعتبار سے بالکل
مختلف تھے۔ مثلاً ناکہ ٹیڑھی ہے اور پیشانی نکلی ہوئی لمبی ہے۔ اس شکل کی تصویریں
مصر کے رامس دوم کے وقت میں بھی دیکھے گئے۔ جبکہ اُس زمانہ میں وہ مصر
نے ساتھ سیاسی روابط بھی رکھتے تھے ہیتی کی مملکت و ماصل بندوبل وفاق تھا
ایک میثاق کے تحت متحد تھا۔ بہر حال یہاں پر دو باتیں واضح ہوئیں ایک
کہ زنی کاسی بادشاہ کو گوم دوم کے دور میں نہ صرف مملکت ہیتی کا سیدوں
نے تصرف میں آئی بلکہ گوم دوم کے کوسستانی علاقے بھی بابل کے تسلط میں آئے اور
اس علاقہ میں ایک زبان نہیں بولی جاتی تھی بلکہ زیادہ زبانیں بولی جاتی تھیں
خصوصاً ایسی زبانیں جو خزر کے علاقے کے ہندو یورپین زبانیں تھیں جن میں
ما یوں کی زبان بھی شامل تھی ہیں ہو سکتا ہے کہ ہیتی کے علاوہ وہ دوسری زبان
ہیں کے مذہبی مراسم ادا کئے جاتے تھے۔ کاسی زبان ہو اس لئے کہ کاسیوں
نام مقبوضات پر اپنی زبان اور تہذیب مسلط کی تھی کاسیوں کے بارہویں

۱۱۱ ناولوں سرمد علی کا مشترکہ نظام

۱۔ شاہ اولام بریاش (DULAMBOURI ASH) نے ملکیت بھری بھیج کر کیا تھا اور اپنے
 قلم میں شامل کر لیا تھا۔ محققین اور ماہرین لسانیات کا یہ کہنا کہ یہ زبانیں نہ زمسائی ہیں
 اور ہندو یورپین ہو سکتے ہیں کہ یہ پشتو، گوریا، بدھی زبان اس لئے کہ بعض ماہرین نے
 جیسا کہ ہم نے کہا مارگنشرین یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ پشتو کا لفظی ذریعہ اس سے اور نہ
 سنسکرت سے ہے بلکہ ایک علیحدہ زبان معلوم ہوتی ہے۔ ماور بودھی کے باہر
 میں ہینٹ سے محققین جیسا کہ لونگ ورت ڈیمز (LONG WORTH DAMS)
 ادیبے (BRAY) اور گریس (GRIERSON) کا عقیدہ ہے کہ یہ
 زبان جنوبی ہند کے دراوڑی زبان سے نکلی ہے محققین کہتے ہیں کہ آریہ کی آمد
 پہلے یہ زبان آریا نامی بول باقی تھی۔ جس وقت آریہ دیانے آکر پارکر کے ہندو گمش
 کے شمالی اور جنوبی علاقوں پر قابض ہو گئے تو آہستہ آہستہ دراوڑ جنوبی ہند
 کا طرف حرکت کر گئے اور آریہ ان علاقوں میں پھیلنے لگے۔

۲۔ ۳۳۰ ق م کے درمیان عرب میں ایلام کا بادشاہ جس کا نام ہمدیا تھا
 بابل پر حملہ کر دیا اور کوری غلزدیو کا لڑو سوم (بانی سوم) کا بیٹا بادشاہ کو شکست
 دی اور بابل پر قبضہ کر لیا اس کے بعد آشور پر حملہ کیا لیکن ناکام ہو کر واپس ایلام
 کی طرف چلا گیا اُس وقت کوئی کالزورج ہلا دینے کے لئے بڑی مدت سے تیاری
 کر رہا تھا ایلام پر ہندوئی کردی اور تمام ایلام کو اپنے ماتحت کر کے ایلام کے
 مرکزی شہر شوش پر قبضہ کیا گر بہ تسلط کافی عرصہ تک جاری نہ ہو سکا کیونکہ آشور
 کے بادشاہ انیل نامی نے بابل پر حملہ کر دیا اور اس وجہ سے ایلام کے لوگوں کو
 موقع ملا کہ آپا کے کامیوں کے خلاف بغاوت کے لئے آنا ہی حاصل کی جائے۔

۳۔ سرجہد محسنی ایران کو وقت ایلام کا جاتا تھا اور تہران کو پارسی کے نام
 سے یاد کیا جاتا تھا۔ ایران کا نام اُس وقت نہیں تھا۔



اور نوری گالز و مشرق میں ایلام اور شمال میں آشور کے ساتھ دو مجاورت پر جنگ
 میں مصروف تھا۔ چنانچہ بہت سے علاقہ ہاتھ سے نکل گئے اور کافی کمزور ہوا ایلام
 نے مقابل میں ایلام اور آشور دونوں دن بدن مضبوط ہوتے گئے ۱۲۰۰-۱۱۰۰ ق م کے
 مابین عرصے میں آشور کے بادشاہ تو کر لیتی نینوہ تا اہل نے (TOUKOULTI)
 NINOURTAI - جو بڑی قوت کا مالک تھا۔ پہلے پہل مغرب میں بیتی کی سرزمین
 سے لے کر کے قبضہ کر لیا پھر شمالی قبائل کو مغرب کرنے کے بعد شرق کی طرف رخ کر
 لیا ایلام پہ چھڑائی کر دی اور ساتھ میں بابل کا بھی محاصرہ کر لیا۔ اٹھائیسویں کا سہی
 اناماد کاش تیلیاش سوم کو گرفتار کر لیا، مردک کا مجسمہ بابل غنیمت کے طور پر
 اپنے ساتھ لے گیا۔ جاتے وقت بابل کے شہر کو آگ لگا دی۔ لیکن قدرت نے
 بہت جلد ہی اس ظلم اور بے برہیت کی سزا دی۔ شاہی محل میں اپنے بیٹے اکارتو
 واقع نینوہ تاراکے ہاتھوں قتل ہوا اس افراتفری میں بابل اور ایلام دونوں اپنی
 ہلکے آزار و گئے کاسی تو اپنے اٹھارے اور چلے ہوئے گھر کی از سر نو تعمیر میں
 لگ گئے ادھر ایلام اپنے بادشاہ پائیرایشان (PHIR ISHSAN)
 کی قیادت میں اپنی اقتصادی ترقی کی طرف متوجہ ہوئے ایلام کے اس زمانہ
 کے ایک مشہور بادشاہ اون تاش گال (OUNTASGAL) کے بہت کچھ
 ایلامی زبان میں باقی رہ گئے ہیں۔ جن سے کہ بابل اور ایلام کے حالات ہمہ تنی پڑتی
 ہیں۔

اون تاش گال کے وقت میں بابل اور ایلام کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس کی
 یہ یہ تھی کہ بابل کے بادشاہ کاش تیلیاش کاسی نے ایک شخص کو جس نے ان کے لئے
 پیرے کا ایک بہترین ذرہ بکتر بنا دیا تھا بابل کے شمال مشرق میں ایلام کے سرحد پر کچھ
 بن بنی تھی جس پر اسے ایلام کی حکومت بھی دھویدار تھی۔ غرضیکہ اون تاش گال

نہ اس اقدام کی مدد تمام کی اور کاش تہیاش کی طرف سے دئے گئے در
ناگذاری ایلام کے منصب داروں نے اس شخص سے کر شوش (ایلام
دارالحکومت) لے گئے واقع آکا دی زبان میں اس وقت کے کتبوں پر ثبت
ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ کے اختتام کو پہنچا ہے۔ ابتدا
کے خلاف ایلامیوں کے دل میں اسی طرح نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ جیسا کہ شہر
کے خلاف کیونکہ ایلامیوں نے شلاق میں کاسیوں کے خلاف جنگ کی تیار
شرع کر دی ایلام کے بڑے بڑے شہر دل اور عبادت گاہوں میں جلے اور
اناروں میں جلوس نکل آئے شاعر جلوس میں کاسیوں کے خلاف جوش دہندہ
سے ابرے حامی نہیں کہنے لگے !

کاشی نہایت ظالم اور بڑے لگ ہیں۔ لے ایلام کے حیا اور بہادر نرانی
اشوران ظالم کو تباہ و برباد کر دو

فریاد ایلام کے بادشاہ شوتوک (شوتوک نے برسی قوت کے ساتھ بابل
پر حملہ کر دیا۔ اعدا بابل کے چیمبروں کاشی بادشاہ الیل نادین آھہ
(ELIL-NADIN-AHHE) کو تخت سے اتار کر اپنے بیٹے کو تخت
کو تخت پر بیٹھا۔ بہت سارا مال غنیمت حورابی کے قوانین کتابت اور
مردوک کے مجسمے شوش لے گیا اور بابل کے لوگوں پر سایہ لگا دیا۔ اس طرح بابل
میں کاسیوں کا قریباً پھر سولہ دور اقتدار کا خاتمہ ہوا اور کاشی خود بابل سے
محل گئے۔ لیکن ان کے آثار رہ گئے۔ ان آثار میں عراق کا وہ پھاڑ ہے جو کہ
قاسیان کے نام سے ابہر ہے۔ اور ملک شاہ سلجوقی کے دور حکومت میں

(۱) تاریخ کردستان دی بلذنگارہ کراچی خصوصی پبلشر ۱۹۵۵ء

۱۹ بیت دان اور شاعر عمر خیم کے تعلق سے اس وقت کے بیت
ان نے الزنج المستحق کے نام سے ایک رسد گاہ قائم کی اس سے پیشتر
المنہرین سے نکلتے ہیں۔ بین المنہرین کے ایک اور عظیم تاریخی شخصیت ساکن
والہر ہانی اور خزانہائی تحقیق بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی منزل کی طرف
دل گئے۔

شہر ق م کے لگ بھگ ہیں کیش اور اکاد جو سامی نژاد تباہی قتلہ ساکن
اسی میں اٹھے رکال ناگ زسی جو ہما سویری بادشاہ تھا۔ جو نیرب تھا
سے منزل کر دیا نرزد بادشاہ بن گیا اور پھر سو مراد آکا دی جرنی۔ ہانی
وہابی، اعتبارت ایک دوسرے سے کافی مختلف تھے پر شکی حکومت بنانے
باب نیر آس پاس کے ملکوں پر جسے کہتے تھے کہ شوش میں ایلام پاس
ایلاکد حار۔ حیدر زیا (سورہ) انڈستان و پاکستان تمام علاقے اپنے
دین ش ملی کر لئے اور اس طرح ایک بڑی شہنشاہیت قائم کر لی۔ ساکن
نارمن سے ہیرن ایک لوح رکبتہ شوش میں ملا ہے۔ جس پر ان کی توثیق
اور تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ چونکہ کتبہ قدیم آکا دی زبان میں ہے۔ اس وجہ
سورہ آریائی اور سامی زبانوں میں اس بادشاہ کا نام مختلف شروف میں
پیدا ہے۔ مثلاً لاطینی میں شادکن نارسی ہیں ساکن اور عربی میں سرخن
فرز اور سرجون سے مشہور ہے لیکن بعض تاریخی کتابوں میں شرعی یا شرعی
اس سے بھی یاد کیا ہے۔ نہپ جس کہتا ہے کہ سرجون اول آکا دی شہر ق م
شام کی عظیم القدر شخصیت کا دعویٰ تھا کہ مجھے بالائی سند سے زرین سند

۱۹ تاریخ بنان تابعت فلپ جی م ۱۹۵۴ء ارض القرآن جلد اول ص ۱۲۰-۱۲۱

اقدار حاصل ہے

یہاں پس اگر سارگون یا سرخون اور یا سرخون سے مراد شرخون یا شرخون
جائے تو کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ سامی اور سہڑورین زبانوں میں گ
اور ج کے مبادے عام ہیں۔ عین ممکن ہے کہ سرخون کافی عرصہ بعد لہجہ
کے تاثرات کی وجہ سے سرخون اور پھر شرخون بنوا اور پھر لہجوں کے تقار
کے پھر شرخون سے شرخون بنا ہو کہ لہجہ میں بھی ابتدائی مدحوت پس پیش
جائے ہیں جیسا کہ "روح" "اندون" "دون" دوسرے یہ کہ شرخون اور شرخون
کیوں (کاسی) پشتون کے شہر میں آئے ہیں۔ اور کیسی وہ پشتون ہیں۔ جو کشیول
قیسوں۔ اور کاسیوں کے نام سے یاد ہوتے ہیں۔

پشتونوں کے ہرے میں اب تک جواب تک تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں
زیادہ تر مورخین نے ایک دوسرے کا نقل کر کے لکھا ہے کہ قیس عبدالرشید
کے تین بیٹے تھے جن میں ایک بیٹ دوسرا عزیز عزت اور تیسرا سرخون تھا
ان کا کہنا ہے کہ سرخون کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شرخون تھا گرامی نام
سرخون اور دوسرے کا نام خیرالدین تھا۔ مگر شرخون سے یاد کیا جاتا
تھا۔ یہ مورخین ان دونوں بھائیوں کی اولاد کو اس طرح تقسیم کرتے
ہیں۔

شرخون سے	شرخون سے
ترین	کنڈ
شیرانی	شوند

۱۷۷۰ء

کاسی

میانہ

پشتون

اور

مذہبہ بالا قبیلوں میں ہر قبیلے سے اور بہت سے قبیلے بہت سے
پیدا ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو خربون اور شرخون اصلاً
ایک شخص تھا جو لہجوں میں پس و پیش کی وجہ سے کوئی اُسے خربون سے
یا دکرنا تھا۔ اور کوئی شرخون۔ اب بھی اس کا فرق آسانی سے نہیں
کیا جاسکتا اور پھر یہ کہ شخص اسلام کے آنے سے پہلے گزرا ہے کیونکہ اس
کا ذکر کاسی کے تیسرے نسل میں کیا گیا ہے اس لحاظ سے اس کا زمانہ مسیح قلم
معیین کئے ہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں کاسی بدرو نیا اور آریا کو زبانی دکھائی
دیتے ہیں۔

یہاں مضافات کو دیں کہ قیس عبدالرشید کی کہانی ایک اٹلنے
سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ نہ تو اس کہانی کا کوئی ریج مذہب و ثروت ہے
اور نہ ہی اس کو تسلیم کرنا ہے۔ ہر حال اگر ہم اسے تسلیم کریں۔ کہ خربون
یا شرخون کاسی کا نواسہ ہے۔ پھر تو یہ فکر رہے کہ کوئی چاہیے کہ کاسی مسیح قلم
میں کالنگ (سائیریا کا ایک علاقہ) سے ایک بڑے قبیلے کی صورت میں
کپسین اور خند کے علاقوں کو آئے تھے اور مسیح قلم میں ان کا وجود
تمام تاریخی شواہد اور شواہد کے مطابق خربون میں ثابت ہوا ہے اور پھر شرخون
سے مشرق قلم تک اپنی پہاڑی تقریباً چھ سو سال حکمرانی میں ثابت ہے۔
پس یہ ممکن ہے کہ شرخون یا خربون میں وہی شرخون۔ سرخون یا سرخون
جو سارگون اور شادکن کے ہم سے یاد ہوا ہو۔ لیکن یہاں چاہے ایک شخص

سے نہیں ہے۔ کچھ تہذیب ہے۔ انساب کے شجروں میں کبھی کبھار ایک مکمل تہذیب پر ایک شخص کا گمان کیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بابل کے قدیم تاریخ میں ایک خاص بات میں کاحیاں رکھتے ہیں۔ یہ کہ اکثر واقعات میں اوقات کا تعین اٹھا کر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورانی سرود اور متناک کو سمجھ کر کیا گیا ہے۔ اور تیوں کو بابل کے مکران بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے اب کہتے ہیں کہ یہ تہذیب نام ایک ہاں شخص کے تھے حال یہ ہے کہ سورینی اور مصنفین کے درمیان ان کے حسب و نسب میں ایک اختلاف موجود ہے۔ امریکن مورخ ولیم رابرٹس تباریخ بابل میں کہتا ہے کہ مورانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر تھا اور غالباً ہی سرود تھا۔ بین کے لوگ کہتے ہیں کہ سرود کا اصل نام متناک بن علوان تھا اور وہ ہماری قوم میں سے تھا۔ ابن خلدون بھی ان کی تائید کرتا ہے۔ قرأت کی روایت ہے کہ سرود کو شش کا بنیا تھا اور بابل کا پہلا بادشاہ تھا۔ جب اس قدر مشہور شخصیت اور اتنے بڑے واقعہ میں بھی اتنا اختلاف موجود ہو تو اس ماننے کے دیگر ہر نئی حالات اور واقعات کی حالت کیا ہوگی؟

ہر حال اب آثار قدیمہ کے جدید تحقیق اور تلاش سے کافی نہایت بات ہوئے ہیں۔ اور قدیم تحریریں اور کتبوں سے حقائق کافی حرکت دینی ہوئے ہیں۔ جن سے پہلی جہی مانی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر حال ذکر شرعون اور سرجون کا سارگن کا دور تھا جس وقت کاسیوں نے بابل میں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی تو اس وقت شرعون اسارگن کے زوال کا کمرے کہ ۶۵۰ سال پہلے تھے اس دوران میں ظاہر ہے کہ شرعون یا سرجون سے گھرانے اور قبیلے بنے تھے اور وہ بابل میں زندگی گزارنے والے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ کاسیوں میں سے تھے یا نہ تھے۔ بابل اور اس وقت کی بابل سے نکل گئے تو اس وقت وہ

لغات معانی و اصطلاحات جلد اول صفحہ ۱۲۰

ہیں ان کے ہمراہ نکل گئے۔ بابل جیسا پہلے عرض کیا جا چکا کہ شرعون کبھی کبھار صرف شرعنی کے نام سے بھی یاد ہوا ہے۔ بلوچستان کے علاقہ پشین میں شرعنی کے نام سے اب بھی ایک بڑا گاؤں موجود ہے۔ پشکو بھیجے میں "ن" اور "ل" کبھی کبھار بدل جاتے ہیں، جیسا کہ بنی اور بخلی میں بدلا ہوا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ شرعنی سے بابل نکل گیا ہو۔

اسلامی قیام میں جب کاسی بابل سے نکل گئے جو کہ ایلام، مشرقی ایران، کی طرف تھے جہاں جاتے تھے کیونکہ انہوں نے ہی جگہ، تھا اس وجہ سے وہ فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے۔ جیسا کہ ان کے قبرستان سے ظاہر ہے۔ ۱۹۵۶ء میں دریافت کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کافی عرصہ یہاں سکونت نہیں کی کہ اس لمبے سال بعد اس سرزمین کو بھی خیر باد کہا۔ اور وہ مشرقی ایران کی طرف روانہ کر گئے تھے۔ تاریخ باستان ایران کا سرورف مشیر الدولہ حسن برنیا کہتا ہے کہ مستند قیام ایران میں کاسی کے نام سے ایک قوم نظر آتی ہے۔ لیکن اب یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ لوگ کہاں گئے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاسی ایران میں کافی عرصہ نہیں رہے ہیں۔ بلکہ کمزور کی طرف گئے ہیں۔ اس سے یہ مکران چلے گئے یہ صحیح معلوم نہیں البتہ کمزور میں ان کے باقیات اب بھی درجہ ۱۰۰۰ ایوانی کمزور میں شمر کے نام سے اب بھی ایک قبیلہ موجود ہے۔ تسلط کا سرم مار کے مطابق ان کی آبادی ایک سو پچیس (۱۲۵) افراد کے ستائیس (۲۵) کمزور پر مشتمل تھی ان کو شہزادہ نے کہا جاتا تھا۔ ان کا مرکز بیوت تھا کیونکہ یہ گھرانہ۔ این دشت کے گداز کاہ ۱۲۰۱ء کی جگہ میں آباد تھے۔ پھر لوگ ایرانی کمزور پہنچے۔ آباد تھے۔ ان کے نام سے یہاں معلوم ہوتا ہے کہ پشینانی نسل سے تھے۔ یہ مذہبی اور دینی سے مشرب تھے۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم افغان ہیں۔ اور ہمارا پروردگار

جس کا نام ترمذ تھا ملک مظفر شاہ کے وقت میں منسلح بڑوں کے مرگت سے اس کا
گہرا بہنوں نے گوگ پر دشمنی کے وقت کو کچھ اور بیگانہ شہر کو دریا دل کے
کام کی سہولت میں نافذ تھا۔ اور جیوتی کو اپنے ایک سردار سے کام لیا کہ یہ شہر
کو ایک حکم سے قس کیا تھا کی منزل بہا کے موسم میں تبغہ کیا تھا بعد میں رسول
بنہ کے ماموں اور برائوں نے ان پر ستارہ جیلے شروع کر دیے اور ان کے تمام
شہزادوں کو نابھ کر دیا انصار میں مدی کے آخر اور انیسویں صدی کے سترہویں سال
عرصہ میں خاران سے ایک شخص سے مہا نگر نو شیروانی چوٹی آیا اور میر سہراند
ملا انہوں میں مارا گیا خناک بیٹ سے شادی کر لی ترمذ کے کچھ شہزادے ان کی
نسل سے ہیں۔ ان شہزادوں کا درجہ حکومت میں (جیوتی کے کلا جیلان اور کلا
سکر بڑوں کے برابر ہے یہ لوگ ایرانی سرسہ کے اس طرف اور اس بارہی باہر نگر
گہرا اور جیوتی میں خیر آباد زمین رکھتے ہیں۔ شہزادگان چلیوں پر ٹیکس وصول کرتے
ہیں اور ایک حصہ چکی سردار کو دیتے ہیں کیونکہ یہ آمدن کا کوئی خاص ذریعہ نہیں ہے
اس وجہ سے ان کے ہائی گھرانے کوئی کرکٹ اور گوار کے قریب منقطع کے
علاقہ بیڑگان میں آباد ہوئے بہت سے لوگوں نے اندولور چین کے ڈاک و تارے
اوروں میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور کچھ مغالوں کے ساتھ میں لیا گیا ان مغالوں
دستوں (لیوینز یا پیشیا) کا جہاد میرا دیا ہے ۱۵

ترمذ جسے کند اور کسی کا مہال کہا گیا ہے یا یہ کہ کسی کی ایک شاخ تھی
جہر و تری (کہ ان کے علاقہ آرا کر زیا (کوڑے پیشین اور رائے اب) کے علاقہ
میں جو دیکھتے تھے ایک۔ یہاں سے کہ جس وقت چنٹا لٹان

شکران گزشتہ صفحہ ۱۰۲۔ مارچ ۱۹۷۱ء بمبئی۔

۱۵۰۰ قریب تھا تو اس وقت وادی کوڑے کے مشرقی علاقہ میں زمند آباد تھے۔ پھر
۱۵۰۰ عیسوی زلی قحط نے ان سے ترقی میں جس وقت میر نصیر خان لڑی بڑوں
۱۵۰۰ عیسوی پر قابض ہوا انہوں نے زمینوں کے بارے میں ان کو عیسوی زلی تے وقت
۱۵۰۰ عیسوی میں کہ یہ زمینیں زمند سے لے گئی تھیں۔ میر نصیر خان نے ان دستہ دینت
۱۵۰۰ عیسوی کر دی۔ غالباً چنٹا خان کے زمانہ میں زمند کوڑے پیشین سے چلے گئے تھے
۱۵۰۰ عیسوی ہاں لالہ ہتھوڑا مہاراجہ بوجپان کے (صفوہ ۱۵۰۰) لکھا کھتا ہے کہ
۱۵۰۰ عیسوی میں پیشین ترمذ کے تقریب میں تھا پھر قد ترین کا سردار علی بن مامون
۱۵۰۰ عیسوی ملک بار کے گھرانے سے مغالان پر لشکر کشی کے ان کو پیشین سے نکال دیا
۱۵۰۰ عیسوی اور روایت ہے کہ ترمذ کی قوم ابتدا میں کندھار کے علاقہ افغان
۱۵۰۰ عیسوی کے قریب آباد تھی۔

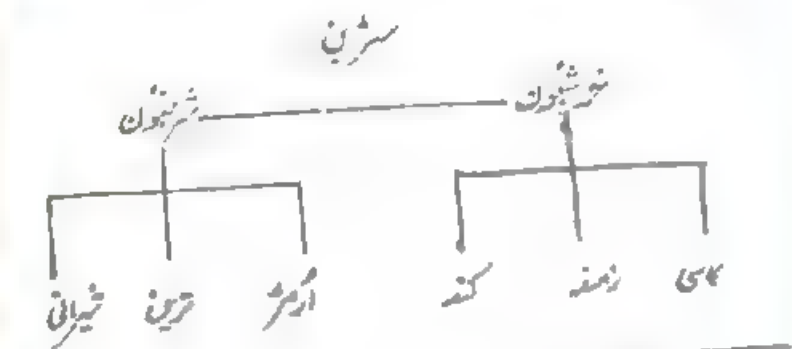
۱۵۰۰ عیسوی کے میان پیشین کا علاقہ جس کو چنگ بھی کہا جاتا ہے اس قوم
۱۵۰۰ عیسوی میں تمام ترین قوم نے ان پر لشکر کشی کی۔ چنانچہ زمند اس سرزمین کو چھوڑ
۱۵۰۰ عیسوی چلے گئے اور وہاں آباد ہوئے اور ان کی ایک شاخ نوٹشکی (خوشی) مغز
۱۵۰۰ عیسوی اور ان کے راستے جا کر غور بند میں آباد ہو گئی یہاں اب بھی کچھ زمند اور خوشی
۱۵۰۰ عیسوی اور بعض دیگر آباد ہیں۔ غور بند کے علاقہ میں بادام بھرت پیدا ہوتا ہے
۱۵۰۰ عیسوی اس سرزمین و شاہاب علاقہ ہے جس وقت بابر بادشاہ نے کابل پر قبضہ کر
۱۵۰۰ عیسوی عرصہ بعد ہندوستان پر حملے کا ارادہ کیا تو خوشی اور بعض دیگر زمند نے
۱۵۰۰ عیسوی ہند میں اپنا گزراؤات مشکل دیکھا تو اپنے پیر کے اشارہ پر کابل سے ہند
۱۵۰۰ عیسوی نے ہندوستان چلے گئے۔ اس وقت سلیم خان جہند (ترمذ) اس قوم کا
۱۵۰۰ عیسوی تھا۔ یہ ماہور کے مشرق میں آباد تھے جس پر آغا قصور کا شہر ہے بابر
۱۵۰۰ عیسوی اور سلطان ابراہیم (ابراہیم لودھی) کے درمیان جب پانی پت میں جنگ

برلی قاسم جنگ میں باہر کی طرف سے اس قوم کے ساتھ سوا افراد مارے۔
 اس وجہ سے باہر آؤ چاروں اس قوم پر بڑے بہرہ ان تھے اور پھر
 خوشی اور شرمندہ تصور میں قیام کر لیا تو سپرہ نام کے ایک بہتر سنہ
 کو تنگ کرنا شروع کر دیا ان پر لشکر کشی کرتا اور لوٹتا رہتا تھا ان کا
 ک روک مقام کے لئے چیک زئی - حسین زئی - عارف زئی - شہین زئی
 کر لئی اور سلیمیاک کے لوگ مغرب کی طرف جیسے بر لائی کہتے ہیں رہا لائی
 جا کر آباد ہوئے کیونکہ اسی راستہ پر سپرہ اگر ملے آہ ہوتا رہا اس طرح یہ مغرب
 ہوئے اسی طرح غزہ زئی - جہن زئی - اور ابراہیم زئی مشرق کی طرف جیسے
 زہرین گاؤں کہتے ہیں - جا کر آباد ہوئے اور دوسرے زمیندار کو مطلع جہن
 جانا ہے شمال کی طرف آباد ہوئے بعد میں ابراہیم زئی جہن زئی قوم سے دشمنی
 باہر یہاں سے کوچ کر کے خربہ کے قصبہ میں آباد ہوئے اور اسی طرح زیادہ
 سلیمیاک بھی چو زئی اور حسین زئی کے تنازعات سے عاجز آکر مقبلاً
 چلے گئے کچھ تصور میں مقیم رہے اور کچھ چیک زئی بھی خاندانی چشتی کی
 سے اس قصبہ کا نام پڑھا جا سکا جا کر آباد ہوئے اس وقت اس قوم
 کی زیادہ تعداد افغانستان میں نہیں ہے - اس وجہ سے زیادہ تر لوگ
 اس قوم کے نام تک کو نہیں جانتے زمیندار یا جہن قوم کچھ گھر پشین اور کنہ
 کے علاقہ میں مغلوبہ باقی ہیں - اور خوشی شاخ کے کچھ گھر غزہ میں ہیں
 اور ایک گاؤں صلح پشاور کے ہشت نگر علاقہ میں خوشی کے نام سے موجود ہے
 جو شجاعت خان موری نے بسایا تھا کچھ گھر دیلنے کابل کے شمال میں ہیں
 کے چاروی علاقہ میں اور کچھ درہ خیبر کے شیب میں بھی ہیں رغائباً تاکال
 کے ارہاب نیل تصور صلح لاہور میں بھی خوشی افغان آباد ہیں - جن کو وہاں

تھوڑی یا پشیمان کہتے ہیں - فقط محمد زئی یا مین زئی کا قوم زند یا ہند
 افغانستان میں ہے محمد زئی زیادہ آرام میں ہیں - یہ قوم ہند نو ہند
 زمیندار ایک ہے - نسل کو دوسری شاخوں کے اخراج سے پہلے قوم یوسف زئی
 اکثر ارفغان اور غنابا کے علاقے سے نکالی گئی یہ یوسف زئیوں کے
 ہاں کی بڑائی بھگتوں میں شریک تھے - پھر جب کوہ نگر بار (شرقی
 ہستان جلال آباد جس کا مرکز ہے) کو پہنچے تو ایک تنازعہ کی وجہ سے
 میں شریک ہوئے - اگرچہ یوسف زئیوں کو کامیابی ہوئی لیکن وہ وہاں نہ رہ
 اور محمد زئی و جہن کچھ غزہ نگر بار میں رہے جب ملک احمد نے ان
 کا مطالبہ کیا کسی لڑائی میں تو انہوں نے اس اقدار پر ان کا ساتھ
 ہشت نگر کا علاقہ ان کو دیا طے لکھتا پنجہ کامیابی فتح اکساج
 اس نگر کا علاقہ محمد زئیوں کو ملا - جواب ملک ان کے قبضے میں ہے اور
 ان کے بڑے قبے چار سہ تگی - نوشہرہ وغیرہ ہیں - ان کا رسم و رواج
 شاک یوسف زئیوں کی طرح ہے - ان کی کل تعداد ساٹھ ہزار بتائی جاتی
 ہے

خوشیوں کے تیسرے بیٹے کاشی یا کاسی کے بارے میں مصلحت افغانی
 ایک دوسرا اقتباس اس طرح ہے -
 کاشی قوم میں شہزادہ کاشی کے علاوہ جو نگر بار کے علاقہ میں رہتے
 ہیں - دیگر شاخوں کا صحیح حوالہ معلوم نہیں ہے اور شہزادوں کے متعلق بھی
 اصل کم حالات معلوم ہوئے ہیں - کافی چان مین کے بارے میں بھی میری اس قوم

کے فرد سے ملاقات نہیں ہوئی مگر دوسرے نقشبندی اور لوگوں سے جملہ میں رہتے ہیں ان سے زبانی معلوم ہوا ہے کہ کاسی قوم کسی خاص مقام پر جگہ نہیں جتے بلکہ ترتر ستر ہیں۔ کہیں کہیں ایک گھر آباد ہے کہتے ہیں کہ کے علاقہ دکن میں اس قوم کے کچھ لوگ موجود ہیں۔ غرضیکہ افغانستان میں ان کے علاوہ باقی قوم معلوم نہیں ہوتی خیبر کے علاقہ میں بھی ہیں۔ اس علاقہ آفریقا اور اراک زئی بھی رہتے ہیں۔ ان میں شنواری کچھ نیک چلتی ہیں۔ لیکن بھی لوٹ مار اور حرام خوردی سے کم ہر سیز کرتے ہیں۔ ان کی کل تعداد اس بار بیان کیا جا رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ باجوڑ اور دہ سیکل کے پوٹو اور ان میں بھی اتنے ہی افراد رہتے ہیں۔ وہ شجور و نسی جوتام پشتون کو قیس عبدالرشید اور اولاد ظاہر کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ قیس عبدالرشید کے تین بیٹے تھے یعنی بیٹ بیٹا اور ستر بن چونکہ باری حدیث ستر بن کی اولاد ہے۔ اس لئے فی الحال یہ اور غور و غشت سے تعلق ہوتے ہوئے ستر بن کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ زبیل نے کاسی کو ستر بن کے گھرانے سے یاد کیا ہے۔ اور محقق شجرہ اس بیان کرتے ہیں۔



۱۔ مولت افغانی صفحہ ۳۶۶

فی الحال ہم نیچے آنے کے بجائے شروع سے تحقیق کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ شر دراع میں کاسی۔ زمند اور کنہ کی کیفیت کیا تھی اگر ہم مندرجہ بالا شجرہ کو قیام کہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ کاسی۔ زمند اور کنہ غرض شتون کے گھرانے سے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایک قوم ہے اور ستر بن قوم ہیں یہ قوم کاسی کے نام سے یاد کی جاتی تھی لیکن شجور و نسیوں نے چند دیگر قبیلوں کو بھی کاسیوں سے منسوب کیا ہے۔ جو کہ تاریخی لحاظ سے بہت قدم دیں۔ شکار و سیلج۔ کیرت کو بیار۔ سام۔ سلمٹ۔ سبلا۔ ہیرن۔

ان میں پہلے ہم سیلج کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ مولت افغانی نے اپنے نقشہ میں سیلج کے نام سے بھی ایک قبیلہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس قبیلے کے بارے میں اور کچھ معلومات فراہم نہیں کئے ہیں۔ اور نہ ہی کسی دوسری کتاب میں اس بارے میں کچھ معلومات سامنے آئے ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ جس وقت کاسی جوچستان آئے تو ان میں سام سلمٹ۔ کیرت اور سیلج قبیلے شامل تھے اس لئے کہ ساحل کوڑکی دادی میں ان کے نام زندہ اور اقامت پذیر ہیں۔ کوڑکے مغرب میں کوہ چلتن کے چپے سیلج کے نام سے اب بھی ایک پہاڑ موجود ہے۔ اور اسی نام سے اس پہاڑ کے دامن میں حکومت نے ایک بڑی چراگاہ قائم کی ہے سلمٹ کے نام سے کوڑکے شمال میں فریاد بارہ میل کے نام پر چمن کے رستے بائیں جانب سلمی کے نام سے ایک گاؤں موجود ہے اور قریب ہی کیرت کے نام سے ایک گاؤں موجود ہے ان دیات کے سبب دے کاسی ہیں۔

علم لسان کے اعتبار سے یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ سیلج۔ سلمٹ اور

متوشلخ ایک ہوں اس لئے کہ اگر ہم موسیٰ بن کوسیلخ کہیں یعنی رخ کو رخ میں تبدیل کر دیں تو یہ عام صوتی مبادلہ ہے اسی طرح اگر متوشلخ کے متوسے متا حزب کر دیں اور ش کو س میں بدل دیں تو اس سے موسیٰ بن جائے گا۔ اور اسی طرح ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ گھوڑے کو واقعی پہلی مرتبہ کاسیوں نے سدھایا (تر بیت) تھا اور کاسیوں میں یہ کام آیا تو موسیٰ بن کاسی نے کیا تھا یا موسیٰ بن قبیلے نے واضح بات ہے کہ تشریح شروع میں ایک فرد نے گھوڑے کو سدھانے کی طرف توجہ کی ہوگی اور پھر وہ میں دوسروں نے بھی کیونکہ قاعدہ بھی بجا ہے یا تو یہ کہ جس شخص نے گھوڑے کو سدھایا تھا۔ وہ قبیلے کے اقبارسے موسیٰ بن تھا۔ پس ممکن ہے کہ وہ پہلی تسمیہ نے گھوڑے کو سدھایا تھا وہ متوشلخ یا موسیٰ بن اندیا میسلخ تھا البتہ یہ بات کہ تشریح حضرت ادریس علیہ السلام کا فرزند تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بہر حال یہاں بہاں تجربہ کو پہنچے کہ

(۱) گھوڑا سب سے پہلے متوشلخ یا موسیٰ بن اندیا میسلخ نے سدھایا تھا

(۲) موسیٰ بن یا میسلخ کاسیوں کا ایک قبیلہ تھا (دائرة المعارف)

(۳) گھوڑے کو سب سے پہلے کاسیوں نے سدھایا تھا (مورت افغانی)

(۴) اصل تسمیہ ہوتا ایکلو پڈ یا آت برٹانیکا اور دیگر

موسیٰ بن کے بارے میں ہم دیگر معلومات نہیں رکھتے سب متعلق ہیں کیا باہر کر سکیں گے نام سے کاسیوں کا اب تک ایک گاؤں موجود ہے یہ نام دراصل سب متعلق نہیں ہوتا بلکہ سب متعلق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ گاؤں کا نام سب متعلق ہے۔

اس کے علاوہ بلوچوں میں ایک بڑا قبیلہ سالاری یا سالانی کے نام سے ہے جو جبالاوان کے علاقہ گدرا اور نوشکی کے علاقہ بونچ پانی اور کاکم میں قیام رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم سب متعلق دادا کی اولاد ہیں۔

اس سب سے مضبوط شاخ سید زئی ہے۔ ان کا معنی ہے کہ یہ اسلاف افغان ہیں کثیرا۔ کثیر کے بارے میں اس سے پیشتر ذکر ہو چکا کہ ایک گاؤں کو کثیر نام مل گیا ہے۔ کثیر نام کے قریب اب بھی موجود ہے۔ اور کثیر نام کا ایک قبیلہ وہ پستان کے انتہائی شرق صوبہ لورالائی میں کسے غرا کوہ سیلان کے دامن میں ہے۔ اب قیام پذیر ہے۔ اور ان کا سردار انور جان کثیران ہے جو کہ بلوچستان کے ایک کابیر ہے یہ کاسی پشتون ہیں۔ بلوچستان کے نقشہ پر نظر ڈالیے کیرتھر پہاڑوں کا ایک حصہ شرق سے جنوب کی طرف گیا ہے صوبہ قلات کے پرلون نام کی ایک جگہ سے شرق کی سمت سندھ کے فریم آباد کو جو راستہ اس پہاڑ میں سے نکلا ہے اسے درہ ارباب کہتے ہیں۔ کاسیوں کے سربراہوں کو ارباب کہا جاتا تھا اور اب بھی ارباب کہتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ کیرتھر دراصل کثیر تھا جو بعد میں تیر اور پھر کیرتھر بنا گیا کہ کاسیوں کی یہ عام عادت تھی کہ وہ قبیلے کے نام پر جگہ اور پہاڑ کو موسوم کرتے تھے ان پہاڑوں کے سلسلوں میں صوبہ قلات کے انتہائی جنوب میں ایک دوسرا درہ بھی بلوچستان کے نقشے میں اب تک کند کے نام سے موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ متوشلخ میں کاسی بلوچستان آئے کیوں کہ وہ پہلی جھوٹا شاخوں پر مشتمل تھے۔ بلکہ ایلچہ علیحدہ جگہوں پر قابض ہوئے تھے پھر کران کی جانب چلا تھا۔ کند قلات اور جبالاوان کے علاقوں کو چلا گیا تھا اور دیگر علاقوں کو چلا گیا تھا۔ کاسیوں کے قبائل جاتے تھے۔ کوئٹہ کی دادی چلے آئے تھے جو کوئٹہ کے سب سے قدیم باشندے ہیں۔

سام۔ کاسیوں کے اس شاخ کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ یہ مسلم دین

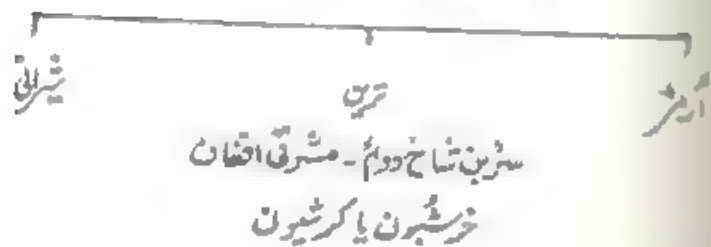
ایمان نام بند و باغ کی طرف گئے تھے اب ان کا موت سام خیل کے نام سے ایک
قیصر ایک پہاڑ اور ایک قبیلہ سامندین باقی ہیں۔ یاسین زلی قبیلہ سامندین کی
شاخ ہے اور ساہیو کے نام سے منوگ کے قریب پانے پانے کا ایک قصبہ
موجود ہے۔

صورت افغانی نے کاسیوں کے دیگر قبیلوں کے متعلق اور معلومات فراہم نہیں
کئے ہیں مثلاً کوہیار سیال اور حیروں کے بارے میں البتہ شواہد کے بارے میں
کافی معلومات فراہم کئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کاسیوں کے بہت سے قبیلے
غالباً مال دار تھے مستحق م کے لگ بھگ کشمیر تک پہنچے تھے اور اس خوبصورت
ملک کو اپنے نام سے موسوم کیا تھا۔ یعنی کاس میرا ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس
پہاڑ کے لئے "میر" کا لفظ بھی تھا اور کسی مناسبت سے اس کو بصورت سرزمین
پر کاس میر یعنی کاسیوں کے پہاڑ یا پہاڑوں کا نام رکھا۔ کشمیر پر قابض ہونے کے
بعد کاسیوں کے کچھ قبیلے سکینا نگ کی طرف کوچ کر گئے اور کاشغر کے علاقہ پر بھی
قبضہ کر لیا اور اپنے نام یعنی کاسیوں کے پہاڑ (کاس) غرضت منوم کیا کیونکہ
آب و ہوا اور صوبی تغیر و تبدل کا وجہ سے ان علاقوں میں سس میں بدل جاتا تھا
اس لئے "کاس میر" "کاش میر" اور پھر کشمیر تھا اور کاس غرضت کاشغر میں بتوی
ہوا۔ آپ نے جبکہ یاد کاسیوں نے اس سے پیشتر ہی جہاں ہندو قیام رکھتے تھے
ان کو اپنے نام سے منسوب کرتے تھے جیسا کہ ساہیو ہیں "کاشک" کیسین میں
کاشک عراق میں کوہ قاسیان اور بوسپان میں کے ذکر ذہبیان

اب ہم ایک تہہ پھر خوشیوں اور شرجیوں کے ناموں سے سیاق و سباق
کے اعتبار سے لسانی تہذیب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان ناموں کا اصل کیا ہے
مردانہ کبر و ستہ اپنی تالیف "دی پٹھان" میں ان کے بچنے کا نقشہ یوں

نیا ہے۔

سڑبن اول - مغربی افغان شرکیون (ہاشکرون یا سرجیون)



ان نقشوں میں ان قبیلوں سے نکلی ہوئی، بچہ شاخوں کے نام پر کبر و صاحب
نہیں۔ کرمین قصداً نظر انداز کر رہا ہوں اس لئے کہ میں یہاں پر ان کی عزت
نہیں کر رہا صاحب ان نقشوں کے تحت اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔
"سڑبن کے دونوں بیٹوں کے ناموں خاص طور پر شرجیون اور کرشیون
ان ناموں کے غیر اسلامی انداز کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے ان ناموں کا
مالی شکل اختیار کر لینا تعجب خیز نہیں ہے۔"

یہاں پر یہ یاد رکھیں کہ کبر و صاحب بھی ان ناموں کی ساخت پر مشکوک ہیں
ان لئے شرجیون کے ساتھ شکر ہون اور شرجیون اور خوشبون کے ساتھ کرشیون
میں کیا ہے اس لئے اگر میں یہ کہوں کہ شرجیون، سرہون، سارگون، سارگون اور
اردکن ایک تہہ ہے تو اس پر کیا اعتراض کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ غلبہ کے متقی
میں سارگون کو سرجون بکھلتے

آپ نے شروع میں پشوا کہ شرعاً یا سرحد یا سرگرمی کے نام سے
 بھاجے۔ اور شرعی بھی آسانی کے ساتھ پشتوں میں شرعی میں تبدیل ہو سکتا
 کیونکہ "ن" "اند" "ل" کا سبب اولہ آریالی خصوصاً پشتو اور فارسی میں عام ہے شرم

لیڈل = ویدق

ریسل - رسیدت

کندل = کندق

اور اس طرح بے شمار

شرعی یا شرعی یا شرعوں یا سرحدوں کے تہہ آنا سب بھی بلوچستان میں پائے جاتے
 ہیں۔ مثلاً شرعی کے نام سے ایک قبیلہ شین کے علاقہ برشود میں ہے۔ اس وقت یہاں
 کے افسرے احمد خیل کا کہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ شرعی گاؤں بہت چھاننا ہے۔ یہاں کا پرانا
 لڑکے۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر دیں کہ لڑکوں میں بہت قدیم قبیلے ہیں۔ اور کہیں
 (ہیں) پشتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ شرعی کے نام سے دکی (دستخ لولائی) سے دس
 میل جنوب مشرق میں قدیم زمانے کا ایک ٹیلہ بھی ہے۔ اس ٹیلے کو آٹھ تو قدیم کے ایک
 ڈاکٹر او۔ ٹی۔ ڈیوک (DR. O. T. DUKE) نے ۱۹۳۵ء میں دیکھا تھا وہ کہیں
 کہ "شرعی کا ٹیلہ دکی سے دس میل جنوب مشرق میں آٹھ میل سے قریب آتے ہیں شمال
 مغرب میں کھدات کی صورت میں بڑا ہے اس کے گرد و فواح کے لوگ راست
 ڈرکٹ بھی کہتے ہیں یہ ٹیلہ یہاں کی مٹی سے بنا ہے۔ اس کے آس پاس دو میں تک
 کسی قسم کی کیتی ہڈی نہیں ملتی اگر دو فواح کی ہڈی سے کسی ٹیلہ پر پتہ
 شمالاً غرباً اور جنوباً تقریباً پانچ سو گز پر پھیلا ہوا ہے جب کہ جنوب اور شمال

۱۱. لولائی گز ٹیلہ مسعودہ

تہہ کی جانب زیادہ چھکا ہوا ہے۔ شمالاً غرباً دکن سب سے بلند ہے بالکل
 شمالاً مشرقاً جنوباً سرگرم اور جنوباً مشرقاً قریباً سرگرم اور جنوباً مشرقاً اندازاً
 ۵۰ گز سہوار ہے اس ٹیلے کا اندھوٹی کے نیچے شمالاً مشرقاً اور جنوباً
 ۱۰۰ گز سہوار ہے۔ ان کے درمیان بدرشوں کی وجہ سے مشرق اور جنوب مشرق
 کی باتیں بنے ہیں۔ اور ساتھ فٹ کی بنی پریت و کش معلوم ہوتے ہیں نیچے
 اندھوٹی کے اوپر ایک جزعہ ورت برتن ملا۔ اندھوٹی ایک دوسری سطح پر جو
 اندھوٹی سے کافی نیچے تھا اور شمال مغرب کی طرف کھکا ہوا تھا کچھ اور کچھ
 ہیں۔ ان پر سرخ اور کالی دھاریاں تھیں اسی طرح ہزار اندھوٹی کے شیشے
 اور بن میں دیانت ہوئے ۳ لہتے نیچے حصہ میں کوئی غار، چیز نظر نہیں آتی میرا اندازہ
 ہے کہ کچھ لڑکوں نے دھکے آخان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب یہ پابڑی بل از
 ان معلوم ہوتی ہے۔ اس پابڑی کے بالائی حصہ پر شیشے کے کچھ ٹکڑے بھی ملے
 ہیں۔ ان بالائی حصہ پر کوئی تعمیر ہوئی تھی

شیریں نے کچھ عرصہ پریشتر مسلمانوں کے دو سو سیکے یہاں دریافت کئے
 ہیں۔ میں نے ان کو نہیں دیکھا مجھے ان کے بارے میں جو معلومات فراہم کی گئی
 ہیں کہ وہ بیکے عزیزی یا پشتونوں کے دور کے ہیں یہ بڑے کارآمد کے تھے
 کہ یہ سکے مل جاتے تو اس سے تاریخ کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا

اسی طرح فرٹ سندھین (قدیم اہل دنی) کے سات میل مغرب میں ملا دار۔
 (MALAWAR) کے قریب شرعی یا شرعی کے نام سے کافی قدیم زمانہ کے تباہ
 کردہ کھدات اب بھی اپنے قدیم معادوں کے قیام کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس

جگہ کو دان (KODAN) بھی کہتے ہیں۔ یہاں بات واضح ہوئی کہ شرجین یا شرجون یا شکر لہن یا شرفون یا شرغی یا سارگن یا سرگون بساں تغیر و تبدل سے حاصل ایک ہیں البتہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سارگن و سرجون و شرجون ہے تو پھر کسی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ کیونکہ سارگن کے متعلق آثار قدیمہ کے قدیم کتبوں سے جو معلومات حاصل ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح ہیں۔

”نصف مٹی میں ساری شرا و قبائلی کیش اوسا کا د سارگن رشا روکن کی سہ لہجہ میں لگال ناگی زی کے خلاف کھڑے ہوئے اور ان کو پچیس سال حکومت سے دستبردار کر دیا اور زیرین بن الہرن پرتھوہ کر لیا اس کے بعد کیش خہر کو جمع کر دیا اور اکاد کے شہر کو دار الخلافہ قرار دیا۔ لہجہ کیش کے قریب فرات دریا کے کنارے واقع تھا۔ جس کے آثار اب نا پید ہیں۔ اس تاریخ کے بعد سارگن کا شمالی حصہ اکاد کے نام سے موسوم ہوا سارگن نے پہلا کام یہ کیا کہ اوروک کے شہر پر قبضہ کر لیا جو بین النہرین کا مقدس شہر اور لگال ناگی کا دار السلطنت تھا بعد میں اور ان لاگاش کے شہروں پر قابض ہوا اور خلیج فارس تک جا پہنچا اور اس کے خہر پر قبضہ کر کے بعد سارگن نے بادشاہت کا اعلان کر کے کیش خہر کی تعمیر میں مصروف ہوا اور لوگال ناگی کے وقت میں کافی تباہ ہوا تھا اس کے بعد سارگن نے ایلام اور ایوان کی سرزمین پر چھوڑائی کر کے اسے اکاد کی تصرف میں سے آیا۔ سارگن تین مرتبہ خلیج کے راستے دیلون و بحرین کی حکومتیں کئے گئے۔ بعد اس کے بعد مغربی ملکوں کو فتح کرنے کے لئے پیش قدمی کر کے ساری آسور کے شہروں پر قابض ہوا۔ ان کا جو مجسمہ دریافت ہوا ہے۔ اس کے نیچے ایسی عبارت تحریر ہے کہ

”سارگن کا علاقہ اور سونے کے پار یعنی لبنان اور قیروس کا ملک بھی وہی تھا (توروس میں سیسے کے معدنیات تھیں) چاندی نکالی جاتا تھا۔ بھی اس کے جیسے

ہیں تھے) اسی طرح کہا جاتا ہے کہ قبرس کے معدنیات کا علاقہ اس کے تصرف میں تھا۔

لیکن اس کی کوئی سند نہیں اس نظم سے جس کا عنوان ”سلطان جنگ“ ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ایشیائے کوچک میں بتیل کے ساتھ بھی جنگیں لڑی ہیں۔

سارگن نے اپنی سلطنت مختلف حصوں میں تقسیم کی مٹی اور برحقہ کی مسافت میں مختلف مٹی اور برحقہ (موسوے) اکاد کران ”دبلیو بیٹے“ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اس کو ہدایات مرکز کی طرف سے بلا کرتی مٹی سارگن کے حزی زمانہ میں بغاوتیں شروع ہوئیں ان بغاوتوں میں سارگن کے ایک چھٹے بھائی نے زیادہ حصہ لیا اور لہجاس کے قحط کی وجہ سے دیگر علاقوں میں بھی بھائی پھیل گئی۔ ان حالات میں بھی جیکہ سارگن اکاد میں محصور تھا۔ اپنے دشمنوں کو شکست دے کر ان کو دوبارہ آسور ملک سے گایا۔

سارگن کی سلطنت کا صرف ایک وہ لوح رکبتہ ملا ہے۔ جو شوش میں دریافت ہوا ہے اور جس کا دیا وہ حصہ ان کی فتوحات پر مشتمل ہے۔ سارگن اور اس نے جانشین حنانی و عوا کرتے تھے اور تمام لوگ ان کو تسلیم کرتے تھے سارگن کا دار الخلافہ اکاد جو ایک تجارتی شہر اور اقتصاد کا اہم مرکز تھا اور سارگن کے اقتصاد کی وجہ سے دن بدن ترقی کر رہا تھا اور تجارت کے تمام بڑے راستوں پر اسی مسرت تھا۔ جیسا کہ سوہارتو اور آسور و شمالی بین النہرین کا راستہ اس طرح شوش کا شہر جو ہند کے تجارتی راستے پر واقع تھا۔ ان کے تصرف میں تھا ان کی سلطنت کے حدود شام اور قبرص تک پھیلے ہوئے تھے

سارگن کے جانشین۔

جیہ کہ عرصہ کیا جا چکا آکا دکی ہرث بہت سارگن کے آخری ایام میں ہون
سے خلفشار سے دو چار ہوئی ان کا بیٹا اور جانشین ریموش جیسے ہی تخت نشین
ہوا غافلین کی سرکوبی کی مٹانہ یعنی ایلام اور سومر کے خلاف جنگیں سرسرا
کر کے ان کو شکست دی ان جنگوں میں "اور" اور "اوماہ" کے لوگوں کو ان
نقصان پہنچا۔ ان جنگوں میں جس قدر مالی غنیمت ان کے ہاتھ لگا اس کا زیادہ
حصہ سپار اور سپور کے کے عبادت خانوں کو بیچ دیا اور ریموش کے حکم سے نیم
کے معبد میں بادشاہ کے مجسمہ کے نیچے دو زبانوں سومری اور آکا دکی میں کتبہ
لکھا گیا۔ ریموش کے بعد ان کا بھائی مائیش توڑو اور ان کے بعد بعض کہتے ہیں
کہ ان کا دوسرا بھائی ہمارام سین جہنوں نے زیادہ فتوحات کی تھیں اور اپنے آپ
کو چار اقلیموں سومر آکا د۔ سو بار تو اور آکورد کا ہرث کہلاتا تھا تخت نشین
ہوا۔ ان کی وفات کے بعد جب شاد کا شاد کا روم شری یا شری نے سلطنت
کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو ایلام۔ آکورد۔ اور گوتیم کے لوگوں کے ساتھ
لائی جنگیں لڑیں جبکہ ان کی موت کے بعد بغاوتیں اور بڑھ گئیں اور بالآخر ۱۲۳۳ ق م
کے لگ بھگ سارگن یا سرجون کے گھرانے سے اقتدار کی باگ ڈور چلی گئی تھی
کی سلطنت بحرہمد سے مالابار کے ساحل تک اور پنجاب سے مصر کے کنارے
تک پھیلی تھی ان میں باختر و ہستیاں اور سندھ کے علاقے میں شامی تھے۔

۱۔ انتباس اور نقشہ ان "تاریخ اعلیٰ قدیم آسیائی عرب" ص ۵۵
ڈاکٹر پیمیش چھاپہ خانہ



ڈاکٹر سمنش کا عقیدہ یہ ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے کہ سارگن سائی نثر ادبیات کا سربراہ تھا جبکہ ارض القرآن کے مولف علامہ سید سلیمان ندوی کی معلومات اس سے مختلف ہیں۔ علامہ کہتا ہے۔

”قدیم بابل و اہل فارس سے پہلے ان کے جرکبات و آفات ملے ہیں۔ زبان کی حیثیت سے یہ دو قسم کے ہیں۔ سائی اور غیر سائی۔ ان سے بابل کے قدیم باشندوں کی قومیت کا راز فاش ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر کتبائے پرملائین کی تالیفیں ہیں۔ اور جن پر تاج مرقم نہیں ہے۔ ان کے ذمے کی تعین قرآن سے کی گئی ہے۔ غیر سائی کتبائے راجعاً قدیم ترین ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر سائی آبادی سائوں سے پہلے یہاں آباد تھی ان کی زبان سومری اور اکادی ہے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وہ غیر سائی آبادی اکادی اور سومری تھی بوقت بنام و ذن کے لحاظ سے غالباً تورانی النسل ظاہر ہوتی ہے۔“

”ارض بابل کے اس عہد کے تمام کتبائے کو بہ ترتیب رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ متنگہ قوم کی ابتداء میں قدیم سومری الفاظ کی بجائے ان میں سائی الفاظ کی آمیزش شروع ہوئی ہے اور یہ آمیزش اور اختلاط رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے تا کہ آخر میں خط اور خیالات بالکل سائی ہو جاتے ہیں۔ اور ایک مدت تک کتبائے راجعاً پرملائین سائی رہتے ہیں۔ پھر ایک زمانہ کے بعد سومری کتبائے کا ذکر سادہ و مشروح ہوتا ہے۔ جس کا خاتمہ ایک اور تورانی النسل زبان میلام (رام) پر ہوتا ہے۔ جس کا تاج مرقم جلیج فارس کا فارسی ساحل تھا پھر ایک زمانہ کے بعد سائے نام میں زبان بالکل سائی ہو جاتی ہے اور بعد ازاں ایک مرکب و مستزبان کی صورت نظر آتی ہے۔“

ان دو مختلف اقتباسات و نظریات سے ہم اس نتیجہ کو پہنچتے ہیں۔

ان سے ساگن یا شرغون منسوب ہوا ہے یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ اصلاً البتہ ڈاکٹر سمنش کے من بد میں علامہ ندوی کا بیان زیادہ اہمیت کا ہے کیونکہ وہ اس زمانہ کے کتبائے کا حوالہ دیتا ہے۔ اور زبان کی بنیاد پر کہتا ہے کہ وہ سائی نہیں تھے بلکہ یہ خیال ظاہر کتبائے کہ غالباً تورانی النسل تھے۔ اور انے اقتباسات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساگن یا سرجون یا جیسا کہ اس کا ہے (سر جون) ایک غیر سائی بادشاہ تھا جو بعد میں پشتو لہجہ میں شرغون یا ان میں تبدیل ہوا۔ کیونکہ نام کی ساخت ایسی ہے کہ لہجہ اور زبان کی تبدیلی میں ہونے کا جائے اور غرض شہنوں میں اس لئے اس وجہ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس ایک نام ہے۔ جسے کچھ پشٹون شرغون کہتے تھے اور کچھ پشٹون جو سے مورخین اور شجرہ نویس نے بھی ایک شخص کو دو حجتوں میں تقسیم کیا ہے ان سے معلوم ملتا ہے کہ دو شخص بنائیں جس کا تذکرہ سترین کی جہرہ سمیرا میں ہے کوئی شخص معلوم نہیں ہوتا بلکہ ساربان کی سنگ شدہ شکل ہے کیونکہ ہم پشتون تین اقسام کی زندگی گزارتے تھے۔ ایک وہ تھے جو بلند پہاڑوں پر کرتے تھے، اور زرگنوں کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ جو بعد میں حرکت یا غرغشت میں تبدیل ہوئے کچھ وہ تھے جو سوار زمینوں (میدان) میں لہر کرتے تھے۔ اور پہلوؤں کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور ایک حقدہ وہ تھے جو لہجہ یا پورندہ کی زندگی گزارتے تھے جسے ساربان کہتے ہیں۔ اور جن کی سوغندہ ترین ہے۔ بہر حال جب یہ لوگ بابل سے خلیج فارس ایران اور بلوچستان کے راستے آ کر کوئٹہ یا کوہ سلیمان، پشتو میں کے غز کو آئے تو انہوں نے کوہی کی اختیار کی تھی۔ اور پارسی زبان میں انہیں ساربان کہا جاتا تھا۔ اب سب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شرغون یا سرکون یا سرجون یا سرجون

کاسی سے کیا تعلق رکھتا ہے کیونکہ اگر سارگن یا شاروکن یا شرخی مشر خون ہو،
شخص تو بابل میں کاسیوں کے اقتدار سے قریباً چھ سو سال پیشتر گذرا ہے
اور پھر کاسیوں کا نہیں بلکہ اکادیوں کا سربراہ تھا۔ اس تاریخی سوال کا صرف
تقریباً کیا جا سکتا ہے کہ

اولاً۔۔۔ یہ شخص غیر سامی تھا۔

دوم۔ اس گھرانے کے زوال کے ساتھ یہ بھی مغلوب اور مشر ہوئے
سوم۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کاسیوں کے دور میں یہ زبان کی خرافات
کے احساس پر کاسیوں سے گھل مل گئے۔

چہاں دم۔ یہ کہ جس وقت کاسی بابل سے نکل رہے تھے تو یہ کاسی ہیں اور
طرح منہ ہو گئے تھے کہ ان کے درمیان فرق نہیں کیا جا سکتا تھا۔

بنیم۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی زبان بولتے تھے البتہ جیسے کہ وہ
پانڈہ قبیلوں میں منقسم تھے، اور مختلف ناموں سے جیسے کہ کاسی۔ کند۔ ترن
اور (اور۔ لڑ۔ لڑ۔ دمٹر) کہلائے جاتے تھے جن کا کہ بعد میں ذکر آئے گا۔
مختلف حالات میں لہجوں میں فرق پڑا

مشہور۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے زمانہ میں یہ تمام شرخون
یا شرخون یا سرجون کو منسوب ہوئے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ لوگ جیسے کہ علامہ ندوی مرحوم کہتا ہے
کہ غیر سامی غالباً تورانی النسل تھے، اصلاً ہند یورپین تھے کیونکہ خدوخال
اور زبان کے اعتبار سے نہ تو یہ تورانیوں سے ملتے ہیں۔ نہ کاسیوں سے
بلکہ کاسیوں کے خدوخال تو کردوں سے زیادہ ملتے ہیں۔ اور یہ بات بھی
تاریخی اعتبار سے ثابت ہوئی ہے۔ کہ کرد اور کاسی ششہ ق م میں زاگروس

اور ستان کے پہاڑوں میں اکٹھے رہتے تھے، غالباً ایک ہی زمانہ میں ہونچان
ہیں۔

زمند اور کاسی جو بھائی کہلائے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں پہلے لکھا
ہو چکا البتہ کند کے بارے میں گمان کرنے ہیں کہ یہ قبیلہ قندھار کی طرف گیا ہے
اور نئے خیل اور خوریہ خیل قبیلے عام شجروں کے مطابق کند کے گھرانہ
ہیں۔ اور یہ قبیلے قندھار کے آس پاس رہتے تھے اس ضمن میں
ادلف کیرو کا یہ بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

تو بکلی روایت کے مطابق نئے خیل اور خوریہ خیل دونوں کڑ کے آس پاس رہتے
ہوئے ہیں۔ یہ دونوں خبیہ درہائے فرنی سے سرباب ہونے والے تھے اس ضمن میں
ابو اکب الینادہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اور کندھار کے شمال مشرق میں بلانی دادی
ناک (ننگ) میں رہتے تھے، (اب یہ سب خطیوں کا علاقہ ہے) جو دھوبی صدی
کی ابتداء میں (وقت کا تعین بھی بعض قیاس سے کیسی الفنسٹن نے اس کا حوالہ دیا ہے)
نہ اور خوریہ قبیلوں میں یا انون دروینہ (مغزن افغانی کا مؤلف) کے بیان کے مطابق
میں اور ترمین میں جو درابنوں کے اجلا داداب قرابت دار ہیں کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا
ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام خوں کو گھربار چھوڑنا پڑا۔ اور وہ شمال میں کابل کی طرف چل
پائے اس موقع پر کسی بیان میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ قبائل اپنے اصل ٹھکانے پر واپس
آئے تھے، یا ابتداء میں ہند اور کی طرف سے آئے تھے، اس کے بعد تقریباً ایک
صدی کا خلا ہے اور یہ خلا غیر معمولی نہیں ہے بھر میں خوں کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ کابل کے آس پاس آباد ہو گئے۔ اور انہوں نے سموری خاندان کے مرزا ننگ
بن ابو سعید کی حمایت شروع کر دی تھی۔

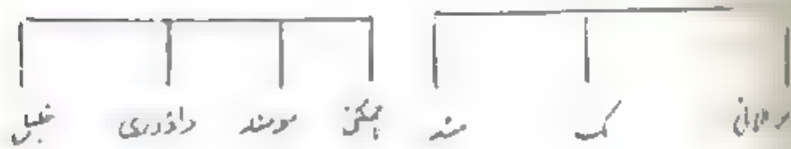
لے پٹھان صفحہ ۲۴۳۔

اس بیان سے اجماع طرح واضح ہوا کہ گندھار کی طرف گئے تھے۔ البتہ معلوم نہیں کہ کب گئے تھے۔ صولت افغانی کے مؤلف محمد زردار خان نے ہندو شہور کتاب "مہا بھارت" کی بہ روایت نقل کی ہے کہ

ذریعہ دھن کیرو کی مال جن کا نام مسافہ گندھار کی تھا راجہ گندھار لیو رقتہ ہار کی بیٹی تھی۔ زردار کہتا ہے کہ اس سے غالباً مراد افغانستان کا ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں ہندو آباد تھے۔ اور اس بات کی سند یہ ہے کہ اوند کے شمال کے درہ بامیان جس کے دو بہت بڑے بت موجود ہیں۔ زردار کا خیال ہے کہ گندھار وہاں سے گندھار کا قدم نام ہے۔ زیادہ تر محققین یہ کہتے ہیں کہ گندھار ایشاد کا علاقہ ہے، میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ ایشوری نے گندھار کو بھی گندھار کہا ہے۔ لیکن زیادہ تر مورخین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ گندھار ایشاد کا علاقہ ہے۔ اور گندھار گندھار کے بعد آباد ہوا۔ اگر کہیں یہ درست ہے تو میرے مکتبہ کے مہا بھارت کا راجہ گندھار ایشاد کے علاقہ کا ہے کیونکہ ہندو تہذیب و مدنیت کے زیادہ آثار ایشاد کے آس پاس درہ بامیان میں ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اگر یا نا کے مشرقی علاقہ گندھار برہمنی تہذیب و مدنیت کے اثرات میں رہے ہیں۔ اور جنوب مغربی حصہ ایسی آما کو زیادہ برزرتستی تہذیب کے اثرات پڑے ہیں۔ اور ان دونوں ہندو کے آثار میں دونوں طرف نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ جیسے کہ ان اور ہیسو نام اسی طرح زبان میں ہندی اور فارسی کی آمیزش اس بنا پر کہ جو سکھ ہے۔ البتہ درہ سے گندھار تک یہ تمام علاقہ گندھار تھا۔ درگرب میں تھا۔ گندھار۔ درگندھار علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔ تو پھر اس سے مراد ناچار ہے کہ ہم گندھار کو گندھار سے منسوب کریں اور یہ کہیں کہ گندھار کا پہلا نام "گندھار" تھا

دریوگ گندھار کہلاتے تھے علحدہ میں گندھاری بن گیا اور گندھاری سے گندھار یہاں یہ بھی وضاحت کر دیں کہ گندھار کے نام سے مسلم ہندو ہندو (ضلع شوب) ملنے میں سرحد شیرازی کی طرف اب بھی ایک جگہ موجود ہے۔ البتہ افغانستان کے نقشے نگاہ ڈالنے سے ہو کہ گندھار کا نام بہت قدیم ہے، یعنی یہ قبیلہ سنہ ۱۰۰۰ کے نام سے افغانستان میں نظر آتا ہے اور پھر اس قبیلہ سے ہندو کے رہاؤں کے قبیلے ہزار سال کے دوران نکلتے ہیں۔ اس وجہ سے لازم ہے کہ گندھار سے ہندو ہندو کی چھان بن کر رہے۔ اگر قبیلہ اس منطقہ میں دیکھے جاتے ہیں تو حقیقت وہ خود واضح ہو جائے گی۔ شجرہ نویسوں نے گندھار کا شجرہ اس طرح بنایا ہے۔

گندھار



(سرحد کے نقشے سے)

مدرجہ بالا ماہر قبیلے میں سے بعد میں چھوٹی چھوٹی شاخیں وجود میں آئی ہیں کہ
کے گھرانے میں شامل ہیں اور کثرت جیسا کہ مس سے بیشتر عرض کیا جا چکا ہے۔ خرسوں
کی شاخ ہے۔ اقبیلے سے فرد مراد نہیں لیتا جلیبے

دار بخ حافظ رحمت خانی جو حال ہی میں پیر معظم شاہ نے مرتب کیا ہے۔ اور سینہ
اکبر کی پت در نے جمالی ہے۔ تمام ادل کے عنوان سے صفحہ نمبر کی عبارت اسی
ہے۔

گوندہ کہوسف زئی گجراتہ نسکی اور نور پور خیل برنگ مقرر اور فرہ باغ میں
مقیم تھے کسی بنا پر لڑ پڑے (خنے) کو شکست دے کر ان کے علاقہ پر قبضہ کر
لیا۔ تمام خنے یوسف زئی، گلیانی، ترکلائی، اور محمد زئی میں قبیلے کے ساتھ کوٹ
کر کے قابل اگر سکونت پذیر ہوئے۔

ادھر کی عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ کند کی اولاد یا شاخیں بلوچستان سے کہ
کوٹلی ہیں۔ کیونکہ نسکی یا نوشکی کوڑے کے مندر میں بلوچستان کے مندر چانی کا ذکر
ہے۔ جو کہ کوڑے سے ساحل میل اور ستونگ سے سڑک کے راستے تقریباً پچاس سو
دو سو پانچ سو ہے ستونگ میں اب بھی یوسف زئی مقیم ہیں۔ اگرچہ ان کی زبان ستونگی
سہ زبانہ ہے (مجاہدی) لیکن یہ پشتو بھی جانتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو افغان کہتے ہیں
جیسے کہ مردان باسرات کے یوسف زئی کیونکہ نوشکی کا علاقہ حملند کے جنوب
میں واقع ہے لیکن نوشکی کے شمال میں احمدستان کے وہ علاقے ہیں جو شیرداد
گرمیل، فرہ اور چنار اور کھلند سے ہیں۔ انہیں دیہاتے حملند سے سبب ہوتے ہیں

سے گلاڑہ - نوشکی - ترک - مستند - قرہ باغ اور کوزیا میں

واقع ہیں۔

کتا ہے کہ خنے اور نور پور خیل نوشکی کے راستے ان علاقوں کو گئے ہوں۔ بلند کے
افغان اور تاریخی موقعیت کا ذکر ہم بعد میں کریں گے پہلے شرجون یا شرجیون اور ان
شاخوں کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں جنہیں شجرہ نویسوں نے اور ترین اور سیرانی کے نام
داد کیا ہے۔ اگرچہ سرادلف کیرو اپنی کتاب "دی چٹان" میں کہتا ہے کہ اور پور
میں ہیں۔ لیکن اور پور اپنے آپ کو پشتون کہتے ہیں۔ اور میرا بھی یقین ہے کہ پشتون
اور شرجیون یا شرجیون قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف اور پور نہیں بلکہ مراد
شرجیون قدیم قبائل ہیں۔ اور پور کے نام سے بلوچستان کے ساحل پر نہ صرف یہ کہ
گاہ موجود ہے بلکہ اس نام سے شہر بھی موجود ہے۔ مثلاً دیہات اس فہر کی
۱۵۰۵ افراد پر مشتمل تھی۔ ان میں تین گھرانے ہندوؤں کے پچاس گھرانے
موجود تھے اور باقی اور پور تھے جو کہ تمام سنی مسلمان تھے۔ اور مارا کا نام اور پور سے
دیا گیا ہے۔ جو کہ شرف الدین یا شرجیون بن قیس عبدالرسید افغان کی نسلی
ہے۔

بیگزیر سردار ۱۹۰۱ء کہتا ہے کہ میں نے تسلیم میں مری یا مری کے نام
سے ایک قبیلہ دیکھا لیکن کاغذات میں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ اصل کون ہیں۔
در اصل بات یہ ہے کہ جس زمانہ میں کند - ٹرمنڈ - کاسی یہ تمام جٹا جٹ ہیں
نسلی کے نام سے یاد کئے گئے ہیں، بلوچستان چلے آئے۔ ان میں اور پور
اور بھی ساتھ تھے، یہ ان قبیلوں کی شاخیں تھیں جو ہزار ہا سال گزر جانے
اور وجود نہ فوراً رہتے ہیں اور نہ اپنی اصابت کھو چکے ہیں۔ اس سے کہ ہر وہ اور پور
میں ان سے بوجھ گیا ہے۔ جس کے جواب میں انہوں نے ہی کہا ہے کہ ہم
ان ہیں۔ لڑا اب بھی کافی گرم اور بشاد کے علاقہ میں سکونت رکھتے ہیں۔

نالسید گزیر صفحہ (۱۹۴) - ۲ - صفحہ ۴۹

مان انسان قبیلہ ہے جو کہ کوہ سلیمان میں بوجوں اور پشتونوں کے درمیان
 ملازمہ پر قابض ہے۔ اور اب تک اپنی بنیادی ہندوستانی زبان دلتے ہیں
 ۔ ایسی بولی ہے جو ان تک مخصوص ہے اور سندھی اور جٹکی کے قریب ہے
 جس کوڑی بہت جانتا ہوں اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان کا نام
 ایک تاجر راجپوت طاقتور ہے (سے جیسا کہ ڈاکٹر بیلو کا خیال ہے نہیں نکلا
 اور کھتر سے نکلا ہے جس کے معنی کسان اور سنگرت میں کشتی از میں یہ
 باری کو کہتے ہیں۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ کھتران کھتر سے نکلا ہے
 ۔ یہ بہت عقیدے کی تائید ہے۔ البتہ یہ بات کہ کھتر کے معنی کسان یا زمیندار
 ۔ ایک لفظی اشتباہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ ایک تو دھندل
 ۔ درجہ مال دار تھے۔ دوسرا یہ کہ یہ قبیلہ باہلی قبائل کی ایک شاخ ہے۔ جو
 ۔ ات زبان نہیں بولتے تھے اور نہ لفظ کھیت استعمال کرتے تھے۔
 اس بات کی طرف آپ نے توجہ دی ہوگی کہ گندھیا یا جودھشیا
 ۔ (بوجستان) کے چاروں اطراف یعنی شمالی حصوں مستونگ اور نوشکی
 ۔ جوبی حصوں یعنی ساحلی علاقوں جیسے کہ گوادریونی اور درماڑا اور مشرقی
 ۔ میں یعنی کیرتھر کے پہاڑوں میں ایسے بہت سے قبیلے ہیں جو کہ آج بھی اپنے آپ
 ۔ انہیں افغان کہتے ہیں۔ یعنی لفظ پشتون کا استعمال نہیں کرتے۔ اس کا مطلب
 ہے کہ یہ نام (افغان) ان کے ساتھ کافی زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ پہلا دور
 ۔ کہ فردوسی بھی اس کو جو کہ خود بھی ایک ہزار سال پہلے گزرا ہے۔ پرانی
 ۔ داستانوں میں اگر کوئی اور جودھشیا (موجودہ بوجستان) کے علاقوں کا
 ۔ ذکر کرتا ہو کہتا ہے۔

نشستند در آن دشت بسیار کوخ
 نزدغان دلاچین دگرد و بلوئخ
 یہ یک سوئے اد دشت خرگاہ بود
 دگردشت زان ہند راہ بود

دشت خرگاہ سے مراد مستونگ کا علاقہ ہے اور یہ دوسرا
 جس سے درہ بولان کو راہ نکلی ہے۔ ڈیمز مستونگ کے نام سے مشہور
 کہتا ہے کہ یہ "مش" اور "تنک" سے مشتق ہے۔ مش
 پہاڑ اور تنک کے معنی درہ یعنی پہاڑوں میں گھرا ہوا درہ۔ آئین اکبری
 بمطابق تشریح کی ہے۔ بولان کا نام بھی بہت پرانا ہے۔ احمد علی کپڑا
 کو ان آریائی قبیلوں سے منسوب کرتے ہیں جو ہمالائیوں کے نام سے
 کئے جاتے تھے۔ ہند دریا کے شمال مغرب کنارے ایک بہت بڑا گاہ
 واقع ہے جو کہ لشکر گاہ کے موجودہ نئے شہر کے قریب واقع ہے۔ بولان
 نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

قریباً ایک ہزار سال پیشتر ابو الففل ہرقی اپنی یادداشت میں بولان
 نام سے ایک قصبے کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

بولان بادشاہ معروجہ سید کے دن طند میں غرق ہوا جسے بعد میں غوطہ درہ
 نے نکالا اور پھر چند دن بیماری کی حالت میں گھر پڑا رہا جس وقت بستہ
 تو خیرات کی آمد مدد میں بست کے قاضی (ابوالحسن بولانی) کے لئے اپنے ہم
 سے رقم لگ کر کے لہجہ سے کہہ کہ

رحلت کا تب (بنو نصر) سے کہو کہ یہ رقم قاضی کو دے کر
 کہو کہ "پیدا رہی اللہ عنہ از غزوہ ہندوستان آدرہ است"

اللہ بزرگوار رہی اللہ عنہ غزوہ ہندوستان سے لائے ہیں۔ بنو نصر نے
 ان سے کہا کہ یہ رقم غزوہ ہندوستان سے لائی گئی ہے یعنی (مال غنیمت)
 اس ابوالحسن بولانی نے جواب میں کہہ "زندگانی خداوند دراز باد حال خلیفہ
 ت دامن نہ بنودہ ام و برسن پوشیدہ است کہ آن غزوہ باہر طریق
 معطوف است علیہ السلام یا نہ ت (خداوند کی عمر دراز ہو خلیفہ کا حال
 میں نہیں تھا اور یہ مجھ سے پوشیدہ ہے کہ وہ غزوہ سفت معطوف کے
 میں ہے یا نہیں) قاضی نے رقم قبول نہیں کی۔ بنو نصر واپس چلا آیا اور
 اس سے یہ قصہ کیا بادشاہ متوجہ ہوا اور ان کے تقویٰ پر آفرین کہا۔ بعد میں
 وہ جب کبھی کسی درویش نما صوفی کو دیکھتا تھا جو بیسوں کی لاش میں رہتا تھا
 مرنے کہتا کہ "چشم بد درہ از بولانیان"



تاریخ میں پشتون تین نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پٹھان، افغان، پشتون
جہاں تک پٹھان کی بات ہے تو یہ نام شیر شاہ سوری سے پیشتر کسی کے سینے میں
نہیں آیا ہے۔ دراصل یہ نام اس وقت ہندوستان میں پشتون کے لئے استعمال
ہوا جس وقت نامور پشتون شیر شاہ نے مغل بادشاہ ہمایوں کے خلاف کیا کہ
ہندوستان پر دوبارہ پشتونوں کی سلطنت قائم کرنے یا ابراہیم لودھی کا بل
لینے کے لئے مغلوں کے ہاتھوں ہند کے مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے پشتونوں
کو ہا کے صوبائی مرکز پٹنہ میں اپنے گرد جمع کر کے انہیں ہمارے تابع بنانے کے
بعد بنگال پر چڑھائی کر دی تو پٹنہ شہر کی مناسبت سے پٹان مشہور ہو گئے پٹان
یا پٹھان سے جیسے کہ چند محققین کا خیال ہے لفظ پٹھان نہیں بنا کر نکلا ہے اور
نہ قرن مغل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو شیر شاہ سوری سے پیشتر بھی یہ نام ہندوستان
میں سننے میں آتا نہ تو اس کے مشہور محقق مارگنٹران بقول سراوٹ کیو کے کہ کتابوں
کا کثیر اسے بھی کہتے ہیں۔ کہ میں نے جب سوسر ل پیشتر یہ نام نہیں سنا ہے۔
اب آئیے، افغان اور پشتون کی طرف پر ملاحظہ ہو کہ یہ دونوں نام بہت قدیم
ہیں پشتون اور پشتو کے متعلق اس سے پیشتر کہ انصاف و تشریحات پیش کی گئیں یہاں
افغان لفظ پر روشنی ڈالتے ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ کہ یہ
نام نسلی، ایرانی اور تاریخی لحاظ سے قدامت اور عرف بغیر کسی دوسرے کی شمولیت
کے پشتونوں کے لئے استعمال ہوا اور ہوتا ہے۔ نہ تو اس سے پیشتر کسی دور کے
لئے استعمال ہوا ہے اور نہ اب البتہ یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ نام کب سے استعمال
میں آیا ہے۔ مجھے بون معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام یعنی "افغان" پہلی تہذیب
اور آریزیا کے پشتونوں میں استعمال تھا۔ جیسا کہ فردوسی نے بھی اس علاقے کے
لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے کہ ان کے غزنی سے کوہ ٹیک۔ تمام علاقہ —

انسان شال کے نام سے موسوم تھا۔ افغانستان کے نامور مورخ اور محقق
عبدالحمید جلیلی اس بارے میں کہتا ہے کہ

”نام افغان“ کے بارے میں ہم تک مجھے معلوم ہے تاریخی لحاظ سے بہت
قدیم ہے۔ کیونکہ دریائے ہند اور دریائے سندھ کے درمیان اسی نام سے
لوگ زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیس سال پہلے شنی
شکاگو کے آثار قدیمہ کے ماہرین کی ایک جماعت نے نقش رستم شیراز میں وہیں
کعبہ زرتشت کے سنگی نوشتوں میں پہلوی اشکانی زبان اور یونانی و زبانی
میں ایک کتبہ دریافت کیا۔ جو کہ خاندان ساسانی کے دوسرے بادشاہ شاہ پور
اول نے ۲۶۰ م کے بعد جنگ لولیسہ میں شہنشاہ روم والیسری کی شکست
اور گرفتاری کے بعد کعبہ زرتشت کے دیوار کے پتھروں پر لکھا ہے۔ چونکہ
شاہ پور اول ۲۲۴ م میں مرے۔ اس لئے اس کتبے کے لکھنے کی تاریخ ۲۲۴
سے ۲۶۰ تک مقرر کی جاتی ہے۔

(اس کتبے کا نقش فارسی ترجمہ گہارش صافی باستان شناسی جلد ۱ ص ۱۸۱
کے بعد طبع شیراز ۱۳۲۵ھ میں طبع کیا گیا ہے۔)

اس کتبے کے دوسرے بند (سطر) میں پنکا پور شہر کا نام کو شان خسار یعنی
مملکت کو شان خسار کو شرقی سرحد کی حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے جسے بالکیا پور
یونانی نے دیو۔ لور۔ شا۔ پور اور لوسیون تسنگ چینی (سیاح) نے دیرشا پور اور
اسوی دور کے مؤرخین نے دیرشا اور کے نام سے موسوم کیا ہے۔

اس کتبے سے جیسے جیسے ہیں سلطنت شا پور کے رجال کے ناموں میں ایک

مقدار محقق عبدالحمید جلیلی جلد آکس فاس ۱-۲ ص ۲۶۶

مہم فرخ ابگان رزمہ دو لکھا گیا ہے۔ محقق سپرنگ لینگ نے پہلی مرتبہ یہ کتبہ پڑھا
اور ۱۹۳۰ء میں امریکہ کے ایک سانی رسالے (جلد) میں منسلک لکھے اور لفظ ابگان کو
رجدہ افغان کے ساتھ تطبیق دی۔ اس کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ ساسانی بادشاہ
شاہ پور سوم جس نے ۲۰۹ سے ۲۴۹ م تک ۴۰ سال حکومت کی کے نام کے ساتھ
بطور جفت یا لقب ”ابگان“ لکھا گیا ہے۔ یہ لفظ سی دی ابگان ہے جس کا ذکر
کیا گیا ہو سکتا ہے کہ دلیری غیب نامیل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔

فروری فریدوں کی داستان میں ایک جگہ یوں کہتا ہے

بہر گرویان دور دیہ سپاہ

بزرین گودو یہ زریں کلاہ

بہدار چمن تارن کاوگان

بہمیش سپاہ اندون کاوگان

تیسرے مصرعے میں تارن کا ذکر آیا ہے جو کہ اشکانی دور کے اشراقی
رخساروں کا ایک اہم تھا اور شہر میلادی میں بین النہرین کے ایک
بادشاہ کا نام تارنس (CARENES) تھا یہ آوگان بھی ساسانی دور کا
دیہ انکان ہے۔ جو کہ قدیم روایت میں فریدوں کے جیاہوں میں سے تھا اور
جبر و کادہ سے منسوب کیا ہے۔ جو کہ سمکنان کے ایک پہلوان کے بیٹے
کا نام تھا جو کہ موزخ دیوستی اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ یہ ایرانی نام ہے
یعنی اصل اوستائی ہے جس کے معنی مہربان اور (دستگیر) کے ہیں۔

(۱) شاہنامہ فردوسی طبع ماسکو جلد اول میں ص ۱۱۶ (۲) فرہنگ

شاہنامہ ص ۱۲ طبع تہران -

آودگان - ابگان - ارگان جو کہ کریانائی لہجوں میں زیدۃ اودغان " آ یا ہے ۔
اور اب محاسی زبان میں افغان نہیں بلکہ اودغان بولا جاتا ہے ۔ افغان زیادہ تر
تخرمدوں میں آتا ہے ۔ ایک شخص آودہ سے منسوب کرنا قرین عقل معلوم نہیں ہوتا
میر خیاں یہ سہ کہ یہ نام اجتماعی حیثیت رکھتا ہے ۔ اور ایک بڑے گردہ
کے لئے قدیم زمانے سے استعمال ہوا ہے ۔ محقق حقیقی خود یہ بات تسلیم کرتا ہے
کہ عند ارد سندھ کے درمیان علاقوں میں افغان زندگی بسر کرتے تھے ۔ ہمسایہ
میں پہلے عرض کر چکا کہ غزنی سے کوئٹہ تک یہ علاقہ افغان شال کے نام سے
یاد کیا جاتا تھا ۔ ابو الفضل بیہقی (اصل نام محمد بن حسین) جو کہ ۳۵۰ - ۴۴۰ھ
سلطان محمود غزنوی کے دور سے میر سلطان ابراہیم کے دور تک غزنوی دربار کا
مشہور مؤرخ تھا ۔ جمادی الآخر ۴۲۲ھ جب سلطان مسعود غزنی آتا ہے اور
اپنے داد کے مزار پر جو کہ سیب کے ایک باغ میں تھا ۔ حاضری دیتا ہے
اور یہ واقع اس طرح بیان کرتا ہے ۔ کہ

• ازان باغ میردن آمد و راہ صحرا گرفت

افغان شال در آمد و بہ تربت امیر مبادل سبکبگین رضی اللہ عنہ

فرد آمد و زیارت کرد

ظہیر الدین بابر نے بھی لوگر کے تذکرہ میں لوگر کا ہی کے جنوب میں واقع ہے

افغان شال کا نام لیا ہے ۔ اور کہتا ہے

• سجادند از مواضع لوگر است - دروم او از افغان شال اند -

شال کا لفظ دیگر بہت سی جگہوں میں بھی خراسانی حیثیت سے آیا ہے

مثلاً کوئٹہ کا پرانا نام شالکوٹ ہے ۔ اب ہی جنوبی پنجاب کے بڑے بڑے
اس شہر کو سس کوٹ کہتے ہیں ۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ شہر محدث و ابدالی

• ٹٹان نوری کی والدہ کو بطور دہیٹ دیا تھا اس وجہ سے شال کوٹ مشہور ہوا
• اب اس جہم احمد شاہ ابدالی سے پہلے اس شہر کو شال کوٹ کہتے تھے ۔ امین اکبری
• شال کوٹ کے نام سے یاد ہوا ہے تاریخ معصومی مؤلف کا اصل نام سید
• الدین اور شخص نامی تھا ۱۶۳۱ تا ۱۷۰۰ھ میں میں شال اور سیوستان
• منوان کے تحت کوئٹہ کا علاقہ شال کے نام سے یاد ہوا ہے ۔ مؤلف نے لکھا ہے
• اور اکبری کے زمانہ میں جب میر ذوالنون ارغوان بھی پر حملہ آور ہوا تو اس
• علاقہ پر شال تھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شال کے ساتھ کوٹ ۔ بعد میں بڑا ہوا
• ہے ۔ اصل اس خطہ یعنی عرفی سے درہ بولان تک یہ تمام علاقہ شال یا
• افغان شال کے نام سے یاد ہوتا تھا ۔ اور کوہ کوترک سے بولان کے درمیان
• تک کوئٹہ پشین کی دادی شال در سے سے یاد کی جاتی تھی ۔ اب بھی اس
• راستہ کو جو کوئٹہ شہر سے بولان کی طرف نکلتا ہے شاہد وہ کہا جاتا ہے
• کوئٹہ شہر کے جنوب میں جی اور پرانی آبادی جس میں کوئی پستون آباد تھی
• اس ہے شال درہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اس طرح کوئٹہ چادنی میں جھلا
• ریم داد کے نام سے پہلو پہلو دو قبریں ہیں جو شال پیران کے نام سے بہت
• دور سے مشہور ہیں مشرق افغانستان کے بالائی کوئٹہ کی وادی میں ایک جگہ شال
• نام سے موجود ہے اور بلوچستان کے اپوزنی (فورٹ سندھین) میں شالیزئی
• نام سے ایک قبیلہ بھی ہے
• شال کی وجہ تسمیہ :-

مرحوم سعید نفیسی تاریخ بیہقی کے جداول میں اپنی تعلیقات میں کہتا ہے کہ شال

اندا شال سے نکلا ہے اور افغان شالی شاید غزنی کے ایک محل کا نام ہو جس

کا نام بیہقی ۲۰۶ تا ۲۰۷ بابری فتح بھی ص ۸۰ -

اور خوبصورت بہتروں کے بارے میں بھی بحث کی ہے۔ یہ کتاب بھارتیہ ہندو
اس کتاب میں چار جگہ یعنی اشعار کے ۱۱-۱۲-۳۱-۴۱ معروضوں میں افغان
نام "اوگانہ" کی شکل میں آیا ہے۔ کیونکہ ہندی زبان میں "خ" نہیں اس س
گ۔ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی اوغانہ سے اوگانہ بنایا گیا ہے۔ فرانسیسی محقق
کہتا ہے کہ یہ شخص مشہور میں انتقال کر چکا ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ افغان
نام صی صدی میں ہو۔ مدھا سیر کی دو کتابوں کا بورچان البیرونی نے عربی میں
ترجمہ کیا ہے۔ اگر محقق فوتہ کی قیق تسلیم کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا
نام ہندوستان میں چند سو سال جا پہنچا نام ہے۔ جنرل گنگم منہد نے مراد
تھم ہند کے نام سے کتاب لکھی ہے صفحہ ۸۹ پر لکھتا ہے کہ اوگان اور افغان ایک
ہے نیز کہتا ہے کہ چینی سیاح ہیون تنگ کا کہنا ہے کہ ان کی زبان ہندی نہیں
ہے۔ البتہ کہ مطابقت ہندی زبان سے رکھتی ہے۔ شاید اس سے مراد پشتو زبان
ہو۔ گذشتہ صفحات میں یہ کہا جا چکا کہ سنسکرت نام کے لگ بھگ سا مبر
اور اورال کے سرد علاقوں سے مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے جو ہجرتیں
مشرق اور جنوب کی سمت شروع ہو گئی تھیں ان میں کچھ تھے جو کپسین (غز)
کے دیح علاقے پر پھیل گئے تھے اور پھر سنسکرت نام کے لگ بھگ یہ لوگ جی ہنر
(موجودہ عراق) کردستان۔ مغربی ایران اور لیبیا (ایشائے کوچک کا مغربی اور
شمالی حصہ) کے علاقوں میں پھیل گئے۔ مورخین اور محققین نے ان کا ہندو یورپین
قبائل یا اقوام کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک وہ قوم تھی جس نے سارگن یا
سرجون یا مشرغلی کی سربراہی میں ۲۲۵۰ ق م کے لگ بھگ بابل پر قبضہ

۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

کر لیا کہا جاتا ہے کہ سارگن اکادمیوں کا سربراہ تھا۔ جیسے کہ علامہ سید سلیمان
مدنی کے حوالے سے کہا گیا کہ آکادمی فیرسائی تھے۔ فیرسائی سے مراد ہندو کی جا
سکتی ہے کہ ہندو یورپین تھے۔ سارگن کی حکومت بابل سے مالا بار تک پھیل
ہوئی تھی۔ یعنی موجودہ ایران۔ افغانستان اور پاکستان بھی اس میں شامل تھے
سارگن یا سرجون یا مشرغلی کے باقیات یا آثار بلوچستان میں بھی جگہوں و ک
(ورالائی) فورٹ سندھین (راہڑی) یعنی ثوبت اور برشلہ لپٹین میں اب بھی کھنڈرات
اور دیہات کی شکل میں موجود ہے۔ کیونکہ سارگن سے قریباً چھ سو سال بعد بابل
پر کاسی قوم کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ اور اس قوم نے ۶۵۰ سال حکومت کی
بعد میں نہ صرف یہ کہ بابل سے سامنا ہوا بلکہ بابل سے نکل گئے۔ پہلے پہل
خلیج فارس اور پھر سنسکرت نام میں ایران چلے آئے اور پھر وہاں سے بلوچستان
چلے آئے۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ یا تو اس وقت جبکہ سارگن کا گزرتا
برسر اقتدار تھا۔ یونانیوں کی طرح ان کے خوبی بھی یہاں رہ گئے۔ جب کہ زیادہ
امکان اس بات کا ہے اور بعد میں کاسی آئے ہوں یا یہ قیاس کیا جاسکتا ہے
کہ کاسیوں کے مہاراجہ بن النہرن سے اس وقت آئے ہیں جس وقت انہوں
نے کاسیوں کو شکست دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شریلوں اور کاسیوں کی
زبان ایک تھی۔ کیونکہ ایک تو یہ شروع سے ہندو یورپین تھے۔ دوسرا
کہ دونوں کافی عرصہ بابل میں مل کر رہے تھے۔ کاسی بادشاہوں کی فہرست
میں تیردھویں بادشاہ کا نام کوری گالزو ہے پھر ستارھویں بادشاہ کا نام
کوری گالزو ہے۔ اور پھر بائیسویں بادشاہ کا نام کوری گالزو ہے۔ عربی میں
چونکہ لفظ گ - غ میں ملتا ہے۔ اس وجہ سے کوری گالزو لکھا جاتا
ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ سرجون یا سرجون سے سارگن اور شارگون بنایا

گیا ہے۔ کوری غلز اول سے کوری غلز سوئم تک کاسیوں کے لوہا و شاد
 میں آئے ہیں۔ اور غرصر ۲۳۰ سال اندازاً ہوتا ہے اگر تم تین اور تین کو
 کر دیں اور کوری غلز اول سے سوئم تک دوسو سال معین کریں تو اس کا
 یہ ہوگا کہ کوری غلز کے گھرانے دوسو سال میں ایک بڑے قبیلے کی شکل
 کی تھی۔ اور غلز کے نام سے یاد کئے جاتے تھے یا بہرہ ہو سکتا ہے کہ جس وقت
 یاقل کے مہاجر ایران آئے کیونکہ وہ خلیج فارس کی طرف سے آئے تھے ایل
 انہیں خلیج کی نسبت سے غلی کہتے تھے برآمد میں لہجہ میں خ۔ غ میں تبدیل ہوا
 اور خلیج قرار پائے لیکن یہاں پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ نہیں کہ خلیج
 غلزی یا غلی تو بیٹ کی شاخ ہے اور کاسی سٹرن کی کیونکہ بیٹ اور سٹرن
 بلکہ غور غشت کو بھی شجرہ نویوں نے تیس پہلے شجرہ کی قرار دیا ہے جدید
 آج کل ایک افسانے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا سوال دراصل یہ ہے
 کہ سارگن یا شرجون یا شرجی قبائل کاسیوں سے کیا رابطہ رکھتے ہیں
 یوں معلوم ہوتا ہے کہ سرجی کاسیوں سے بہت پہلے اس وقت بلوچستان آئے
 ہیں۔ جب سارگن نے یہ علاقے فتح کئے تھے۔ اور کم از کم د صدی تک ان
 علاقوں پر اس خاندان کی فرمانروائی رہی ظاہر ہے کہ اس طویل عرصے میں
 چھوٹے چھوٹے خاندانوں نے تہیوں کی شکل اختیار کر لی ہوگی۔ البتہ معلوم ہوتا
 ہے جب کہ کسی ان کے کافی عرصہ بعد بابل سے آئے تو سب کے سب بلوچ۔ ان
 نہیں آئے تھے ایران کے راستے افغانستان کی جانب نکل گئے اور کچھ مروج
 آئے کیونکہ بالدار یا کوچ بن گئے تھے۔ بعد بانی اور جہاں گاہوں کی تلاش میں
 ان کے چھوٹے چھوٹے قبیلے ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے مگر ان کچھ
 موجودہ جہاں لادان : اور کچھ سال علاقوں میں پھیل گئے ایسا معلوم ہوتا ہے

ان میں لسانی اختلاف بہت زیادہ نہیں تھا۔ البتہ ان کے اعتقادات میں
 اختلاف موجود تھا جیسا کہ اب بھی یہاں کے بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ کاسیوں
 کو بڑے کے قریب کبتر رج کاسیوں کی ایک شاخ ہے : میں جنت و دوزخ بدلے
 میں اگر کبھی کوئی کا کر باقتہ آجاتا تو اسے اپنی دوزخ میں ڈال دیتے تھے خدا جلے
 ان تک درست ہے بہر حال ایک قدیم روایت ہے۔ لیکن یہاں بہ دو
 میں باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات زبان کی ہے۔ کاسی اور سرجی جو ان
 سے پہلے یہاں سارگن یا سرجون کے عہد میں وارد ہوئے مدت داز
 سے ایک ہی زبان بولتے آئے ہیں۔ یعنی سنو۔ دوسری بات یہ ہے کہ دونوں کا
 نسلی تعلق شرجون یا شرجیوں سے جسے کیرو صاحب سرجون یا شرجیوں
 کہتا ہے اور علامہ ندوی مرحوم شرجون۔ سرجون یا سرجی کہتا ہے جو اچانا ہے
 : ان الفاظ دیگر متول شجرہ نویساں دونوں کو سٹرن کی اولاد بتاتے ہیں۔ اور
 دوسری بات یہ ہے کہ دونوں ابتداء ہی سے اپنے کو اخوان کہتے تھے آج ہے ہیں
 جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ فخر اور غور یہ خیل جو کند کی شاخیں بتائی جاتی ہیں
 اور جن سے یوسف زلی لکھے ہیں۔ بلوچستان کے علاقوں سے پہلے کندھار اور
 ہند کے علاقوں کی جانب گئے اور بھر وہاں سے کابل اور بھر وہاں جہاں
 اب ہیں یعنی بشار۔ مردان اور سوات کی طرف اور بھول کیرو صاحب کے
 اب ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کون ہو؟ ان کہتے ہیں کہ افغان :
 مطلب یہ ہوا کہ افغانوں کا اصل مرکز جس کی تائید جیسے صاحب بھی
 کرتے ہیں ہند اور دریائے سندھ کا درمیانی علاقہ تھا۔ اور سب جس کی مزید
 تائید فردوس کے شاہنامہ سے بھی ہوتی ہے۔

لیکن اس سارگون کے قلمرو میں آراکوزیا اور ہمدانیا کے علاقے نہیں تھے۔

کیونکہ سارگون یا سرجون قدیم کی سلطنت ایشیائے کوچک سے سندھ اور پنجاب تک پھیلی ہوئی تھی ظاہر ہے کہ ان تمام علاقوں کو تغیر رکھنے کے لئے اسے وہاں ہی سے فوجیں بھیجیں تھیں لہذا یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ ان میں ہمدانیا کے لوگ بھی پھیل گئے۔ جہیں صرف عام میں لودہ جاتا ہے۔ سائرس جبے ذوالقرنین بھی کہتے ہیں کہ تخت لشیہ کے بعد مہرب سے لیدیا والوں سے جنگ کرنی پڑی تھی۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ لیدیا سے ایشیائے کوچک کا مغربی دشمنی علاقہ ہے چنانچہ اس کے سارے مغربی ساحل پر چھوٹے چھوٹے عظیم واقع ہیں۔ اور پھر ان علاقوں میں لودیوں کے ترک بھی آباد تھے۔ لودی کون تھے اس سلسلہ میں علامہ سید سلیمان ندویؒ تالیف ارض القرآن (ص ۱۰۴) میں مختلف تاریخوں کے حوالوں سے کہتا ہے:

- ۱۔ حام کی چار اولادیں تھیں کوش (پندھیش) مصرائیم (یدرہ) کنعان۔ فنیقیہ اور فوط۔
- ۲۔ مصرائیم سے لودی۔ انامی۔ ایبھی۔ نلوقی۔ نظروسی۔ کنوری اور کسیری سے فلسطین کا خاندان پیدا ہوا۔

بجای صفحہ ہجرت سام کے بارے میں کہتا ہے :-
 "سام کے پانچ بیٹے تھے۔ عیلام۔ ارفخشذ۔ لودہ۔ اشور۔ وامیرا اور آرام۔"

اگے چل کر صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں :-

"ہو سام اور ام سامیہ کی اصطلاح میں صرف اشتقاق جو گوارا

اس صرف ان قبائل و اقوام پر متعلق ہے جن کو قورات سام کی اولاد بتائی اس ام سامیہ کا اطلاق ان تمام قبائل و اقوام پر ہے جو سامی زبان میں بولتے ہیں۔ اس خصوصیت کی بناء پر عیلام (ایلام) جس کا سکھاس کے فارسی ساحل سسینیا میں کوہستان میں کہتے ہیں۔ اور لودہ (اسکن) اس کے پاس لودیا میں ہے ام سامیہ سے خارج کے کہ ان کی زبان بھی سامی نہ تھی۔"

ڈاکٹر ہینش اپنی تالیف (تاریخ قدیم مل آسیائی نری صفحہ ۷۱۲) میں لکھتے

"لیدیا کے لوگ ہندو اوروپائی تھے مگر مقام میں ایشیائے کوچک میں وارد ہوئے اور وہاں سامی عناصر کے ساتھ خلط ہو گئے جبکہ لودی اور نعل ہرنے کی وجہ سے مشرق میں شہرت پائی۔"

سید کا پہلا نام لودی (Lodii) تھا جو بعد میں بڑا کر میڈیا (Medii) بن گیا۔ (استرا لوتھا ہے کہ مارٹین لیدیا کے دار الحکومت)۔ ایک ضلع کا نام تھا۔ ہیردوتس کہتا ہے کہ آئیس (Aetis) کے بے ٹیڈس کے نام سے لیدیا بن گیا ہے بعض کہتے ہیں کہ پہلے آشوری بادشاہ آشور بانی پال نے وقت میں لیدیا کے نام نے شدت پائی۔
 اسی کے صوبہ سیلان میں شہر میلان سے قریب ابھی میل جنوب مشرق

میں بھی ایک قدیم آبادی لودی (Lodi) کے نام سے موجود ہے۔

لوڈزیا لودزیا (Lodjia) پولینڈ میں دور سے ۸۲ میل جنوب مشرقی
ایک مقام کا نام ہے۔

الارض لود - لودی - لیدی - اور لیڈیانے تاریخی قدامت کے اعتبار سے
مغربی ایشیا خصوصاً ایشیا کے کوچک میں ایک ترقی یافتہ تہذیب کے ساتھ ساتھ
مغرب و مشرق دونوں جانب گہرے نسلی، لسانی، جغرافیائی اور ثقافتی نقوش بنائے
ہیں۔ کیونکہ لیڈیا یونانی تمدن کا مرکز بن گیا تھا۔ اور یہیں سے علم و حکمت کے
دو سرچشمے بھڑے جسو آج بھی یونان کا سرمایہ افتخار ہیں۔

لیڈیا (لودیا) کا منطقہ ابتداء میں مایونی (MAIONIE) کے نام سے یاد
کیا جاتا تھا یہ علاقہ ایشیائے کوچک کے شمال مغربی ساحل پر واقع ہے اور ایونیا
کے اس حصے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہیروڈوٹس نے یونانی کوچک کو یونانی یا کونڈل
کاؤنڈل تریٹش اور اس کے جانشینوں کے بارے میں بہت سی معلومات فراہم
کی ہیں۔ روایا کا قدیم دارالسلطنت سارڈیس تھا۔ اُن دو کتبات کے حوالہ
سے جو آرمی اور لیدی یا لودی زبانوں میں دریافت ہوئے ہیں سارڈیس
کا قدیم نام ساپاروا تھا۔ تواریخ میں اس کا ذکر سپارد کیا ہے۔ یہ شہر
سورنے کی بہتات کی وجہ سے جو پاکتول کے لادو خانوں سے نکالا جاتا تھا
بہت مشہور تھا۔ لیڈیا لودی کی مملکت کا دو راستوں کا پاروس اور بین النہرین
سے رابطہ تھا ایک راستے کا گذر مملکت باقی پر سے ہوا تھا۔ جو ایک بڑی
سلطنت تھی۔ اور دوسرے راستے کا گذر شمالی شام میں سے تھا۔ جس کی

دیکھو لودی یا آٹ برٹیا کا ۱۶ ص ۸۶۱ - ۸۶۲ اس کے بعد آٹ برٹیا کا ۱۰ ص ۸۶۱

مالی خرات کے بالائی حصوں تک تھی۔ آشور اور بابلی کی حکومتوں کا اس
علاقے کے ساتھ کچھ زیادہ ارتباط نہیں تھا۔ البتہ ہیتی کیاب لکڑی اور
سود جہازات کیوجہ سے لیڈیا کے تصرف کی طرف مائل تھے کیونکہ لیڈیا کی
آب و ہوا معتدل تھی۔ اور ملک امیر تھا۔ اس وجہ سے لودی بہت آسودہ
اور خوش تھے۔ لودیوں کا یونانیوں خصوصیت سے ایونی ساحلوں کے لوگوں
کے ساتھ بڑے لمبے روابط تھے۔

مستقلہ قوم میں جب دریائی قوموں کے ہاتھوں ایشیائے کوچک میں
انقلابات آئے اور صاتی قوم کی سلطنت فعال پذیر ہوئی تو لودیوں نے انقلابات
سے استفادہ کر کے ایشیائے کوچک کے مغرب میں اپنی حکومت قائم کی جس نے کچھ عرصہ
میں بڑی شہرت حاصل کی لیڈیا کے لوگ میلا پہلے حصہ کیا جا چکا بندہ اور بہت
اور مستقلہ قوم میں ایشیائے کوچک چلے گئے تھے اور دیاں سالی عناصر کے ساتھ
گنڈل گئے تھے کیونکہ یہ جھگڑا لود اور فعال لوگ تھے۔ اس وجہ سے مشرق میں بڑی
شہرت حاصل کر لی تھی۔

اس سہ زمیں پر تین گھرانوں نے حکومت کی ایک گھرانہ ایتا (ATYADES)
اور دوسرا آتیس (ATYD) کے نام سے موسوم تھا اور تیسرا سلسلہ ہرا کلید
(HERACLIDES) جس کا آخری بادشاہ کاؤڈل (کونڈل) تھا کونڈل کے زمانے
میں تریٹش نام کے ایک شخص نے جو ملک کے ایک معتبر گھرانے سے تھا اس مقام
میں ان کے خلاف انقلاب لاکر ان کو قتل کر کے اور خود حکومت برقیضہ کر لیا تریٹش
کہتا ہے کہ تریٹش کے پاس ایک طوائف انگوٹی تھی جس وقت وہ انگوٹی ننگی
میں ڈالنا لو غائب ہو جاتا اور پھر کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ اور جس وقت وہ کونڈل
کے دربار کا وزیر بنا تو اُن کو قتل کر کے خود تخت نشین ہوا۔ بہر حال تریٹش سرسود

کے گھرانے کا موس تھا۔ جس نے دوجھد موساں پیدا پر حکومت کی ہر چند کے ان کو مشکلات درپیش ہوئیں مگر پھر بھی یونانیوں کے ننادن سے جو ان کے تصرف میں تھے ایشیائے کوچک میں بہت سی فتوحات کر کے ملک کو بڑی ترقی اور اقتصادی ترقی دی تھیں بڑا سخت اور آمر حکمران ہونے کے علاوہ بڑا مدبر اور جنگجو شخص بھی تھا۔ اقتصادی امور میں اسے بڑی مہارت حاصل تھی یہی سر بڑے ائردرسوخ والے تھے ان کے تابع تھے۔ خارجی سیاست میں وہ دو باتوں کو بڑی اہمیت دیتا تھا ایک یونانیوں سے اچھے روابط رکھنا اور دوسرا سمیریوں کے ساتھ چشمکانہ۔ برتاؤ کرتا تھا۔ وہ یونانی جو ان کے غلام و ایشیائے کوچک میں سکونت پذیر تھے اور وہ یونانی جو ان کے قلعوں میں قریب کی طرف رہتے تھے ان سے بڑی مہربانی سے پیش آتا تھا۔ یونانیوں کے بڑے اور مرکزی معبد "دلف" سے بڑے اچھے دوستانہ روابط ہونے کے ساتھ ان کی بڑی مدد کرتا تھا۔

سمیری جو مشرقی م کے آخر میں ایشیائے کوچک میں وارد ہوئے۔ ایشیائے کوچک کے شمالی علاقے پر قابض ہو کر سینوپ میں معنیو طمراکز قائم کر کے وہاں سے ایشیائے کوچک کے وسطی علاقوں کی واردعات کے لئے اپنے لوگوں کو بھیجتے رہے۔ مشرقی م میں آمارہادوں نے ان کے بادشاہ کو کاپاروس میں شکست دی ان پر اس راستے جانا محال ہو گیا۔ جبکہ بعد میں یہ ایشیائے کوچک کے مغربی علاقوں کی طرف متوجہ ہوئے لیکن فریڈی لیدیا اور (مدیر آئے) (MEDITERRANEAN) کے ساحل یونانیوں

کے مستمرات کی طرف جن کی معیشت بڑی اچھی تھی۔ کوچ کر کے فریڈی کے علاقہ برقا بعض ہونے لیدیا کے حکمران تھریس کو جب اپنے ملک کی آزادی کا خطرہ لاحق ہوا تو اس نے اسی وقت مقتدر ترین بادشاہ یعنی آشور بانی پال کے دربار کو ایک نمائندہ بھیجا اور ان سے کہا کہ تمہاری اطاعت تسلیم کرتا ہوں لیکن سمیریوں کے حملے سے نجات دلا دو۔ تھریس (لعی) کا نمائندہ کسی بھی ایک ایشیائی زبان سے بلیغ تھا۔ کافی ٹنگ و دو کے بعد ایک مترجم ڈھونڈا گیا۔ جس کے ذریعے دونوں میں بات چیت ہوئی آشور کا بادشاہ ان کی مدد کے لئے آمادہ ہوا۔ جیسا کہ آشور کے سالناموں میں درج ہے۔ تھریس نے آشور کے اتحاد سے سمیریوں کو شکست۔ س کر سمیریوں کے ایک بڑے منصب دار کو گرفتار کر کے قفس میں ڈال کر آشور بانی پال کے پاس بھیجا تھریس جو آشور بانی پال کی اطاعت کے نتیجہ میں اپنا استقلال کھو بیٹھا تھا اس حملے کی کامیابی کی وجہ سے ایشیائے کوچک کے مہاجر یونانیوں میں بڑا مقبول ہوا وہ انہوں نے ان کو نجات دہندہ کا لقب عطا کیا۔

سمیری سفید فام لوگ تھے، سرمندواتے تھے، صرف بادشاہ عورتوں کی طرح بڑے بلبے بال چوٹیاں بنا کر رکھتا تھا۔ بادشاہ کی داڑھی بھی ہوتی تھی۔ مرد بڑی بڑی بگڑی باندھتے تھے عورتوں کا لباس پاؤں کے ٹخنوں تک ہوتا تھا۔ پردے کے تحت باندھتے تھے۔ عمدتیں بغیر پردہ کے لگی کوچوں اور بازاروں میں گھوم نہیں سکتی تھیں۔ ابتداء میں

تھے کہ ایک بڑے معتمد گھرانے کی عورت سے شادی کر
اپنی بیٹی کی شادی ایک دوسرے ساحلی ریاست افروز کے بادشاہ سے کر دی اور
طوبہ چند یونانی تاجروں نے ہند اور دانشوروں کو اپنے دربار میں جمع کر کے لیبیا کے ساحل
ساحل کی ریاستوں سے بہتر تعلقات قائم کئے اور دوسری طرف مشرق میں ماد کے
بادشاہ جو دوشتر جو ان دونوں کا پاروس () تک قابض ہو رہا

تھا۔ لودیوں کی پیش قدمی کے لئے رکاوٹ بن گیا تھا۔ دست و گریباں ہوئے۔
ہیروڈوٹس کی معایت کے مطابق یہ جنگ پانچ سال تک جاری رہی کیونکہ
ایک کو سبقت حاصل ہوتی تھی اور کہیں دوسرے کو چھٹ سال میں جنگ کے
دوران سوریہ گرہن ہوا یہ ۸ مئی ۵۴۷ ق م کا واقعہ ہے اتنا ممکن نہیں تھا
کہ دن کو تارے نظر آتے گئے۔ چنانچہ طرفین نے اسے بدشگون سمجھ کر جنگ بند
کی سلیبی اور بابل کے بادشاہوں نے مداخلت کر کے ان کی صلح کرائی آبیات نے
اپنی بیٹی آریانیس (ARYANIS) ماد کے بادشاہ ہودوشتر کے بیٹے
ایختروڈو کو دے دی دونوں کے درمیان معاہدہ ہوا اور حالیں کار و بار
سرحد مقرر کیا گیا۔ اس معاہدے کے نتیجے میں تیس سال تک ایشیائے کوچک
کے اس منطقہ میں امن و امان قائم رہا۔

لیبیا کا آخری بادشاہ کرزوس (KROISOS) کہا جاتا ہے۔ جب
سہ صد ق م میں آبیات کی جگہ تخت نشین ہوا اور پندرہ سال حکومت کی تو
اس دوران لیبیا نے زندگی کے ہر شعبے میں بڑی ترقی کی کرزوس یا کرزوس
ارادے کا پکا بڑا عقلمند اور موقع شناس انسان تھا۔ چونکہ لیبیا اعلیٰ
دھار کی وجہ سے ایک خوشحال - امیر اور تمدن ملک تھا ہذا اس وجہ سے
اس پاس کے ممالک کی نگاہیں اُن پر جمی ہوئی تھیں۔ کرزوس کو ابتدا میں

۱۵. شکست چینی آئیں کیونکہ ایک نو لیبیا کے ایک طبقے اور پھر ساتھ میں یونانیوں
۱۶. خواہش تھی کہ اُن کی جگہ اُن کے بھائی پانتالئون (PANTALEON)
۱۷. نشین کیا جائے۔ دوسری طرف بیرونی خطرات درپیش تھے۔ لیکن
۱۸. اُن میں ان تمام مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہوا۔ یونانی کوجیوں
۱۹. لڈافز، میلٹ، اور لاساک تباہی لے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اس کی ایک
۲۰. وجہ یہ بھی ہے کہ کرزوس ان پہ چہر نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنے داخلی معاملات میں مگن
۲۱. رہتے۔ البتہ اُن سے یہ سمجھوتہ کر لیا کہ وہ اپنے فوجی مراکز ختم کریں گے۔ اور
۲۲. ان کی جگہ لیبیا کے فوجی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ سالانہ خراج بھی لیبیا
۲۳. کی حکومت کو دینا پڑے گا۔ اور اقتصادی لحاظ سے لودیوں کو ساحلی علاقوں
۲۴. میں تجارت کے مواقع فراہم کریں گے۔ یہ نکتہ یہ نرم شرائط تھیں لہذا اس وجہ
۲۵. سے لودیوں اور یونانیوں کے درمیان ہر طرح کے شکوک و شبہات ختم ہو گئے۔
۲۶. اور ان کے درمیان برادرانہ تعلقات اور اچھے روابط قائم ہوئے۔ یہی وجہ تھی
۲۷. جس وقت ایران اور لیبیا کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ تو یونانیوں نے لودیوں
۲۸. کے ساتھ مل کر گورڈش (سائرس) کا مقابلہ کیا۔ لودیوں اور یونانیوں کے
۲۹. اتحاد کے نتیجے میں کرزوس کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ اس نے ملے سترانے
۳۰. میں بحری بیڑہ قائم کیا اور اچیمین کے جبر سے لسبوس (LESBOS) کو جس
۳۱. (CHIOS) اور ساموس (SAMOS) کو اپنے تصرف میں لے آیا کرزوس
۳۲. نے برہان کی حکومت سے بڑے مستحکم اور دوستانہ مراسم قائم کئے تھے۔ اُن
۳۳. سے باقاعدہ دفاعی معاہدہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ماد اور بابل کی حکومتوں
۳۴. کے ساتھ بھی دوستانہ روابط روارکھے تھے۔ اس وجہ سے اُن کو یہ موقع حاصل
۳۵. تھا۔ کہ ایشیائے کوچک میں لیبیا کا دائرہ وسیع کر لے سوائے لمبی اور

اور سلیسی کے حزب اور حزب کی نام اقوام ان کی تاب ہوئیں۔ ایشیائے اوسط
 آئینی قریب سے بحرین تک پست اور اوکس سے خلیج یا مینلی تک کے
 لیبیا کے فرمان کے قسطنطین بن تمام ملائوں میں کوچی لودی پھیل کر آباد
 اور اسی طرح ہر جگہ اپنی حاکمیت مستحکم کر لی۔ خود میدیا میں کروٹس نے اچھی صنعتی
 اور زرعی اصلاحات کیں۔ خصوصاً معدنیات کے نکالنے اور ان سے استفادہ
 کرنے کے لئے اچھے سفید امدادات کئے۔ اس وجہ سے لیبیا کے قہر میں تمام
 تمام لوگوں نے ترقی کے کاموں میں حصہ لیا۔ سبک جو تریس کے زمانے سے
 جاری تھا اور مستحکم ہوا۔ اور قدر و قیمت کی زیادتی کے ساتھ اقتصادی ترقی
 کا باعث بنا۔ لیبیا کا دارالخلافہ ساند ایک بڑا تجارتی مرکز بنا خصوصاً اس
 کی منڈی کے نام سے شہرت حاصل کر لی تھی۔ یونانیوں کے لئے لیبیا کا
 ملک باعث رحمت بنا۔ کیونکہ سب اسی طرف کوچ کر گئے۔ جیسا کہ اربع کل پسند
 ملکوں کے لوگ مدزگار کی تلاش میں خلیج فارس کی ریاسنوں کی طرف جلتے ہیں
 اسی طرح اُس وقت اس پاس کے ملکوں خصوصاً یونانی لیبیا کی طرف چلے
 گئے۔ لیبیا اور یونان ایک دوسرے کے اس قدر قریب ہو گئے تھے۔ جن پر ارد
 (علیحدہ) ملکوں کا گمان نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ لیبیا کے چند منصب دار
 یونانیوں کے بڑے معبد "دلف" گئے تاکہ اس معبد کے سربراہ مگائلس
 سے مشورہ کر لیں۔ ان کے بیٹے الکمئون نے ان کے آرام دہ سائنس کی بڑی خدمت
 کی۔ کروٹس کو جب اس کا علم ہوا ان کو اسے دربار میں طلب کر کے کہا کہ تم کو
 فقط ایک مرتبہ سلطنت کے حزانے میں بھیجتا ہوں۔ جس قدر اٹھا سکتے ہو وہ
 لکمئون اس سفند کے لئے کسادہ لیا سب بنا کر خزانہ کی حالت جلا گیا۔ اس مقصد
 کے لئے سب کی بڑی بڑی عیوبیں جو بننے کے علاوہ معمولی بھی بھریں ان لوگوں نے

میں بھریں۔ حتیٰ کہ منہ بھی بھریا۔ کروٹس نے جب اس کی یہ حالت دیکھی
 تو اس کو کہا کہ تم نے تو بڑی دھمت اٹھائی۔ پھر اسے اور بیش بہا تحائف دے
 کر اور بھی تھارا۔ اس واقع کی خبر جب یونان کے لوگوں کو ہوئی تو کروٹس سے
 ان کی تحمت اور بھی بڑھ گئی۔ اور ان کے درمیان روابط اور بھی مستحکم ہو گئے۔
 مولانا ابوالکلام آزاد سائرس یا ذوالقرنین حضرت قیام کا سناہ لیبیا
 کروٹس کے ساتھ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ (لیبیا) یونانی
 تمدن کا ایشیائی مرکز بن گیا تھا۔ اور اس کی حکومت بھی اپنے تمام خصائص
 میں ایک یونانی حکومت تھی۔

اب ایک اور بیان ملاحظہ فرمائیں

"یونانی تمدن گزرتوں (ریونیون) لکھتا ہے کہ چاندنی شہنشاہ گدش
 انظم (سائرس) حکومت ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر لئے
 تھے اس وقت جب اس شہر پارنا مدار (سائرس) نے سرزمین لیبی (لودی)
 لیبیا کے ثروت مند و مشہور بادشاہ کروٹس (کروٹس) کے ساتھ جنگ کوئے
 کا ارادہ کر لیا۔ تو ہندوستان کے بادشاہ نے اپنے نائب سے گوروٹس کے
 پاس بھیجے گزرتوں کہتا ہے۔ اس موقع پر ہندوستان کے سفیر پیسے ساتھ
 لائے گئے۔ اور گوروٹس کو اپنے بادشاہ کی طرف سے یہ کہا

کہ تیری بہت خوش قسمت ہوں آپ نے مجھے اپنا نائب بننے کا اعادہ کیا ہے
 آپ کا میزبان ہوں اور آپ کو رہنے کے لئے دوں اگر اور بچے چاہیں۔ تو میں سے ایک بچہ دے

۱۔ کتب مل حکیم امینی عربی چھاپ خانہ مصر ۱۸۳۸ تا ۳۲۰
 ۲۔ اصحاب کہف ص ۸۸۔

سفینوں کو ہایت کی سچے کہ جس طرح آپ حکم کریں وہ بجالائیں گورنرش نے مار دیا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ بانی تمام سفیر فیوں میں رہیں اور ردیوں کی حفاظت کریں۔ خوشی کے ساتھ اپنا وقت گزاریں۔ میں آدمی تم لوگوں میں سے ہمارے دشمنوں کے پاس جائیں اور ظاہر یہ کریں کہ ہم ان (ردیوں) کے اور ہندوستان کے بادشاہ کے درمیان تعلقات قائم کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ دیکھیں کہ دشمن کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے اور پھر تمام حالات سے غیبے آگاہ کیا جائے اگر ان لوگوں نے یہ کام بخوبی انجام دیا زبانی عدلت تم لوگ لئے ہو اس سے میں زیادہ میں پیش کروں گا۔ کیونکہ میرے آدمی پہچانے جاتے ہیں۔ اور وہ اس سے زیادہ معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ جتنے کے عام لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ تم جیسے لوگ کر سکتے ہو۔ کہ دشمن کے خیالات معلوم کر سکو۔ سفینوں نے فوراً بخشی اس حکم کی تعمیل کی گورنرش نے ان کی اچھی مہمان نوازی کی پھر ان کے لئے سفر کے لوازمات فراہم کئے اور وہ اپنے مقصد کے پیچھے چل پڑے جانتے وقت انہوں نے کہا کہ جیسے ہی دشمن کے مقاصد سے آگاہ ہوں تم ہم لوگ کریں گے۔ چنانچہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس آئے تو یہ خبر لائے کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس فوجوں کا سردار منتخب اور مقرر ہو چکا ہے اور اس نے تمام بلو شاہوں کو کہا ہے کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور رستم جمع کریں (کتاب دوم فصل نم ۴)

سائرس نے ابھی تارس اور میڈیا کا تاج سر پر رکھا ہی تھا کہ ایک

مجلد بریصہای۔ تاریخ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۱۷ء
صفحہ (۱۱۷)

بادشاہ کرزوس نے حملہ کر دیا۔ ایشیائے کوچک کی یہ بادشاہت جو لیڈیا کے ام سے مشہور ہوئی پہلی صدی کے اندر ابھری تھی۔ اس کا دار الحکومت سارڈیس (SARDIS) تھا۔ سائرس کی تحت نشین سے پہلے میڈیا اور لیڈیا میں کئی جنگیں ہو چکی تھیں۔ بالآخر کرزوس کے باپ نے سائرس کے دادا اسٹیگس کے باپ سے صلح کر لی اور باہمی اتحاد کے انتظام کے لئے باہمی ازدواج کا رشتہ بھی قائم ہو گیا۔ لیکن کرزوس نے یہ تمام عہد بیان اور باہمی علائق بے صدا دیے۔ وہ سائرس کی یہ کامرانی برداشت نہ کر سکا کہ فارس اور میڈیا کی ملکیت متحد ہو کر ایک عظیم ایشان مملکت کی حیثیت اختیار کر رہی ہیں۔ اس نے پہلے بابل۔ مصر اور اسپارٹا کی مملکتوں کو اس کے خلاف ابھارا اور پھر چانک حملے کر کے سرحدی شہر پیٹر (Petrion) پر قبضہ کر لیا۔

اب سائرس مجبور ہو گیا کہ بلا توقف وہ اس کا مقابلہ کرے۔ وہ میڈیا کے دار الحکومت حک متانہ (موجودہ ہمدان) سے نکلا اور اس تیزی کے ساتھ بڑھا کہ صرف دو جنگوں کے بعد جو ہیڑیا اور سارڈیس کے قریب واقع ہوئی تھیں لیڈیا کی تمام مملکت پر قابض ہو گیا۔ بحر شام سے لے کر بحر اسود تک تمام ایشیائے کوچک اور بحر ہند تک سارا علاقہ سائرس کے زیر نگیں ہو گیا۔ (اصحاب کتب صفحہ ۱۱)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ لیریہ کے بادشاہ کلیات نے میڈیا کے بادشاہ صردخستر کے بیٹے اینتودیکو کو اپنی بیٹی دی تھی۔ اور اسی طرح لیریہ کیوں کے ساتھ بھی گھرے دوستانہ اور قریبی مراسم قائم کئے تھے۔ اس بنا پر میڈیوں اور لیریہ کیوں نے ہر باالترتیب لیڈیا کے مشرق و مغرب میں آباد ہوئے تھے لیڈیا

۵۱۹ء میں مکہ کی ایک جنگ ہوئی۔

سپتیمس (SEPTIMIUS) کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کی جنگ میں جن کا اعلان ہوا تھا اس کا یہ اس طرح کہ سائرس کی طرف سے ایک فوج نے حبش کی طرف سے ایک فوج کو ہار دیا۔

یہ (RAPSAM) کہتے ہیں کہ سائرس نے حبش کو فتح کر کے اس کا دار الحکومت بنایا۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

یہ کہتے ہیں کہ سائرس اور یونان کے مابین ایک جنگ ہوئی۔

ہو گیا تھا۔

نقشہ میں یہ مقام دیکھو، تمام مغربی ایشیا نیچے ہے۔ اوپر شمال میں بحر خزر ہے۔ اس سے بائیں جانب شمال مغرب میں بحر اسود ہے۔ دریاں بحر خزر کے مغربی ساحل سے بحر اسود کے مشرقی ساحل تک کاکیشیا کا سلسلہ کوہ چلا گیا ہے۔ ان دو سمندروں اور دریاؤں کے سلسلہ کوہ نے مل کر سیکڑوں ملوں تک ایک قدرتی روک پیدا کر دی ہے۔ اب اس روک میں اگر کوئی شکاف نہ ہو، تو اچانک سے شمال اقوام کے قدم اس روک کو لانگ سکھتے تو وہ صرف ہی رو پہاڑوں کی درمیانی راہ تھی۔ ذوالقرنین (سائرس) نے اسے بھی بند کر دیا۔ اور اس طرح شمال اور مغربی ایشیا کا درمیانی بھاگ پوری طرح مغل ہو گیا۔

باقی رہا یہ سوال کہ وہاں جو قوم ذوالقرنین کو ملی تھی اور جو بالکل نامعلوم تھی۔ وہ کون سی قوم تھی؟ تو اس سلسلہ میں دو قومیں نمایاں ہوتی ہیں۔ اور دونوں کا اس زمانہ میں وہاں قریب قریب آباد ہونا تاریخ کی روشنی میں اچھا ہے۔ پہلی قوم دوست جو بحر خزر کے مشرقی ساحل پر آباد تھی۔ اسے یونانی مؤرخوں نے "کاسپین" کے نام سے پکارا ہے اور اس کے نام سے بحر خزر کا نام بھی "کاسپین" دیکھیں، پڑ گیا ہے۔ دوسری قوم وہ ہے جو اس مقام سے آگے بڑھ کر چین کاکیشیا کے دامن میں آباد تھی۔ یونانیوں نے اسے "کولچی" یا "کولشی" کے نام سے پکارا ہے اور دارا کے کتبہ اسخز میں اس کا نام "کوشیہ" آیا ہے۔ ان ہی دو قوموں میں سے کسی نے یا دونوں قوموں نے ذوالقرنین سے یا جوج ماجوج کی شکایت کی ہوگی اور چونکہ یہ غیر متہدن قومیں تھیں اس لئے ان کی نسبت سربایا کہ — لایحکا دون یضقون قولاً۔ !

قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مغرب میں جو قوم ملی تھی۔ اس کی نسبت

علم الہی تھا تھا۔

یا ذالقرنین ! اہا ان کذاب، واما ان تفتخذ فیہم حسناہ (۸۰۰) یعنی یہ قوم اب تیرے بس میں ہے۔ جس طرح چپے لوان کے ساتھ سلوک کر سکتا ہے۔ خواہ سزا دے خواہ انہیں اپنا دوست بنالے۔ یقیناً یہ لیبڈیا کی یونانی دولت تھی۔ اس کے بادشاہ کوئس نے تمام عہد و پیمان اور باہمی رشتہ داریاں بھلا کر جوج ماجوج پر حملہ کر دیا تھا۔

آزاد مروجہ آگے چل کر کہتے ہیں :-

ذوالقرنین کے ظہور سے پہلے فارس اور میڈیا کے باشندوں کے عقائد کی بھی رویت دی تھی جو اندو یورپین آریاؤں کی تمام دوسری شاخوں کی جی جی ہے آپ نے گذشتہ صفحوں میں دیکھا کہ لیبڈیا کے لوگ بھی اندو یورپین ہیں اور یہی بتایا گیا کہ یونانی بھی اندو یورپین تھے۔ جنہیں لیبڈیا میں پشتو لہجہ میں "دانی" کہا ہے۔ اب آئیے اس کی مزید توثیق و تشریح کرنا آزاد مروجہ سے سنیں۔

یاجوج اور ماجوج کے لئے لیبڈیا کی زبانوں میں (GOG) اور (MAGOG) لکھا گیا اور "گاک" کے نام مشہور ہو گئے ہیں۔ اور شارحین تواریخ کہتے ہیں کہ یہ نام سب سے پہلے تواریخ کے ترجمہ سبعینی میں اختیار کئے گئے تھے۔ لیکن یہ اس لئے اختیار کئے گئے تھے کہ جوج ماجوج کا یونانی تلفظ یہی ہو سکتا

لے موزانہ میں ان کے اس نسبت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مادی۔ لودی اور یونانی اصطلاح سے لیبڈیا میں یونانیوں کے نام سے ایک تمدن تو سرائی تھی جو حقیقت قاصر یونانی نہیں تھی بلکہ ان کے دور دوروں تک میں تھا۔ ہو گیا تھا (۲) اصحاب کتب عم ۶۶۱-۶۶۲ اصحاب کتب صفحہ ۱۲

تھا۔ یا خود یونانی میں پہلے سے یہ نام موجود تھے؟ اس بارے میں سنا رہی
کی رائیں مختلف ہیں۔ لیکن زیادہ قوی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ دونوں
اسی طرح یا اس کے قریب قریب یونانیوں میں بھی مشہور تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ کون قوم تھی؟ تمام تاریخی قرائن متفق طور پر نشان
دے رہے ہیں کہ اس سے مقصود صرف ایک ہی قوم ہو سکتی ہے۔ اس کے
سوا کوئی نہیں۔ یعنی شمال مشرقی میدانوں کے وہ وحشی مگر طاقتور قبائل جو
کاسپیاب قبل از تاریخ عہد سے لے کر زبیں صدی مسیح تک برابر مغرب کی
طرف اُمتداد رہا۔ جن کی مشرقی محلوں کی روک تھام کے لئے چینیوں کو سکڑوں
میل لمبی دیوار بنانی پڑی تھی۔ جن کی مختلف شاخیں تاریخ میں مختلف ناموں
سے پکاری گئی ہیں۔ اور جن کا آخری قبیلہ یورپ میں میگو کے نام سے
روشناس ہوا۔ اور ایشیا میں تاتاریوں کے نام سے اسی قوم کی ایک
شاخ تھی جسے یونانیوں نے سیٹھین (SEYTHIAN) کے نام
سے پکارا ہے اور اسی کے محلوں کی روک تھام کے لئے سائرس نے
سد تعمیر کی تھا۔

شمال مشرق کے اس علاقے کا بڑا حصہ اب منگولیا کہلاتا ہے
لیکن منگول۔ لفظ کی ابتدائی شکل کیا تھی؟ اس کے لئے جب ہم چین کے
تاریخی مصادر کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم نام

یہ ترجمہ سب سے متعدد قزاق کا وہ پہلا یونانی ترجمہ ہے جو
ہیکٹر میں سابی حکم سے ہوا تھا۔ اور جس میں ستر علاقے پہلو
شامل تھے۔

اک۔ تھا یقیناً یہی مرگ ہے جو چھ سو برس قبل مسیح یونانیوں میں
ایک "اور تھے گنگ" پکارا جاتا ہوگا۔ اور یہی عبرانی میں "ناوح" ہوگا
جس کی تاریخ میں نہیں اس علاقہ کے ایک اور تہذیب کا ذکر بھی ملتا ہے۔ یہ
یہی (YUEH-CHI) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہی "یاچی" جس نے مختلف
رواں کے مختار جہ و تلفظ سے گذر کر کوئی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ عبرانی میں "یاچی"
ہو گیا۔

اس امر کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ ان نتائج پر ایک اجمالی نظر ڈال
جائے جو مختلف قوموں کے نسلی جنرالی اور لغوی علالت کی بحث و تنقیب
سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور جو موجودہ زمانے میں تاریخ اقوام کے طے شدہ مبادیات
ہیں۔ کرہ ارضی کی بلند سطح کا وہ حصہ جو شمال مشرق میں واقع ہے۔ اور جسے
آج کل منگولیا اور چینی ترکستان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تاریخ نام کے
تاریخ قوموں کا ابتدائی گہوارہ رہ چکا ہے۔ یہ نسل ان کی کا ایک ایسا سرچشمہ
سا جہاں پانی بڑا بہتا اور جمع ہوتا رہتا اور جب بہت بڑھ جاتا تو مشرق و
مغرب کی طرف امتداد چاہتا۔ اس کے مشرق میں چین تھا۔ مغرب و جنوب میں
مغربی و جنوبی ایشیا اور شمال مغرب میں یورپ چنانچہ یکے بعد دیگرے قوموں
اور قبیلوں کے سیلاب اُمتداد تھے رستہ کچھ وسط ایشیا میں آباد ہو گئے کچھ آگے
گئے اور شمالی یورپ تک پہنچ گئے کچھ وسط ایشیا سے نیچے اتر گئے۔ اور جنوبی مغربی
ایشیا پر قابض ہو گئے۔ یہ قبائل جو اس علاقہ سے نکلے تھے مختلف ملکوں
میں بس کر وہاں کی خصوصیات اختیار کر لیتے تھے، اور رفتہ رفتہ ایک مقامی
قوم بن جاتے تھے۔ لیکن ان کا وطن سرچشمہ اپنی اصل حالت پر باقی رہتا۔
بہاں تک کہ پھر قبائل کا ایک نیا سیلاب اُٹھتا۔ اور کسی نئے علاقے میں

ہینچ کر نئی مقامی قومیت کی تخلیق کر دیتا۔

یہ علاقہ صدیوں تک اپنی اصلی وحشیانہ حالت پر باقی رہا لیکن جو قبائل یہاں سے نکل نکل کر مختلف ملکوں میں بے گئے گئے انہوں نے مقامی خصوصیات اختیار کر کے ہندیب و تمدن کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ چند صدیوں کے بعد ان کی حالت اس درجہ غنیمت ہو گئی کہ ان میں اور ان کے قدیم ہونٹوں میں کوئی باب بھی مشترک باقی نہیں رہی۔ وہ اب مہذب ہو رہے تھے یہ ہتھیار دہشت تھے۔ وہ تہذیب کے صناعی ہتھیاروں سے لڑتے تھے۔ یہ وحشت کی قدرتی محبت اور درندگی سے ان میں زراعت - صنعت اور ذہنی زندگی مختلف شاخیں ابھر رہی تھیں۔ وہ ان سب سے نا آشنا تھے۔ سرحد علاقہ کی صحرائی زندگی اور وحشیانہ خصلتوں کی خنوت نے انہیں وقت کی شانہ اقام کے لئے ایک خوف ک ہتی بنا دیا تھا۔

قبل اس کے کہ تاریخی مہذب کی صبح طلوع ہو، شمال مغربی قبائل کی یہ مہاجرت شروع ہو چکی تھی۔ اور اس کا سلسلہ تاریخی مہذب میں بھی بدستور جاری رہا۔ اپنی قبائل کا اول ابتدائی گروہ وہ تھا جو آریئن نسر کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اس کا ایک حصہ وسط ایشیا سے یورپ کی طرف بڑھ گیا۔ ایک نیچے اتر کر پنجاب میں آباد ہو گیا۔ ایک مغرب کی طرف بڑھا اور فارس اور میدیا اور انا تولا میں بس گیا۔ اسے اب انطو یورپین کہا گیا۔ اس سے شناخت کیا جاتا ہے۔ یہ ہندوستان اور یورپ دونوں کی آریائی قوم کے مورث اعلیٰ تھے۔ ان کا جو حصہ شمالی ہند میں بس گیا تھا اس نے اپنا نسلی خطہ برابر یاد رکھا اور اسے کو آریہ درختہ بتا دیا۔ جو فارس اور میدیا میں بسا اس نے اپنی ابتدائی قبائلی گاہ کو امریاناہ کے نام سے موسوم کیا جسے اوستا میں

دیکھ کر کہا گیا ہے۔ اور یہی امریاناہ ایران ہو گیا۔ جو قبائل انا تولا میں بس گئے وہ غالباً میتھی (MITHI) کے نام سے پکارے گئے جنہیں یورات کی بدلتن میں (میتھی) کہا گیا ہے اور جس کے قدیم نوشتوں میں "غنتو" پایا جاتا ہے۔ جو قبائل یورپ میں پہنچے وہ گوٹھ - فرانک - الامان - وٹال - ٹوٹان کے نام سے مشہور ہوئے اور ان ہی کی ایک کسبہ شاخ وہ تھی جو بحر اسود میں لے کر دریائے ڈیوب کی پادری وادی تک چلی گئی اور سیمین کے نام سے پکاری گئی۔ وسط ایشیا کے مشرقی قبائل بھی جو بکتریا (بلخ) پر تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے سیمین ہی تسلیم کر گئے ہیں۔ اور خود داراستے اپنے کتبہ اسخر میں ان کا نام سے پکارا ہے۔ ان قبائل کی جو تین شاخیں شمالی ہند انا تولا (البتے) ایک اور ایران میں بس گئی تھیں انہیں ایسا ماحول ملا۔ جو زراعت کے لئے موزوں تھا۔ اس لئے بہت جلد انہوں نے زراعتی زندگی اختیار کر لی۔ مہذب و مدنیت کی طرف بڑھنے لگیں۔ لیکن ہوشاخیں یورپ کی اب بڑھیں۔ انہیں ایسا ماحول میسر نہیں آیا اس لئے صحرائی زندگی کی تمام خصوصیات ان میں بدستور باقی رہیں اور صدیوں تک متغیر نہ ہوئیں اب گویا ان قبائل میں تین مائیں ہو گئی تھیں۔ اولاً منگولیا کے اصلی باشندے جو وحشی اور صحرائی تھے اور ان کی یہ حالت بغیر کسی تغیر کے برابر قائم رہی ثانیاً جو اسود کے شمالی ساحل اور شمالی یورپ کے قبائل جو گو اپنے مولد اصل سے الگ ہو گئے تھے لیکن ان کی وحشیانہ خصوصیات نہیں بدلی تھیں۔

ثانیاً ہندوستان، ایران اور انا تولا کے قبل جو بدریغ شہسرت حضرت میں تری کرنے لگی اور پھر آگے چل کر تین قدیم تہذیبوں کے بانی ہوئے۔

انہوں نے مجھ سے یونانی زبان میں گفتگو شروع کی اس پر میں نے جس
کہا کہ مجھ یونانی زبان نہیں آتی۔ پھر میرے ساتھی نکولس نے ان سے کہ
خود خال کے لحاظ سے یونانی معلوم ہوتا ہے لیکن یونانی نہیں ہے۔ اب
نے مسکرا کر کہا کہ تم کو یونانی سمجھنے لگے۔ اسی طرح ایک دوسری مرتبہ
میں نکولس کے ساتھ ان کی والدہ کے گھر گیا جوں ہی میں نکولس کے پاس
گھر سے میں داخل ہوا۔ تو اس کی والدہ بالکل سامنے کرسی پر بیٹھ ہوئی تھی۔
دیکھ کر سخت حیران ہو گئی اور حیرت و استعجاب کی نظروں سے گھورتی رہی میرا
بیٹے کو غیب ہو کر کہنے لگی کہ مجھے تمہارے دوست کو دیکھ کر اس قدر تعجب
مخاطب ہوا کہ میں نے ان پر تمہارے فوت شدہ بہنوئی کا گمان کیا۔
اور حیران ہوئی کہ مردہ کیسے زندہ ہوا۔ بعد میں اس کی ماں سے
بڑے خاص مراسم کے ساتھ یہ کہہ کر مجھے رخصت کیا کہ تم مزدور کسی کو
میرے پاس آئیے۔ یہ مرد مطلب یہ کہ وہ اپنے داماد کی تشنگی بھجاتا جا ہی
اسی طرح کے گمن کا ایک اور واقعہ ہے وہ یہ کہ برصغیر میں کام کو بس
پرست جایا کرتا تھا۔ اور اسی کوچہ میں ایک انگریز بھی جن سے ہمسا یہ
ہمراہ ہونے کی بناء پر علیک سلیک ہوئی تھی۔ اسی بس سے جایا کرتے
تھے۔ کافی عرصہ بعد ایک دن بس میں قریب بیٹھے ہوئے دو انگریز
وہ مجھ کو یونانی تصور کرتے ہوئے غیب ہوئے جس کے جواب میں نے
دی کہنا پڑا کہ میں یونانی نہیں بلکہ پشتون ہوں اس پر بھی انہوں نے
یہی کہا کہ میں تو آپ کو یونانی سمجھتا تھا غرض میں بذات خود بھی جب انگلی
میں یونانیوں کے خدو خال عادات و حرکات و سکنات کو دیکھتا تھا تو مجھے
بھی ان میں پشتونوں کی جھلک نظر آتی تھی۔ سلا بہ نسبت دوسرے یورپ

کے وہ زیادہ مہمان نواز تھے۔ ایسے معاشرے میں جہاں نفسانہی ہو
مہمان نوازی کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح یونانیوں میں دیگر
یہودیوں کے مقابلہ میں شرم و حیا زیادہ تھی۔ ان کے مزاج میں بھی
پشتونوں کی طرح گرمی پائی جاتی تھی۔ اور پرتو تار لمبے میں بات کرتے
تھے۔ یونان میں دیہاتی عورتوں کا لباس عورتوں کی چونچوں کی بناوٹ
بڑی گولی دائرے والی قمیص۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک
پشتون کو جس عورت سامنے کھڑی ہے، ان کی خراک بھی پشتونوں سے
ملتی جلتی تھی۔ مثلاً گندہ۔ تر میرہ (سبزی) اور بونگی (ایک طرح
کی محسائی سبزی جو اب تک پشتونوں کی ایک دل لپ خوراک ہے
اسی طرح گرمیوں میں لسی میں (شین شوبی) جو ایک پیاز کی پودینہ ہے
کا استعمال آج بھی پشتونوں کی طرح کرتے ہیں۔ یونان کے دیہات
میں آج بھی دیہاتی لڑکے اور لڑکی کی شادی والدین کی مرضی پر کرتے
ہیں۔ اسی طرح یونانی اخلاقی لحاظ سے بھی دیگر اردو پنجوں سے منفرد
ہیں۔ مسئلہ لندن جیسے آزاد ماحول اور فضا میں بھی کسی یونانی
دشیزہ سے مراسم قائم کرنا یہ نسبت دوسروں کے متکل ہے؟

مذکورہ بیان جو شک و شبہ سے بالاتر ہے اور شخصی مشاہدے پر
مبنی ہے سے یہ ظاہر ہوا کہ خون کی آمیزش کے ساتھ لودی تہذیب اور
ثقافت نے یونانیوں پر گہرے اثرات چھوڑے تھے کہ اس علاقہ میں
جو سیدیا کے نام سے پکایا جاتا تھا جب کہ آپ پہلے پڑھ چکے۔ یہاں
اور آشوری قومیں بھی ایک دوسرے میں ضم ہو چکی تھیں۔ جیسا کہ
"بغداد کوئی" کے قدیم حضرات سے جو کتبوں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں

ابوں نے مجھ سے یونانی زبان میں گفتگو شروع کی اس پر میں نے کہا کہ مجھے یونانی زبان نہیں آتی۔ پھر میرے ساتھی نکولس نے راستہ خدو خال کے لحاظ سے یونانی معلوم ہوتا ہے لیکن یونانی نہیں ہے۔ نے مسکرا کر کہا کہ ہم تو تم کو یونانی سمجھنے لگے۔ اسی طرح ایک دفعہ پہلی مرتبہ میں نکولس کے ساتھ ان کی والدہ کے گھر گیا جوں ہی میں نکولس کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو اس کی والدہ بالکل سسٹنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی، دیکھ کر سخت حیران ہو گئی اور حیرت و استعجاب کی نظروں سے گھورتی رہی جبکہ بیٹے کو مخاطب ہو کر کہے لگی کہ مجھے تمہارے دست کو دیکھ کر اس قدر تعجب مضطرب ہوا کہ میں نے ان پر تمہارے دست شدہ پہنونی کا گمان کیا اور حیران ہوئی کہ مردہ کیسے زندہ ہوا۔ بعد میں اس کی ماں بڑی خاموشی کے ساتھ یہ کہہ کر مجھے رخصت کیا کہ تم ضرور کبھی کبھار میرے پاس آنا اور مطلب یہ کہ وہ اپنے داماد کی تشنگی بھانا سا ہی اسی طرح کے گن کا ایک اور واقعہ ہے وہ یہ کہ ہر صبح میں کام کو بس پرستے جایا کرتا تھا۔ اور اسی کوچہ میں ایک انگریز بھی جن سے ہمسایہ و ہمراہ ہونے کی بناء پر علیک سلیک ہوئی تھی۔ اسی بس سے جایا کرتے تھے۔ کافی عرصہ بعد ایک دن بس میں قریب بیٹھے ہوئے دو لڑکے دو مجھ کو یونانی تصور کرتے ہوئے مخاطب ہوئے جس کے جواب میں نے دی کہیں پڑا کہ میں یونانی نہیں بلکہ پشتون ہوں اس پر بھی انہوں نے بھی کہا کہ میں تو آپ کو یونانی سمجھتا تھا، الغرض میں بذات خود بھی جب انگلستان میں یونانیوں کے خدو خال عادات و حرکات و سکنات کو دیکھتا تھا تو مجھے بھی ان میں پشتونوں کی جھلک نظر آتی تھی۔ سنا بہ نسبت دوسرے یورپی

یہ کہ زیادہ مہمان نواز تھے۔ ایسے معاشرے میں جہاں نفسانفسی ہو وہاں نوازی کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح یونانیوں میں دیگر اور جن کے مقابلہ میں شرم و حیا زیادہ تھی۔ ان کے مزاج میں بھی پشتونوں کی طرح گرمی پائی جاتی تھی۔ اور پرتکار مجھے میں بات کرتے تھے۔ یونان میں دیہاتی عورتوں کا لباس عورتوں کی چوٹیوں کی بناوٹ بڑی گولی دائرے والی قمیص۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک پشتون کو چھ عورت سامنے کھڑی ہے، ان کی خوراک بھی پشتونوں سے ملتی جلتی تھی۔ مثلاً گندہ۔ ترمیرہ (ریشمی) اور بلوٹکی، ایک طرح کی مہمانی سبزی جو اب تک پشتونوں کی ایک دل لبر خوراک ہے اسی طرح گرمیوں میں سی میں (ریشمی ٹوپی) جو ایک پہاڑی پودینہ ہے کا استعمال آج بھی پشتونوں کی طرح کرتے ہیں۔ یونان کے دیہات میں آج بھی دیہاتی لڑکے اور لڑکی کی شادی والدین کی مرضی پر کرتے ہیں۔ اسی طرح یونانی اخلاقی لحاظ سے بھی دیگر اردو بلیوں سے منفرد ہیں۔ مثلاً لندن جیسے آزاد ماحول اور فضا میں بھی کسی یونانی مدشیزہ سے مراسم قائم کرنا بہ نسبت دوسروں کے مشکل ہے۔

مذکورہ بیان جو شک و شبہ سے بالاتر ہے اور شخصی مشاہدے پر مبنی ہے سے یہ ظاہر ہوا کہ خون کی آمیزش کے ساتھ دوی تہذیب اور ثقافت نے یونانیوں پر گہرے اثرات چھوڑے تھے کہ اس علاقہ میں جو میدیا کے نام سے پکایا جاتا تھا جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے۔ یہی اور آشوری قومیں بھی ایک دوسرے میں ضم ہو چکی تھیں۔ جیسا کہ "بغاف کوئی" کے قدیم حضرات سے جو کتبوں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں

بھی زیادہ ہوتی تھیں اگر ایک سرور دوسرے قبیلے کے علاقے پر قابض ہوتا
 فراتے آپ کو بادشاہ کہلاتے ملتا اور پھر اپنی سلطنت کو وسیع تر کرنے
 کے لئے اس پاس کے علاقوں پر حملہ آور ہوتا تھا۔ وہ دھار کا یہ سلسلہ
 دسویں لکھا اور ایسائے کو چک میں ہزار ہا سال چلتا رہا اور اس دوران
 کبھی ایک زبان اور اصل کے قبائل متحد ہوئے ہیں۔ اور کبھی مختصر ہو کر انتشار
 کی حالت میں کچھ مغرب کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔ اور کچھ مشرق کی جانب پھیر
 گئے ہیں۔ لیکن مختلف وقتوں میں اور مختلف راستوں پر جس کی وجہ سے
 ان کے زمانے اور راستے اب تک محققین کے درمیان کافی اختلافات
 کے باعث بنے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے نام مختلف زبانوں
 میں مختلف طور سے بیان ہوئے ہیں۔ جب کہ گذشتہ صفحوں میں آپ بڑے
 چکے۔ اکثر محققین کہتے ہیں کہ ہندو یورپین سخت سردی کی وجہ سے ساہیو
 کے علاقوں سے قفقاز یعنی اورال اور خزر و زوب (کیسپین) کے علاقوں
 میں وارد ہوئے ایران۔ افغانستان اور ایسائے کو چک کے علاقوں
 سے جو سردی تک پہنچ گئے۔ چینی اور روسی ترکستان (یہاں یہ وضاحت
 کر دیں کہ روسی ترکستان ایسائے کو چک کے زیادہ حصہ پر مشتمل ہے) میں
 نویں اور دسویں میلادی میں چونکہ ہندو یورپین بھجوں میں لوگ گفتگو کرتے
 تھے۔ لہذا محققین نے کہا کہ ہندو یورپ۔ کا اصل منبع صوبہ ترکستان یا روسی
 ترکستان ہے۔ اور تجارتی بیچے جو قرون وسطیٰ (قرن شہر۔ کوچا) مشرقی ایران
 اور کاشغر و خوتی میں بولے جاتے ہیں۔ قدیم ہندو یورپین کے باقیات
 ہیں۔

جس کہ سب سے مرضی کہ جب چکا کہ سنتہ نام میں آریہ ہندو گشتے

ان علاقے پر قابض تھے مہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ ق م میں سر جون رٹنٹون
 کے دھرمی انہوں نے یہ علاقے سندھ و پنجاب تک کاملاً قبضہ کر لئے تھے سر جیو
 مارگن (سر جون) کی مملکت کا دائرہ بالا بارنگ وسیع تھا اور پھر کم و بیش مستقل
 کہ کسی جن کے مہاراجہ اور زمینداری تھے ایران کے راستے بوجھستان میں داخل ہوئے
 مہاراجہوں کے کچھ قبیلے جو ہستان میں رہ گئے اور کچھ پشاور کے راستے کشمیر چلے گئے
 ۔ مگر گذشتہ بیانات کی روشنی میں کہا گیا کہ وہ زمینداری تھے اس کی طرف ہے
 کہ جس وقت کا کسی کشمیر میں داخل ہوئے اس وقت کشمیر کا نام ستی سا اس
 (SATI SARAS) تھا۔ کاسیوں نے اس جنت نظیر علاقے پر قبضہ کرنے
 سے بعد اپنے نام سے موسوم کیا یعنی کاس میر (کاسیوں کا پہاڑ) جو بعد میں نیچے
 نے قننادی بنا دیا پرس کش میں بدل گیا۔ اور کاس میر کا کشمیر بن بعض کہتے
 ہیں کہ کاس، اور میر پر اکر ت زبان کے لغت ہیں۔ کاس کے معنی پانی
 کی گذرگاہ اور میر کے معنی پہاڑ سنہ ۱۲۰۰ ق م میں کاس ایک سامی قبیلے کا
 نام تھا۔ جو قدیم زمانے میں یہاں آیا تھا۔ اور ان کے نام سے کاش
 کاشان اور کاشغر موسوم ہیں ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ کاشغر کے کشمیر آئے تھے
 اور کشمیر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب کہ بعد میں یہ علاقہ کاس میر کے نام سے موسوم
 ہوا ہے

یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ پشتو زبان میں پہاڑ کو "غر"
 کہتے ہیں۔ غالباً کشمیر کے پہاڑ لوگ "میر" کہتے تھے (

دست نکتہ ہیں :-

زمانہ تاریخ کے شروع میں کاسی یا بنارس کی جھوٹی مسلمانیت اور
مختاری سلب ہوئی اور وہ کوسل سے ایسا ملتی ہوئی تھا کہ تمام وہابیہ اپنی
ساتھ تھے۔ یہ فقہری سلطنت صرف اسی بناء پر مشہور نہیں تھی کہ کوسل
عظیم الشان مسابہ سلطنت سے تعلق تھا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی مشہور
تھی کہ بدھ مذہب کی تاریخ میں سب سے پاک مقام سمجھا جاتا تھا۔
وہ جگہ تھی جہاں بدھ نے مذہب کی تسلیم شروع کی تھی!

یہاں اس بات کی کچھ وضاحت کر دیں کہ مستشرقین کے لگ بھگ
جب کاسی بحر خزر کے جنوب مغربی ساحلوں سے زراگرس کے علاقوں کو کوچ
کر گئے تو اس وقت وہ کاشو نام کے خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اور بابا
کے ارباب ملا نواع شامانس اور نیوزما کے مقابلہ میں شروع باش اور
نام سے بھی دو معبودوں کو مانتے تھے۔ گران کو کاشو کے مقابلہ میں
درجہ سمجھتے تھے۔ یہ تینوں ہندومت میں بھی موجود تھے۔ کاسی بابل
اپنے زمانہ اقتدار میں اور معبود بھی رکھتے تھے۔ لیکن ان کا احترام کاسہ
کی حکمرانی تک جوتا تھا۔ جس وقت ان کی حکمرانی ختم ہوئی تو ان کے تمام معبود
کا احترام بھی جاتا رہا۔

تاکہ یہ بیانات کی روشنی میں یہ بات بالکل ثابت ہو چکی ہے کہ
میں۔ دونوں مذہب یا سترغل یا سترفون ہندو کش کے جنوبی علاقے جو
بحر ہند تک جس میں موجودہ افغانستان اور پاکستان شامل ہیں پر قابض تھا۔

سنہ تاریخ قدیم ہند صفحہ ۴۸

اقتصاد پیدا ہوتا ہے۔ کہ ساگن یا سرجون (جو اکاد کا بادشاہ تھا)
بکہ اکثریت ان کو سامی نژاد قرار دیتے ہیں بعض ترکی الاصل سمجھتے
ہیں علامہ سلیمان ندوی کا کہنا ہے کہ وہ غیر سامی تھے۔ کیونکہ ان کی
سامی نہیں تھی۔ دوسرا اقتصاد و تحقیق کی نظریات میں پایا جاتا ہے
کہ آریہ بھی نژادی اعتبار سے منگول ہیں جیسا کہ پڑھ چکے ہوں گے
علامہ آزاد بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر اس بات میں ممکن خود خالی ہے۔
ان اور منگولوں میں مزید۔ منگول کا چرچہ مول اور شاہد بیہی تاک آئندہ کی
ل طرف کا حصہ ہوں۔ دارمی نژاد دھرم کے برابر بلکہ ٹھوڑی پر ایک آدمی بال
نہ دارمی۔ آریہ کی ناک لمبی۔ گھنے بال، آنکھیں لمبی اور بڑی ہیں۔ چونکہ
ان اعتبار سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سرجون (ستر فون) نے مستشرقین
روم سے ملا بارتنگ ایک بڑی وسیع سلطنت قائم کی تھی نہ سرجون کے بعد
ان کے تین جانشین گذرے ہیں۔ اگر اس خاندان کے اقتدار کا دور سو سال
میں ختم کیا جائے تو اس کے بعد شروع کا دور شروع ہو جائے
نژاد آشوری نژاد سامی تھا اور سامیوں کی ہنر سامیوں سے سخت دشمنی
ہی۔ اس بناء پر غیر سامی لوگوں نے ان کے معبود استبداد کی وجہ سے در اقتدار
مردوں کو چھتہ کی خصوصاً اکثریت مشرق کی طرف چلی گئی۔ نژاد کے بعد
ہیں مورانی کا دور شروع ہوا۔ یہ بھی آشوری نژاد سامی بادشاہ تھا انہوں
نے ہندو یورپین کو محکوم بنانے کے لئے یوں شروع کی تھی کہ بہت جو
ہندو یورپین رہ گئے تھے وہ ان کے ہاتھوں میں ہو کر عیسائی ہو گئے۔

یہ بادرسیتہ سرجون کا دی کے بعد۔ سرجون کی سرزمین گرا ہے

جب زگرس کے کاسیوں نے اپنے رہن کاغاش کی سربراہی میں سامیوں سے اتمام باگ ڈور دے لی تو قریباً چھ سو سال بن النہرن اور الیشائے کوچک میں ہوا تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری تھا یہاں تک کہ آخر کار ایلامیوں نے کاسیوں - اقتدار کی باگ ڈور چھین لی اور کاسی مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔

جس وقت کاسی کنذاہر ژمند کے ساتھ آرا کو زیا اور جدوزیا کے علاقوں چلے آئے تو ان سے پیشتر ان علاقوں میں وہ پشتون موجود تھے جو اپنے آپ کو سروہ - رشرخون سے منسوب کرتے تھے۔ غالباً کاسی کنذاہر ژمند کے آنے سے ان علاقوں میں گھوڑے پالنے کا رواج شروع ہوا لیکن ہندکوش کے شمال میں رہنے والے اس سے پیشتر نہ صرف گھوڑے پالتے تھے بلکہ اچھے اچھے گھوڑے پالنے کا اس قدر شوق رکھتے تھے کہ اس پر خاندان کے نام سے ایک بڑا شاہی خاندان پیدا ہوا۔ جیسا کہ کراسپہ (دبیلے گھوڑے کا مالک) اورت اسپہ (تیز گھوڑے کا مالک) پوند سپہ (پرانے گھوڑے کا مالک) ارحیت اسپہ (حقیقی گھوڑے کا مالک) خام سپہ (اچھے گھوڑے کا مالک) اسی طرح بلخ (بکتریا) کے قریب ایک شہر تھا جو زدا سپہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس شہر کے نام کی شہرت کلاسیکی مؤرخین اور جغرافیہ دانوں کے زمانے تک باقی تھی۔

یہ بادشاہ جو اسپہ خاندان کے نام سے پکارے جاتے ہیں درحقیقت بلخ کے کادی (کیانی) بادشاہوں کے آخری افراد کس سلسلے سے بادشاہت کو پہنچے تھے کادی کا لقب "ادسا" کا عطا کردہ ہے۔ اور دیگر درانیوں کی بی اور لکا کے نام سے یاد کیا ہے۔ اگرچہ راء راست رشتے اور بیوند کے نقطہ نظر سے ان میں تضاد پایا جاتا تھا۔

ادستا کے زیادہ شہرت اور مرد درین لہشت میں کادی (کیانی) کا سلسلہ ہو سارا یعنی کبسد کو پہنچتا ہے۔ اور بعض مدققین ادستا کے اساد سے کادی کے گھرانے کا شجرہ بھی اس بادشاہ سے منسوب کرتے ہیں۔ لہذا ادستا کی ایک طرف ظاہری شہادت اور دوسری طرف ان کے ناموں کے ساتھ وہی گھوڑے کا اشتقاق۔ ان کا اور دیگر کادی (کیانی) بادشاہوں کی جدائی کا عامل قرار پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ مدققین نے ان سے ایک گروہ کو اسپہ بادشاہوں سے علیحدہ کیا ہے۔ انداز یہ ایک گھرانہ ہوتا تو پھر چاہیے تھا کہ کیا ان کو اسپہ گھرانہ کہا جاتا ہے

یاد رہے کہ جس وقت کنذاہر ژمند موجودہ بلوچستان (اس زمانے میں شمالی حصے کو آرا کو زیا اور جنوبی حصے کو جدوزیا کے نام سے پکارا جاتا تھا) سے اود آگے شمال کی طرف چلے گئے اور کاسی شمال مشرق یعنی "کسہر" (کوہ سلیمان) کی طرف چلے گئے ایک تو اس زمانہ میں ان علاقوں میں پیشتر پشتون موجود تھے اور دوسرے یہ کہ نجدی (بلخ) پر بناہ گشتا سپ جیسا دلیل ہے تدبیر بادشاہ فرماندا تھا جس کی شہرت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں زرتشت بلخ میں پیدا ہوا تھا۔ اور انہوں نے نہ صرف زرتشت کا دین تسلیم کیا تھا۔ بلکہ انہی کی کوششوں سے زرتشتی مذہب تمام آریانہ میں پھیل گیا۔

زرتشتی مذہب کے اثرات اب بھی آرا کو زیا میں خصوصیت سے قبیلوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً پشتون آگ میں نہیں تھوکتے اسے گناہ

سمجھتے ہیں۔ سلاویکا کاشان : جو بعد میں اس شہر میں آئے ہیں۔
 بوجا بھی زردشتی مذہب کے واسطے سے ان میں آیا اور اب تک بلوچستان کے
 دیہات کے پشتوؤں میں مروج ہے۔ زچگی کے دوران خوراکی نیل پانی میں
 حل کر کے حرمت کے پیٹ پر یہ نشان بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نشان لب
 کی دیواروں پر بھی بنا با جاتا ہے۔ اور یہی نشان موجودہ پارسی ہر صبح گوشت
 دروازے کے چوکے کے باہر بناتے ہیں۔ آرا کو زیا کے جنوب مشرقی علاقوں
 زوب اور لورالائی میں قدیم ہندومت کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔
 بچوں کے سر منڈانا اور درمیان میں قدیم مذہبی سندھوں کی طرح جوتی بھس
 کو پشتو میں (شکری) کہتے ہیں۔ رکھنا یا یہ کہ سر کے ہر دو جانب کان سے
 اوپر چھوٹے بال چھوڑنا۔ ان چوٹیوں پر نیلے رنگے جوڑنا دین مقدس اسلام
 سے شرف ہونے کے بعد بھی اب تک یہ رسم دور افتادہ دیہات میں جاری
 ہے۔ البتہ اب نیلے بعد سبز رنگینوں کے ساتھ اسلام کی تاثیر کیوجہ سے
 چاندی کے توہنات بھی آویزاں کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت
 کے مذہب سے قبل یہ علاقے ہندومت کے اثر و نفوذ کے تحت آئے تھے۔
 کہ "شال" کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ بعد کے اثرات یہاں پر بھی
 طرح واضح نہیں ہوئے ہیں۔

بہر حال جیسا کہ مذکورہ پیشینہ کے راستے کندھار اور لمبند کے زریں
 شاداب وادی کی طرف کوچ کر گئے تو اس وقت تک کندھار کے نام
 سے کوئی شہر نہ ہوتا تھا۔ کم از کم تاریخ میں ذکر نہیں) البتہ کندھار (کام
 رگ وید کے سرود میں آتا ہے اور کابل کے دروازے سے اڑھائی گز کے علاوہ
 کندھار کے نام سے یاد ہوا ہے۔ بعض لوگوں کو کندھار کے پھر میں بھی

کندھار کا قدیم نام نظر آتا ہے۔ لائق احمد علی کنڑ کا کہنا ہے کہ یہ نظریہ
 میں کسی حد تک معقول ہے۔ کیونکہ کندھار کے رہنے والے کئی مرتبہ دریائے
 ہبل کے مشرقی علاقوں سے ارغنداب کی وادیوں کو گئے ہیں۔ اور ان علاقوں
 سے ایک پاپڑیں اور چھٹی عیسوی صدی کی وہ ہجرت ہے جو سندھ کش کے شمالی
 حصوں سے کوشانیوں کی آمد تک اور جنوبی حصوں اور آریانا کے مشرقی دریائوں
 کے کنارے ان کے قیام کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ کندھار
 کا موجودہ نام رگند و فارم پہلو کے مستقل گھرانے کے بڑے بادشاہ کے نام
 سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے نام پر ارغنداب کی وادی میں ایک
 شہر (رگند و فارم) کے نام سے یا اس سے قدر شاہیہ نام سے آباد کیا تھا
 رگند و فارس کے زمانہ میں ایک عیسائی مبلغ (سنت توماس) جنہوں
 نے کابل کے اس پاس علاقوں کی سیاحت کی تھی ارغنداب کی وادی میں
 رگند و فارم کے نام سے ایک شہر کا ذکر کیا ہے۔

لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ کندھار کا نام "کند" اور "اری" کے اشتقاق سے بنا
 ہے یعنی کند کے رہنے والے کنڈا یا کنڈاریوں کے نام سے سے جیسے پشتو
 اور کابل کہا جاتا ہے۔ البتہ کاسی افغانستان میں نہیں دیکھے گئے ہیں
 زرنند کے باب میں ذکر کیا جا چکا کہ کابل اور پشاور کے راستے پنجاب گئے ہیں
 الغرض جس وقت "کند" کندھار اور لمبند کے اس پاس آباد ہو گئے۔
 اس وقت بلج میں زردشتی دین کی تبلیغ شروع ہو چکی تھی۔ گستاخ
 (دینا سارپ) زرتشت کا زمانہ متعلق م معین کیا جاتا ہے "ا" - صبح جوتو

تو پھر زرتشت اور حضرت داؤد علیہ السلام کو مجھ کر کہا جائے گا۔ اس نے کہ حضرت داؤد علیہ السلام متعلق ق م میں فلسطین میں بادشاہ تھا۔ کند غالباً حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ متعلق ق م یا جو سکتا ہے کہ اس سے بھی پہلے زمانہ بعد کندھار اور اورخنداب یا ہند کے علاقوں کی طرف کوچ کر گئے ہوں۔ اس وقت جب کاوی (کیانی) خاندان کی سیستان میں بادشاہت کرتے تھے بہر حال تاریخ کا تعین مشکل ہے۔ بعض محققین جیسا کہ اس سے پیشتر ان کے بیانات کا ذکر کیا جا چکا اوستا اور زرتشت کا زمانہ ہزار سال قبل مسیح سے کم قرار دیتے ہیں۔ خصوصاً ابوالکلام آزاد زرتشت کو سائرس کا معاصر قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ قیاس درست ہو تو یہ وہ زمانہ ہے جس وقت بابل کے بادشاہ بخت نصر نے یہود کی سلطنت پر حملہ کر دیا۔ آگ اور خون کا بازار گرم کیا لاقعدا یہودیوں کو مار ڈالا۔ اور یہودیوں کو قید کر کے بابل لے گیا بخت نصر نے عراق میں (اہل) کے قریب "برلیسا" کی دادی میں اپنا کتبہ نصب کیا ہے۔ برلیسا یا بڑیچیشٹون کا وہ قبیلہ ہے۔ جسے محققین نے برلیسا۔

(BRİSAYI) کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور ریگ دید کے سرودوں میں (دی وداسا) نام کے مشہور اداس کے ساتھ ان کی جنگوں کا ذکر آیا ہے۔ ہلبرٹ کہتا ہے کہ اس جنگ کا میدان آراکوزیا میں تھا یہ بات درست ہے۔ کیونکہ یہ قبیلہ اُس وقت سے اِس وقت تک اس علاقہ

لے یہاں اس کی وضاحت کر دیں کہ کیا فی (کیا فی) کے نام سے بھی یاد ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کیا فی پر (کاسی) کا گمان کرے۔ لیکن یہ صرف ایک گمان ہو گا۔ حقیقت نہیں (مؤلف)

۱۔ اور اب بھی متیم ہے۔ اور اسی ندیم نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ہے کہ ایک تو آریانی زبان میں "ر" اور "ڑ" ایک دوسرے میں تبدیل ہوتے دوسرے یہ کہ پشتو زبان کی صوت سنگت اور دیگر ہندی ایہوں میں "ج" "ش" سے بدل جاتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں "بڑا ٹکڑہ" کے نام سے "نبیلہ" اب بھی یاد کیا جاتا ہے۔ وہ بڑی ٹکڑی تبدیل شدہ شکل ہے۔ "ہم" ہے خان کی مشہور داستان محمد گل خوری کی کتاب (علی ہند) نامی لب و لہجہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ بڑیچ (برسیا) قبیلے کے قیام کی جگہ اور بہت قرار دیتے ہیں۔ چھ پشتون کلابس یا کلابیز کہتے ہیں۔ یہ عراقی داستان (افسانہ) جو ابتدا سے پشتو فولکلوری ادب میں کافی شہرت رکھتا ہے۔ اور تمام پشتونوں میں ایک ہی طرح سے اپنے مخصوص گیتوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ ان گیتوں میں ایک گیت کا مطلع یوں ہے۔

کہ دے دی دے دی دکھ بیسزدوازے دوسے دی
پہلوہی پتے دزی پہ بلے دور سوی نارے دی۔
یعنی اگر کل بیز کے دروازے دو ہیں تو ان میں ایک سے پتے (پتے خان)
اسا ہے اور دوسرے سے ان کی ماں کی جینج دیکار کی آواز آرہی ہے۔
بڑے پنج خان کس زمانے میں تھا۔ اور کن سے جنگیں لڑیں۔ اس بارے
میں صحیح حالات معلوم نہیں تاریخ میں بڑے بچوں کی دو جنگوں کا ذکر آیا ہے
ایک وہ جنگ ہے جو انہوں نے ویدی زمانہ میں (دی دواسا) کے شہزادہ
نے لڑی ہے۔ اور دوسری وہ جنگ ہے جس کا اس داستان میں ذکر ہے

کر بڑیچ پتے خان اپنے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ بہت کے منہر
 انارکندھار کی ولایت میں اب بھی موجود ہیں اسے نکلا اور سندھ
 کے منٹل کوٹ میں لگواریان کا علاقہ منٹلوں سے لے لیا ان دونوں
 کے درمیان تاریخ اور زمانہ کے اعتبار سے کافی تضاد معلوم ہوتا ہے
 بہر حال لیت کا شہر کم از کم مشرق میں آباد تھا۔ اور اس شہر
 بڑیچ رہتے تھے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بڑیچ کم از کم
 میں آراکندھیا میں ایک بڑے اور حیا لے قبیلے کی شکل میں موجود تھے
 "جی پی ٹیٹ" (G.P. Tate) جنہوں نے سیستان کی قرون
 کھنڈرات کے متعلق کافی تحقیق کی ہے۔ اپنی کتاب کی چوتھیں جلد میں ۱۸۵۲
 ۱۸۵۸ء بڑیچ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ قبیلہ چغتوؤں کے علاقہ
 ڈیٹل میں (نادلی) کے قریب منہم تھا۔ مگر اب ملہند کی دادی کے اس علاقہ
 میں جولہڈی بڑیچ (اور پلانک) کہلاتے جاتے ہیں اور دوسرے علاقوں
 قیام رکھتے ہیں وہ ان علاقوں سے شیرانیوں کے ساتھ دوسرے علاقوں
 شوراوک کہلاتا ہے کو چلے گئے۔ بڑیچ کندھار کی ولایت کے لوگوں
 جسے "خانش" کے علاقہ میں بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اس قبیلے کے لوگوں
 لوگ غمینی باڑی اور زمینداری کرتے ہیں۔ شوراوک اور ملہند میں بھی
 اونٹ بانکتے ہیں۔

اس زمانہ سے جبکہ زیادہ تر تجارت بلوچستان کے سفر میں

منٹل کوٹ منٹل شہر میں ورثہ سہین سے ۲۲ برس کے تھے
 رشمال مغرب میں ہی واقع ہے۔ SEISTA. ANIMARRAN
 STORY TOPOGRAPHY, W. N. S. ANDRAE - PLATE
 ۱۶۲

میں کے ذریعے کی جاتی تھی۔ تو ان کے حیوانات اور مویشی قوت اور
 سری میں مشہور ہے۔ ۱۸۸۴ - ۱۸۸۶ء میں شوراوک میں بچے بتایا
 بیچ بہت قدیم زمانے میں مغرب کی جانب سے یہاں آئے تھے افغان
 مان کے قومی لشکر میں کافی بڑیچ شامل تھے۔ اور مردانگی سے لڑتے
 اور یہ کوئی نہیں بلکہ طرز زندگی بالداروں جیسی ہے۔ زیادہ تر
 سری اور مویشی پالتے ہیں۔ اگر بات درست ہے کہ وہ مغرب کی
 جانب سے ملہند کے علاقوں کو چلے آئے تھے تو پھر یہ قرن قیاس
 پر زور بخت نصر کے زمانہ میں آئے ہوں یا چوتھیں صدی کے اس سے بھی پیشتر
 ہوں کیونکہ رک دید کے سرودوں کے اعتبار سے یہ قبیلہ دہر کا زمانہ
 رک بخت نصر کے دور سے چند سال قبل ہے۔ ان کا ذکر ارغنداب اور
 ہند کے علاقوں میں ہوا ہے۔ اور سیستان کے قدیم دارالسلطنت (ہند)
 اس پوس میں (ٹیٹ) کے بیان کے مطابق قیام پذیر تھے۔ اور کچھ
 اب بھی رہتے ہیں۔ جس وقت جنگیں اولاد کے ہاتھوں یہ خوب
 علاقہ سیستان جو کہ (باغ ایشیا) کے نام سے پکارا جاتا تھا زیادہ
 ہوا تو یہ علاقہ انہوں نے چھوڑ دیا اور دوبارہ اپنی قدیم قیام گاہ
 میں ملہند اور ارغنداب کی طرف کوچ کر گئے۔ تلوہ لیت اور شوراوک
 اور اس پاس کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر
 دیں کہ اس قبیلے کے لوگ پنجاب اور راجپوتانہ میں بھی ہیں۔ البتہ
 ہندی یا پنجابی زبانوں اور لہجوں کی وجہ سے پنجاب کے ملتان کے بڑیچ
 پنجاب کے راجپوتانہ کے بڑیچ بڑاچک کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

جب زگری کے کامیوں نے اپنے رہنا گناہ کی سرپرستی میں مایوسی سے اقتدار
باگ ڈور لے لی تو قریباً چھ سو سال بین النہرن اور ایشیائے کوچک میں ہندو
تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری تھا یہاں تک کہ آخر کار ایلامیوں نے کامیوں
اقتدار کی باگ ڈور چھین لی اور کاسی مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔

جس وقت کاسی کند اور ژمند کے ساتھ آرا کو زیا اور جد روزیا کے علاقوں
چلے گئے تو ان سے پیشتر ان علاقوں میں وہ پشتون موجود تھے جو اپنے آپ کو سرور
رستہ خون سے منسوب کرتے تھے۔ غالباً کاسی کند اور ژمند کے آنے سے
ان علاقوں میں گھوڑے پالنے کا رواج شروع ہوا لیکن ہندو کش کے شمال میں
رہنے والے اس سے پیشتر نہ صرف گھوڑے پالتے تھے بلکہ اچھے اچھے گھوڑے
پالنے کا اس قدر مشورق رکھتے تھے کہ اس کے خاندان کے نام سے ایک بڑا
شاہی خاندان پیدا ہوا۔ جیسا کہ کراسپہ (دبیلے گھوڑے کا مالک)
اورت اسپہ (تیز گھوڑے کا مالک) پوند سپہ (پرانے گھوڑے کا مالک)
ارحیت اسپہ (قیمتی گھوڑے کا مالک) خوا اسپہ (اچھے گھوڑے کا مالک)
ایسی طرح بلخ (بکتریا) کے قریب ایک شہر تھا جو زند اسپہ کے نام سے
پکارا جاتا تھا اس شہر کے نام کی شہرت کلاسیکی مورخین اور جغرافیہ دانوں
کے زمانے تک باقی تھی۔

یہ بادشاہ جو اسپہ خاندان کے نام سے پکارے جاتے ہیں درحقیقت
بلخ کے کاوی (کیانی) بادشاہوں کے آخری افراد اس سلسلے سے بادشاہت
کو پہنچے تھے کاوی کا لقب "آدنا" کا معنی کردہ ہے۔ اور دیگر ذرائع نے کیانی
اور لکی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اگرچہ براہ راست رشتے اور جویند کے نقطہ نظر
سے ان میں تعلق پایا جاتا تھا۔

ادنا کے زبیا دلشت اور مرد رین لہشت میں کاوی (کیانی) کا
سلسلہ دوسرا یعنی کجسہد کو پہنچتا ہے۔ اور بعض مدققین ادنا کے اسناد
سے کاوی کے گھرانے کا شجرہ بھی اس بادشاہ سے منسوب کرتے ہیں۔ لہذا
ادنا کی ایک طرف عاہری شہادت اور دوسری طرف ان کے ناموں کے
ساتھ وہاں گھوڑے کا اشتقاق۔ ان کا اور دیگر کاوی (کیانی)
بادشاہوں کی جدائی کا حامل قرار پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ مدققین
نے ان سے ایک گروہ کو اسپہ بادشاہوں سے علیحدہ کیا ہے۔ انکار یہ
ایک گھرانہ ہوتا تو پھر چاہیے تھا کہ کیا توں کو اسپہ گھرانہ کہا جاتا لے
یاد رہے کہ میں وقت کند اور ژمند موجودہ بلوچستان (اس زمانے
میں شالی حصے کو آرا کو زیا اور جزیری حصے کو جد روزیا کے نام سے پکارا
جاتا تھا) سے ادنا کے شمال کی طرف چلے گئے اور کاسی شمال مشرق یعنی مکھڑ
کوہ سلیمان کی طرف چلے گئے ایک تو اس زمانہ میں ان علاقوں میں پیشتر
پشتون موجود تھے اور دوسرے یہ کہ نجدی (بلخ) رہنا گشتا سپ جیسا دلیل
مدیر بادشاہ فرماندا تھا۔ جس کی شہرت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے
دور میں زرتشت بلخ میں پیدا ہوا تھا۔ اور انہوں نے نہ صرف زرتشت کا دین
تسلیم کیا تھا۔ بلکہ انہی کی کوششوں سے زرتشتی مذہب تمام آریانہ میں
پھیل گیا۔

زرتشتی مذہب کے اثرات اب بھی آرا کو زیا میں خصوصیت سے پشتونوں
میں دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً پشتون آگ میں نہیں تھوکتے اسے گناہ

سمجھتے ہیں۔ سلاسیکا کا نشان جو بعد میں اس شکل میں بدل
ہوا بھی زردشتی مذہب کے واسطے ان میں آیا اور اب تک بلوچستان کے
دیہات کے پشتوؤں میں مروج ہے۔ زنگی کے دوران غور کی نیل پانی میں
حل کر کے عورت کے پیٹ پر یہ نشان بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نشان کب
کی دیواروں پر بھی بنایا جاتا ہے۔ اور یہی نشان موجودہ پارسی ہر صبح گو کے
دروازے کے چوکے کے باہر بناتے ہیں۔ آرا کو زیا کے جنوب مشرقی علاقوں
ژدب اور لوردا کی میں قدیم ہندومت کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ سہ
بچوں کے سر منڈوانا اور درمیان میں قدیم مذہبی ہندوؤں کی طرح چوٹی میں
کو پستویں (ستکری) بٹتے ہیں۔ رکھنا یا یہ کہ سر کے ہر دو جانب کان سے
اوپر قندسے بال چھوڑنا۔ ان جوڑیوں پر نیلے لنگے جوڑنا دین مقدس اسلام
سے مشرف ہونے کے بعد بھی اب تک یہ رسم در افتادہ دیہات میں جاری
ہے۔ البتہ اب نیلے اور سبز لنگیوں کے ساتھ اسلام کی تاثیر کی وجہ سے
چاندی کے تمویزات بھی آویزاں کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت
کے مذہب سے قبل یہ علاقے ہندومت کے اثر و نفوذ کے تحت آئے تھے۔
کہ "شال" کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ بدھ کے اثرات یہاں پر بھی
طرح واضح نہیں ہوئے ہیں۔

بہر حال جیسا کہ گذارہ زرتشتیوں کے راستے کندھار اور لمبند کے زرتشتی
شاداب واوی کی طرف کوچ کر گئے تو اس وقت تک کندھار کے نام
سے کوئی شہر نہ ہوا تھا (کم از کم تاریخ میں ذکر نہیں) البتہ کندھار کا نام
رگ وید کے سرود میں آیا ہے اور کابل کے درہ سے اٹھس تک کے علاقوں
کندھار کے نام سے یاد ہوا ہے۔ بعض لوگوں کو کندھار کے کچھ حصے

کندھار کا قدیم نام نظر آتا ہے۔ محقق احمد علی کینزاد کا کہنا ہے کہ یہ نظریہ
میں کسی حد تک معقول ہے۔ کیونکہ کندھار کے رہنے والے کئی مرتبہ دریائے
کابل کے مشرقی علاقوں سے ارغنداب کی وادیوں کو گئے ہیں۔ اور ان جہتوں
سے ایک پانچویں اور چھٹی عیسوی صدی کی وہ ہجرت ہے جو سندھ کش کے شمالی
حصوں سے کوٹا نیوں کی آمد تک اور جنوبی حصوں اور آریانا کے مشرقی دریائوں
کے کنارے ان کے قیام کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ کندھار
کا موجودہ نام (گندوفار) پہلو کے مستقل گھرانے کے بڑے بادشاہ کے نام
سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے نام پر ارغنداب کی وادی میں ایک
شہر (گندوفار) کے نام سے یا اس سے قدر شاہیہ نام سے آباد کیا تھا
گندوفارس کے زمانہ میں ایک عیسائی مبلغ (سنت تو ماس) جنہوں
نے کابل کے اس پاس علاقوں کی سیاحت کی تھی ارغنداب کی وادی میں
گندوفار کے نام سے ایک شہر کا ذکر کیا ہے۔

لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ کندھار کا نام گندہ اور اری کے اشتقاق سے بنا
ہے یعنی کند کے رہنے والے کنڈای یا کنڈاریوں کے نام سے سے جیسے ہندو
اور کابل کہا جاتا ہے۔ مثلاً البتہ کبھی افغانستان میں نہیں دیکھے گئے ہیں
زرتشت کے باب میں ذکر کیا جا چکا کہ کابل اور پشاور کے راستے بنجاب گئے ہیں
انگریز جس وقت "کندہ" کندھار اور لمبند کے آس پاس آباد ہو گئے۔

اس وقت بلخ میں زرتشتی دین کی تبلیغ شروع ہو چکی تھی۔ گشتاسب
اور یشتاسب، زرتشت کا زمانہ متعلق مسمیٰ کیا جاتا ہے "۱" ص ۱۱

کہ بڑیچ پتے خان اپنے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ لہٹ کے شہر
 اٹارکندھار کی ولایت میں اب بھی موجود ہیں اسے نکلا اور منڈ
 کے منٹل کوٹ میں (گواراں) کا علاقہ منٹلوں سے لے لیا ان دونوں
 کے درمیان تاریخ اور زمانہ کے اعتبار سے کافی تضاد معلوم ہوتا ہے
 بہر حال لبت کا شہر کم از کم مشرقی م میں آباد تھا۔ اور اس شہر
 بڑیچ رہتے تھے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے کہ بڑیچ کم از کم
 میں آراکونڈیا میں ایک بڑے اور حیا لے قبیلے کی شکل میں موجود ہے
 ”جی پی ٹیٹ“ (G.P. TATE) جنہوں نے سیستان کی فوسل اور
 کنڈرات کے متعلق کافی تحقیق کی ہے۔ اپنی کتاب کی چوتھیں جلد میں ۱۸۸۱ء
 ۱۸۸۱ء بڑیچ کے بارے میں لکھا ہے کہ قبیلہ چمنو کے علاقہ لب
 ڈیٹا میں (نادر علی) کے قریب مقیم تھا۔ مگر اب لمبند کی داوی کے اس علاقہ
 میں بولسٹری بڑیچ اور (پلاٹک) کہلاتے جاتے ہیں اور دوسرے میں
 قیام رکھتے ہیں کہ ان علاقوں میں شیرانیوں کے ساتھ دوسرے علاقوں
 شوراوک کہلاتا ہے کو بیٹے گئے۔ بڑیچ کندھار کی ولایت کے بولس
 جس ”خان“ کے علاقہ میں بھی دیکھے جاتے ہیں اس قبیلے کے زیادہ
 لوگ کھیتی باڑی اور زمینداری کرتے ہیں۔ شوراوک اور لمبند میں بھی
 اونٹ اٹکتے ہیں۔

اس زمانہ سے جبکہ زیادہ تر تجارت بلوچستان کے ساتھ ہو

منٹل کوٹ منٹل کوٹ میں فورٹ سندھ میں سے ۲۵ میل کے فاصلے
 پر شمال مغرب میں بھی واقع ہے۔
 ANTI-MOIRAN ON THE
 TOPOGRAPHY AND NATURE - PLANTS
 OF THE

منٹلوں کے ذریعے کی جاتی تھی۔ تو ان کے حیوانات اور مٹی قوت اور
 سری میں مشہور ہے۔ ۱۸۸۷ - ۱۸۸۷ء میں شوراوک میں بھرتیا
 بڑیچ بہت قدیم زمانے میں مغرب کی جانب سے یہاں آئے تھے افغان
 خان کے قومی لشکر میں کافی بڑیچ شامل تھے۔ اور مردانگی سے لڑتے
 تھے اگرچہ یہ کوچی نہیں لیکن طرز زندگی بلوچوں جیسی ہے۔ زیادہ تر
 مزرعہ کی اور مویشی پالتے ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے کہ وہ مغرب کی
 جانب سے لمبند کے علاقوں کو چلے آئے تھے تو پھر یہ قرن قیاس
 بہ لہذا بخت نصر کے زمانہ سے قریب قریب کے لگ بھگ باس سے بھی
 نہ آئے ہوں بلکہ رگ وید کے سرودوں کے اعتبار سے یہ قبیلہ بدکا نام
 میں بکر بخت نصر کے دور سے چند سال قبل سے۔ ان کا ذکر ارغنداب اور
 لمبند کے علاقوں میں ہوا ہے۔ اور سیستان کے قدیم دارالسلطنت (نہج)
 کے اس پاس بھی ”ٹیٹ“ کے بیان کے مطابق قیام پذیر تھے۔ اور کچھ
 اب بھی رہتے ہیں۔ جس وقت چنگیز کی اولاد کے ہاتھوں یہ علاقہ
 علاقہ سیستان جو کہ (بارغ ایشیا) کے نام سے پکارا جاتا تھا زیادہ
 ہوا تو یہ علاقہ انہوں نے چھوڑ دیا اور دوبارہ اپنی قدیم قیام گاہ
 لمن لمبند اور ارغنداب کی طرف کوچ کر گئے۔ تلو لبت اور شوراوک
 اور اس پاس کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ یہاں یہ بھی وضاحت کر
 دیں کہ اس قبیلے کے لوگ پنجاب اور راجپوتانہ میں بھی ہیں۔ البتہ
 ہندی یا پنجابی زبانوں اور لہجوں کی وجہ سے پنجاب کے ملتان کے بڑیچ
 پنجاب اور راجپوتانہ کے بڑیچ بڑیچ کے نام سے دیکھے جاتے ہیں۔

برطیچہ خاں کی داکستان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان گئے تھے۔ یعنی کاکہنا ہے کہ یہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے زمانہ میں ہندوستان گئے تھے۔ پھر راجہ ترشو لوک کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ ان کے شمال میں دوتانی جنوب میں بروج سستی میں خواجہ عمران کے پہاڑ اور مغرب کی جانب ایک بڑا صحرا ہے۔ کوسہ پیشین کی بالائی ندیوں کا پانی کھستہ کے جنوب میں سے سوارا کو نکلتا ہے۔ اور وہاں برطیچ اور دوسرے لوگ اس سے کہنی یا ڈی کرنے ہیں پھر پور کا علاقہ اندازاً ساٹھ میل سے لے کر

چونکہ طبعی پشتونوں کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کسی نام پر ضروری ہے۔ کہ اس دریا کے خجسٹا یا فی موقیعت اور قبائل کے متعلق ذکر کیا جائے۔

دیہائے ہندو مشرق کے بڑے دریاؤں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ دریا ہندو کش کے جنوبی حصہ سے نکلتا ہے۔ اور جب وقت ہزارہ جات کے پھر پور سے گذرتا ہے زمینداروں کے علاقہ میں ہزار ہریوں کے ہنچتا ہے و پھر لشکر گاہ سے تختہ بریا جا میل گذر بہت کے پہلے تود کے ساتھ دریائے ارغنداب اس میں شامل ہو کر یہاں سے رخ شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف کر لیتا ہے۔ اور گرمیل کے علاقہ میں ہوا علی علی کے حصہ میں سیدھا صابری حاموں کی جانب نکلنے ہوئے ہاموں کے کھڑے پانی راکب الیتادہ میں شامل ہوتا ہے۔ آب الیتادہ

لے ہشتون (دیکھو پیر و ستر اکینہ)

صفحہ ۱۲۸۲

ایک سرمریہ کیلو میٹر چھوٹی سی جھیل غزنی کے جنوب میں واقع ہے۔ دیہائے صلند کی کوکابی شروہ سے آخر تک ۱۰۰ کیلو میٹر ہے۔ ہند کے مشرق میں کندھار۔ شمالی تودہ گان اور غوربات کا علاقہ مغرب میں فراہ اور خانشور اور جنوب میں بلوچستان ہے۔ اس دریا کا بڑا حادق دیہائے ارغنداب ہے اور ارغنداب کے سعادان ارغنداب۔ لک اور تودی کے دیہا ہیں۔ اسی طرح شمالی حصہ میں موسیٰ تلہ اور «واد کے دیہا بھی ہند میں شامل ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے دیگر بڑی اور چھوٹی بارانی ندیاں بھی ہند میں جا ملتی ہیں۔ خصوصاً سوکم ہسار میں ارغند کی وجہ سے ہند کے پانی کی سطح کافی بلند ہو جاتی ہے۔ اس سال اس دریا نے کافی تباہی پجائی قریباً ایک لاکھ آدمی بے گھر ہو گئے ہیں بارہوں کو یہی ہلاک ہو گئے۔ ہند کے وسطی اور جنوبی علاقے و دہرے بابائی پر مشتمل ہیں۔ اور ہر علاقہ اپنے لئے ایک بڑا حصہ ہے۔ بلکہ افغانستان کے بڑے صحرائوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان صحرائوں میں سے ایک (روگو) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو دریائے ہند کے مغربی اور مالی حصہ کے اردو واقع ہے۔ «روگو» کی دشت سی لنو۔ سے لے کر لوراک دشت اور ماچی تک وسیع ہے۔ دوسری وہ تاریخی «لکان» شہ ہے۔ جس میں لشکر گاہ کا خیر آباد ہے۔ اور اس میں قدیم قوتوں میں اور شہر بھی آباد تھے۔ یہ دشت ہند کے درمیانی علاقے میں مشرقی ارجب واقع ہے۔ دریائے ہند کے جنوبی ساحلوں سے ریجستان تک اریسل کی دشت بھی بڑی دشت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گریشک کے مال میں ہر جہاں جو بڑے دشت ہیں۔ ہند کے شمالی حصے۔ کراچی

ہولڈنگ (ULDBERG) کہنا۔ تاکہ یہ درست ہے۔
 صدی کافی عرصہ ہے۔ اور بار صدیوں میں امریکہ میں کافی تہذیبیاتی
 واپس ہو گئی۔ مگر ان دونوں کا مطالعہ کوئی تنا سب نہیں رکھتا۔ اس لئے
 جانتے ہیں کہ آئین آئیں میں لکتے تھے۔ ان کا طرز و رفتار بہت سست
 رنگ دید کے زمانہ میں کسرتی افغانستان اور ہند کے آخری شمال
 لی جھڑ میں رہتے تھے۔ اور اس جگہ میں سرودوں کی ترکیب اور
 کرنے میں کافی صدیاں گزری زیادہ قدیم سرودوں کے بولنے اور
 نے۔ اور کافی سننے سرودوں کے درمیان اور صبر سے کسرتوں
 و پنہان کے درمیان کافی صدیاں گزری تھیں۔ یہاں کے متعلق حدیثوں
 میں اور ان علماء کا طویل سلسلہ جن سے یہ مدرسہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور
 شہر زمانوں کے سماء کی یادیں اور ذکر ہر ایک اپنی جگہ واضح کرتا ہے
 نام کام کافی صدیوں میں تکمیل کو پہنچا ہے۔ آخر میں الیو پائینا دیلی
 ملام اور دانشوروں کے ایک طویل سلسلے پر بحث کرتا ہے۔ اور اسی مضمون
 میں میں جب الیو پائینا دیاں کہے گئے اور انشا ہوئے ہیں۔ آئین ہند کے
 صرف ایک جھڑے حصے پر قائل تھے۔ لہذا ان تمام کاموں کے لئے سست
 سو سال بہت کم عرصہ ہے چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ دیدی زمانہ ... د
 سے یا بہت سی نئی تحقیقات کی بنا پر شہرہ ق م سے قبل ایک جھڑ
 اور نامعلوم زمانہ میں انبساط اور نردیغ حاصل کر رہا تھا۔ اگرچہ جھڑا یہ مضمون
 ۱۵۰۰ - ۱۷۰۰ یا ۱۵۰۰ - ۱۷۰۰ سے ۱۷۰۰ کے درمیان
 سبب کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے لئے کوئی دلیل
 بان نہیں دے سکتا۔ جو پھر واضح ہے۔ اس مضمون کی آخری تاریخ سست

ریلیا کا ذکر دیدی سرودوں میں بھی آیا ہے۔ سنسکرت کے مشہور
 جزین عالم میکس ملر ۱۸۶۲ - ۱۹۰۰ء کی دیدی سرودوں کو چار زمانوں میں
 تقسیم کیا ہے۔

- ۱۔ سوزا اچایا جارات و کسرتیات کا مجموعہ۔ ۶۰۰ سے ۲۰۰ ق م تک
- ۲۔ برصا نا یا مذہبی کتاب کے تعبیرات۔ ۸۰۰ سے ۲۰۰ ق م تک
- ۳۔ مانترا س (MANTRAS) کا زمانہ پارگ دید کا زمانہ۔ ۱۰۰۰ سے ۸۰۰ تک

۴۔ چانداس یا شا نداس (CHANDAS) کا زمانہ یا
 رنگ دید کا قدیم زمانہ ۱۷۰۰ سے ۱۰۰۰ ق م تک

دش ونتر (DASHNITR) اس بار سے ہیں کہنا ہے کہ :-
 "اشوک کے کتبوں اور کسرتوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آئین
 سنسہ ق م میں ہند کے جنوبی علاقوں میں وارد ہوئے۔ بانڈیا
 BAN DHAN DHAN اور ریگ دیدی ملر سے ہند کے
 جنوبی خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئین ان
 علاقوں پر سنسہ ق م یا سنسہ ق م میں قائل ہوئے تھے۔ ہندوستان
 نہیں کہ سنسہ ق م اور حتیٰ سنسہ ق م کے لگ بھگ ہند اور افغان
 کے شمال مغرب میں آئین متین کے جائیں۔ چنانچہ بول BAN DHAN
 کہنا ہے کہ :- اس مسئلے کا فرض کر لینا کہ آئین قبائل باوجود کس
 کے کہ ان کے درمیان اندرونی داخل غلط ہو جودھی۔

۵۔ ۶ یا ۸ ق م صدی میں) ہند کی اس تدریج میں برتتا یعنی
 جو سنے چوں اور ان پر حکومتیں قائم کر لی ہوں بے غلط اور کسکی والی بات ہے

۵۰۰ یا ۸۰۰ ق م میں ختم ہوتی ہے۔ پہلا مرحلہ ۲۰۰۰ یا ۲۰۰۰ ق م
مشک کرنا چاہیے۔

پہلا فصر کیت (Kaitum) مذکورہ بیانات کی روشنی میں دیکھی
بہت نیا امد تازہ بتاتا ہے کہتا ہے کہ برمانا کی ابتدا ۸۰۰ ق م میں
کافی قدیم سرود و شمال کے طوط پر (مشرق کے سرود) سے عبارت ہے (۱۰۰
ق م میں پورے گئے ہیں، اس سے پیشتر دیدی سرود نہیں تھے،
اگر اوستا کا زمانہ ستھ ق م تو زبان کے لحاظ سے اوستا کے سن
اور ملک وید کے سرودوں کے درمیان بہت زیادہ مشابہت ہے۔
مذکورہ بیانات سے ہم اس نتیجہ کو پہنچتے ہیں کہ ویدی کسرو دست
ق م سے ستھ ق م تک جو کہ سائرس اور بخت نصر کا زمانہ ہے میں
پورے اور جمع کئے گئے ہیں چنانچہ اگر ابراہیم (یعنی بریکوں کا ذکر ویدی
سرودوں میں آیا ہو، تب ممکن ہے کہ یہ ذکر ستھ ق م سے تعلق رکھتا
ہو اور بریک شاہ ۵۵۰ ق م اور ۵۰۰ ق م کے درمیان عرصہ جس
عراق سے ہرات کے راستے ہندوستان کے علاقے میں وارد ہوا
ہوں۔ البتہ یہ بات مشکوک ہے کہ یہ بخت نصر کے جبرو استبداد سے
عراق سے نکلے تھے یا اس وقت جب سائرس نے عراق پر حملہ کر کے
اھد ہلی شازار کے ظلم سے لوگوں کو فجات و لاتی بہر حال زمانہ ایک سنہ
اور اس زمانہ میں باب سائرس نے لیدیا پر حملہ کر دیا تو اس جنگ
میں لیدیا سے بھی کافی لودی دور دیگر مشرق کی جانب چلے آئے جو یہ

لے تاریخ ایران سرپرست سائیکس ملبہ اول مصنف ۱۳۱۶

لیدیا کے یونانی اور مادی شامل تھے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ذکر
آچکا ان لوگوں نے جدا جدا راستوں سے مشرق کی طرف کوچ کیا جہاں
اور میدیا میں اپنے دوسرے ہم نژاد آریں بھائیوں سے مل گئے۔
یہ رنگہ ڈالیے شمال مشرق سے جنوب مغرب کو بکھرا (پانچ) پارتیا
مڈیا تک رہیں۔ پارتیا کا علاقہ ہرات سے لے کر کپیسین کے کنارے
پھیل چڑھا ہے یہاں سے میدیا کی سرحد شروع ہوتی تھی۔ میدیا
موجودہ ایران کا شمال مغربی علاقہ تھا۔ جسے سائرس نے لیدیا میں
رہیں میں شامل کر لیا۔ اور ایران کی بری سلطنت قائم کر لی۔ اور پھر
ارینا پر جو لقبول استرابو کے آریانا کا ایک حصہ تھا۔ چڑھائی کر کے
داروزم تک کا تمام علاقہ قبضہ کر لیا اور پھر اریانا کے جنوب کو آراکندیا
اور کراٹیا پر بھی قابض ہو کر اپنے ایک بیٹے اربار دیا (جو کبھی چھپ سے کم عمر
تھا اور کھاسکی موزین نے سروریں) کے نام سے یاد کیا ہے کو آراکندیا
ارینا اور خوارزم کا کلان مقرر کیا۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ سائرس
اس سیکڑوں میں دریکوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اور ان کے بیٹے کبھی
کبھی نے جو باپ کی زندگی میں بھی وزیر اعظم کی حیثیت رکھتا تھا ہمناشی کا
سای تابج سرور دیکھا۔ پارتیا۔ خوارزم۔ اور کراٹیا پر سروریں ہی کلان
تھا۔ لیکن دونوں بھی یوں کا ایک دوسرے پر اعتماد نہیں تھا۔ ایک دوسرے
سے خوف محسوس کرتے تھے۔ جس وقت کبھی چھپ نے مصر پر حملے کا ارادہ
کیا تو اس ڈر سے کہ اس دن ان کی خبر ہو جاوے گی سروریں مشرق کی
مغیہ فسات پرانی بادشاہی کا سلطان نہ کر دے لہذا مشرق میں
مہابت مطلق طریقہ سے مار ڈالا۔ حتیٰ کہ اس کی دلی اور مہینے کے اس

کی جبر نہ ہوئی لہذا میں پورے اطمینان کے ساتھ مسعر کی طرف روانہ
ہو رہا تھا کہ کھتا ہے کہ ایک شخص جس نے جو گوشت مانا (Gau Ma Na)
کہتا تھا اور بارہوا (مردہ) سے کافی مشابہت رکھتا تھا۔ مسعر
کی مصروفیت اور غمزدگی پر بارہوا کے قتل سے استغناء دہ کر کے بارہوا
نام سے بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ کچھ عرصہ تک اس بات کا علم چھائی
دلی برداشتہ تھا کہ خود کشی کرنی۔ گوشت مانے کچھ عرصہ حکومت کی لیکھی
جی لوگوں کو حقیقت معلوم ہوئی اس قدر براؤن ہوئے کہ اسے بھی موت
کے گھاٹ انا کر دیا۔

اس کے بعد سائرس کا بیٹا دارا پش علاقہ قلم میں
تحت پر چھپا کیونکہ اس وقت مملکت میں گوشت مانے کے ہاتھوں بڑی بظاہر
پھیلی ہوئی تھی۔ سبب غلطیوں کے لوگوں میں خود کشی اور آزاد کی
احساسات پیدا ہو گئے تھے، دارا پش نے ان لوگوں کو خوش رکھ
کی کوشش شروع کر دی۔

دارا پش (اولیٰ) نے ۵۱۲ ق م میں ارادہ کیا کہ سندھ اور ہند
کی زرخیز دشا داب زمین حاصل کر لے اس مقصد کے لئے سندھ کے
شمال مغرب علاقوں پر لشکر کشی کرنی۔ سندھ کی جغرافیائی وضعیت معلوم
کرنے کے لئے پانی کے راستے پر نہایت دیر لیا تو اس کی قیادت
میں ایک جماعت بھیج دی۔ ہیرودوٹس اس سلسلہ میں لکھتا ہے کہ
دارا پش چاہتا تھا کہ اسے مسموم ہو کر سندھ کا دیا کپس پرنہ
س لگتا ہے۔ اس کی کپس جو کار یا ہند کے لوگوں میں سے تھا ان ہوں
کے ساتھ تھی جس میں ہیرودوٹس نے کاسپا تروں کے شہر سے اور

ہستیوں (پشتونوں) کے علاقوں سے دریائوں کے ذریعے مشرق کی طرف
موت کی جب دریا کے سندھ کو پہنچا تو ہیرا اس دریا میں مغرب کی
طرف روانہ ہوا۔ تین ماہ بعد اس جگہ پہنچا جہاں شش ماہ مصر کے زمان
کے مطابق افریقہ کے ارد گرد گردش میں مصروف تھے۔ یہ ان حملات سے
دارا پش نے ہندوئوں کو صلح کر کے اس دریا سے استغناء کیا ہے
اس بیان سے واضح ہے کہ سائرس اور دارا پش کے زمانہ یعنی
۵۱۲ - ۵۶۰ ق م میں پشتون بہت بڑی تعداد میں موجودہ علاقوں میں
رہتے تھے۔ جیسا کہ عرصہ کیجا چکا کہ سنہ ۲۳ ق م کے لگ بھگ
ہندو کش کے جنوبی علاقے جو آرا کو زیا۔ کتیا اور افغان شمال کے نام
سے پکارے جاتے تھے۔ پر قابض تھے۔ جو پارتیا کا ایک بڑا
تھا

جیسا کہ اس سے پیشتر استرابو کے حوالے سے آریانا کی حدود کی نشاندہی
کی گئی کہ آریانا کے شمال مغرب میں بارتیا آخری صوبہ تھا۔ سیدیا الہنداس
کہ آریانا کی حدود سے باہر تھے۔ لہذا اس بنا پر ہیرودوٹس نے اپنی قسری
کتاب ۱۹۲ اور ۱۱۷ ہیراگراف میں پارتیوں کو غارزموں کے ساتھ
سندھوں۔ ہری رود کی وادی کے آریں، مگرگان کے ہیراگانوں -

لے ہیرودوٹس کی چوتھی کتاب ۳۴ ہیراگراف

لے اشکانی سلطنت کی حدود میں بارتیا یعنی خراسان میں شامل

تھا۔ تاریخ ایران، البیت، پرنسپلر متبول، بیگ، بدخشاہی، حلب اور

میں ایران کی تاریخ کے درمیانی زمانہ میں سترتی سرزمین جو شمال مشرقی میں
مام ماہ راہنہ جنوب میں سیستان اور کوہستان اور خاوری سرحدات دہلی
شاہ اور چین کے صحرا اور پامیر کے حاکم تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسلامی دور
میں خراسان چار حصوں میں منقسم تھا۔ اور چھوٹے کو ایک ریلج کہا جاتا تھا۔
اور ہر حصہ کو چار شہروں جیسے مرو۔ حرات۔ بلخ اور نیشاپور میں تقسیم
کیا گیا تھا۔ اس وسیع و عریض خراسان کو عرب ہمیشہ ایران کے بعد ایک
جدا اور واحد ملک کی حیثیت سے جانتے تھے۔ مسابائیوں کی شہنشاہیت
کے تمام دور میں خراسان اس شہنشاہیت کا ایک حصہ تھا۔ اور اسلام
کے بعد نامور محققین نے خراسان کی حد خوارزم تک بتایا ہے۔ بلخ
مطہر خراسان کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ خراسان اور ماوراء النہر
کے درمیان طبعی سرحد دریا نے جمخون ہونا چاہیے لے

(مرو) جمخون کے مغرب میں خراسان میں ہے اور نزد مشرق میں ماوراء النہر
میں ہے۔ اس وقت جب عرب مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے خراسان
پہنچے تو کسی بھی جگہ قابل ذکر مقتدر حکومت کا وہ جو وہیں تھا۔ بلکہ اس
ملک سے منسلک میں کابل سے خوارزمستان۔ غلج۔ صفانیان۔ سفد۔
رنگارا و مکرند) بلخ اور خوارزم اور دیگر بہت سے شہر خود مختار تھے اور ان
میں نہیں تھے کہ کسی بڑی سلطنت کا متاثر ہو کر سکیں۔ درحقیقت کوثرانی
شہنشاہیت کے خاتمہ کے بعد وسطی ایشیا میں اسی قسم کے حالات

لے جمخون کو اور ماوراء النہر کہتے ہیں۔ اسوں۔ اسوں ایک شہر کا نام ہے۔
یورپی زبانوں میں اس کو Oxus کہتے ہیں دائرۃ المعارف اسلام۔

نہرینوں۔ تہینوں کو ایک ہی جگہ آریانہ کے رہنے والوں میں شمار کیا نہ
اور اگر کسی نے بھی فارس کی سرزمین سے باہر اپنی فتوحات کے بعد ان کو
جدا جدا ناموں سے پکارا ہے۔ اور پارتیوں کو زرخون۔ سگر تیون۔
ھیراگائیون سے منسوب کیا ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ اس نام
لوگوں کا حسب و نسب اور زبان ایک تھی جیسا کہ استرے بھی جس کی تائید
ہے۔ دوسرے یہ کہ پارتی بھی زرخ حاموں اور ہری رود کے علاقوں کے
جز تھے۔

یہاں یہ وضاحت کر دی کہ درمیانی صدیوں میں موجود افغانستان
خراسان کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور موجودہ ایران عراق عجم کے نام
سے یاد کیا گیا تھا۔ عراق دراصل دو حصوں پر مشتمل تھا۔ مغربی اور جنوبی حد
عراق عرب اور مشرقی شمالی علاقے عرب عجم کے نام سے پکارے جاتے تھے
جبکہ بعد میں عراق عجم کے اکثر علاقے فارس اور سپدیہ کے علاقوں میں ضم
کر دیے گئے۔ اور ایران کے نام سے جہانیشی دور میں ایک بڑی مملکت
قائم ہوئی۔ ان زمانوں میں بھی پارتیوں کے علاقے یعنی ترک، طوس
اور نیشاپور کے منسلک خراسان کے جز تھے۔ جو عراق کی حدود میں نہیں آتے
تھے۔ بلکہ جس وقت اسلام کی روشنی ایران تک پہنچی تب بھی خراسان
ایک علیحدہ حیثیت رکھتا تھا۔

برادیسٹرڈ اگسٹس - ۱۔ حسن مکتبے کے اگرچہ ایران حضرت عمر فاروق
کی خلافت کے دوران تسخیر ہوا۔ مگر خراسان اسویوں کی ابتدائی حکومت
بن مسلمانوں کے تصرف میں نہیں آیا تھا۔ جس وقت خراسان کا ذکر کرتے
ہیں تو اس سے مستندہ موجودہ خراسان نہیں بلکہ قدیم خراسان ہے۔

خانہ بدوش زندگی میں آمدنیوں کا زیادہ تر حوالہ مدار گروہوں پر تھا کیونکہ اس وقت اونٹوں کے پلنے کا سلسلہ ٹرس پلانے پر مشتمل نہیں تھا تھا۔ استعمال میں آئیں۔ قریبی علاقوں کے لئے گدھے استعمال کرتے تھے۔ اور اونٹوں نے فرائض کے واسطے سلاتے کے قریب ایک حکومت کی بنیاد رکھی پھر انہوں نے صرف شام تک دھند اور فرائض کے دھابہ کو بھی پامال کر کے اور وہاں پر فرماؤ لائی کرتے تھے۔ مسئلہ قدامت سے مسئلہ قدامت تک ان کے بہت سے خانہ داری نے حکومتیں کیں۔ جو شمال میں آشور سے جنوب میں اور تک پہنچی ہوئی تھیں۔ ان میں سب سے اہم خاندان وہ تھا جس کا مرکز بابل تھا۔ بابل میں غالباً یہ پہلی حکومت تھی۔ یعنی سومریائی کی جنہوں نے آشور کے علاقہ کو بھی بابل میں ضم کر لیا۔ اس کا سیلاب کے بعد ماری و شمر کی حیثیت ختم ہو گئی۔ کچھ عرصہ بیشتر جب یہاں پر ایک جگہ میں جوئی احریری کی کھلتا ہے۔ کھدائی ہوئی تو اس دوران برہنہ کم ان کا دریافت ہوئے ان سے معلوم ہوا کہ یہ ماری کے کھدائی تھے۔ یہ کھدائی انڈری پادوت فرانسس نے کی (غرضیکہ چھ زمانہ) بادشاہوں نے ۱۳۶ سال سومر پر حکومت کی تھی۔ بعد میں اس ملک کو سرخون نے فتح کر کے اکاد میں شامل کر لیا۔ بلکہ سرخون میں کا اصل مقصد پانی تک رسائی تھی نے جنوب مغربی فارس کے علاقوں پر قبضہ کر کے لحدہ دہاں پر ایک (Awan) کے

۷. لاٹو کری ایڈریڈ پیرا کی کتاب (CHIERA) کی کتاب۔

SUMERIAN RELIGIOUS TEXTS

مطبوعہ ۱۹۳۰ء ۲۰-۲۱

زی کو بر آ کرکٹ۔ کا باشندہ تھا سمزولی کر دیا۔ ان کا ایک بک۔
 مما دریافت ہوا ہے۔
 لوگال زانگی لکھتا ہے کہ میں نے چڑھتے سورج کی جگہ سے سورج
 غروب ہونے کی جگہ تک کی زمین سمزولی اور میں نے غروب اور فرائض کے
 فرائض سے بحرانی تک راہ ہموار کر لی۔
 ایک کیری شاعر جو سمزولی قدامت میں کا معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانہ
 میں آشوریوں نے بابل پر قبضہ کر لیا تھا۔ خانہ بدوش اور جانوروں کے
 پلنے کی بجائے استعمار اور زراعت کی زندگی اختیار کرنے کا ذکر یوں
 ہے۔

پہلی آشوری کا وائی سا تھی ہے
 وہ کبھی کسی کے لئے سر نہیں جھکاتا
 کب کوشت ان کی غنہ اس ہے
 وہ تمام علم گھر کا مالک نہیں بن سکتا
 لکڑی کا دست درجائے تو کوئی فرزند پیدا
 (اب) تو مار گھر کا مالک ہے
 (اب) ان کے ساتھ غنہ ہے۔

لے کو سٹ کے شمال مشرق میں چھ دہائی کے نا صی پر ایک تعزیری خوش فرائض
 چھوٹی سی وادی کا نام بھی ہے۔ تازہ ترین تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ
 سرخون اور لوگال زانگی کی کا زمانہ ۲۳۰۰ قدامت حوالہ (۱) تا ۲۱۰۰ قدامت تک سمزولی

اس کا تعلق نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ قدیم تاریخات ظاہر ہوتا ہے کہ سومیریوں نے مشہور شہر لاور (اورنگ یا ایرخ) رنڈا محرق کا پڑنا نام ہے (اورینجیو تھا اور آکھادیوں کے مشہور شہر سبار، کیش۔ بابل اور آکا دیو یا آکا دیو آکا دیو) تھے کہا جاتا ہے کہ یہ آکا دیو شہر آکا کی نسبت سے آکا دیکھا یا اور اس کے رہنے والے آکا دیوں کے نام سے مشہور ہوئے۔ (ہو سکتا ہے کہ لکی کے نام سے آکا دیو ہوئے ہوں اس کا ذکر بعد میں آئے گا) چنانچہ ایک زمانہ لیا آیا جب سومیری اور آکا دی ایک قوم بنے لے

یوں معلوم ہوتا ہے کہ سومیری اور آکا دی ایک زمانہ میں پارتیا، خراسان کے راستے خصوصاً ہرات کے راستے آرا کو زیار چلے آئے ہیں جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ متعلق مذہب کے شمال مغربی علاقے کو اب بھی کاخ خراسان کہا جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ خراسان سے مذہب تک تمام علاقہ خراسان کے نام سے لکھا جاتا تھا۔ (یہاں یہ وضاحت کر دی کہ متعلق لور لائی بھی انگریزی کی کلمہ سے مشتق مذہب کا جھٹکا تھا۔

جس وقت سرحدوں نے جن المہری پر قبضہ کرنے کے بعد مشرق کی جانب خصوصاً شہر و کیس تو آکا دی جن کے ساتھ سیری بھی شامل تھے جوینی خراسان کو جو باریتا اور یکیتا کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے آئے جوئے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے آثار ضلع لور لائی کے دکی میں شہر کے نام سے ایک بڑا ٹھیکہ جس پر تین جہزیس گذری ہیں اب بھی موجود ہیں۔ یاد رہے

لے تاریخ ایران جلد اول تالیف پروفسر تھومس بیک پختانی ص ۱

کو اب گورنر سترگیا یہ دو عادی خاندان تھے۔ جو اٹھان اور نمازی لکھتے تھے گزشتہ اور اق جس آپ پڑھ چکے کہ سیری سفید خام لوگ تھے اور مشد دانتے تھے۔ صرف ان کا بادشاہ بلے بال رکھتا تھا۔ بڑی بڑی گاڑیاں باندھتے تھے۔ اور مردوں پر دسے ن تخت پابندی تھی۔ ان کی زبان سانی نہیں تھی البتہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ اور دے جو سنت ستر ق م یا اس سے جہیز قنقار اور اورالی کی جانب مشرق کی طرف گئے تھے تمام سید دیورین نے دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ آکا دی اور سیری جن المہریں میں اکٹھے رہے ہیں۔ بعد کے القابات سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ یہ بین المہریں سے اکٹھے تھے ہیں۔ جہاں تک ان کی باقیات کی بات ہے جو چھستان کے قبیلے (موری) اور کا کران کے بالکل مشابہ نظر آتے ہیں۔ میلوں اور آکا دیوں کے سر اور سریر یا د بڑے بلے بال رکھتے تھے۔ جو ٹیاں سینے کے دائیں بائیں لٹکتے تھے۔ اب البتہ عام لوگ بال نہیں منڈواتے۔ جو سکسہ کے صغار و دوس کے اقتدار کی کمی یا کمی اور دوسری وجہ کی بنا پر سرسٹوڑا نے کی رسم بعد کے زمانے میں ختم ہوئی ہو جہاں تک موران کے پردے اور لباس یا بڑی بڑی پگڑیاں باندھنے کی بات ہے اب بھی مدائن قبیلے دی سیریوں اور آکا دیوں کی طرح لباس پہنتے ہیں۔

سیری اور آکا دی بہت قدیم زمانہ میں دخل اور فزات کے بالائی اور نیچے مسلاتوں میں رہتے تھے۔ یہ کتے ملائے پر پھیلے ہوئے تھے

ANCIENT IRAN GEORGES ROUX P. 121. 1

— do — P. 129. 2

علم ہوا چلے تو وہ بہت پریشان ہوئی لیکن بعد میں کسی طریقہ سے تو
کو مضامند کر کے شاہ چین کا بی بی متو سے نکاح کرا لیا، چند ماہ بعد
کا لڑکا پیدا ہوا، جو کہ شادی کے سہ ماہی تو لکھ کی سیاحت سے پیشتر پیدا
اور غل زور نے (چوری کیے) کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد میں اس کے لڑکے
ابلاؤ مشنری کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ داستان جو قطعی فرمیں اور مرگ
ہے۔ سوا اعلیٰ کیرو کے علاوہ بہت سے تحقیق نے اس کو مگر حیرت افزا ہے۔

سوائف کیرو اپنی کتاب "دی پٹان" میں صفحہ ۲۵ (اردو) پر لکھ
چکے :-

مشرقی کے دونوں بیٹوں کے ناموں خاص طور پر مشرقیوں اور کرشنیوں کی
شکل میں ان کے غیر اسلامی انداز کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ان کے
کا اسلامی شکل اختیار کر لینا عجیب چیز نہیں ہے۔

یہیں پر دو باتیں قابل غور ہیں، ایک کرشنیوں کی جو کرشنیوں کا
محل اور بیٹے کا بھتیجا کہلایا جاتا ہے اور دوسری بات یہ کہ غلطی غلطی طریقے سے
پیدا ہوا تھا لہذا ہی تاہم پر غلطی ہوا۔

گراشتہ اداق میں کئی بار یہ وضاحت کی گئی ہے کہ ایک کرشنی کسی شخص
کا نام نہیں تھا۔ بلکہ یہ ساربان کی مسخ شدہ شکل ہے۔ فارسی زبان میں
ساربان "کوچی کو کچتے ہیں۔ اور یہی ساربان "پشتو میں سٹریں ہیں۔
دوسرے یہ کرشنیوں و خوش شہوں درہل ایک شخص کے دو نام ہیں۔

سوائف کیرو اپنی کتاب "دی پٹان" میں صفحہ ۲۴ پر تیس عبدالرشید
کے بیٹوں کے متعلق یہ بھی لکھتا ہے کہ

دکی ضلع لورالائی میں مشغلا کے کھنڈرات

ایک دوسری جگہ سر جون آرتھرن (کنہا) :-

MY MOTHER WAS A CHANGELING
MY FATHER I KNEW NOT
THE BROTHERS OF MY FATHERLAND
THE MILLS.

MY CITY IS A ZUPIRANO, WHICH
IS SITUATED ON THE BANKS OF THE
EUFRATES MY CHANGELING
MOTHER CONCEIVED ME IN SECRET,
SHE BORE ME SHE SET ME IN A
BASKET OF BUSHES WITH BITUMIN
SHE SEALED MY LID, SHE CAST ME
INTO THE RIVER WHICH ROSE NOT
OVER ME THE RIVER BORE ME UP
AND CARRIED ME TO AKKI
THE DRAINER OF WATER.

AKKI, THE DRAWER OF WATER TOOK
ME AS HIS SON AND REARED ME AKKI
THE DRAWER OF WATER APPOINTED
ME AS HIS GARDNER,
WHILE I WAS A GARDNER

نسب سے ٹپ سے سر جون کے دیکھ لے۔ ایک کانام سر جون
امیں کن جون میں سر جون یا سر جون یا سر جون میں لکھا ہے (اور یہ)
کانام فرشتوں (یا امیں فرشتوں کے مطابق کرشتوں) تھا یہ

اب دیکھئے! سادگی یا سر جون جو سر جون اور سر جون اور سر
کے نام سے بھی لکھا گیا ہے ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو آئندہ کیم اور
سے موجود زمانہ کے محققین کو مسلم ہو چکا ہے

۳۔ ڈاؤنڈاز و اسٹانڈا برمیڈی نیئرمانسٹروسی

در کوئی بدست مادر خود و کسبیدی ازنی حستار

گرفت و با سواج و خود خاندن چہ شدہ بود علی باغبانی

را از آب گرفت بستریت او بہت گداشت۔ ساکن زنا کن (بدن تیر)

از بر گزین بادشاہان قدیم بودہ و بر اس پر طوطی و سبب حکومت کردہ تھی

تاریخ اطلاعات جمعی در بارہ او دیدہ نمیشود۔

تو کچھ راستگاری سے مسلم ہو گیا ہے

مال سے خفیہ طور پر پیدا ہوا اور دریا میں ڈال گیا لیکن باغبان (مالی) نے اسے
لیا اور اس کی پرورش کرنے لگا۔ سادگی زنا کن (بلاشبہ زندگ ترین) باغبان
قدیم میں سے تھا۔ اور وسیع شہنشاہیت بر حکومت کی ہے۔ لیکن تاریخ میں
اس کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔

لے تاریخ مال قدیم اسبابی غری مصنف ۱۸۲۵۔
لے غزوات۔

ISHITAR GRANTED ME HER LOVE AND FOR FOUR AND YEARS I EXERCISED KINGSHIP

ترجمہ: میری ماں پہلی ہوئی تھی۔ میں اپنے باپ کو نہیں جانتا
میرے باپ کے بھائی بہنوں سے محبت کرتے تھے۔ میرا سہرا اور
ہے۔ اور وہ الیوارا (خواتین) کے کندھے سے روایات ہے۔ میری بولی بولی
نے مجھے غنی طریقہ سے جانا۔ بچے نے ایک ٹوکری میں ڈالی کر اور اس کا
ٹھنڈ کر دیا۔ اس نے مجھے دریا میں ڈال دیا۔ پانی مجھے اکی (بغبن کا نام
کی طرف سے کر لے گیا۔ اکی نے مجھے اٹھا کر اپنے پیٹ کی طرح پالا۔

اکی (رباغبان) سنبھلے ہنسان تھریا۔ میں بکھڑا ہوا۔ ہر ایوار
نے مجھے اپنی محبت سے توارا چار اور سال بادشاہی کے اختیارات سنبھل
کر لے لیا۔

نیکو بیان میں ایک تو غل غل (غنی بیٹے) والی بات غل غل سے ملتی
رکتی ہے کہ سر جون (جس کو ہم سرخون اور سرخون کہتے ہیں) نے غل
سے سونہ ہڑا تھا۔ دو مسموم نہیں۔ دو مسموم بات ہیٹ سے مطابقت

ملے۔ ایک سید تھا۔ کہ یہاں کے وقت یہاں بچے کو لے کر اس کی جگہ
دوسرا بچہ رکھ دی تھیں۔ جتنا سرخون کی ماں کے ساتھ بچہ رہا
کے وقت یہی بچہ ہوا۔ یعنی اسے دوسرے بچے کے بدلے میں لے کر رکھ دیا۔

کہ ISHITAR بہادری کا رب النور

کے 121 P - ANCIENT IRAO GEORGES ROUX

ہے۔ جو کہ سرخون کا چچا یعنی سرخون کا بھائی تھا اور یہاں رہا
ہے۔ خیر بات ہیٹ اور سرخون (بغبن) سے مطابقت
ہے۔ کہ وہ ایک نیک اور پارا شخص تھا۔ جہاں کہ جس باغبان نے
ہے۔ کہ سرخون کی تھی اس کا نام اکی تھا اور سرخون اس کو اکی (ایلاکا)
ہے۔ کہ سرخون کی تھی اس کا نام اکی تھا اور سرخون اس کو اکی (ایلاکا)
ہے۔ کہ سرخون کی تھی اس کا نام اکی تھا اور سرخون اس کو اکی (ایلاکا)
ہے۔ کہ سرخون کی تھی اس کا نام اکی تھا اور سرخون اس کو اکی (ایلاکا)

لے لیا۔

اب یہاں سے بات اچھی طرح واضح ہوئی کہ سرخون یا سرخون
بے حکم نہ کی شخصیت ہے۔ اور حکم تارخون میں سولے سرخون اور سرخون
سے سرخون کے نام سے شمالی بوجھان میں تیس جگہوں پر لکھا ہے۔ سرخون
پونڈی۔ اور دکی (بوری ضلع موجودہ لورالائی) میں آثار موجود ہیں۔ کسی
دوسرے سے مطابقت پیدا نہیں ہوتی۔ فورٹ سٹین کا "سرخون غل" کو دیکھو

کہ نام سے بھی موسوم ہے۔
کر لائی پشتونوں کے قبور ہیں لکھا ہے کہ دلازاک اور اور کئی منگلی
دیر (کوہ) کی نسل سے ہیں۔ جو ایک صورت تھی یہاں لورالائی میں کوہ
زنی کے نام سے کاکڑوں کا ایک قبیلہ موجود ہے۔ جب کہ سرخون یا
سرخون اسلام سے قبل کے نام ہیں۔ اور پھر نہ بھی معلوم نہیں شاہین

لے رتب گزمیر صفحہ ۴۹

لے رتب گزمیر صفحہ ۱۳۵ (۱۳۵)

اور بی بی متوکی داستان خود بخود بطل ہو جاتی ہے۔

سسر جون یا سسر جون کا نہ کم از کم جس پر کہ زیادہ تر شخصیں سمجھتی ہیں۔

مستشرقین سمجھتے ہیں۔ یعنی یہ شخص آج سے چار ہزار تین سو سال قبل ہے۔

اور صلیب پوری کا جو بابیلو یا بابیلون کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ ست ہجرت ہے۔

انسانی بنیاد ہے۔ بالکل اسی طرح قدیم جس قدر کہ پشتو زبان ہے۔ کہلا کر

کی خداست کی تاریخ بھی اب تک کسی نے نہیں نہیں کی ہے۔ اندازہ کرنا

ہزار سال ہی کتنی تسلسل پیدا ہوئی ہوں گی۔ کتنے قبیلے نہ اب

گئے۔ اور کتنے بنے ہوں گے۔ اور کس قدر قبیلے ایک دوسرے میں اسی طرح

ہوئے ہوں گے۔ جیسے کہ کبھی آکا دی میں جنم ہو گئے تھے۔ اور پھر وہ

مشرق بہ اسلام ہوئے اور ان میں اسلامی نام شروع ہوئے وہ پھر

سوی صیل۔ ابراہیم خیل۔ عیسیٰ خیل۔ محمد خیل۔ داؤد زئی۔ محمد زئی۔ احمد زئی

اور اس طرح بہت سے پیدا ہو گئے۔ لیکن ان کی بڑی شاخیں قبل از اسلام

واجب طور پر دکھائی دے رہی ہیں۔

منگل۔ بربک زئی۔ اللورئی۔ ٹریچ۔ اچکڑئی۔ کرلائی۔ درال

منگل۔ اندر۔ سہاک۔ افریدی۔ بگٹی۔ وردگ۔ غلزی۔ لورک زئی

بہمند۔ اور اس طرح اور بہت۔

پشتونوں میں سب سے بڑا اور سہا در قبیلہ غلیوں کا مانا گیا ہے جو غلی

غلزئی کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ لیکن غلی ٹوڈن اپنے کو غلزی کہتے ہیں

اور یہ غلی بلکہ قبیلے کے کسی بھی فرد سے جس وقت جہاں بھی اور جس زمانہ

بوجھا گیسٹہ کو کم لوں کو باوجود میں وہ ہی کہنا رہا ہے کہ جس غلی ہو

صحیح نام نہ نہ بہت حوزہ رکھے داتا اور کرتا ہے۔ یہ وہ کہ ان کے بیٹے بعض ان

کا ہے۔ یعنی ہر شخص کا کہنا ہے کہ غلی نہ ترک ہیں۔ یعنی غلی

کا ہے۔ جو قدیم زمانہ میں خود کے عقب میں واقع تھیں

اس کے ضلعوں اور صوبہ پاکستان کے دہشتی علاقوں کو آئے تھے یہ

پشتان بشمول کندھار و (پشتان) جنوبی افغانستان آئے تھے یہ

خدا خیل لباس اور زبان کے اعتبار سے ترک معلوم ہوتے ہیں۔

انار زئی کی تصنیف مفتاح العلوم ردہ (۱۹۰۷) ان کیوں کے متعلق لکھتا

رہا تھا وہ قبیلہ ہے۔ ہو مغلّت رکھتا تھا۔ لہذا جن کا تعلق پاکستان پر

ہو۔ اور جو ترک غلی یا غلی کہلاتے جاتے ہیں۔ وہ یہ ترک کی نسل سے ہیں

لہذا کا شغری ہوئی کی ردی مشرق بار تو لڈ (BAR THOLD) بھی

کہا کرتے ہیں۔ کہتا ہے کہ غلی ترک غلی ہیں۔ جو کہ اوغز (OGHUR)

توں کے باپیں خانداؤں پر مشتمل قبیلہ ہیں۔ خانداؤں کا

اسم۔ ان میں سے پہلا قبیلہ دسویں صدی میں کھو گیا کے جنوب کی

چل گیا اور ان کو محمد غزنوی کی فوج میں اہم حیثیت حاصل ہوئی۔

سال ہے کہ انہوں نے آہستہ آہستہ افغانوں کی زبان سیکھ لی اور ان

طرح ہو گئے۔

یہ درست ہے کہ پہلے لوگ تاریخ میں اپنے خیالات اور قیاسات

میں داخل کرتے تھے۔ لیکن آج بسویں صدی میں جب کہ ہر چیز کی تحقیق

انسانی اور ملی طور سے کی جاتی ہے۔ دیکھا جاتا ہے اور فیو لوجی نے اس قدر

تعمق کی کتاب اسکا کہ جو ۱۹۲۲ (۱۹۲۱) میں لکھی گئی ہے۔

کے دی بھگت۔ سرواں کی روشنی ۱۲۶

مازنی سے غلطی یا غلطی ہے۔

اصل تاریخ میں یمنی جنگوں میں ہوں کی شہادت سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ مثلاً عربی کے (اوج) اور سنسکرت کے (ادوج) سمندر کے اعتبار سے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ لفظ انہوں نے الیکٹرک

اور گا۔ حداصل یہ اتفاقات ہیں جن کی کوئی اساس نہیں۔

سمندر کی ہری بڑی شاخوں کا ذکر کیا گیا "ان میں ہر ایک شاخ سے

ان چھوٹی چھوٹی شاخیں بھی پھوٹی ہیں۔ اور یہ صرف نام ہندو شاخیں

ہیں۔ بلکہ ان کی زبان لہجہ۔ لباس۔ مزاج۔ رسم و رواج۔ اعتقاد

اور عریضہ ہر چیز مشترک ہے۔ اس لئے کہ ان کی تہذیب زیادہ تھی۔ لہذا

اس سے مازنی تک کنہار۔ زبان اور ارزگان کے درمیان تمام علالت

اس پہلے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جنوبی افغانستان میں پکتیا کے صوبے

ان کی کثیر تہذیب آباد ہے۔

سیاسی مصلحت کی وجہ سے سلطان محمود کے باب کے بکتیگن نے ان

س شادی کی یعنی محمود کی والدہ غلطی قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔ اور خود نے خود

اس اسی قبیلے میں شادی کی اس رشتہ داری کے نتیجے میں انہوں نے کافی

تہذیبیں غلطیوں کو اپنی طرح میں بھرتی کیا۔

غلطی کون ہیں؟ اس سوال کا جواب فقط نام کی تحقیق سے کفایت

نہیں کرتا کیونکہ اگر صرف نام پر ہی اکتفا کیا جائے تو پھر یہ سلسلہ حل نہیں

ہوگا۔ ورنہ نام کے اعتبار سے بوسب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کلاسیوں

سے موسوم کے بجائیں۔ کیونکہ ایک تو تہذیب کا سیوں میں غلغلہ کا خاندان

ہوئے اور آثار قدیمہ سے ثابت ہے مدرسے یہ کہ کلاسی پیشگو ہیں۔

میں واقع ہے لیکن ابو الفلہ جھوٹی اپنی کتاب تاریخ ہستی میں لکھتا ہے

ذکر کرتے ہیں۔ وہ غالباً یہی پہلے والا غلط ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

لا روز پچشتہ نوزدم عرم بر علی کوثر ازل عزنی باسل

برفت بر جانب علی

و "خسوی طرم جعرات کے دن بر علی کوثر ازل عزنی سے لشکر کے کرم علی

جانب روانہ ہوا۔

آگے لکھتے ہیں۔

و "بر علی کوثر ازل عزنی باز آمد و کرم علی کوثر ازل عزنی

ماہ ربیع الاول پیش امیر آمد و خواست یافت و بارگشت

اور بر علی کوثر ازل عزنی سے فاسل آیا۔ اور وہ کام اس نے ٹھیک کر دیا۔

کے چھپنے کے ابتدا میں امیر کے سامنے حاضر ہوا اور ان سے کہہ کر واپس

چھپ کر پہلے ذکر کیا گیا کہ غلطی اپنے آپ کو غلطی یا غلطی نہیں ہے۔

کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ اپنے نام کے ساتھ نہ رہے، کا استعمال کرنے

نہ نہ کہ بدعت کی بجائے غلطی نہ کی بجائے اور اگر تھیں، مگر یہ بھی نہیں کہ ان کی

صحیح اور غلطی کی آواز نہیں ہے۔ مگر یہ بات ہوتی تو تحقیق کو ایک

دلیل باقہ آجاتی۔ پس جب بات یہ ہے تو پھر (غلطی غلطی) یا غلطی

استحقاق میں نہیں ہے۔ اور نہ "لوغز" یا "غز" اور اسی طرح ہر

گھڑی غلطیوں میں بتایا گیا اس قیاس کی بھی کوئی تاریخی بنیاد نہیں ہے۔

کہ جس وقت کلاسی غلطی ناکر سے ایران میں وارد ہوئے اور اپنی انہیں

نسبت سے غلطیاں نہیں لگے۔ یا کہ کلاسی بادشاہوں کو غلطی کا یوں

غلطی سمجھ میں رہا اور یا "لوغز" لکھا گیا ہے سے نسبت۔ لکھتے ہیں۔

اور تورات۔ دیوبند۔ اوستا اور بدھ مت کی پیدائش سے بہت عرصہ
 پہلے ہندوؤں کے جنوب میں سکونت پذیر تھے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ
 (۱) خون سنہ ۱۲۵۰ء کے ایک جنگ سر جون یا شرفرائز کے دور میں ان
 لوگوں نے تھے۔ اور کاسی جن کے ہمراہ گند۔ زمیندار کرد بھی تھے۔ سنہ ۱۲۵۰ء
 تک یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بلوچستان میں آئے تھے۔
 غالباً بخت نصر یا بیل شانار کے دور میں وادی یورپیا سے سیستان
 و سائنند کی وادی میں وارد ہوئے تھے۔ بلوچوں کا ذکر دیر میں آیا ہے۔
 (۲) عربین کیا جا چکا کہ بعض محققین اوستا اور وید کو محصور کہتے ہیں۔ اور
 ان کے لئے سنہ ۱۲۵۰ء کے عین کرتے ہیں۔ یہی بخت نصر اور بیل شانار کا زمانہ
 ہے۔ زمانہ میں آریا ناکو یا پنج بڑے حصوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ شمال مشرقی
 بخت یار بکتریا کے نام سے جنوب مغربی علاقہ پارتیا کے نام سے۔ جنوب
 اوسط علاقہ گندھارا کے نام سے پارتیا اور پکتیا کا وسطی علاقہ آراکوڑیا کے
 نام سے۔ مابینا جاتا تھا۔ گندھارا اور باختر کے علاقہ اپنی تمام علاقے مختلف
 ناموں میں پارتیا اور خراسان کے نام سے بھی یاد کئے گئے ہیں۔ اور خراسان نے
 (۳) ایزد شترقی ایشیا کی تاریخ میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ قدیم صدیوں میں
 تھے پارتیوں کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ لیکن موزغین کا کہنا ہے
 (۴) کیا کا دائرہ باختر۔ خراسان اور عراق تک وسیع تھا۔ دستخط لے بہت

اس سے اس
 کو پارتی قوم ایک وحشی اور خفاکش شہسواروں کی قوم تھی ان کے طور طریقے
 وادہ زکوں سے ملتے جلتے تھے۔ ان کا وطن خوارزم۔ سمرقند اور ہرات دارا کے
 اہل یاسنا۔ جنہیں صوبہ میں شامل تھا۔ باختر کے لوگوں کی طرح پارتی قوم

تربک نہیں تیسرا یہ کہ جب کہ موزغین کا کہنا ہے کہ مغربی مغرب کے جنوب
 واقع سوسوتان یا سیستان کے ضلعوں اور سندھوستان کے درمیان علاقہ
 کو آئے تھے۔ اگر یہ بات درست ہے تو ان علاقوں میں جیسا کہ پیشتر منسلک
 جاچکا کہ گند کا قبیلہ بہت پیچھے آتا۔ موزگند وہ قبیلہ ہے جو کاہن اور
 زمین کے ساتھ زم زم سنہ ۱۲۵۰ء میں اس علاقے میں وارد ہوا تھا۔ (۲)
 پشتونوں میں شامل ہو گیا تھا۔ جو کہ ان سے بھی ایک ہزار سال پیشتر
 سنہ ۱۲۵۰ء میں یہاں آباد تھے۔

یہاں دوبارہ یہ وضاحت کر دی کہ جس زمانہ میں پشتون چکیتا۔ راکو یا
 اور شان میں جنہیں محققین سیستان یا سیستان کے عقب میں بتاتے ہیں کہ
 تھے۔ یعنی سنہ ۱۲۵۰ء میں جب کہ اس وقت نرتو لوہرات اور زم زم سنہ ۱۲۵۰ء
 اوستا بہت ہوئے تھے۔ اور نرتی بدھ مذہب کا ظہور ہوا تھا۔ کیونکہ تورات کا زمانہ
 سنہ ۱۲۵۰ء ویدیوں کا زمانہ بان اختلاف سنہ ۱۲۵۰ء میں قائم کیا جاتا ہے
 مابینا بدھ کے زمانہ میں بھی کالی اختلاف ہے۔ یہی اس بات پر قائم رہتا
 ہے کہ نرتی سنہ ۱۲۵۰ء سے کالی بعد میں ہے۔ یعنی کالی سے کہ اشوک سے پانچ سال
 پہلے مر گیا ہے۔ قریباً سنہ ۱۲۵۰ء میں جب کہ تھے موزگند کا کہنا ہے
 تھا۔ اور یعنی کہتے ہیں۔ خلاصہ قریب میں پیدا ہوا تھا۔ سیلیون۔ سہا۔ سام
 (۳) ایشیا کے بدھ کہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۵۰ء میں میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۲۵۰ء میں
 میں ایشیا کی لگی تھا

لہذا وضاحت ان کا ایک صوبہ ہے موزغین کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
 موزغین اور سنہ ۱۲۵۰ء کے سال میں واقع ہے۔ موزغین بلوچوں کا کہنا ہے کہ
 موزغین ۱۲۵۰ء۔

(ARSAACES) کہلاتا تھا وہ پرتوا خیل کا سردار تھا۔
 کے جنوب مغربی علاقہ میں رہتا تھا۔ جو بعد میں خراسان کے
 کا۔ لیکن اس علاقے کا قدیم نام بھی اسی قبیلے کے نام سے پڑا تھا۔
 ایک نے مندرجہ نام میں اس علاقہ میں اپنی آزاد حکومت قائم کی جو
 پڑتے پڑتے ایک بڑی سلطنت بنی اور اس کا دورہ دریا کے علاقے
 کے سندھ کے کنارے تک پھیل گیا۔ جو تقریباً پانچ سو سال تک قائم رہی
 ۱۱۰۰ء میں، ساسانی خاندان کے بانی اردشیر بابکان کے ہاتھوں نڈال
 سلطنت شکست اور سلطنت پارتیا سے مراد ایک سلطنت ہے۔
 یعنی اسد علی بکٹو لکھتا ہے:-
 "پارتیا مسئلہ نام سے پہلے آریانا کے آخری مغربی صوبہ کی حیثیت
 پر موجود تھا۔ لہذا ہی بنیاد پر حدود و سرحدوں کی حدیں اور
 پورس کے مشہور صوبوں کے ناموں کی فہرستیں اس کے نام کا ذکر کیا
 ہے۔ مگر اس کی سماجی موجودیت اس وقت تک پرست میں تھی
 کہ (اراساس) جو بلخ کے پارتی خاندان سے تعلق رکھتا تھا، مندرجہ نام
 کے ایک جنگ مغرب کی طرف آیا۔ اور شامی یونانیوں کے خلاف خود مختاری کا
 اعلان کیا۔
 اراساس یا (اراشنگ) آئی بلخیت کے بارے میں زیادہ تر قدیم اور

سلسلہ ایران بہت ساسانی
 تالیف پرودیسر آریا کرکسٹین ڈنمارک صفحہ ۷

شہید ہوئے۔ نہایت دیکھ جائے اور بڑی شہریت۔
 کے دریا پر چڑھنے والی کسی کے باوجود اس نے اپنے عبادت گاہوں
 نہیں کئے۔ ان کی حیثیت ہمیشہ لگے بالوں کی رہی یہ دونوں قومیں (مغز)
 اپنی طبیعت اور تاریخ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ
 تھیں۔ یعنی یہ نہ باختر آیا اور نہ ہزار و شاہاب ملک تھا اور
 ہزار و ہشتے۔ مگر اس کے برعکس پارتیا کے لوگ لینڈ ٹیٹھے۔ ہزار و
 میں آثارہ پھرتے رہتے تھے۔ تقریباً ایک وقت میں تیسرے قبل مسیح
 عرصہ میں یونانی بہتر تھیں اور ساٹھویں کے خاندان کی غلامی سے نجات
 کھانے کے لئے آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان بغاوتوں کی اصل
 صنعت تاریخی تصدیق نہیں۔ مگر سراسر تاریخی بناوت سے پہلے معلوم ہوتی ہیں
 مس بات پر اعتبار کرنے کے وجوہات بھی موجود ہیں۔ کہ پارتیا کی بغاوت
 سال جاری یعنی۔ پارتیوں کی بغاوت قومی ہی ان کا سرگزشت ایک شخص
 تھا۔ باب و زار کے بارے میں شبہ ہے۔ مگر اس کی دلیری اور سادگی
 کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ یہ شخص جنگ و جہول اور مار و معاذ کا عادی
 اشکان نے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا اور اس طرح پارتیا "میں
 اشکانی خاندان کی بنیاد رکھی۔ جو تقریباً پانچ صدی متواتر جاری رہی۔
 کے ڈیوڈ ٹیٹس ثانی نے ان کے ساتھ اپنی وقایع لکھا ہے۔
 پرودیسر آریا کرکسٹین لکھتا ہے:-
 اشکانی سلطنت (ARSAACES) کا کوکسٹین ایک شخص جو

تاریخ قدیم ہندو تالیف ولسن و کٹھ حدیث ۲۲۸-۲۲۹-۳۲۶

کھاسکی مورخین ایک ہی نظریہ اور عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس پر ۱۱
 ہم کے تیسرے - جس میں کہتا ہے۔ کہ اس اس یا ارشنگ
 شخص تھا۔ یہاں سے جڑ کر کے پارتیا آیا۔ اولگوں کو سوسویوں
 اٹکایا۔ ارین کہتا ہے کہ ارشنگ اور تیرداس (تیرداد) نری یا
 بیٹے تھے۔ اور ارشنگ اول کے نواسے تھے۔ یہ دونوں بھائی
 تھے۔ اس وقت پارتیا کا یونانی حکمران نرسس (HERCLES)
 تھیں کہ تری داس ایک خوش رنگ اور خوبصورت لڑکا تھا۔ یونانی حکمران
 تھا کہ اس لڑکے کی خوبصورتی سے مستفادہ کرے۔ ارشنگ نرسس کی
 سے متعلق پارتیا کے حکمران کو مار ڈالا۔ اور سوسویوں دشمنی یونانیوں کے
 اٹھ کھڑا ہوا جو سوسویوں کے ہتھکنڈے کے ارشنگ بھول اور بے نام و نشان
 تھا۔ بعد میں جب دیودوت نے باختر میں جو ایک ہزار شہزادوں کا ملک
 خود مختاری کا اس علاقہ کی تو مشرقی علاقوں نے بھی اس کی اطاعت کی
 اور اس اس بھی اپنے بے شمار تابعین کے ہمراہ پارتیا آیا اور اس کی
 والی و دودگس) کو قتل کر کے گرگان پر قابض ہوا۔ اور سلطنت کے
 اور جنوبی خروج بنانے میں مصروف ہو گیا۔ پہلے سلوکس اور باختر کے بادشاہ
 سے خوف و سوس کرنا تھا۔ مگر دیودوت کی موت کی خبر سن کر مسموم ہو گیا۔
 باختر کے لئے بادشاہ کے ساتھ جس کا نام بھی دیودوت تھا تھا و قاتل
 مورخ دیودوت (مورخ مورخ) اور نری مورخ جو باختر میں صدوی تھے۔
 ہے۔ پارتیا کے حادثوں اور سوسویوں سے ان کی۔ دونوں کے بیچ کے فاصلے
 اور اس کو اصلاً جینی کہتے ہیں۔ اس ترتیب سے اس اس یا ارشنگ
 باختری ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں

اس اس کے زمانے کے سکوکات سے صرف جو بارہاں
 اور رسم الخط کا پتہ چلتا ہے اور ان کے سکوکات میں جو پارتیا کی
 خاک سے مخصوص ہیں۔ اور اس جگہ کا ضرب نشان اور علامت
 رکھتے ہیں۔ دوسری زبان اور رسم الخط نہیں دیکھے گئے ہیں۔ لیکن
 ایک کے میں جو اختلافات میں دریافت ہوا ہے۔ مطلب گنا یہ ہے کہ
 سیستان سے متعلق ہے۔ اس پر بادشاہ کا نام اور تحریر دو زبانوں میں
 لکھا رکندہ) ہوا ہے۔ ایک طرف نرسس زبان اور رسم الخط ہے۔ جو
 ہندو کش کے جزیرہ علاقہ میں معمولی تھا۔ اسی کا خاندان کے سکوکات کا ایک
 طرف تو قریب بادشاہ کی تصویر ہے، اور دوسری طرف ایک ایسا بیٹا ہوا
 حکیل ہے۔

پایتی اپنے بادشاہ اس اس کو نہ صرف بانی سلطنت کہتے تھے بلکہ ایک بڑی
 روحانی شخصیت کی حیثیت بھی اسے حاصل ہو چکی تھی جتنی کہ ایک وب اللہ
 کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ چنانچہ پارتیوں کے تمام سکوکات پر ان کا نام تحریر
 ہے۔ بازیوں میں (بادشاہ) اور بازیوں میں (بانی سلطنت) بادشاہ
 بہت شہور اور اس کی اور لریس پارتیوں کے سکوں پر ضرب رکندہ) کی لکھی تھیں
 الغرض پارتیا جزیرہ ایسی طاقت سے آریانا کا جزیرہ تھا۔ دوسرے یہ کہ پارتی
 پشتوؤں کا ایک حصہ تھا۔ جو باختر سے جو کجرت کر گئے تھے جو بعد میں
 ان کے نام سے منسوب ہوا۔ اس اس باختر کے لوگوں میں سے تھا۔ اور باختر
 پارتیا لگتا تھا۔ اور وہاں سلطنت قائم کی تھی۔ جس وقت تک پارتیا کی حکومت
 لاسرگز (حکومت) ولس) جو دامغان کے مجوز ہیں آٹھ میل کے

سلطنت کا قیام ۱۳۳۸-۱۳۳۹ ق م یعنی یونان اور یاختر کی سلطنت کا قیام۔
 یہ دونوں کے فریبہ ایک سال بعد بعد کے ہو جاتا ہے۔ باقی سلطنت کا مرکز حکمرانی
 روس (USSR) کے قریب نہیں کیا ہے۔ ابولودو سکس، ریتیس، سنے
 ماہرم (JASORM) کے قریب نہیں کیا ہے۔ ابولودو سکس، ریتیس، سنے
 پاریوں کا دارالسلطنت (۱۳۹۰) استا دیو ۳۳ میل ریش کی جانب غور
 نے ساحل میں تعین کیا ہے۔ یعنی دیگر جیسے (دیم جیس) دھکا تو جی روس ()
 سے پریلوس (KOMI) کو قدرتشہ کہتا ہے۔ اور اس کی موجودیت موجودہ
 مائن فکس چرٹس میں ہے۔ انیسویں کے قریب پرینا سٹ اور میں دوسروں کا کہہ ہے
 کہ پاریوں کا پسند دارالکومت غنٹ آباد تھا
 دیودوت اول اور اس اس اول جبکہ ایک نے باختر میں درودہ ہے
 نے ماریا میں شہر سوسویوں کے خلاف یک بعد دیگرے اپنے سال میں خود مختاری کا
 ۱۱ مسلمان کیا۔ جب تک دونوں زندہ تھے اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔
 میں تو اس اس جو مان، و، یاختری حکومت اور سلوکی سلطنت کے ذریعہ باختر
 نے، پریلوس میں سمجھتا تھا۔ یعنی۔ پریلوس میں دولت اس میں تبدیل ہوئی جب
 پریلوس اور یاختر کے مودت پر بادشاہوں کے درمیان سمجھ بوجھ، اور سو کی آپس کی بلے
 اتفاق کی وجہ سے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔

پریلوس اور یاختر کے مودت پر بادشاہوں کے درمیان سمجھ بوجھ، اور سو کی آپس کی بلے
 اتفاق کی وجہ سے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔
 پریلوس اور یاختر کے مودت پر بادشاہوں کے درمیان سمجھ بوجھ، اور سو کی آپس کی بلے
 اتفاق کی وجہ سے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔
 پریلوس اور یاختر کے مودت پر بادشاہوں کے درمیان سمجھ بوجھ، اور سو کی آپس کی بلے
 اتفاق کی وجہ سے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔

فاصلہ بردار واقع ہو گئے۔ وچلے کے لئے کہ اسے کو متفق نہیں ہو تھا۔ یہ پریلوس
 سمان اور پریلوس غنائت ان میں واقع ہوئی۔ ولونس ایک پارٹی ممبران نے۔ ایک
 نے لگ بھگ چند دروازہ اندازہ کی سرز میں سرائیک متقل اور غور میں سلطنت
 کر دی۔ جو پہلے کے سنی سلطنت کے نام سے یہ کی جاتی ہے (سیلو)۔ سنی
 شدہ شکی ہے (اور آریا نا کی تاریخ کا جس سے ہے۔

۱۰۰۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹ ق م) یہ شخصی صی کے ذکر کرنا ہے۔
 اور پریلوس کے قبیلے یا بلج کے (داسی) خاندان سے تھا اس کے بعد جب ۱۰۰
 نے سنیلوس م نے لگ بھگ خود مختاری کا اعلان کر کے یونان اور یاختری طرف غور
 پیدا کر کے بعض روایات سے مطابق، ایسے اور ایسے مذاکرے کی تمہادت سے اسے
 نری داسی (تیرداد) نام کے شخص کے ساتھ حری، رود کی فاد کی جانب گیا۔ ۱۰۰
 سے پریلوس کر و پریلوس کی خود مختاری کے طلب کرنے کے احسا اس سے
 کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے بھائی اور اپنے طرف داخل اور اس لوگوں کی مدد
 جو اس کی حمایت میں تھے۔ مفر کلس، سنا کے سلوکی حکومت کے یونانی
 پاریا میں قتل کر دیں۔ اور پریلوس سلوکیوں کے ساتھ بغیر آنا، پریلوس

۱۰۰۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹ ق م) یہ شخصی صی کے ذکر کرنا ہے۔
 اور پریلوس کے قبیلے یا بلج کے (داسی) خاندان سے تھا اس کے بعد جب ۱۰۰
 نے سنیلوس م نے لگ بھگ خود مختاری کا اعلان کر کے یونان اور یاختری طرف غور
 پیدا کر کے بعض روایات سے مطابق، ایسے اور ایسے مذاکرے کی تمہادت سے اسے
 نری داسی (تیرداد) نام کے شخص کے ساتھ حری، رود کی فاد کی جانب گیا۔ ۱۰۰
 سے پریلوس کر و پریلوس کی خود مختاری کے طلب کرنے کے احسا اس سے
 کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے بھائی اور اپنے طرف داخل اور اس لوگوں کی مدد
 جو اس کی حمایت میں تھے۔ مفر کلس، سنا کے سلوکی حکومت کے یونانی
 پاریا میں قتل کر دیں۔ اور پریلوس سلوکیوں کے ساتھ بغیر آنا، پریلوس

۱۰۰۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹ ق م) یہ شخصی صی کے ذکر کرنا ہے۔
 اور پریلوس کے قبیلے یا بلج کے (داسی) خاندان سے تھا اس کے بعد جب ۱۰۰
 نے سنیلوس م نے لگ بھگ خود مختاری کا اعلان کر کے یونان اور یاختری طرف غور
 پیدا کر کے بعض روایات سے مطابق، ایسے اور ایسے مذاکرے کی تمہادت سے اسے
 نری داسی (تیرداد) نام کے شخص کے ساتھ حری، رود کی فاد کی جانب گیا۔ ۱۰۰
 سے پریلوس کر و پریلوس کی خود مختاری کے طلب کرنے کے احسا اس سے
 کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے بھائی اور اپنے طرف داخل اور اس لوگوں کی مدد
 جو اس کی حمایت میں تھے۔ مفر کلس، سنا کے سلوکی حکومت کے یونانی
 پاریا میں قتل کر دیں۔ اور پریلوس سلوکیوں کے ساتھ بغیر آنا، پریلوس



بکریٹا بیگم



ابدالی بیگم

بکریٹا بیگم

تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی کوئی حکومت کے خلاف اتحاد کا منصوبہ نہ کیا۔ اس شخص سے تری دائیں، پسٹیشن چلا، کیونکہ اس معاملہ سے متعلق مشرق کی جانب سے بے لوم اور باجیہد رہا۔ جبکہ اس قابل ہی کرکسٹری سوسیسیوں کے حلقوں کی روک تھام کرے کسی نے شامی سلاوس بھول کو پیسے، آپ شکستیں دے کر کافی مسلاویں برقیہ کر لیں۔ اور اپنے آپ کو بڑا شہنشاہ و سلاسل لگا۔ درایہ درویش DARR کے نام سے منبر، ملکہ تکریر کو وابستہ بنانے کے لیے کہ ان کے دور میں ابورو کے قریب واقع ہے۔

روی دلتس کے بعد اس کا بیٹا، رنڈاں کھانا تھا سلاسل قزم میں بارہ تھانے تخت پر بیٹھا یہ تیسرے ارس اس اڈاٹس (کنہنہست شہنشاہ) کے بعد تھانے تخت پر بیٹھا۔ مگر شام کا انٹو کسٹن سولٹ نے اس کے قتلہ، یوں سے تکریر کر دیا، مگر ان اور رنڈی سے جوت جوتے باختر برعلا کر دیا۔ مگر یہی تھانے تخت پر حکومت کی خدمت رانی تسلیم کر کے واپس شام کی طرف لوٹ سلاسل قزم میں جوت تکریر دلتس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا فری یسوس

پارٹسالی فراساٹس کے لقب پر بیٹھا۔ یہ اب تہدم اور متروک کس کا جو بھان اور باختر کے متقدربہ دلتس دلتس، بعد صر خا۔ اس وقت جب یونان اور باختری حکومتوں نے اپنی فتوحات سے ایشیا کے اس خطے میں بڑی قوت و قدرت حاصل کی پارتی حکومت سلاسیوں کے سلاسل حلقوں اور تکریروں کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکی تھی۔ چنانچہ یونان اور باختر کے دوسرے مورخین و محققین کے باقی اب تہدم نے تکریر میں (تکریر یان) در تکریر یا اسی بالائی انرک اور کشت رود (موجودہ مشہد اور طوس کے علاقے جو تکریر کی سند ہے جسے برقیہ کر لیا۔ یہ کہ یونانی باختر حکومت بہت طاقوتور ہوئی تھی۔ پارتیہ کی حکومت اس ناخبر پر غاوس پر ہوئی۔ جب سلاسل قزم میں تکریر ہوا

۱۰۔ اس کا بھائی خرم ساس، افسر شاہ و بادشاہ بنا کسب و کار سے کہ انہوں نے مدینہ

MARRA کو ریتھو یا میں محکوم کر دیا۔

یاد کی بادشاہوں میں اخیر وائس (۱۳۶۶-۱۴۴۴ ق م) بھی تہرہ زاد اول بھی
 ۱۱۔ بہت مشہور ہے انہوں نے بعض جنگی اقدامات کی بدولت پارتیا کا لاکھ شہر
 ۱۲۔ سرب کی جانب پھیر دیا۔ اس دفت باختر پر الزکرا تیس کی حکومت تھی۔ اگر
 ۱۳۔ مانا کر دکھا چلے۔ تو سلسلہ پر کارستانی، دولت سرب کی طرف دائرہ وسیع کرنے کے
 ۱۴۔ حالات بہت سارا لگاتے تھے۔ کیونکہ مشرق میں یونانی اور باختری مہند غلبہ سندھ
 ۱۵۔ پنجاب کی زمینوں پر قبضہ جانے میں معروف تھیں۔ اور مغرب میں شام کی طرف
 ۱۶۔ مدست عدم کے (ملائی جگہ لڑوں سے اکتا جلی تھی۔ بہر حال اس وقت جب یونان
 ۱۷۔ باختر کا بادشاہ ایو لاتیہ سندھ کی سرحدات پر صیب کہ لدا جاتا ہے پنجاب میں مدد
 ۱۸۔ پارتیک کے بادشاہ مسر داتس نے یونان اور باختر کی حکومت کے مشرقی صوبوں پر
 ۱۹۔ مدد کر کے ترانگزیان اور تیوریا کے صوبے جو یونان کے تحت میں پارتیا سے
 ۲۰۔ ملے تھے پر دوبارہ قبضہ کر کے پارتیا میں شامل کرنے چاہئے اسکا نتیجہ ملنے
 ۲۱۔ کی زمانہ میں یونان کی باختری حکومت پر دباؤ ڈالا تھا۔ اور الیوا کرتبہ بھی
 ۲۲۔ نمانہ میں نہ لگ۔ جس کی وجہ سے پارت کے بادشاہ میتر داتس کا حوصلہ
 ۲۳۔ دھچ بڑھ گیا۔ اور وہ کہے ملتے پرتا جی ہوا۔ اس وقت صلیو کس نے
 ۲۴۔ لاراپ کی جہاد ہشت بہت کا اعلان کر دیا۔ مہریتیر داتس (خراسان یا پارتیا کا بادشاہ)
 ۲۵۔ مہر کی طرف بڑھا اور اسے شکست دینے کے بعد درانغان (سیستان) اور
 ۲۶۔ الزکریا کی طرف متوجہ ہوا۔ صلیو کس نے اپنی قوت اٹھ کر کئی کچھ عرصہ باختر میں
 ۲۷۔ اسکا بھروسہ ہے باختر پر چھان کر کہ اسے مید کرکس کے جنوب کی طرف بھگلا
 ۲۸۔ پارتیا کا بادشاہ میتر داتس باختر کے یونانیوں، روم، یونانیوں نے کی بدنامی

[illegible]

سے زنجیر کھینچ کر آ کر لڑایا کے رستے کی بات کے بالائی اور منہ سے زنجیر کی آواز
چمکی کہ تین گویا۔ اور ان حالات میں شری سوسیس کے ساتھ وہاں پہنچے۔
بروسیکار سہاگیا کے بعد ان کے جانیفیلوں فرحاتی مدد ادا رہا ان دونوں
ان عثمانی جگہوں سے گلو خندا می نہیں ہوئے۔ بخران کی توجہ شری سے مغرب کی
غرت رٹ گئی کس وقت باختری کی حکومت سے اسکا بیرون نے مغرب کی طرف بھاگا
تھا۔ ہندو کش کے جنوب مشرقی مسالوں میں اپنی قوت بلیغ کرنے کی جلا جہد شروع
کی۔ دوسرے تو ہیں اسکا کی اور تار کی جو باختری میں داخل ہو چکے تھے اور ہندو کش
باختری میں انوں نے مغرب کی جانب ان کا راستہ روکا تھا۔ تو یہ باختر کے
جنوب حصری رود کی دلوں میں اس کے مغرب کے طرف منوجہ ہوئے اور
پارتھوی کے بعدوں تک پہنچ گئے۔

اگر اس سے مزید جاننا چاہیں تو یہ چند باتیں معلوم کر لیں۔

درآمدت یا پدیداریا حاصل پیشت او پیشیا یا بکیتی با بختیا یعنی سرور
در آمدن کے علاوہ کیا نام تھا۔ جیہنسٹو۔ برنو اور غوث کے ساتھ توں "اونے" سے

۲۔ پارٹیا اور سوسائٹیاں ایک چیز ہیں۔

۳۔ بقول سرمد شاہ: قہر کے

۳۔ تھوڑے یومیہ جتنا کہ اس کے بارے میں

از احوال شما کے بارے میں اس قدر غور

7.

سانوں اور سارا تیلوں کے باپ دادا تھے۔ مستحکم قیام کے لگ بھگ نریل
 البریج پر گزرتوں اور منسلک قیام میں کاسیوں کی لکڑی بھی اپنی آڑیں کو جوڑے
 ایل تھی۔ جو غیر سیاسی قریبی تھیں۔ انہی میں گوئی اور لولوبی دو قومیں نکالیں
 ۔ سرکاری ملازمین، پتھر تھے۔ سرحدوں کے فوائد سے ناواقف تھے۔ ان سے بہت
 گہری لڑائی تھیں۔ اور لولوبیوں کو شکست دی تھی۔ لیکن گزرتوں پر برتری
 میں نہ کر سکا۔ دیار بکر میں جو سنگلی نوسنتہ دریافت ہوا ہے۔ اس سے
 ہلکے پتھر چلا ہے۔ گوئی اور لولوبی چاہتے تھے کہ آگ کا پتھر قبضہ کر لیں۔ لیکن اس
 بات تک ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی تا کہ آگ کا دی کی حکومت ختم ہوئی۔
 اس کی بالک ٹور اور دھوک کے چوتھے گھرانے کے ہاتھ لگی اور پھر گزرتوں نے
 اسالی لہجہ یہ اقتدار ان کے ہاتھ سے چھین کر ۱۲۰ سال تک مسومرا اور

۱۵۰ کی سرزمین پر حکومت کی۔
 بہر حال مقصد یہ تھا کہ ہندو لہجہ میں جو بہت سے مختلف ناموں کے ساتھ
 اسے بڑے قبائلی کی شکل میں بعض کے خیال میں مرکزی ایکس سے بعض کا لہجہ
 امیر یا سے اور بعض انہیں پائے کے باشندے بتاتے ہیں۔ مغرب کی طرف زیادہ
 ہندو میں پھیل گئے اور اتیار میں کیسیوں کے اس پاس سے منظر میں آباد
 ۔ لہجہ پر مسلسل بین السنہ ہندو اور ایشیائے کوچک کے مغربی خطوں و جہدوم کے
 ماحول تک پہنچ گئے تھے۔ اور جنوب میں سرزمین ایران کو روند ڈالا۔ کیونکہ یہ
 حرکت اور عمل ہزار سال سے جاری تھا۔ چنانچہ یہ سلسلہ یہ ظاہر کرتا ہے

لے زاکس کے سٹاری سلسلوں کی مہائی قریباً ایک ہزار سیلوں پر۔ برعکس
 سٹاریو سٹاریو سٹاریو۔

یونان تک پہنچ گئے اور کچھ مائند کے ساحلوں پر آباد ہو گئے۔ جنہیں بعد میں
 لونیوں نے فریجی کے نام سے بلے را یونانیوں نے جو اس وقت اپنے اصل
 سے سوائے مسیم سردایات کے باختر نہیں تھے۔ ڈیڑھ ہزار سال بعد اٹلی سے
 سے بٹا راسین کی اور صوبی غریبوں میں آگئی یا اٹلی صرف ایک مہاجر خندہ
 بہر حال اسی زمانہ میں ہندو لہجہ میں کے دیگر قبیلے جو براہ سورد کے سماں اور قفقاز
 حریر کیسیوں کے مشرقی علاقوں میں سکونت پذیر تھے۔ غالب اور حرکت کی
 حالت میں تھے۔ اپنی لوگوں میں سے جو کی ایک بڑی افسانہ کو آگیا کہا جاتا ہے
 اکثر فتنے کے عقیدے کے مطابق پہلے یہ ترکستان گئے تھے۔ اور صوبوں
 سے ایران اور ہند کو چلے گئے۔ بعض محققین کا کہنا ہے۔ کہ ہندی اور ایرانی
 لہجہ سے ایشیا آگئے ہیں۔ اور ان کا اصل مقام قفقاز اور خزر کا وسطی علاقہ
 "ہاکو" تھا۔ جہاں انہوں نے کچھ غرضہ آریانا دیو (آریوں کی قدیم حکمرانی
 میں پادشاه اور خراسان کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے) میں توقف کی
 ایران اور ہند کی طرف چلے گئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ اناطولیا کے راستے
 آگئے تھے۔ وہ دیگر قبائلی جنہوں نے قفقاز یا خزر کے شمال سے حرکت کی تھی۔ کان
 سے گذر کر دجلہ اور فرات کے راستے اناطولیا پہنچے تھے۔ مہاجرین مادیوں۔
 پارسیوں۔ باختریوں۔ سنہلیوں۔ ہندی آریوں۔ میتانیوں اور اکی طسرت

لے یونان کا قدیم نام ہللاڈ۔ (HELLADE) تھا۔

لے (MEANDRE) ترکی کا ایک رودخانہ

لے PEOPLES ET CIVILISATIONS

لے (ایضاً کوچک وایب غنہ) صفحہ ۲۰۲-۲۰۵

کہ ہندو یورپین سٹاکا کا دی - سومری - یوگانی - لودی وغیرہ سب سے مغرب اور جنوب کی طرف گئے ہیں۔ یہ یہاں بھی آباد ہوتے وہاں اچھڑی طبری حکمرانی اپنے سربراہوں کی قیادت کے تحت قائم کر رہے تھے۔ کیرور کا سلسلہ مدد بھی جاری رہا۔ اُس کے بعد میں اُس کے واسطے فاساں برعسا آباد ہوتے رہے۔ اور ہر پڑا پرانے کو اقتدار سے محروم کرتے رہا۔ اپنی حکومت اور دیاریات زبردستی ان پر مسلط کرتا رہا۔ ان میں بعض زمین ایسی بھی تھیں جو زیادہ امتداد میں مغرب کی جانب چلی گئیں۔ اور ان کی جگہ رورہ قلعہ بن ہو گئے۔ اور بعض ایسی بھی تھیں جنہوں نے مسلمانوں نے زندگی کے سلسلے میں ختم کر لیا اس طرح سے نئے اور نئے قلعے بن گئے جس کے نتیجے میں یکساں غلط روایت سنانے آئی مسلمانوں نے انہیں رورہ میں آباد کر دیا اور ان کے اثرات سے ایک نیا قوم بنی اور ایک دیار میں رہا جس میں اور لوگوں کے اشتراک سے ایک نیا تہذیب سلسلے آئی۔ یہی وہ لوگ تھے جو سائرس کے بعد دیار پریش کی فوجوں میں داخل ہوئے۔ اور پھر اُس نے ان پر دیار لوگوں کو شمال اور مشرق کی فتوحات میں مستقل کیا۔ اور یہ وہی غلط روایت تھی۔ جن کو سکندر مقدونی نے اپنا کار بنایا۔ مسلمانوں کے اس اختلاف کی نشانیاں آثار قدیمہ کے ان نقبسات سے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جو ان علاقوں میں خصوصاً مغرب کے نزدیک لیاؤن اور ٹروٹس - باہی - گندھارا۔ اور بعض دوسرے مقامات میں آثار قدیمہ سے ماہرین نے دریافت کی ہیں۔ ماہرین لسانیات نے ان غزیروں کے پڑھنے سے - معلوم کر لیا ہے کہ سامی اور ہندو یورپین کے علاوہ بھی دیگر زبانیں قدیم زمانہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور ایک دوسرے سے ترکیب ہوتی تھیں۔ اور یہی وہ ہے کہ اکادوریہ - سومری کے متعلق بعض دانشور کہتے ہیں۔ کہ ان کی زبان سامی نہیں تھی۔ بلکہ

سامی نہ تھے۔ رچرڈ ایزنبرگ کہتے ہیں۔ کہ اکادوریہ سامی تھے البتہ سومریوں کے علاوہ جمہوریہ خرابو یا ہے۔ فرانسیسی محقق گوئی کسٹاپ کہ اکادوریہ (اکو) کے تانان کے لوگ تھے بلکہ یہی کیفیت اپنا میوں کی ہے۔ یہ بھی ایک شریک قوم تھی۔ اور یہ سومریوں اور ہندیوں کے ساتھ ایک شریک مذہب رکھتے تھے۔ مگر اختلافات اور زبان کے اعتبار سے نہ سومری تھے نہ سومری بھی تو نہیں کہتے ہیں کہ آستوریہ یاں کے اکادوریوں کا کہہ رہے تھے۔ خرابو یا خلاصہ سے سامی اور آریائی تمدنی لحاظ سے کوئی تھے۔ یہ کوئی تھے کہ وہ بڑے بڑے حوض کی چوٹی پر طس رہے تھے۔ بڑے بڑے شہر بھی انہیں سمیت سر۔ کہتے رہے۔ سنگدل اور ظالم لوگ تھے۔ غدا پر کہ نہ تو پشتونوں کا مذہب یا ہے نہ پشتون سنگدل اور ظالم ہیں۔ ایک تو پشتونوں میں کوئی تھوڑے لوگ ساؤندری دیکھے جاتے ہیں دوئم یہ کہ پشتونوں کی ناک طبری نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اچھڑی ہیں۔ اور یہی اکادوریہ اس طرح کا قبا قدیم تھے۔ دوسری بات کہ اکادوریوں اور آشوریوں کی زبانیں بھی مختلف تھیں کیونکہ آشوری آشوری تھے اکادوریہ سامی ہیں انہیں کا وسطی علاقہ رورہ وہ علاقہ ان کا سرگزشتا۔ اُس زمانہ میں اسے اکاد کہتے تھے۔ کیونکہ اس شہر کے کھنڈرات اب تک دریافت نہیں ہو سکے ہیں صرف پات واثوریوں کے باقی بگھے ہیں ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ انہیں

لے تاریخ ایشیا صہاؤنل صفوہ تاہیت بنے روری انٹرنیشنل (Rena Grawest)

کے کلران کھد سے مشق ہے۔ کہ اکادوریہ قبا قدیمہ

میں تحقیق قبا قدیمہ کہ کہ اکادوریہ سے رورہ تاہیت

کے حکم نکلنے کے باقی آکا دی تھے۔ اور سامی جو قدیم زمانہ سے ان سے تعلق رکھتا تھا۔ زندگی کے معاملات میں ان کی بیرونی کرتوت تھے۔ یہاں تک کہ ان کی زبان کو ایک اور شخص زبان کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔

جس وقت آشوریوں نے آکا اور سور کے اقتدار کا سلسلہ ختم کر دیا تو سلاسل سلطنت تک (ایزور آشور اول) سے حکم آشور بازل تک ان کے ایک سو اٹھ بادشاہوں نے حکومت کی اور اس طویل عرصہ میں انہوں نے شام سے باختر اور اہم لیل یا تک گہرے ساسانی اور ثقافتی اثرات چھڑے۔ اسی وجہ سے بعض محققین کہہ رہے ہیں کہ آشور یا آشورہ کی نسبت سے آشوریہ اور سور (ملک شام) انہیں تک کہ کہتے ہیں کہ وہادی فرات کے ایک شمالی ضلع کو بابل کے لوگ سمجھتے تھے۔ آشوریہ اور آشور یہ "کے درمیان غالباً کسی قسم کا اشتقاقی تعلق نہیں ہونا انہوں کے دور اور اس کے بعد کے زمانہ میں اس نام کے اطلاق کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ سور یا اور سور میں اصطلاحات اصل بصرانی فریروں میں نہیں آتی ہیں۔ بلکہ یہ تو کچھ پیشینہ میں آکرام اور آراہیوں کے استعمال پر اس ہے۔ کلاسیکی دور کے بعض مصنفین غلطی سے سور یا اور آشور کی ایک ہی کلمہ نے عربوں نے اس نام کا نام رکھا۔

یہاں یہ وضاحت کر دی کہ سنسکرت میں سور کے اشتقاق سے سورج بن گیا ہے اور سور کے معنی سور اور اطل جیل۔ بنیم شخصیت کے معنی میں سور استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سور اور جگمگ شخص کو سور کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے ناموں میں بھی اشتقاق ہوتا ہے۔

لے تاریخ میں سنسکرت کی تاریخ صفحہ ۲۸

۲۰ تاریخ شام غلبہ کی صفحہ ۶۰ (۱۳) قزاق کا نو پلا انسانی کریم جو اسکسکس میں جی شامی حکمت پر لکھا۔ جی جی جی جی جی کے سر پر علامہ شامی لکھا۔

مشلا سور و اس یعنی سور کا غلام ہے "سور یا" اور یونانی سور و ثروت کے علاقہ میں ایک مقام کا نام "سوری" پشتونوں کے ایک شہر قبیلے کا نام سولاف کیو کہتا ہے۔ کہ سور یا لودی قبیلے کی ایک شاخ ہے جسے چنانچہ داخجی بڑا کہہ کر سور یا آشور یا سور یا ایک سامی قوم سمجھ کر لکھا کہ لودی تعلق تھا اور نہ سور یا آشوریوں سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں۔ بلکہ محققین اور مشرقی نام کسی پر متفق ہیں۔ کہ لودی بلی ہیں۔ پس جب سور یا لودیوں کی شاخ ہے نو بلی ہیں۔ جب کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ لودی بلی ہیں۔

کچھ جلد میں یعنی رومانا میں لودی کچھ بوجست کے زیارت کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ بنیادی۔ بلی بلی ہیں۔ یہ لودیوں کی ایک شاخ ہے یہ خاص کر غزنی کے شہر میں رہتے ہیں۔ کالی۔ کورٹ۔ راولپنڈی اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ضیور ایک چھوٹا سا قبیلہ ہے اس میں غزنی بھی کہتے ہیں۔ یہ لودی (اباسین) کے مغرب میں ڈیرہ اسماعیل کے ضلع میں آباد ہیں۔

شام (سور یا) میں بھی کچھ غزلیں اور لیبان کا علاقہ بھی شامل تھا۔ عراقیائی کی لفظ سے مصری ایشیا اور افریقہ کے درمیان ایک اچھی نجیب لکھی گئی تھی۔ اور خورشام کا علاقہ بہت آباد اور دلکش تھا۔ اس وجہ سے مغربی ایشیا کی اکثر قوموں نے مسلسل اس ملک پر حکومتیں کیں۔ مغربی ایشیا اور افریقہ خصوصاً سور کے درمیان تمام تجارتی قافلے شام سے گزرتے تھے۔ چنانچہ اقتصادی لحاظ سے گات ملک بہت خوشحال تھا۔ تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے اور لکار کے مواقع بھی

لے ہندوستانی اینڈ انکسٹری جان شکر صفحہ ۴۰۰ ۲۰۰

۲۰ دی پٹان "اور دکریم صفحہ ۱۹۸۔

۱۰۔ طوں میں پھیل گئے تھے۔ اور وہی زمانہ میں سندھ اور پنجاب کی کھد
میں کوپلے کئے تھے۔ اور شمال بلوچستان سے مشرق میں ٹیکسلا اور جنوب میں
اور مہم جوڑیو۔ کوان اور خاران تک ان کے قدیم آباد علاقے ہوتے
۱۱۔ اٹھارہ قدیم کے ماہر پروفیسر گیوٹاٹ بیٹک ہندوستان سندھ کی وادی
۱۲۔ ہندوستان کا مس سمرانیسم دیاست۔ مذہب کے قدیم آثار کے متعلق کہتا ہے کہ
ہندوستان کے برہمن مذہب سے بھی کافی قدیم ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے

پہلے کا ذکر کیا گیا (

۱۳۔ بحال اس وقت جب باختری جویشی۔ تھنی اور پارٹی کے ناموں سے
یاد کئے جاتے ہیں۔ ہندو کش کے شمال سے جنوب کی طرف پھیل گئے۔ جیسے کہ
۱۴۔ ہندو ہند یعنی مشرق کی طرف چلے گئے اور ان منطوقوں پر پھیل گئے جس
۱۵۔ بحال مقیم ہیں۔ یعنی شنگرہ۔ ست سوات۔ دیر۔ چترال۔ باجوڑ اور
۱۶۔ طرح پشاور کے راستے پنجاب تک پہنچے۔ دوسرا حصہ جنوب میں افغانستان
۱۷۔ صدار۔ کاکوستان۔ پکتیا۔ وزیرستان۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ اور شمال
۱۸۔ ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ تیسرا گروہ ہندو کش کے جنوب مغرب میں ہند
۱۹۔ ہندوستان کی وادی میں پھیل گیا وہ آریہ قبائل جو مغرب کی جانب چلے گئے
۲۰۔ اور پارس کے نام سے دکھار سے جاتے ہیں جنہیں کاسکی توہین بنے آبادی
۲۱۔ پارہوا کے نام سے یاد کیا ہے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا کہ یہ آریہ ہیں جو ستلج
۲۲۔ لگ بھگ خزر دیکھیں، ان کے جنوبی خطوں میں نظر آتے ہیں۔ ایک خاص قدر
۲۳۔ اور ہندوستان زبان رکھتے تھے۔ کاسکی توہین نے ان کو پروتو اٹلامیوں کے

۲۴۔ ماہر بھی پکارتے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سامی مشرق کا جانب چلے آئے اور یہاں
۲۵۔ کی سرزمین پر قابض ہوئے۔ اس وقت تک پارس کے اندر سے دیگر سندھ

۲۶۔ بحیثیت نذر کے لئے تھے۔ اور کافی عرصہ تک انڈو لنڈوز کے مالک رہے
۲۷۔ ہماری دولت میں یہ آریہ بھی وہ لوگ تھے جن کا تاریخ میں سبھی اقوام و نسل
۲۸۔ یعنی اسکائی۔ مادی۔ جن۔ بربر۔ ٹیوٹائی۔ لوری اور سوری کے نام سے
۲۹۔ ذکر آیا ہے۔ جو عمومی طور پر انسانی اور علمی کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اور
۳۰۔ کافی شائیں رکھتے ہیں۔

۳۱۔ غریبہ علم۔ انسانی ہی لوگ ہیں اور تاریخ سے کسی نے آج تک بنیاد
۳۲۔ نہیں کیا ہے کہ لوری۔ سوری۔ اور مقدانی۔ ترکی النسل لوگ تھے۔
۳۳۔ اس وقت جب تلوہ کے بادشاہ خود شہنشاہی کا اس سے پیشتر دار

۳۴۔ ہو چکاتے تھے۔ سکائیوں۔ والیشکوہ۔ اور سیرپوں کے تلوہ سے سلطان
۳۵۔ میں آشور کے شہر پر قبضہ کر لیا اور بابل کے بادشاہ مابولوناسارہ کے تلوہ سے
۳۶۔ سلطان قیام میں شیخا کے شہر میں داخل ہوا تو پھر چین النہرین کے قریب پور
۳۷۔ میں آشور کے آخری بادشاہ آشور اوبالٹ کو شکست دے کر آشور کی جگہ تلوہ
۳۸۔ کی حکومت قائم کی اس سے قبل سادگ آشوری نے ماد کو شکست دی تھی
۳۹۔ اور ان کے علاقے میں بھی اس سائیل جیسے تھے لیکن دھری جنگ میں مابولوناسارہ ان
۴۰۔ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

۴۱۔ اصل مقصد کی عورت ٹوٹ آہ سے قبل چاہیے کہ تلوہ اور سکائیوں کے
۴۲۔ متعلق کچھ مختصر عرض کر دیں۔ جیسا کہ گزشتہ اور ان میں ذکر کیا گیا کہ آریہ۔
۴۳۔ دیہ۔ اور ستا اور تورات کے زمانہ سے کافی پیشتر ہندو کش کے شمالی اور

۴۴۔ راسا اشکوزئی (ASHKOUZAI) کے نام سے بھی پکارا
۴۵۔ گیا ہے۔ تاریخ اصل اسکیا کی مغربی صفحہ ۴۴

لمبی رہتے تھے۔ جن کی اصلیت واضح طور سے معلوم نہیں۔ آشوری جو خزاوی،
سے سامی تھے۔ ان غلوں پر جو بعد میں مدیا اور فارس کے نام سے مستور ہو
جی۔ آباد ہونے لگی صدیاں ان علاقوں میں مدنی حاکمیت اور سیاسی تسلط
تھی۔ چنانچہ ان علاقوں میں سامی عناصر کافی عرصہ تک بھاگے رہے۔
بلکہ کہ سنہ ق م کے لگ بھگ مشرق کی جانب سے آئے ہوئے آریوں
سے ان کا سامنا ہوا۔ ان تحقیقات کی رو سے جو قبل التاریخ کا متعلق کا
اور فارس کے دیگر علاقوں میں ہوئی تھی۔ ان سے ایک نئی قوم کے وجود کا
جنہیں زیادہ تحقیق کریں کہتے ہیں۔ جو سنہ ق م سے تعلق رکھتے ہیں۔ کا
بہتہ لگ گیا ہے۔ یہ آریں اُن زمینوں پر سے نہیں گذرے جو بین النہر
اور عربستان کے جزیروں سے متصل تھیں۔ اور سامی اثر و نفوذ اور مدنی
اثرات کے تحت تھیں۔ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ سہرہ یہ شام سے لگے ہیں
گذرے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ آئین۔ عقیدہ۔ زبان۔ عادات اور دیگر بار
چیزوں سے معلوم ہوتا ہے کہ باختر سے بعض آریں شاخیں سنہ ق م میں
طندہ ہو کر طبری راستے یعنی دو یاؤں کے لیے کناروں پر ہو کر آریا ناسے مشرق
کی طرف پہنچے ہیں۔ سفر کرتے ہوئے اور آہستہ آہستہ دشت کوٹاک کی اس جانب کی حد
پہنچ گئے۔ البتہ باختر سے ان کی روانگی کی تاریخ میں فرق ہے۔ ماد کے قبیلے
سے جیسے حرکت کی ہے۔ اور بارہا لے کر عرصہ بعد میں۔ لیکن مدت جمع طور سے معلوم
نہیں کہ کتنے عرصے کے بعد ماد پہلے خندہ (خیمین) کی جنوبی سرزمین پر آباد ہوئے
لیکن اکثریت وہاں سے مغرب کی جانب کوچ کر گئی۔ اور وہاں پر سامیوں سے ٹھکرا
اثر و نفوذ کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور مسلسل چند صدیاں ان کے سیاسی۔ ذہنی اور
ہنر و فنی اثر کے ساتھ خندہ کی بسر کی یا ہوا قبائل جو ان کے بعد باختر سے

ہو کر شمالی علاقے بسادی قبیلہ تابعین تھا۔ اور مشرق کا راستہ سامیوں نے
دریاد یا تھا۔ لہذا ہزار و قاتلوس کے ساحلوں میں آباد ہو گئے اور وہاں پر پاس
اب تک سامیوں کی حاکمیت کے تحت تھے۔ کیونکہ سامیوں کے تباہی میں
سہرا کو تھی۔ اس سے اکثریت کی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہوئے لیکن وہ
کے چنانچہ آریں خاندان خاص درجہ۔ یہی وجہ تھی کہ تحقیق کافی عرصہ مادوں کی
اصلیت کے بارے میں مستحکم تھی۔ معین کہتے تھے کہ یہ آشوریوں سے لگے ہیں۔
ماد آشوریوں کے بارے میں اب می لہیں نہ تحقیق کہتے ہیں کہ یہ آکا دیوں سے لگے
ہے۔ فرانسیسی محقق اور پرت (Oppert) کا یہ نظریہ ہے کہ یہ نورانی اور طبری
روانی ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ مادی آریں تھے۔ لیکن باختری آریاؤں سے
ذہنی کی بنیاد پر سامیوں سے قرابت کی وجہ سے ان کے خون اور ثقافت میں
مطلوبہ پیدا ہوا ہے

۱۰ آریوں جو مغرب میں آشوریوں کے ساتھ گھومنے لگے سامی اثر و نفوذ کے تحت
من کے خون۔ زبان اور دیگر ثقافتی روایات میں تبدیلی آئی۔ اور وہ جو مشرق میں تھے
ہو کر چلے گئے تھے اور ہندوؤں کے ساتھ گھومنے لگے تھے۔ یہی اپنی اصلی حالت میں
رہ سکے۔ البتہ وہ آریں وہاں دونوں مہنتوں کے درمیان رہ گئے غیر غرض کہ
کے اثرات سے متاثر ہوئے۔ اور اب تک باقی ہیں۔ اور یہی علاقہ جس کو ہیرودوٹس
نے نکیتا کے نام سے لکھا ہے اور اسراروٹس اس کی حدود متعین کی ہیں۔
بعد کے جہتوں میں پھر یارتیا ر فدیہ خراسان کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ اور
کے وقتوں میں ایرانی اور افغانی خاندانوں میں مستحکم ہوا ۱۱

آہستہ آہستہ خواتین نہیں رکھتے تھے بلکہ
 اس سے کہ آشوری رسی، بڑے بڑے اور تازہ تر لوگ تھے اور وہی ان
 بطلانِ عہد سے تنگ آکر اس بات پر مجبور ہوئے کہ تمام اکٹھے ہو کر آشوریوں سے
 امدادی حاصل کریں۔ اس مقصد کے لئے ان کے تمام قبیلے نازکس کے پہاڑوں
 کی طرف علاقوں میں جمع ہوئے۔ اور اپنے سربراہ متوکر کے لئے اور اس کے لئے اپنی حکومت
 کے لئے نظام کیا اور بیچونہ کزاکستان (مہدان) میں قائم کیا اور پھر آہستہ آہستہ
 آہ آہرو تھوڑے کو شمال میں سپہیں کے ساحلوں تک پھیل کر آذربائیجان کے
 مالِ مغرب کی جانب بھی، اگر وہ وسیع کر دیا۔ اور مشرق کی جانب "الیپہی"
 (ELLIPHI) اور خزر (KHARAKH) کے ساحلوں کے ساتھ سلطنت کو
 کے ساتھ رابطہ قائم کیا اس کے بعد ان کا علاقہ تین حصوں میں منقسم کیا گیا۔ ایک
 نہ کنکا، یا موجودہ عراق، دوسرے روم اور تیسرا آذربائیجان اور مسلم
 امداد لیگنا) یعنی موجودہ جیسرہ لن کا صوبہ اس ترتیب سے شمالی سرحد ادا
 دیا جو مغربی سرحد خزر کی گذرگاہ اور جنوبی سرحد پارس اور یہاں
 کی پشت (پشت کوہ) تھا۔ بلکہ دوسرے "ماد کا پہلا قبائلی سربراہ جو بہت جلد
 بہت بڑا بنا۔ پہلے وہ اپنے گاؤں میں ایک صاحب اثر شخصیت کی حیثیت سے
 رہا جو خزانہ تھا۔ وہ بہت دوستی کے لوگوں کے درمیان رہنے لگا۔
 نیکھ لیا کرتا تھا۔ آخر میں ایک امانت دار اور انصاف پسند شخص کی حیثیت
 سے مشہور ہوا۔ لوگوں کا ان سے ال کو ان کی فرصت نہیں لگتی۔ جس سے کہ

لے تھوڑے لوگوں، کتبہ ۱۸۹، لندن میں راولسن کی نیا انشانت

صفحہ ۱۸۹ -

جیسا کہ رستہ صفحات میں ذکر کیا گیا کہ آوار اور سوا کے
 تھے۔ انہوں نے ہندو یورپین کے متعلق تو خضیں کے نظریات یہ تھے کہ۔
 تاریخی ہیں نہ۔ کہ رادوں اور خصوصاً پارسیوں نے ادا کیا ہے۔
 تمدن کے باقی ہیں۔ اس سے قبل ہندو یورپین کے بارے میں جامعہ
 کوئی نہیں رکھنا تھا۔ کیونکہ بعد کے وقتوں میں جب قدیم زمانہ کی
 پر عمل گئیں اور زبان کی بچان ہو گئی تو بیشتر تاریخی عقائد میں بڑی
 ہو گئی۔ وہ بھی نیا بائبل سائنس آج بھی۔ اور اس منظر کے ثبت سے
 پہچاننے لگے۔ اور ان کے تمدنی اثرات کو دور دورے لگے۔ اس سبب
 میں۔ جو سب سے سب سے بیشتر ہندو یورپین کے تمدن کی
 کی۔ یہ بچ ہیں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اسی لئے کوپک اور مدحت بل
 نا تھیں اور ان کے تمدن کو ان کے دربار کا ہی جیتنا اور جس
 تو ان کا ہوشیاری کے قدیم ترین ہندو یورپین صحابہ کو کہتے ہیں۔
 قفقاز۔ ایشیائے کوچک۔ سلوے اور کیپین خزر کے ساحل تھے۔
 بنیاد پر ان کے اصل مقام جس کے بارے میں بیشتر بھی اشارہ کیا جا
 بحر اسود کا شمال۔ قفقاز۔ بحر خزر اور ترکستان کو کہا جا رہا ہے۔
 "مادی"۔ "مادی" کا نام سب سے پہلے ہیدی اور اوستائی سرور
 ہیں یا دیکھا گیا ہے۔ اور انہوں نے موجودہ یونان یا کوچی کی صورت میں
 قبیلوں کی شکل میں کافی صدیاں زندگی بسر کی ہے۔ ان کے
 (BOSAE) یورپیاں (Bodii) اور مادی (MAGI)
 نام سے پکارے گئے ہیں۔ یہ وہ دانش کتا ہے کہ۔ مادی قبیلے
 ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ زبانیں زندگی بسر کرتے تھے۔

ملی طاقتوں سے چل پڑے تھے۔ مادی جو ایک طرف سے آشوریوں
 دست و گریبان تھے۔ اہدہ سردی جانب اسکا ٹھیل کا سیلاب اُمنڈ پڑا
 اہدہ جو کہ خطرے میں دیکھ کر خنوا کے ہی حوض سے کدہ کشی کر لی اور اپنے
 اسی مبتلا ہونے لگے۔ اسکا ٹی سولہ کلادہ نے جنہوں نے بڑی قوت کے ساتھ
 اہدہ کو مادیوں کے فلاح کو مدد پر ہم کر دیا۔ اس وقت جب آشوریوں
 اہدہ بہت کمزور ہو چکا تھا تو آشوریانی پال کو بھی مصلحت کر کے اہدہ پر مدد تک
 کی چلے گئے۔ مادی جو صلیبیوں سے یہ کوشش کرتے رہے کہ آشوریوں کے
 اہدہ سے نجات حاصل کر لیں۔ اسکا ٹیوں کی حاکمیت سے بھی بے زار نہ ہو گئے
 اہدہ یہ حکمران ہی ہو گئے۔ کہ مکی ہے اسکا ٹی بھی ان پر کاٹھن حاکمانی کر لیں مگر
 اہدہ نے مکی اہدہ چاہا بلکہ اسی سے کام لے کر ان سے جھگڑا حاصل کر لیا۔
 تفصیل یوں ہے کہ ماد کا بادشاہ "سیاگرکس" نے اسکا ٹیوں کے
 ارشادہ "ادیس" کو بمبار دیکر اسکا ٹی سولہ لوہوں کے دعوت دے کر بہت سی
 سولہ پلائی جس سے سکھہ پرست ہو گئے۔ اسی دوران میں ان کو قتل کر کے
 اسکا ٹیوں کو بے سرو قہ کر دیا۔ اسی دوران میں اسکا ٹی قیام میں آشوریوں کا
 بادشاہ آشوریانی پال انتقال کر گئے اور ماد کے بادشاہ سیاگرکس
 نے سلاطین قیام میں ان اسکا ٹیوں پر حملہ کر کے مٹے کر لیا۔ جو مدیا میں
 لے گئے تھے پھر اسی راہ سے استضافہ کر کے جو اسکا ٹیوں نے اختیار کر لی تھی
 مغرب کی جانب "حالیس" تک جا پہنچا۔ "نابولوپولس" راہ جو اصلاً بابلی
 تھا اہدہ آشوریوں کی طرف سے بابل میں گورنر تھا۔ ماد کے بادشاہ کے
 ساتھ متحد ہوا۔ ایشیا کے کوپیک میں لودی اسرائیل اور مادیوں کے درمیان جنگیں
 ہوا لگیں۔ جو پانچ سال تک جاری رہی۔ آخر میں "نابولوپولس" نے ان

پلینی کا کل اور معاشی سائنسوں کی طرف متوجہ ہوتا۔ آخر محمد ہجر و گزریں
 عجیب دیدیا۔ کہ مجھے اہدہ فرصت نہیں۔ اس لئے تم اپنے لئے کوئی
 مسئلہ کرلو۔ چونکہ قانون - عدالت - اہدہ سردی کوئی ادارہ نہ تھا۔
 اور ان کے خیال کا ہر شخص بھی ان کی فکر میں نہیں تھا۔ اور محمد قیاسیوں
 دن جھگڑتے فساد ہوتے رہتے تھے۔ لہذا تمام قبائلی گٹھے جوڑنے اور کافی
 اور سوچ بچار کے بعد فیصلہ ہوا کہ پہلے اپنے لئے ایک نظام بنائیں۔ پھر
 شخص کو بحیثیت بادشاہ کے مقرر کریں۔ چونکہ دیوکس" ان میں سب سے
 مفضل تھا۔ لہذا انہوں نے متفقہ طور پر ان کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ دیوکس
 اپنی نظام مملکت بنانے میں مصروف تھا کہ سارا کین آشوری نے ان پر
 کر کے اسے متحسبوں کے سربراہ قیام میں خیر کر امارات (HMAT)۔
 ہم کی ایک جگہ بیٹھ دیا۔

میر و دیوکس کہ اسے کہ دیوکس "سخت قیام میں بادشاہت کو بجا
 تھا۔ اور اہدہ قیام میں ایک حکومت کی ہے۔ یعنی ہر سال دیوکس ساگر کے
 کتبوں اور میر و دیوکس کے خوشنویسوں میں خرقہ ہے۔ اس لئے بعض محققین
 کا کہنا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دیوکس "ایک خانہ دہن کا نام جو اہدہ میں
 دیو یا تین افراد سربراہ رہے ہوں۔ اہدہ پر ایک بادشاہ ملک پہنچا ہو۔
 بہر حال جیسے کہ میں کیا گیا اس کے بعد مادی - المی - سکائی اور میری
 جو تمام کریں تھے۔ ان کی مدد سے اور بابل کے بادشاہ "نابولوپولس" اس کے
 تعاون سے آشوریوں کو شکست دے کر خنوا کے شہر کا محاصرہ کر لیا اس
 وقت سکائی اچانک مادیوں کی سرزمین "آدر بائیکان" پر سیلاب کی مانند
 ٹوٹ پڑے اور ان دونوں جریوں کی وضاحت بالکل تبدیل کر دی یہ کہ اہدہ

کلیہ تھانہ ہندو یونین خوروں کے ساتھ اُسوا اور سوریا کے بالائی مندر تقرب۔
 بسر کر رہا تھا۔ اس وقت جب بڑی عجمہ خرم شروع ہو گئیں اور قبائلی گروہ کی
 کی شکل میں مدینے بعد دیگرے لہد پ کی طرف پھیل گئے۔ اور ایک شاخ جہڑ
 کی جانب باستر کو جلی آئی۔ اور اپنے آپ کو کھدیا کا نام دیا اور سیتی اور اٹھا
 قبیلے کو عرصہ کے لئے اپنی جگہ رہ گئے۔ کینکو دیگر ہندو یونین قبائلی کے
 جاسنے کے بعد علاقہ نستنا وسیع ہو گیا۔ تب سیتی قبائلی کو پادری پھلو
 کا موتر ق مل گیا۔ سروریا کی وادیوں کے مشرق میں تیان کشیان
 پہاڑوں کے دونوں طرف اور سنکیٹنگ کے علاقے (مشرقی ترکستان)
 پر قابض ہو گئے۔ اور مغرب میں بحر اسود اور بحر کیسین کی شمالی زمینوں
 میں قبضہ کر کے اورال کے پہاڑوں سے ہوتے ہوئے مشرقی لہد پ کے
 ساتھ رابطہ قائم کر لیا۔ مگس کا جنوبی علاقہ ان کے نام کی مناسبت سے
 ”سینٹیا“ مشہور ہوا۔ اس وسیع علاقہ میں ہندو یونین کی برادری
 عجمہ بھی جاتی ہے۔ کینکو علاقہ کافی وسیع سرسبز و شاداب تھا۔ اس
 وجہ سے انہوں نے خانہ بدکش پونوں کی صورت میں جدا جدا منسلقوں پر
 حکومت اختیار کر لی۔ چونکہ یہ لوگ دھندلے تھے اور ان کے لئے موسم
 میں استعمال کرتے تھے۔ اس بنا پر سوار کاروں کے نام سے بھی پکارے
 جاتے تھے۔ اس وقت جب باختر کے آری قبائلی نے سند کو کش کے
 شمال میں پسپا کر یا کی سلطنتی نظام اور تہذیب و تمدن پیدا کیا اور بحر
 نسبتاً تازہ زمانہ تک یہ آشروری میں اہلترین اور فارس کے مغرب میں
 برسر اقتدار تھے۔ تھا کہ ان زمانوں میں جب مادی اور پارسی ہر ایک مادی
 باوری آشروریوں کے تسلط اور اقتدار سے آزاد ہوئے اور حکومتوں کی تشکیل

مل کی سیتی قومیں مار و ہار اور لڑائی جھگڑوں میں مصروف تھیں۔ اور
 مادی کی زندگی گذارتے تھے۔ دائمی مراکز اور شہر نہیں رکھتے تھے۔ شام کو
 جب چکر چوتھے تھے۔ تو جمع دوسری جگہ دکھائی دیتے تھے۔ مولانا ابوالکلام
 اور اپنی کتاب اصحاب کہف میں جس کا اس سے قبل تفصیل سے ذکر
 کیا ہے کہ یہ وہی لوگ تھے۔ جن کو روکنے کے لئے ساترئوس بقول
 مولانا (دفعہ الثورین) نے سد بنائی اور چینیوں نے سیکڑوں میل لمبی دیوار بنائی
 اور سی کتوں میں ان کا ذکر ”اشکوزی“ (ASHKUZAI) کے
 ام سے کیا ہے اور یونانیوں نے سکوزو (SKUTHOI) کے نام
 سے یاد کیا ہے اور دارلوش کے کتوں میں ساکا (SAKA) کے نام سے
 یاد ہے گئے ہیں۔ چینیوں نے سائی (SAI) کے نام سے یاد کیا ہے۔
 جب کہ یونان اور سیتی کے قیام اور (Koultou) اور درہم
 (VORDO) کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے ”سیتی“ وادی
 کین دا لے لوگ تھے اور اسکا کتوں کی طرح ان کی دوسری شاخ جو (پرس
 لمپس) کے وقتوں میں دیکھی جاتی ہے۔ فزول نوکار اور پساں بنے تھے۔
 اس میں کان چھپ جاتے تھے۔ یہ ٹوٹی ہوئی سروریا اور سردی سے کلان
 کر پانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ پوچ علاقہ یعنی جنوبی اور چینستان و صندیا
 علاقہ مخصوص تھلوت کے باقی تمام گرم علاقہ ہے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ

سے مغربی پشتون اسے گورنگ کہتے ہیں۔ اب یہی دیات ہیں اس کا استعمال
 رہا ہے۔ پوچ زیادہ استعمال کرتے ہیں اور اس پر رنگ رنگ کشیدہ کاری کی
 مادی ہے پوچستان میں استعمال زیادہ ہے پوچ ٹوٹی سے مشہور ہے۔

ہوئی شمالی علاقہ کے لوگوں (ایشیائیوں) سے تعلق رکھتی ہے۔ سائبیریا، سیبریائی اور دونوں اصلاً ایک قوم ہے) تمام کنش دہ لیاکس پنہ نے یعنی بڑی بڑی قبضیں اور بڑی بڑی ستلاریں۔ گھوڑے ان کی زبان کے دائمی ساتھی تھے۔ وہ ہمیشہ تیروکان لئے بھرتے تھے فرانسیسی لہ اپنے لوگوں سے اپنی کتاب یعنی شہنشاہیت ~ IMPEREDS ہوتے تھے اور اگر ہوتے تھے تو وہ محکم شہر تھے۔ جو گاڑیوں میں گھومتے تھے۔ اپنے بال بچوں اور مال واسباب کو ان گاڑیوں کے ذریعے ایک گاڑی سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہتے تھے۔ ان کا مل و ستارح موسم بہار کے لازماً اور زلیزلات ہوتے تھے۔ رشتہ دار قلم سے متعلق قلم ایک ایک دم علاقے کے جنوب میں رہتے تھے جو تیان شان اور ان کے پھیلا ہوا تھے کہ دیکھ لیا کہ دسلی علاقے کے مشرقی قبائل جو باختر (پانچ) پر حملہ آور ہونے تھے یہی سیتی تھے۔ خود دارلوش نے استغفر کے کتبہ میں بھی اسی نام سے ذکر کیا ہے۔ اور یہ ان ہندو یورپین جس سے قبائل کی ایک شاخ ہے۔ جو بہت پہلے یورپ کو پہنچے اور گوٹ، فرانک، لالمان، دندال، ریوٹن اور دھن کے نام سے مشہور ہوئے۔

گذشتہ اوراق میں کہا گیا تھا کہ ٹیوٹائی دہ لوگ ہیں جن کو پشتونوں، دوتائی، کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک بڑا حصہ بڑی بڑی قوموں کے دوران شمال سے ایشیائے کوچک کے راستے مغرب کی جانب گیا تھا اور بحر اسود کے شمال مغرب اور رومانیہ اور بلغاریہ کے جنوب مشرقی علاقوں میں آباد ہو گیا تھا اور پھر یورپ کی جانب رومانیہ، بلغاریہ، ہنگری، آسٹریا

اور جو ہمیں تک پہنچ کر ان کے تمام قوانین منسوخ کر کے اپنی روایات بنزور بن پر مسلط کر دی تھیں۔
سرا دلطف کیرو اپنی کتاب "پٹان" (اردو) کے ۱۲۵-۱۲۶ صفحات پر لکھتا ہے۔

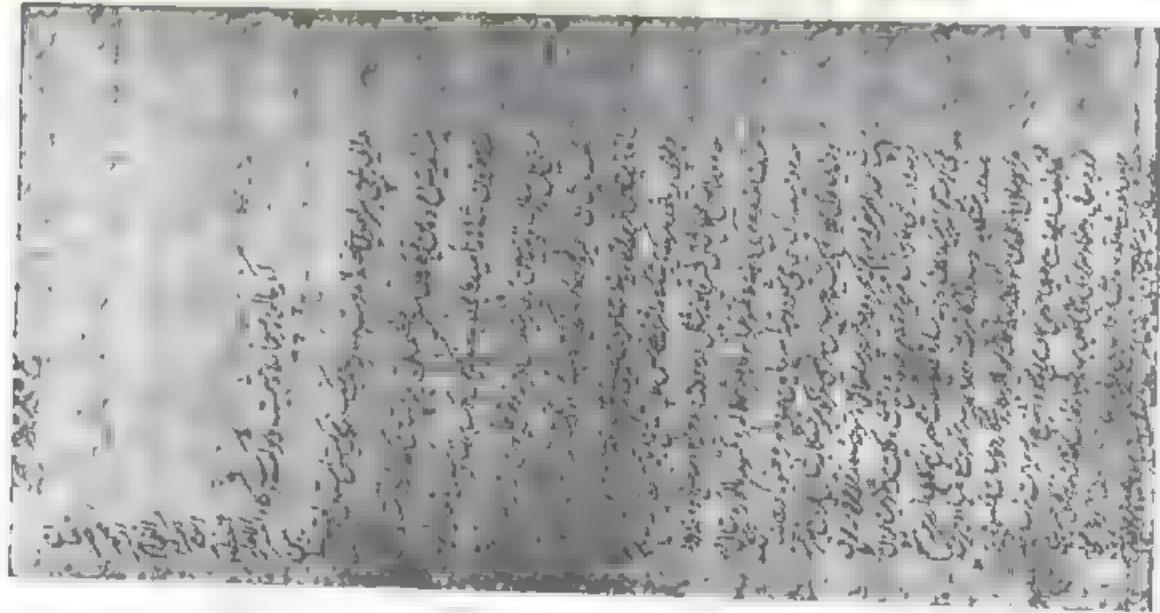
ایشیائی خاندان کے بعد جن لوگوں نے چوتھی صدی عیسوی کے آخر تک گندھارا پر حملے کیے وہ ایرانی تھے یا تو خاص ایران کے رہنے والے یا بخارا ایران کے سرحدات پر آباد خاندان بدخشی قبائل مثلاً پارٹی، ساکا، درکشان، رومی قبائل نام نہاد سفید ہیں جنہیں یونانی اور رومی مصنفین نے ایشیائی (EPHATHALITES) یا کیونائیٹس (CHIONITES) کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ کڑک نام درحقیقت چینی زبان کی آئی ڈو (DO, 1, 41, 74, 77) اور قرون وسطی کے فارسی بیون (KHION) کا یونانی زبان میں نسخہ شدہ اشکال ہیں۔ چینی اور فارسی کے مذکورہ الفاظ جن کے لئے استعمال ہوئے ہیں قدیم عرب اور ایرانی دکانغ نگاروں اور جغرافیہ نویسوں نے ان کو حیثیات (HAYTHA) یا ہائیل (HAYATHILAH) کے نام سے لکھا ہے۔ کیرو آگے لکھتا ہے جب تک یہ ہندوکش سے اس پار نہیں ہوئے تھے کلاسیکی یا سربالی اور داسی تصنیفات میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہوا ہے۔ اگرچہ دلسٹ سمٹان قبائل اور (ایشیا) کے بن کو ایک سمجھتے ہیں لیکن چینی مصنف بڑی احتیاط سے اسی آئی ڈو یا افائی اور پوٹنگ نو (HUNGNU) یعنی اصل میں کافر قدامت کر کے ہیں اس زمانے کا ایک مصنف پوٹوٹس (PEROTATOS) اپنی کتاب "ڈیسی بیلو پرسکو" میں لکھتا ہے کہ یہ

کوزلی کے نام سے بھی پکارے گئے ہیں۔ کیونکہ ہر مودخ اور محقق نے انہیں کیونچے اپنی اصوات کے مطابق کی ہے۔ ہر حال لسانی فلکوں کی زبان کی لہجوں کی اصوات کے مطابق "اشکوزلی" کا "ش" "پشتو" "م" "لور" "تج" میں تبدیلی ہوتے ہیں۔ اور آریائی لہجوں میں ان میں بہت زیادہ ہیں۔ اسی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ اصل نام "لی" تھا۔ جسے شروع میں اشکوزلی یا اسکافا کے نام سے پکارا اور "م" "لوگ" "خ" کا تلفظ نہیں کر سکتے وہ انگریزی کے نام سے پکارتے ہیں۔ درحقیقت یہ ہے کہ اشک یا اشک کے ساتھ "زلی" خاصیت پشتو زبان ہے۔ جو یعنی "پیشا" کے تمام پشتون قبائل کے ساتھ چلے بھی آئے ہیں۔ اب یہ مسئلہ ہے ایک اور دلیل ہے کہ قدیم یا موجودہ دیہاتی انگریزی زبان میں اصل صورت وادے ہیں۔ اور سر کے گرد گرد انگل کے قریب بال ہونے میں بڑی بڑی شکاری اور قیدیوں کی خدمت کے لیے لکڑی کا مال کی وجہ سے بھی جن جو سستیوں کی ایک شاخ حتیٰ یعنی اشکوزلی کے لائیوں کے عزیز بننے جو بالکل ان سے مشابہت تھی۔ جس سے وہ "اشکوزلی" کہہ کر "اشک" کا "ہن" اور "ہن" "اشکوزلی" میں اصل خود خال بال اس اور ان کے اعتبار سے معقول نظر ہے۔ اس طرح کا لباس یا سر صرف انگریزی زبان سے ملے جاتے بلکہ ترکیب میں بناتے تھے اور وہ جو مانی (دھاتی) بھی ہوتی اور پ کی طرف گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت انہوں نے لہجہ میں اپنی روایات رائج کیں تو وہاں بھی اسی طرح کا لباس اور

عملہ اور انہوں سے بالکل مختلف ہیں جنہیں روڈی سمجھتے تھے اس کا چہرہ اور کشادہ خد خال مابلاستیاں ہیں جنہیں ترکیزوں سے معلوم ہے کہ یہ نہ تو منگولی زبان بولتے تھے نہ ترکی۔ میک گور کی کہتا ہے کہ جنہیں مصنف نے یہ معلوم بھی کیا ہے کہ یہ لوگ بھی اپنے اپنے کے اعتبار سے یوچی (YUEH-CHI) یعنی "کشان" تھے۔ اس پر مشتبہ کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان متفاد دلوں کی قیاسات سے جو بہترین نتیجہ نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی بات علاقہ ترکی النسل ہیں کے ساتھ ملتی تھی۔ اسی وجہ سے دونوں نے بڑے پیمانے پر نسلی اور لسانی اختلاف ہوا ہو گا اور وہ ان بات بھی غرض کسی کرتے تھے کہ وہ جن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں یا در ہے کہ موجودہ تحقیق اقصا، ہمال، ہیان، ابدال اور اجالہ ایک بتاتے ہیں۔ کیرو کے والد میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ لوگ جن تھے اور سستیوں کی شاخ تھی۔ ولسٹ سے ملتا جلتا ہے کہ ایشا کے جن اور جن ایک ہیں آپ گزشتہ اوراق میں یہ دیکھ چکے ہیں کہ اسکائی بھی یہی ہیں۔ یہاں کہ سستیوں کی ایک بڑی شاخ حتیٰ جیسا کہ ایک پولیٹ یا سدوزلی درانی کے نام سے یا ایک ہیمان خیل یا خودلی خلی کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اسکائی سستیوں کے بڑے نام سے اور کئی اسکائی اور ساکان کے چھوٹے نام سے یاد کئے گئے ہیں اور ان کے لیے ایک بڑی کتبہ

سرمنڈانا درخت ہو گیا۔ یہ ایک زندہ تاری توت ہے کہ روغن جگر ہو جس
 سبب سرمنڈو بھی اور ان کے درباری وہی لباس پہنتے تھے جو کارکوڑا میں
 اچکنی، اگور کی، بارکوڑی اور ترین پہنتے تھے۔ اب بھی دیہاتی پہنتے ہیں۔ آج
 سے چالیس سال پہلے تو کھڑکی بھی اس قسم کا لباس پہنتے تھے۔ اس سبب
 نسبتاً چھوٹی ہوتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پشتونوں نے جو نس
 کے بال بنائے ہیں سو سناڑیلے کے ارد گرد بال رکھنا اور درمیان حصر
 منڈانا جیسے کہ اچکنی۔ سرمنڈانا جیسے آفریدی گردن اور
 کانوں تک بال رکھنا جیسے غلی، منگ، یوسف زئی، جڑتو، وزیر، مسعود
 (مسید) زرد دان اور اس طرح کے دیگر۔ بے بال رکھنا اور دو چوٹی
 بنا کر سینے کے دائیں بائیں رکھنا جیسے کارکوڑوں کے بال جسے وہ چکی
 (لٹ) کہتے ہیں یہ غالباً سیتی قبائل کی وہ شاخ تھی جنہیں تاریخ
 میں درسیکیوں یا درسیکیوں کے نام سے یاد کیا گیا اور جیسا کہ پرت
 ذکر جو چکا ہے کہ سائرس بھی باختریوں انہی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ انہوں
 نام تو درسیکیان تھا اس لئے کہ تہ۔ اور وہ۔ کا تبادلا عام ہے
 جیسا کہ اب بھی اچکنی، اگور زئی اور بارکوڑی تہ کو دہیں بدلتے ہیں
 مثلاً تہ ہندو خا۔ نہیں کہتے بلکہ تہ ہندو خا۔ کہتے ہیں یا د
 رتہ کہ پشتون میں تہ (رنگ) کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور
 کے جملے کا مطلب (اس جگہ تک) ہے یعنی تہ۔ کی جگہ وہ۔ کی
 صوت منہ سے نکلتی ہے۔ یہاں پر لفظ تو رشتی کا نا اور پسکیان منہ
 لیس ہوا چاہیے یعنی تو رشتی تہ۔ نہ کہ درپکی یعنی لٹوں والے پس
 (RAPASAN) کہتے ہیں کہ درپکی وہ قوم ہے جو افغانستان میں ہند

درپکی قوم کے بارے میں کچھ اور کچھ



کی سہولت پر دستہ تھے غائب مراد کا ترکہ بیٹہ ہے جو بے پلے بال ایس میں ہیں۔
 یہ رنگ بیک (انٹریس) رکھتے تھے۔ یوں معلوم ہو سکتا ہے کہ بعد میں اس نے
 لاکھ نیکہ نے اسے کارٹر مشہور ہوئے جو خود ہی کے شاہنامہ کی مدد سے
 ایک جاہل اور ادب کو شخص قرار دیکھتا ہے کہ بادشاہوں سے جسکی زبان
 قیصر

ہاں یہ بات اہم طرح واضح ہونی کہ اسکاٹلی (اسکولز) اور دیگر کی اثر پر
 آدھری سیکون کی شائیں تھیں اور ایک دوسرے کے ایسے عزیز تھے جیسا کہ
 کی چوٹی شائیں اب بھی ایک دوسرے کے عزیز ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ نہ تو
 یہ منگوئی زبان جانتے تھے نہ ترکہ کی اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اپنی زبان
 تھی گزشتہ اوقات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ ان کی بھی مادی زبان نہیں جانتے
 تھے۔ اگرچہ بعض محققین کا کہنا ہے کہ وہ مادی تھے، لیکن بعض محققین
 کہتے ہیں کہ وہ غیر مادی تھے۔ دائرۃ المعارف فارسی میں لکھا گیا ہے کہ پارسی
 چھ ہزار سال قبل تاریخ میں ایک ترکہ خزاں قبیلے نے وسطی ایشیا سے ہجرت
 کی اور (سوسیانیا) نام کے علاقے میں جو مغرب کی جانب سے فارسی کے پہلے ساہواریوں
 اور جنوب میں اناطولیا کے پہلے ساہواریوں کی وامن تک پھیلا ہوا تھا۔ اور ان کے دوسرے
 دو جانب عربستان کے بے آب و گیاہ صحرا اور خشک فاریس واقع تھا۔ یہاں
 قبیلے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان ترکوں کا ایک حصہ وسطی ایشیا سے
 کے وسطی علاقوں میں آباد تھا۔ جو ترکوں کے شمالی حصہ میں ان کا نام دیکھو
 سے لکھا جاتا تھا۔ یہ اس بیان میں کہا گیا ہے کہ ان کا دوسرا حصہ نہیں تھے بلکہ

(۱) دائرۃ المعارف۔ ہر زبان فارسی کا پہلا جلد اول ص ۴۶

ترک خزاں تھے۔ جہاں کسی پہلے بات کا تسلسل ہے تو زبان کی بنیاد پر یہ نتیجہ ہے کہ وہ
 مادی نہیں تھے۔ لیکن ترک خزاں کی بات ہے تو وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ
 ان کا صرف یہ کہ ترک زبان نہیں بولتے تھے بلکہ جانتے تھے کہ نہیں تھے۔ ان کی اور
 سواریوں کی زبان مشابہت تھی۔ کیونکہ انہوں نے بہت جلد ایک قوم کی تشکیل اختیار
 کر لی تھی۔ تحقیق ان کے بارے میں قیاسات سے کام لیتے تھے۔ لیکن بعد کے زمانہ
 میں جب خوش قسمت سے ۱۰ اور ۱۱ میں قدیم صحریات دریافت ہوئے تب
 اس حقیقت ظاہر ہو گئی اور یہ معلوم ہوا کہ ان کا دوسرا دوسری جہ لیے بال اور
 بڑی بڑی وادیوں رکھتے تھے اور یہ رومان مادی قوموں میں نہیں تھا۔ اور
 نہ ترکوں میں تھا۔ پس ظاہر ہوا کہ ان کی جس وقت سواریوں میں شامل ہو
 گئے اور جسے کہا جاتا ہے کہ ان سے ایک قدیم یعنی اور یہ بھی غلطی مشترک
 ہوں اور اس کے وجہ سے کہا گیا ہے کہ اور ان کے مادی قومیت کو دیکھا گیا ہے
 لیے بال سواریوں کا رواج تھا جو ان کی قوموں میں مردانہ جہاں سے سواری یا ان کی
 زبان میں سے کسی ایک نئی زبان کے ان کے معلوم نہیں ہوتے بلکہ اس معلوم ہوتا ہے
 کہ سرینک نے اپنی زبان آؤشک کے معنی ظاہر کی اور یہ وہ زبان ہے جو آؤشک میں پڑھنا
 کے شمال مشرق میں سری اور ان کو بولتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک دوسرے کی
 (ان جی جانتے ہیں) بال مردانہ زنانہ جہاں میں ایک جیسے ہیں۔ اور یہ ان کی
 سواریوں نے ان کو دیکھا۔ کے متعلق متضاد نظریات ظاہر کیے ہیں۔ لیکن اس بات
 میں کوئی شک نہیں کہ یہ بالی زبان اور بال جانتے کے اعتبار سے ہندو یورپین
 تھے اور ہندو یورپ کے یہ زبان تو آؤشک کے قریب تھے۔ کیونکہ یہ مشرق

پہلوانی CHINESE HISTORY کے مجموعہ سربہ مطبوعہ

کے لگ بھگ اپنے عظیم راہنما سر جوں قدیم کی قیادت کے تحت اقتدار
 تھے، اغلب گمان یہ ہے کہ یہ ۲۵۰ ق م کے لگ بھگ یا اسی سے گور
 بیشتر پونڈہ کی شکل میں بین البرہین میں وارد ہوئے تھے یا یہ کہ ایک زمانہ میں
 کی جانب آہستہ آہستہ پلے آئے تھے، اور پھر اقتدار کو اپنے پیچھے چھوڑ کر
 تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بحر روم سے ملا بارہمک اپنی طمرانی کے
 میں سامریس اور سکندر کی طرح فوجی مہمات کے دوران چھپ گئے ایشیا کے
 اور بین البرہین پر ہندو یورپین کا ہجوم ہزار ہا سال سے جاری تھا، انہوں
 کو چھوٹا اور یورپ کی شکل میں مسلسل یکے بعد دیگرے لاپرواہی سے
 کی گئی۔ اور مشہور داستانوں سے مغرب اور جنوب کی طرف نے جس اس
 لود، برقوق یعنی مادی اور اسکائی (اینگلوزن) شامل تھے جو سہید ہن کے نام
 یاد لئے جاتے ہیں۔ یہاں یونانی جینیوں کا ذکر بھی آیا ہے لہذا چاہئے کہ
 کے متعلق بھی اپنی معلومات کے مطابق لکھ کر کریں، یہ یونانی پستو نوں کی
 بڑی شاخ ہے اور ان سے بہت سے قبائل منسلک ہیں بحر روم اور
 مغرب کے ساحلوں پر پکڑے جاتے ہیں (یعنی) یا فلاگونی اور پونڈہ
 نام سے معروف تھے یعنی کا علاقہ ساگا رلیک (SAGARIS) کے
 رود خانے سے سیراب ہوتا تھا، جو براہِ درآورد کو مکتی کی شکل میں
 ایشیا کے کوچک میں واقع ہے۔ یہ سرد و خشک کشت کے کہ ایک آبادی ہے
 تلاش سے اگلے آئے تھے ایک شاخ یعنی اور دوسری کا نام فی تھا، یہ سرد
 طرف سے ایشیا کے ساتھ اور دوسری کا نام کومت کے ساتھ خاص کا دار حکومت

دارا تادیہ اصل سیاسی مغربی ص ۳۴۲ ر ۳۲۱

اس وجہ (افروہ) سے متعلق تھیں
 یہاں یہ وضاحت کر دی کہ یعنی قبائل جیسے نیک (نیک یعنی واد ہنہویری
 اور جہر دی کے اقتدار سے غلبہ سیت نیک کی یعنی بی بی متو کی نسل سے۔ یہ کہہ رہے ہیں
 اور لودی بھی غلبہ ہیں۔ مذکورہ بیان سے واضح ہوا کہ تاریخ کے قدیم دور
 میں بین البرہین کے قریب آباد تھے معلوم ہوتا ہے کہ یعنی لودی اور دوقانی
 لگ بھگ پونڈہ کی شکل میں ایک ہی دور میں یکے بعد دیگرے ایشیا کے کوچک
 کے مغرب کی طرف کو غالب تدریس جوں کے زمانہ میں گئے تھے۔ سن ۵۵۰ ق م
 اور قبل از مسیح ایشیا کے کوچک کی تاریخ بہت پیچیدہ ہے کیونکہ
 اس ڈیڑھ ہزار سال کے درمیانی عرصہ میں ہندو یورپین اور سامی شمال اور
 جنوب سے مسلسل ان علاقوں میں آکر ایک دوسرے پر تدریس ہوا کہ
 کے لیے لڑتے بھی رہے اور ایک دوسرے میں کھل مل بھی لیتے تھے جیسے
 کہ افسانہ ستان ہندی اور ایرانی مذہبوں کے زیر اثر آیا تھا۔ اسی طرح بین البرہین
 میں شمالی اور جنوبی اقوام یعنی ہندو یورپین اور سامی اثر و نفوذ کے تحت تھا
 اس بنا پر ان کی زبانوں، لباس اور دیگر تمدنی روایات نے ایک دوسرے
 پر گہرا اثر ڈالا اور کھلی سونہیں کو ان کی کچھ زبان میں یہ یہی شکل پیش آئی
 لیکن گذشتہ سوسال میں خصوصاً گزشتہ پچاس سال میں بہت ترقی کی
 اس پر تحقیق اور تحقیق نے جو بہتر اور ترقی قدر تحقیقات کی کہ ان کی
 مدد سے بہت سی نئی باتیں معلوم ہو گئیں۔ یہ باتیں اب واضح ہو گئی کہ
 سیتی تو ترقی زبان جانتے تھے اور نہ منگولی بلکہ ان کی اپنی ایک خاص زبان
 تھی جو عرب قبائل کی زبان کی طرح بہت وسیع تھی جو کہ تباہی کی منتشر
 اور کچھ بجا رہتے تھے اس لیے ان کے لہجوں میں بھی کافی فرق پیدا ہوا لیکن

غلج کہا جاتا ہے وہ ہمارے کئی نسل سے ہیں سرواٹھ کیڑا ہوتا ہے کہ
ہی اقسالی غلجی لکڑیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے اسلاف بھی سفید
ہوتے تھے۔ جو اس وقت ہندوستان کے شمال میں دیگر عظیم قوموں کے
میں اسلاف تھے۔ اسی طرح مشہور سیاح مسین جس نے قریباً سو سال
قبل کتاب لکھی ہے کہتا ہے کہ درانی بھی اقسالی ہیں لکھتا ہے کہ ہندوستان
اور ایران میں درانی ابدالی اور اوطالی کے نام سے مشہور ہیں۔

مذکورہ بیانات اور حوالوں کا حاصل یہ ہے کہ اگر غلجی غلج یا غلجی
سماجیت سے ملے کہلانے لگے بھی تو صحیح تھا (ابدالی ایک شاخ ہے
اور شمالی سفید ہند ہیں اور سفید بن سیتی ہیں میں کی دیگر تائیں بھی ہیں
ہیں میں ایک شری اور مشہور شمل اسکائیوں یا ساکائیوں کی ہے جسے آشکوف
یا آشکوزی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ یہ
آکسوس (آکسوس) کی بالائی وادیوں اور سرحدیہ کے درمیان دیوہ سیستوں
کے ساتھ محل کے زندگی گزارتے تھے۔ جس وقت دوسرے سیست قبائلی جنوب
اور مغرب کی جانب چلے گئے اور اسکاٹینا کے پاس ملائے نہایت۔ دنیا
پاؤنی جو باغتر کے جنگ کے اندلان کے مغرب پر متعلق تھے ان کے ملک جنگ
میں کس کے جنوب کی طرف چلے گئے اور اسکاٹینی (آشکوزی) باغتر کے علاقوں
میں چلے گئے۔ اس وقت ہندو کش کے جنوبی اور مغربی حصے پر پارٹی قابض
تھے۔ اور جرات سے مہارت تک تمام علاقوں پر قبیلے بکرتے تھے لیکن
جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ان کی مرکزی قیادت نہیں تھی بلکہ اپنے ملکوں

راہ۔ پٹخان۔ اور۔ ص ۱۲۷

بالی ہمارے ہر کہا جاسکتا ہے کہ سیستوں کی زبان پستو تھی۔ جو ہمارے
ان کے ساتھ کئی صدیوں میں مغربی ملکوں پہنچی اور وہاں دیگر ہند
یورپین زبانوں اور لہجوں میں تدریجاً بدلتی گئی۔ الفاظ بدل کر سن ہوئے لیکن ہم
علاقوں میں عجز زبوں کو بول جاتی ہے اور یورپ کے ملکستان زبان
اپنے باپ دادا کے بولنے ہوئے بھولوں کو بچان لیتے ہیں جیسا کہ جوہر میں
نشت (نہیں) آشکوزی میں نو (نہیں) آشکوزی میں اوکے (ٹھیک)
آشکوزی میں والی (ولی۔ کیوں) چمن (چشین) اکی (ہائی) پی ۲۰
نہادر کی طرح کے دیگر بے شمار الفاظ جو مشرقی یورپ کی زبانوں اور لہجوں
میں اب بھی دھڑ سے اپنے عظیم اور نامور ابا داجداد کی توتو حیات کی
نشاندہی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

گذشتہ اوراق میں آپ کی نظر سے گزرا ہے کہ تحقیق نہ انکو دہ
غلج۔ کہ بھی ترکی شخصیت قرار دی جیسا کہ اس کے ساتھ یہ بھی کہتے
ہیں کہ یہ نہ تو ترکی زبان جانتے تھے، نہ منگولی اور نہ سامی اس
سے فارسی طور پر تلاطم ہوا۔ اسلاف طور پر سیستوں کی کہ یہ لوگ نہ ترکی
تھے نہ منگولی اور نہ سامی۔ بلکہ تھے اور ترکی زبان بولتے تھے ہمارا مقصد
بھی یہی ہے۔ بات واضح اور ثابت ہو کہ وہ اپنی زبان بولتے تھے اور اپنا
طرز زندگی رکھتے تھے۔ ترکی بات یہ بھی واضح ہوئی کہ یہ اقسالیوں اور
غلجیوں کا فرق نہیں کر سکتے اور آخر کار ہر اس بات کی طرف آتے ہیں
کہ اقسالی اور غلجی دراصل ایک ہیں۔ جیسے کہ اخترازی نے اپنی تصنیف
مفتاح العلوم (۱۵۹۰ء) میں لکھا ہے کہ ہیا کہ (اقسال) وہ قبیلہ ہے
جو عظمت کا مالک تھا اور تخراسستان پر قابض تھاجن ترکوں کو غلج

یا خانوں کی قیادت کے تحت عہدہ عہدہ پوندہ قبائل کی صورت میں کہ
زندگی بسر کرتے تھے البتہ جب کبھی ایک سنگین مسئلہ پیش ہوتا تو اس
کے سربراہ اکٹھے ہو کر مشترکہ طور پر اقدام کرتے تھے یہ سلسلہ اس وقت
تک جاری رہا جب تک اشک یا ارشک جنہیں لاکھیا موصوفی ارسا کی
نام سے یاد کیا ہے ران کی قیادت کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوا تھا یہاں
سوائے یہ ہے کہ اشک یا ارشک کون تھا؟ وہی کے بارے میں بعض لوگوں کی
موصوفی کا نظریہ ہے کہ ارشک باختر (بلخ) کا رہنے والا تھا، ستر پور پند
کتا کے نویں باب میں لکھتا ہے کہ ارساں یا ارشک ایک باختری شخص
تھا، قدیم تاریخ ہند کا مؤلف ولسنٹ سمجھتا ہے کہ پارتیوں کا سرخند
ارشکان کہلاتا تھا جس کے آباد اجداد کے متعلق اشک ہے، رنگین کی
بہادری اور دلیری میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں اور یہ شخص تاخت
و تاج کا حامی تھا۔

پروفسر آرتھر کرسلن مین ایران بعد اسامانیان (۱۵۰۱ء کے پہلی تہ
کتب میں لکھتا ہے (جیسا کہ گذشتہ صفحوں میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے)
کہ اشکانی سندنستہ کا بانی اشک یا ارشک کہلاتا تھا وہ پرتوا تیبہ کا
سرخند تھا اور سرخند کے محبوب مشرقی علاقہ میں رہتا تھا، جو بعد میں مدین
کے نام سے کہلاتا تھا اور اس علاقہ کا قدیم نام پارتیا تھا۔

ان بیانات سے واضح نہیں ہوا کہ اشک یا ارشک پارتی تھا یا
البتہ یہ معلوم ہوا کہ اصلًا باختر کا رہنے والا تھا اور پارتیا چلا آیا تھا
جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ اشکانی پشتو نوں کا ایک جز اقبیلہ تھا جسے
کلاسیک موصوفی نے اپنی زبان اوسبے کے مطابق جی، اسکا، کی، جو، سکا،



میرزا اساف خان



میرزا اساف خان



میرزا اساف خان



میرزا اساف خان

میں ساک کے نام سے یاد کی ہے اب اگر پشتہ زبان کے اشتقاق کو دیکھ جائے
 ایک اور اشک کے ساتھ زری کا اشتقاق خود واضح کرتا ہے کہ اشک زری
 اشک ری میں کوئی فرق نہیں صرف سش "اور شخ" کا سبب دلہ ہے جو آریائی لہجوں
 عام ہے یعنی جو لوگ شخ کہہ تلفظ نہیں کر سکتے تو وہ ایسے کس۔ جی ادر کس
 لے ہیں جیسے کہ اشک سے ادراسس بنایا گیا ہے۔ پھر حال نہ شخص جو ملا
 د کے نام سے پکارا جاتا تھا یوں معلوم ہوتا ہے کہ اصلاً اشک کی قبیلہ سے تھا
 اسکو زری تھا جنہیں اسکو زری کے نام سے یاد کیا گیا ہے اسکو زری اور دیگر آبادی
 کو جو تمام سستی قبائل ہیں جن میں غلی اور اقلالی بھی شامل تھے۔ یا یہ کہ یہ لوگ اقلالی
 ملی کے نام سے پکارے جاتے تھے ایک بڑا قبیلہ تھا۔ ہر الکوزوں سے بھی قرابت
 لیا تھا۔ یہ کہنا کہ اسکا کی لائی مردہ لہجہ پارتی کے ہیچے چنے کہے ہیں۔ چرہیں بھی
 اس اور پیرہیت جلد شیر و شکر بھی ہو گئے۔ بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اقل
 لہجہ بنی اور روایات میں شریک تھے، اسی لئے تو ایک دوسرے میں جلداد باسانی
 ہو جہ گئے۔ یعنی اسکو زری اسی بڑے نام بارت یا پشت یا پشتوں جو مشترک
 ان اور روایات کی ترویج کرتا تھا میں مضم بر گیا اور پشتوں کے دیگر قبیلوں کی طرح
 کا قبائلی نام رہ گیا۔

یوریشیئر سٹن سین مکتھا ہے کہ اشکائیوں راشکو زوں اسنے ہوا ہی قبیلہ کے
 ماہوں سے جو خود بھی شمالی ایران کا باشندہ تھا۔ پارتیا کے صوبہ پرتا یعنی ہوا اور
 ان ایک نئی ایرانی سلطنت کے وجود میں آنے کا باعث بنی اشکائیوں نے ہاشمی

لہ راجھی سے غالب سرد پشتونوں کا ایک قبیلہ "دی" ہے۔ جو یک طرفہ قبیلہ

کی ایک شاخ ہے۔

ہنگامی کمی کا سامنا ہے، لیکن مہن کے پہلے بادشاہوں کا عہد ارشد مہکتا تھا۔ پارسیوں کا فرمان روا غالباً حاکم خانہ بدخشوں کی مدد سے اُن پر قابض تھا۔ اس لئے کسی قسم کی ترقی اور دستاویز سامنے نہیں آئی ہے۔ لیکن گرگما خطہ سے لے کر شمال کی تاریخ تریب کی جاسکتی ہے۔ جو کہ پورب اور مشرقی ہند کے دو رابطہ اور وسطی نظریے بہت اہم ہے۔ یہ لوگ سلوکی اقتدار سے برابر فہمات حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن اپنے فرائض کی کوششوں کے باوجود کامیاب تھے۔ اس مدت تک کہ دوسری قبل مسیح صدی میں تری وادائی نے باختر، پابل، سوسا سے لے کر افغانستان کا وطن ناکس اپنی مقبوضات میں شامل کر کے سلطنت کا دائرہ وسیع کر دیا۔ اس طرح پارسیا والے ایک ایسی حکومت کے قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جو ہرگز نہ پہلے ناکس تک پہنچی ہوئی تھی تری وادائی اولیٰ نظام سلطنت تھا تاریخ کی اہم اور نمایاں شخصیت ہے، اگرچہ ان کے بارے میں کچھ معلومات کم دریافت ہوئی ہیں۔

دوسری صدی قبل مسیح کے آخر میں تری وادائی نے مسلسل جنگوں کے بعد مال اور مشرق کی جانب لینے والے قبائل کو شکست دیا اور اس طرح ان کی سلطنت میں ایک طرف آرمینیا اور دوسری طرف سیستان میں شامل ہو گئے اور اسی کے ساتھ برصغیر ہندو پاک کے شمالی جانب سیدانوں کا پھیلنا بھی شروع کر لیا ان کا سیلاب جنگوں کی بدولت مغرب و دنیا پارسیا کے لوگوں کی اصلاح مند ہے۔ جنہوں نے خانہ بدخش اقوام کے حلوں کی ملک تمام کی تھی یہ شمال مغرب میں تھے۔ یعنی والے قبائل تھے جو پورے پیمانے پر تانوت و تاراج کے لئے نکلے تھے چین کے مذکورہ حصوں میں تھیں ترکوں نے دوسری صدی میں راجی اچھے کے لوگوں کو جو زیادہ تر ہندو یورپین تھے۔ اپنے وطن سے نکالنے پر مجبور کیا تھا۔ ان لوگوں کو مو قع ملا اور

خاندان کی مملکت کے اصول نہیں چھوڑے لیکن اس کے باوجود پارسی سلطنت سے ایک خاص بات پیدا ہو گئی اور وہ یہ کہ سبھی اقتدار ایران کے مغرب سے کو منتقل ہوا۔ اشکانی حکومت نے باوجود اس کے کہ اُن پر یونانی رنگ چڑھا لیا تھا، ایرانییت میں اضافہ تھی سے زیادہ خاص تھی۔ تقریباً دو سو سال تک، شکا، نے پارسیا کے صوبہ میں ہکا لوم پیوس کا شہر اپنا دارالسلطنت رکھا تھا۔ ہدیہ خیز آبروی کہتے ہیں کہ سکندر کے انتقال کے دو سال بعد ایرانی صوبوں ان کے سلوکی جانشینوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اس کے بعد چار پانچ سو سال تک ایران کی تمام اقتدار سیتی قوم کے ہاتھ میں تھی یہ لوگ خانہ بدخش تھے۔ یہ کہ قبیلے روکس اور چین کی سرحدات کے قریب گھومتے رہتے تھے ماساگوپے ان کے ایک قبیلے کا نام تھا۔ یونانی انہیں سکا کے نام سے یاد کرتے تھے، اگرچہ یہ بھی ایرانی افغانی کی نسل سے تھے لیکن ان کی تہذیب کا امتیاز ان سے کچھ مختلف تھا اور اپنے طویل اقتدار کے زمانہ میں بھی اصلاً خانہ بدکش رہے تھے یہ اپنے وطن سے جو بحر خزر کے مشرق کی جانب متاقل کر گئے اور مغرب مشرقی علاقے میں آباد ہو گئے ان دونوں افغانی کا صوبہ پارتنو پریر سو۔ پہلو میں شامل تھا یہاں یہ صوبہ کے اصلی باشندوں پر نہیں سے مل گئے اور شیر و شکر ہو گئے۔ روکس اور کیم بھی انہیں پارتنو والے اور ریسپوری کہتے ہیں لیکن اس بات سے اس حقیقت کا سراغ نہیں ملتا لوگ مختلف قبیلوں کے گروہ سے عبارت ہیں۔ بعد میں جو متحدہ آرمینیا سے آئے اور جو غالباً ترکی نسل تھے۔ وہ بھی پارسیا والے اور سپہنوں کہلانے لگے۔ ان کو اسکر

لے پر نہیں سے غالباً مراد پشتونوں کا ایک قبیلہ بنی یا پھر ترکی

ہند۔

ان مسلمانوں میں آباد ہو گئے۔ جسے اب مدنی ترکستان کہا جاتا ہے۔ اس مڈ
اصلی باشندوں نے باختری سلطنت پر قبضہ کر لیا اور ان کے بڑھنے کے لئے دگر باندھ
کوئی اپنے ساتھ ملا کر پارتیا والوں کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔ صوبہ کے
بہت سے حصوں پر قابض ہونے کے بعد ایک طرف تو مغرب کی جانب بڑھے اور
مصری جانب مشرق کی سمت سیستان کے راستے سرزمین ہندوستان تک پہنچ گئے۔
آخر کار حضری وادئ و دھم حالات پر قابو پانے میں کامیاب ہو کر سیستان
و دیارہ قبضہ کر لیا۔ اور پارتیا کے ملاتے ہوئے سرحد تک داخل ہو گئے۔
آیا بدلتیوں کا یہ اصل بنی تہذیب بہ کم ہے جنہوں نے بڑی دھیری سے کہہ
نے کہ حملہ آور مل اور خانہ بدوشوں کی لینا کو سنہلا دور نہ بصورت دیگر تو ر
مشرق کو پاؤں تلے روندتے ہوئے لیو پ تک جا پہنچنے کے ساتھ وہ حالات سد
جو ایک ہزار سال بعد حملہ آوروں کی غارتگری سے پیدا ہوئے تھے لے
جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں سرحد کی کہتہ ہے کہ بعد میں جو حملہ آور چین سے آئے
اور جو غالباً ان کے مسمی تھے اس کے اصل تھے وہ بھی چلی با پسو کی کہتہ ہے کہ
ان کا رشتہ اور اشکانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے باخشاہوں کے بعد کا نام ان
تھا جس پر یہ کہا جاتا ہے کہ پارتیا کے پورشاہ ان پڑھتے لہذا اس بنا پر ان کی کوئی
دستلاویز یا تقریر ہمارے ہاتھ نہیں لگی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی
صحیح معلوم نہیں کہ یہ اصل کون تھے یہ بھی اسی طرح کی بات ہے جیسا کہ ہم
حقیقت کہتے ہیں کہ آکا دہسائی بھی اور بعض کہتے ہیں کہ ترک تھے۔
گذشتہ صفحات میں اس بات کی وضاحت ہو چکی کہ آکا دور تو تازی میں

نے پراٹھ اڑان - پراٹھ پھرنے سے کہیں صنفی ۲۶ - ۲۸

اور زبانی بلکہ سند و روایت میں سے جو سب سے زیادہ صحیح سمجھنے کے لئے جانے ہیں۔ کی
شدھی تھی۔ جنہیں کلاسیکی مورخین نے اپنی زبان اور لہجوں کے مطابق شک و شک
مندی اور ساروں کے نام سے یاد کیا ہے مثلاً اراپو وودو سکس (نئے ساکھوں
کے نام سے اور ازرو وگوسس) نئے ساکھوں کے نام سے یاد کیا ہے۔ محققین
کہتے ہیں کہ اس نام میں واضح طور پر پھسلا کا لکھنا موجود ہے اور یہ وارو کشن لکھ
کے زمانہ میں ایگزارت (سرور یا) کے جنوب میں زندگی بسر کرتے تھے۔
بطوریکہ ان سے اس کا لکھنا کا سا لکھنا کے نام سے ذکر کیا ہے اصلان کے قیام
کی جگہ سرور یا کے جنوب میں یعنی کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ چین کے
• اصلان حالانہ خاندان کا سا نام لکھا ہے کہ ابتدا میں اس کا لکھنا کے قیام
کی جگہ (دوسوں) کا علاقہ تھا یہ علاقہ خاندان کے ہاتھوں کی رو سے "تائیوان"
کے شمال مشرق یعنی پامیر میں بتایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چینوں نے
میں اس کا لکھنا کے پہلے قیام کا کسی ایگزارت کی وادی میں یعنی کاسے سا لکھنا
یا سا لکھنا تھا تو ری - یوچی اور دیگر قوموں کی وادی کی وجہ سے سرور یا کی وادی
سے آہستہ آہستہ جنوب کی جانب دریائے کامو کے شمالی کناروں سے فرغ
ہے آخرے اور یہاں سے ایک حصہ باختر کو چھلایا گیا۔ اور دوسرا حصہ آمو کے کنارے
لے کر سے چلی وادی کی جانب "مروہ" کو چھلایا گیا اور وہاں کے دو جانب
سے بدلتیوں سے جا ملا لے
نہ کہ بیان سے یہ بات اسی طرح واضح ہو گئی کہ سا لکھنا کی ایک
سے صرف کلاسیکی مورخین کے لکھوں کی وجہ سے اس اور کشن کا متبادلا ہے۔

تکوین ہندوستان قدیم جلد دوم صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹

شاہدوں کا دلوں کا وہ سربراہ اور بادشاہ تھا جو شہزادوں - سرحدوں - سرحدوں کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور آخر میں پشتونوں کے بھجوں میں شہزادوں کے شہزادوں کے نام سے شہزادہ بن گیا۔

یہاں یہ بھی وضاحت کر دی کہ آریہ بھجوں میں "خ" "ک" میں بدلنے سے ضرور تبدیلی بنائی ہے۔ بالخصوص سنسکرت میں "خ" "نہیں ہے" "خ" "کی جگہ" استعمال ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کیونکہ شہزادوں کے ساتھ شہزادوں کی جگہ لکھا ہے لہذا اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ آریہ یا بھجی دیگر سادہ کی یا شاہدوں کی اور یا داری قاصد کے مطابق شہزادوں کی اصل اسفیدہ صفوں کی طرح ستیوں کی ایک شاخ تھی جس کا ایک حصہ پہلی بھت میں بین الہریں (تقدیم سراج) کی طرف گیا اور پھر لہجہ سربراہ شہزادوں یا شہزادوں کی قیادت کے تحت ایک بڑی سلطنت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ ہر سکتہ کے سرحدوں یا شہزادوں کی کئی ٹخمی نام مذہب کے لیے بنیے یا تو ہم کے نام سے خود چڑھا جو۔

"اکا" تو اس باضیان کا نام تھا جو ان کی پرورش کرتا تھا۔ اور یہ ان کو "اکی" یا "اکا" پکارا جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ سادہ لوگ (سرحدوں یا شہزادوں) سادہ لوگ کی طرح شدہ شخصیں ہوں اور سادہ لوگ جیسے کہ خنجر اور دیگر کہتے ہیں کہ سادہ لوگ بہر حال یہ تمام نام شاہزادہ ہیں اور ناموں کے علاوہ یہ بات حقائق سے پرہیز کرتی ہے کہ ایک تو اکا کی نژاد کے بارے میں موضوع اور بدقیقین کسی خاص نیت کو ہمیں پہنچے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کی باقیات شہزادوں کے نام سے بارہا علاقوں - اور ادا لائی - ثواب اور پیشین میں موجود ہیں اور یہ یا تو غلطی ہے۔ جنات کے شیوں (وچلی) کے نام سے بھی یاد کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی کے نام کی شہزادوں کے پاس کوڑائی کے نام سے ایک جگہ اور ثواب کے شہزادوں

کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ اگر شہزادہ دیکھے کہ کوڑائی پشتونوں کی ایک نافرمان ہے۔ شہزادوں کے نام سے ایک صورت تھی اور ان کے جہانی کا نام لگے تھا اسی طرح کوڑے کوڑی شہزادوں کا کوڑوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے جو اور ادا لائی میں مقیم ہے جیسا کہ پیشتر ذکر کیا گیا کہ کوڑے یا کوڑاں یا کوڑی (شہزادوں) تہذیب و مدن چڑھے اور کوڑوں جو کوڑوں سے بھی قدیم ہے) اس کے علاوہ بڑے ستان کا نام سرحد ہنسیں اور سوہتنگان کے قریب (ایرانی حدود میں) ایک بہت قدیم قبرستان ہے جس میں گند کی شکل میں قبریں بنی ہیں۔ ان میں بڑی لمبی گند کی نما یا دیگر قدیم زمانہ کی ایسی تصویریں بھی دیکھیں جو بنی ہوئی ہیں جو ہندی تہذیب سے شاہد نہیں ہیں۔ یہیں کے سرحد کی تصویریں بھی ہیں۔ اور بڑے شمار سرحد کی بڑیاں اور کھوپڑیاں بھی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بین الہریں کی کسی قدیم تہذیب سے تعلق رکھتی ہیں۔ معلوم نہیں کہ آنا قدیم کے ماہرین نے یہ جگہ کبھی سے یا نہیں۔ کوئی تحقیق کی ہے یا نہیں جو چستان میں تہذیب اور تاریخ کے بہت سے آثار دریافت ہوئے ہیں۔ جن میں کوڑوں میں لگاؤں گل محمد - زیادہ کے افسانوں کے کے لگاؤں عجیب ذیلی - سبکی کے لونی دیہات کی پہاڑی اور اسی طرح کے دیگر مٹی کے چیلے جن سے متعلق مختلف قسم کے افسانے بھی تراشے گئے ہیں۔ بہر حال ان آثار میں سب سے قدیم آثار اور ادا لائی - ثواب - پیشین - ثنائی - مال اور کوڑوں کے آثار ہیں۔ البتہ یہ آثار کسی خاص زمانے سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ بعض ظروف بالکل سادہ ہیں۔ جن پر کسی قسم کے نقش و نگار نہیں اور بعض ستوش لیکس ایک دوسرے سے مختلف۔

الغرض مدعا یہ ہے کہ آریہ بھجی زبان - لباس اور بالوں کی بنیاد کے اعتبار سے سیتی تھے۔ البتہ قدیم سیتی تھے۔ جنہوں نے ستھ قیام کے لگ

جھگ و بگڑ سب دیرین کے پہلے سفر بک کی جانب ان دیگر قبائلی کے ساتھ جرت کی تھی جو قبائلی سردار کے مطابق بلخ و بلخہ ناموں سے پکارے جاتے تھے جسے کہ آج بھی صدیوں سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ کلاسیکی مؤرخین نے اپنی زبانوں اور لہجوں کے مطابق مختلف ادوار میں ان کے نام تبدیل کر کے سن کر دیئے وہ ناموں کو کوٹا ٹیپو کے نام سے پکارا۔ "پٹن کوٹی" - "تی" - "کے" نام سے یاد کیا۔ لودی کو لیدی کے نام سے "داوی" کو "داوی" کے نام سے خبری و پٹنی یا پٹنیاں۔ اچوٹی کو اشکزی کے نام سے پلاکھا۔ علی حذافا کس ہر کسی نے اپنی زبان کے مطابق لکھا جب کہ اسی طرح لودی میں آئے واسے مؤرخین سے اصلیت گم ہو گئی۔ لہذا کی جو پٹنیاں میں اب تک بچے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس خط میں اب تک قديم تهذيب و تمدن کے آثار اور زبان۔ بچے اور لغات قديم شکی و صورت میں موجود ہیں اور دور سے پکارا کر اپنی اصلیت بتا رہے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی پانچ ہزار سال قبل کے آریائی اسی و خندوس یہ یعنی اسی کشادہ لباس۔ اسی طرح سر سبز و اما اور اسی طرح بڑی بڑی پٹنیاں یا ندھنا۔ چمن کے سروں پر ہی فروزی قسم کی ٹیشیاں ایک نہیں بلکہ ہزار ہا کی تعداد میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے رسم و رواج۔ دستور۔ عورتوں کا لباس اور ان پر پردے کی سخت پابندی اسی طرح گھر بنا کر اور بصر خصوصیت کے ساتھ ایک زبان بولنا۔ خود اس بات کا ثبوت سہ کریر کوگ بتول آریہ، کو مختلف قبائلی کے جوڑے سے عبارت نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس طریقہ سے حقیقت کا سراغ لگ سکتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ ہر اعتبار سے یعنی نژادی۔ لسانی و ثقافتی اور مزاجی اعتبار سے ایک شے اور ایک نسل ہیں۔ جتنا ریخ کے عربوں و درجہ قبائلی لکھ سکتے ہیں نہ ہی لکھ سکتے تھے اور ہر

نہیل یا تو اپنے دادا کو شہر ب تھ، یا اپنے سربراہ کو جیسے زنی "اور خیل" سے "اجسپ" - "زی" کے معنی تھے اور خیل، یعنی لشکر، تھا کہ جو کسی کے طرفدار تھے، لشکر میں شامل تھے۔ اسی کے نام سے مشہور ہوتے تھے لیکن بعد کے زمانہ میں بدلتوں نے "خیل" میں "زی" کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

بلوچستان میں یعنی علاقہ اب بھی ایسے ہیں جن کے نام قديم کریمیاہوں نے پہلے یا دواشتوں کو تازہ رکھنے کے لئے رکھے ہیں۔ مثلاً شہر "ب" میں ایک شہر کا نام "ہنہ"۔ تھا۔ اور فرات کے شمال میں ایک شہر کا نام "اوروک"۔ حاجی کا قرات ہیں "آرک" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور ہیں "لہنہ" کے تمدن میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آثار قدیمہ کی ایک جرمن ہولت نے ڈاکٹر جوڈا کی سرکردگی میں کافی حضرات یہاں دریافت کئے ہیں۔

ان دونوں ناموں سے بلوچستان کے موجودہ دارالحکومت کوٹلے کے شمال شرقی میں دو چھوٹے نظری مقامات اب بھی موسوم اور موجود ہیں۔ جو ایک ہنہ اور دوسرا "اس" کے ساتھ "اروک" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں بانی "ال" کی ایک جھیل ہے اگر زنی میں ہنہ دیکھ سکتے ہیں بلوچ موجود ہیں۔

ہنہ کوٹلے شہر سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے۔ "دراروک" ہنہ "ہنہ" سے قریباً "ٹھٹھیل" آگے ہے۔ یعنی شہر سے چھ میل دور ہے۔ یہ دونوں جگہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ شہر شام سے جو کسی وقت میں انہری کے زمانہ داروں کے تسلط میں تھا اور خندوس کے شمالی علاقوں سے یہاں لوگ آئے تھے ہنہ "اور" "اروک" میں کاٹر چیلے کی اس شاخ جو یاسین نڈی کے نام سے مشہور ہے خیم ہے۔ یہ دار کا کافی آباد اور کوٹلے۔ نسبتاً مشہور ہے، "داوی" میں کوٹ۔ سیب۔ نوداوا اور انداز کے کافی غلات ہیں۔ یہاں گندم

۱۔ ہیں۔ اندر دیوے۔ کہ ہر ایک کا نسبت زبان سکون۔ وہ مہرہوں پر سوسری
 ۲۔ الخاف میں ایک۔ شاہ کا نام خورشید ہے جس کا نام کو دور کو مالوک تھا۔ اور
 ۳۔ ان کے نام سے مشہور تھا۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا کہ فرشتہ ملین (الہادی) کا
 پہلی کو دہائی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اور دہائی کے مشرقی کے ساتھ کو دہائی
 ۴۔ کا ایک ایک نام ہے۔ علاوہ انہی پشٹونوں کی ایک بڑی شاخ کران کا خیمہ
 ۵۔ اسے اور لگنے سے مشہور ہوتا ہے۔ اور کو دہادی سنہری خیل کا کوئی ایک شاخ
 ۶۔ ہے۔ جو ضلع وراوانی میں سکونت پذیر ہے۔ جو ہر کے علاقہ میں بچے سلاط
 ۷۔ درکن جو تریخ یا دینی لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ اکثر رہتے ہیں۔ اور ایک
 ۸۔ در سے کی زبان جانتے ہیں۔ سادات کا کہنا ہے کہ زرخا صاحب پشنتو زبان میں
 ۹۔ ان الفاظ اور فقرات محض طور سے ادا کرتے ہیں۔ یا یہ کہ ان الفاظ کی اصوات میں کچھ
 ۱۰۔ ہے۔ مثلاً خرک (کون) کو چوک کہتے ہیں۔ شبہ ردت کو شبی کہتے ہیں
 ۱۱۔ نہ را جافا۔ نور خ۔ مرادوچ (کو میراد) کی رزہیں (کو خف) کہتے ہیں۔
 ۱۲۔ یہ وضاحت کر دی کہ آفسریدی اور اورک زنی بھی لمر (سورج) کا کسر کہتے
 ۱۳۔ بجلی کو جملہ زرخ کو زرخ اور دھند کہتے ہیں۔ ڈبرہ اسماعیل خان اور
 ۱۴۔ کے زرخ لہجہ کی بجائے زرخ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی خرک کو چوک
 ۱۵۔ ہے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر عرض کیا گیا کہ پشتو کافی وسیع زبان ہونے
 ۱۶۔ کے علاوہ کافی لہجے بھی کہتی ہے، لیکن اساسی اعتبار سے زبان ایک۔ ہے۔ کیونکہ
 ۱۷۔ ہر کے اختلاف کے علاوہ بھی ایک نوعیتی اعتبار سے تمام کی زبان پشتو کہلائی
 ۱۸۔ اس سے وہ بہت زیادہ ہوتے کہ تمام ایک دوسرے کی زبان کو جانتے ہیں۔
 ۱۹۔ ہے کہ زبان۔ ان کا نام۔ اس کے ساتھ اور اس کے
 ۲۰۔ ہے کہ زبان۔ رود ہر لہجہ جو مشرقی زبانوں کے ساتھ

کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔ ترک میں ٹھنڈے پانی کے بہت چشمے ہیں۔
 کوتر کر میں جگہ سے پانی دستیاب ہوتا تھا۔ لیکن اب پانی کم ہو گیا ہے۔
 شہر کی آبادی میں قریباً دو لاکھ تک بڑھ گئی ہے۔

بلوچستان کی قدیم تہذیبوں میں ایسے بہت سے آثار ٹیلوں اور کھنڈرات اور
 میں موجود ہیں جو گوتم بدھ اور زرتشت کے دور سے بھی قدیم ہیں۔ مثلاً
 کے (مشرقی) انہ کے گھاؤں میں اب بھی دو ایسے کھنڈرات ہیں۔ جن سے کہ
 سال قدیم تاریخ پر مدد ملتی پڑتی ہے۔ ان کھنڈرات میں ایک "راسہ" کا
 ہے۔ جو پشپین بازار سے گیلہ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب واقع ہے اور
 میں ایک پتھر کی گائے ایک پھیرا اور ایک لڑکے کا جسم کچھ عرصہ قبل بھی کوئی
 جنہیں دیہات کے بچوں نے توڑ کر تتر بتر کر دیا۔ اسی طرح۔

اس کے کھنڈر سے قریباً چار فرنگ کے فاصلے پر ایک قدیم گھر اور قدیم
 نشانات بھی موجود ہیں۔ جہاں معلوم ہوتا ہے کہ بہت قدیم زمانہ میں گائے
 ساتھ لوگ پیار کرتے تھے۔ اسی طرح زیارت (پرانا نام غور خانی) کے
 "پوئینرو" میں بھی قدیم زمانہ کے آثار قدس کی شکل میں موجود ہیں۔ لیکن اس
 قلعہ کی عمارت اینٹ کی نہیں بلکہ پتھروں سے بنی تھی۔ اس قلعہ میں کھنڈرات
 کی چیزوں کے علاوہ ایک بچے کو ایک مرتبہ پھریس طوائی رس کے بھی آثار
 جیسا کہ لہجہ میں اس کی دال نے کوئی زلیور بنایا تھا۔ پسند لیکن نہ ہو
 معلوم نہ ہو کہ کسی زمانے سے متعلق تھا۔ البتہ یہاں کے باشندوں
 کہنا ہے کہ یہی سب پر مہر لگی ہوئی تھی اور اس پر قریب پچیس تھی۔ لیکن خیر
 پہچان نہیں ہوتی تھی۔ غرضیکہ مجروحوں سے لے کر وہاں نہ ملنے تک اس
 علاقہ میں سب سے تہذیبیں گذری ہیں۔ چوں کہ اسے اور مہر لیا بال ہیں۔

کی دکان کی کرتی ہیں سکنے نام بھی تمام میں ایک جیسے ہیں اس سے پہلے۔
 کی چند شاہیں پیش کی جائیں بہتر ہو گا کہ پشتو زبان پر ایک عمومی لٹریچر لکھیں نہ تو
 میں عرض کیا جا چکا کہ جس زمانہ میں آریان میں لہوئی استراہو کے ایک زبان بول
 جاتی تھی تو اس زمانہ میں کہ ان کے بڑے بڑے علاقوں یعنی پارتیا۔ کچیا کرالہ
 اور گندھارا میں پشتون رہتے تھے۔ یعنی مستقر قوم کے ٹنگ جھگ ان زمینوں
 پشتون آباد تھے۔ چونکہ وہ قبائلی نظام تحت خانہ بدشاہ زندگی بسر کرتے تھے
 اس لئے ہر وقت گردش میں رہتے تھے، اور زندگی کا دار و مدار رویشی پسند
 اس وجہ سے سرحدوں میں یہ آریان کے مشرقی اور جنوبی علاقوں کو کوچ کرتے تھے۔
 اور گریوں میں دایس شمالی اور مغربی منطقوں کی طرف لوٹ آتے تھے، اور
 اس طرح ان کا بالائی اور زیریں علاقوں میں ایک دوسرے سے مستقل رابطہ قائم
 تھا۔ یہی بنا پر اگرچہ ان کے لہجوں میں تضاد تھا۔ مگر کچھ لہجوں کی مشابہت اور
 شکل میں باقی رہ گئے۔ اور علیحدہ علیحدہ زبانوں کی شکل اختیار ہوں کی ہم باہم بات
 کا نتیجہ اس طرح اخذ کر سکتے ہیں۔ کہ آریان کے ان منطقوں میں مستقر قوم میں
 جو زبان بولی جاتی تھی اور اب بھی بولی جاتی ہے دراصل ایک ہے البتہ اگر کچھ فرق
 کیلئے تو وہ ان سنے ناموں اور الفاظ کی وجہ سے ہے۔ جو مشرقی اور مغرب کی
 مختلف تہذیبوں اور مہنتوں کے ساتھ ساتھ فرقوں کی حیثیت سے کریمیر ہمیشہ
 کے لئے یہاں رہ گئے وہ ساتھ ساتھ الفاظ اور نام اب بھی پشتو میں واضح طور پر علوم
 چھوٹے ہیں۔ اور ایک عام پشتون ان کو صحیح تلفظ نہیں کر سکتا۔ مثلاً تیران کو
 آریان کہتے ہیں۔ تو وہ کو غور نہ کیا جاتا ہے۔ حالات یا حال کو آلات اور ان کی
 کہتے ہیں۔ عام کو کہتے ہیں۔ مگر کو اسم کہتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی ”مذہب کا“
 تلفظ بھی پشتون صحیح طریقہ۔ دایس رکتا۔ کھانہ کو کھانے کہتے ہیں کہہ کو

کہہ کر القیاس دے دیگر ہندی اور عربی الفاظ ہیں جن کا پشتون اب زبان کی
 طرح تلفظ اور ادائیگی کر سکتے۔ کیونکہ ان کے سُنے میں ان الفاظ کو صحیح طور پر ادا
 کرنے کے لئے قدرتی غریب نہیں البتہ تعلیم یافتہ افراد مصنوعی غریب بنا لیتے ہیں۔
 لیکن بھری بھری اگر کو پوری توجہ نہ دیں تو غلط کر جاتے ہیں۔ ہم نے ابتدا میں سنسکرت
 اور اوستا کے ساتھ پشتو کا کچھ متناظر اور قریب کیا تھا اور یہ عرض کیا تھا کہ
 سنسکرت اور اوستا کی تولد سے پہلے قدم کر لیا میں جو زبان بولی جاتی تھی
 نہ پشتو تھی اس لئے کہ صرف و نحو اور لغات کی بہتات کے اعتبار سے پشتو
 سنسکرت اور فارسی سے زیادہ وسیع زبان ہے۔ جس میں کئی تنک نہیں کہہ کر
 سے یا پھر زرا سال تیں یہ زبان ہندو یورپین زبانوں کی ایک بڑی شاخ تھی۔ یونانی
 (دوقناتی)۔ لی۔ تی۔ فی۔ رچینی (لودی بریچ۔ آفریدی۔ اشکوزی (اچسکزی)
 کا لڑا ترین اسی زبان میں ایک دوسرے سے بات کرتے تھے۔ یہ نہ پشتون
 تھے۔ جن کو کلاسیکی مؤرخین نے سمیتوں اسکا یونان اور مقدونہ کے نام
 سے لکھا ہے۔ ان کی زبانوں میں قدیم لغات اب بھی مشترک طور پر موجود ہیں۔ مثلاً
 نونا سیدہ بچے کو جس پر بڑے میں لپٹے ہیں اس کو پشتو میں دھڑی کہتے ہیں۔ اور
 جس رک سے باز جا جاتا ہے اس کو سینر فی کہہ جاتا ہے۔ آفریدی اور
 اورک نئی بھی نام استعمال کرتے ہیں۔ بلوچستان کے کا لڑا اور ترین بریچ اور
 غلی ان کو دھڑی اور سینر فی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ قبائل ایک دوسرے سے
 کافی دور رہتے ہیں۔

یہ اب تک تاریخ سے ناواقف نہیں ہوا ہے کہ یہ جیسے بعد کے زمانہ میں
 اچھے رہتے تھے۔ خصوصاً آفریدی اورکزی یا اورکزی بڑوں کے ساتھ کبھی بھی
 قریب نہیں رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود قدیم پشتو لغت مدوں جیسے ایک

طرح استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح آفریدی اور لوٹ زری کے ساتھ ترین۔ می قریب نہیں۔ سب زب۔ مگر قدیم لغات ایک طرح استعماں کرتے ہیں۔ مثلاً ورنہ اور کسٹرن کے علاوہ غوی۔ پیٹک۔ پیشتر کی اس طرح کے ردایہ فی مملکت لغت تیب و تدریہ زمانہ سے تمام پشتونوں میں سب تک استعمال ہیں۔ اور ان سے جو افعال مربوطہ سب سے تعلیم تہذیب و ثقافت کا بہتہ صدمہ ہوتا ہے۔ مثلاً منگروہ ناموں کے ساتھ مربوط الفاظ سے قاصر ہوتا ہے۔ کہ کوئی دھن کی گاؤں میں بھی جاتی تھی تو کس گاؤں کی دیگر غرضیں دھن سے گھر جا کر سر کی دینے کے ساتھ منگنی پیش کرتی تھیں۔ اور اس پیشتر کی پشتون میں اچوتی کہتے تھے اور کہتے ہیں۔ اس طرح شادی کے خبر سے دھن سے اور کس کے کھڑے دھن کو کھنچا جاتا ہے۔ لیکن اس زمانے میں جب۔ ویک نہ تھی تو پشتونوں میں بڑے بڑے برتنوں میں گوشت لگا کر چپا تھیں سمیت گاؤں کے دو میزبانوں کے در۔ تہذیب (روڈ) یا (روم) کہا جاتا ہے۔ پہلے دستہ تھے۔ اور ساتھ ہی دھن کی ماں۔ رہنڈ بوری عورتیں بھی دھن کے چھری چاتی تھیں دھن کی دھن کی سب یا ان کی نیہ کو چکی میں گھر کی دھری عورت لگاؤں کی ایک ایک بڑی بڑی پوست کو دھری فر کر کھانے میں شریک کرتی تھیں اس کسسم کو (پیشتر) کہتے ہیں۔ یہ رسم اب بھی تمام پشتون اور کرتے ہیں۔ اسی طرح جس کے گھر ملا پیدا ہو تو وہاں کی عورتیں مہنگا دہ دینے کے ساتھ شیرینی بھی پیش کرتی ہیں۔ اس ضمن اور رسم کو شنف کہہ جاتا ہے۔ یہ تینوں لغات میں یکساں ہیں۔ لیکن اگر کھانے نہ پشتون زبان کی اعر و دی نصو۔ در لغت آئے تھے۔ اور دھن سے صرف ان کی تقلید اور نہ یہ ثقافت برہمی دھن۔ سب اس متعلق کو بھی سب رانہ بہ

کے بولنے والوں کا تعلیم تہذیب و ثقافت کا پتہ لگانے میں سب سے آسان ذریعہ اس زبان کے تعلیم لغات ہیں۔ جو خصوصاً افعال کے لئے بنے ہیں۔ مثلاً اگر کسی نے کو زندہ (رنگی) کی لغت نہیں سنی اور کسی نے تو لانا۔ اس کے معنی اور معنی میں الجھ جائے گا۔ اور جب اسے اس کا مفہوم اور مطلب معلوم ہو جائے گا۔ تو خود بخود اس کے ذہن میں ایک خاص رسم کا تصور پیدا ہو جائے گا۔ اور جب تو لغت پرانا ہوگا اسی مناسبت سے رسم بھی تعلیم ہوگی۔ پشتو زبان میں ایسے بے شمار لغات آپ کو ملیں گے۔ جو پشتونوں کے رسم و رواج۔ تہذیب و ثقافت کے تمدنی مہیات پر روشنی پڑتے ہیں۔ مثلاً کو زندہ (رنگی) اور دادہ (رشتادہ) کے علاوہ جرگہ کا لغت۔ سرکہ (رلاقات یا کسی عقیدہ کے لئے چند افراد کا کسی کے پاس جانا) (رغواتی) رکھی سے پاس بطور معذرت (معافی یا پناہ کے لئے) کے وقت چند معزز افراد میں گلاؤں یا قیپے کے بزرگ سادات اور علماء شامل ہوتے ہیں جانا) ایک تازہ یا صبر کے کا تصنیف کرنے کے لئے جب صحاب یا مخالف فریقوں یا کھٹڑہ طور پر گاؤں یا قیپے کے لوگوں کے تہذیب کو جو کہ کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی طرف سے کسی دوسرے شخص سے رشتہ بڑے کے لئے بہتہ افراد چلے جائیں تو اسے ہمراہ کر کہتے ہیں۔ جب کہیں ناگانی طود پر قتل کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے۔ تو قاتل کے خاندان یا قیپے کی طرف سے جو لوگ مقتول کے پاس قتل کا تصنیف کرنے جاتے ہیں تو ایسی جماعت کو بھی جو کہ کہتے ہیں اور ان کے قتل کو (رغواتی) کہتے ہیں۔ جہاں کے کا تصنیف تین طریقوں سے کیا جاتا ہے اولاً یہ کہ مقتول کے خاندان کو بطور موصافہ (دوبانج لڑکیاں نکاح میں دی جاتی ہیں) اس نفل سے دشمنی دوستی میں بدل جاتی ہے۔ دوسرے طریقہ یہ ہے کہ مقتول کا موصوفہ ادا کیا جائے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے

اب دوسرا شعر حافظ فرمائے۔
 "پاکس پہ کمر ولاڑو لڑو لڑو"

نصیب دہلیہ کو بہ زہد و خیر و دہر

ترجمہ اسد علی، چنان کے اوپر کمر سے بھول تم کسی سے نصیب ہو یا نہ ہو

چلا ہی بھول۔

چونکہ دوسرے مصرعے میں لفظ نصیب آیا ہے۔ جو کہ پشتو نہیں بلکہ اردو لہذا ہم اسے اول الذکر شعر کے مقابلے میں کم عمر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک قیاس ہے ہر سکھانے کے مدلول شعروں کا زمانہ ایک ہو یا یہ کہ دوسرے پہلے سے عمر کم نہ ہو کیونکہ پشتو کے یہ اصناف عمومی لحاظ سے عورتوں کو منسوب ہیں اور قدیم پشتو اب بھی عورتوں ہی کے پاس محفوظ ہے۔ اس لئے یہ اندازہ کرنا کہ کونسا شعر کم عمر سے تعلق رکھتا ہے۔ بڑی مشکل بات ہے اور پھر اسی کے ساتھ ہی بے شمار لوگ گیت اپنے بولنے والوں کے ساتھ ہی دفن ہو چکے ہیں۔ کیونکہ تحریر نہ ہونے کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکیں اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ گھسنے لگنے لگتے رہتے رہے۔ ہوں۔ کچھ تو اب بھی زندہ ہیں اور بہت زیادہ مدفن ہو چکے ہیں لیکن باقی ہمہ زبان زندہ تہذیب مذہب اور تاریخ و تحقیق کے کام میں اب بھی ان سے اہم اور گراں قدر معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ نہ صرف لوگ گیتوں سے بلکہ ضرب الامثال پیرایوں اور قصے کہانیوں میں بھی بہت زیادہ مواد موجود ہے، مثال کے طور پر زندہ کے ایک پیرایہ میں لباس کے بارے میں یہ بھی لکھی گئی کہ حافظ فرمادیں۔

"لا رستم چشورتہ کیس تو را مانہ را وڑو"

تازہ تازہ گوشت دوسے شلور مال را وڑو

ترجمہ ۱۔ جاؤ پٹنار کو سیر کرنے سے نصیب سیباہ لاسیے

دوسرا تازہ بھول بھی بھلا لاسیے۔
 اس جگہ میں ایک آفریدی دشمنو اپنے محبوب سے کہنے نصیب کا
 اور مانگی ہے اب دیکھئے ایک دوسرا شعر میں کا تعلق باورپسان کے کارکنان کی
 ہے اور میں میں کا کر دہ دشمنو کہتا ہے۔
 "زما مجرئی دہ د تو رسان"

باد بے دھی و خراسان

ترجمہ نہ میر۔ دوپٹے کا لے لے لے ہے جے خراسان کی ہوا لگتی ہے
 کی۔ پشتو میں اس صنف کا نام خاڑی ہے اور اس میں بھی کالے و دھیلے
 لالہ و داغ طرح پر اشاہ موجود ہے، ان دونوں شعروں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے
 ہستون عمدتاً ہیں قدیم زمانے سے کالہ لباس زیادہ پسند ہے اور مزاج مردم ہے
 ۲۱ ہے وہ مشرق میں رہتی ہیں یا مغرب میں مگر لباس ان کا مشترک تشاؤت کی
 دکھائی کرتا ہے۔ اگرچہ بعض علاقوں خصوصاً آرا کو زیادہ چمپا میں عورتیں سرخ
 لباس بھی استعمال کرتی ہیں۔ اور سبز لباس کو بھی پسند کرتی ہیں۔ لیکن کالے لباس
 کو ہر صفت حاصل ہے۔ اور ایک قریب لباس کی حیثیت رکھتا ہے۔

جیسا کہ عرفان قدرت کی دیکھیں سے شہرت اور روحانی مسودہ حاصل کرتا
 ہے۔ اسی طرح پشتون میں بھی مختلف رنگوں کو نفسیاتی طور پر لگتا ہے۔ اور ان پر اپنی
 زبان میں مختلف نام رکھے ہیں جو کہ اس اور شعر میں بھی بکثرت استعمال
 کرتے ہیں۔ مثلاً صفت و کیفیت ظاہر کرنے کے لئے عموماً رات میں مختلف نکال

اس طرح پشتو میں کہتے ہیں۔

بطور استعارہ و تشبیہ رنگوں کا استعمال

سجین بسفید رنگ :-

کاسچینہ درخ	-	دل دہڑھے
کسچین میدان	-	کھلے میدان میں
کسچینہ فیرو	-	صاف بات
کسچینی کسترگی	-	طے جیا انھیں
کسچین کنک	-	طرح کتاب
کسچین زندہ	-	صحت دل

لال بسرخ رنگ :-

سرخہ مزہ	-	گرم صیپر
سرخہ غلک	-	گرم زمین رنگہ سو دنا پاندی شہدہ (برستانی
سرخہ درخ	-	پایر سے دھکے صفوں میں استقال ہوتا ہے۔
سرخہ لکری	-	جھک و بھال کا دن
سرخہ غلک	-	سرخ سر راجک مگر سے میں جو سر لڑا
سرخہ غلک	-	کیا جو۔
سرخہ کستری	-	سرخ شہد (رانا رخ کیسے استقال ہوتا ہے) سر
سرخہ کستری	-	غلک صک دی یعنی ابھی تو چھوٹا (کا کا ہے۔
سرخہ کستری	-	سرخہ انھیں ارد سنے والی انھیں (
سرخہ کستری	-	سرخہ انھیں والہ (مجاور۔ میور (
سرخہ کستری	-	سرخہ چلا سٹ راہ دہکا۔ کلیم ازور ندو

سورہ زور - سورہ (پہلا)

سجین - نیلا رنگ :-

سجین	-	اگا ہوا رکھی بھی بونی یا فصل (
سجین سحر	-	صبح سورہ
سجین تڑو	-	غم زدہ دل
سجین کفر	-	شدید کفر۔ سخت کاری
سجین خر	-	سخت جاہل
سجین خم	-	غم دالم
سجین نکل	-	دشمنی کا پیر ہونا
سجین خال	-	خیرہ خال
سجین کی ہوا	-	خیرہ آسمان
سجین سر	-	دھت نہتہ

زرد خون - سبز رنگ :-

زرد رنگ	-	زرد رنگ شگون اور نیک بختی کے مفر میں زیادہ استقال ہوتا ہے۔
زرد خون	-	نیک بخت دہن
زرد خون	-	خدا تیرا اقبال بلند کرے (مغول ٹوٹ
زرد خون	-	کے لئے

بخت سے زرد خون دی - اس کا اقبال بلند ہے۔
 زرد رنگ :-

کوسنی توڑ سستی شعلی مودی - میراغ توڑ کا لے گئے سنے ہاں ہے۔

۱) رومی جس کے ساتھ بھی تکی کرتا ہوں بے فائدہ

اور ہے غمزدہ و تہمت

توڑتے باندی موزیدانی وہ - اُس پر سیاہ رات چھائی ہے یہی مصیبت میں

ہے۔

کسی گہرائی حکیم کو اُپر سے دیکھنے والے کی

آنکھوں پر سیاہی کا آسمان یا پسک کی کینیت

طاری ہوتا۔

گھوڑا جھک گیا۔

سیرادل اُس سے کاٹا ہوا گینا یعنی بڑے ہر گاہ۔

پشتو زبان میں مختلف رنگ ناموں میں بھی

استعمال ہوتے ہیں۔ شمشین لگے گندگی

مہین لگی۔ قورگی۔ زرد لگتی تو خداں۔

نذولن خان وغیرہ

الغرض پشتو زبان میں مختلف رنگوں کا استعمال فاعری اور معنوی اصطلاحات

میں بطور استعارات اور تشبیہات کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ جن میں چند کا ذکر

کیا گیا۔ اس کے علاوہ صنفی مکسوں میں حال و حشرات الارض پر بندے چھڑیاں اور

دوست بھی استعارات، اور تشبیہات اور ناموں کے طور پر یہ کہتاں ہوتے ہیں۔

جیسے کہ شیر۔ کتا۔ بھیرا۔ گیدڑ۔ گدھا۔ اونٹ۔ بیل۔ سانپ۔ بچہ۔ کڑا

ڈلیو۔ باز۔ کبوتر۔ ہرن۔ بلیغ۔ چڑیا۔ بادام۔ انار۔ چنار اور اس طرح

دیگر نرمی از شیر اہلداد اور دلیو کے لئے۔

نیز یا زرد یا خیر

- جیسا عصر (سپر) پر سورج غروب ہونے

سے کہہ دیر گویا کادہ گھنٹہ پہلے کا وقت)

نیز می ستری

- تادم آنکھیں

نیز رخ

- جہیز کا باری یا پریشانی سے پہلے ہڈ

چلتا۔

نیز رو

- گندی رنگ محبوب

خیز۔ نکلی رنگ :-

خیزی دوی

- گرگہ کو بادل یا نعرہ دار بادل

خیزی ستری

- پوری آنکھیں۔ تادم آنکھیں۔

خیزی کر

- شرمندہ کر دیا

اوبہ خیزول

- لٹھی من پانی گر کر ناراض گلابی منی

معاذ خراب کرتا)

تور۔ کالا رنگ :- رواد بھوں کے ساتھ)

تورہ شپہ

- سیاہ رات

تورہ شام

- مغرب اور عشا کا درمیان وقت

تور شو

- سیاہ کا چوگیا۔

تور زردہ

- کالا دل

تور مگول

- الزام لگانا

تور بخت

- سیاہ بخت

لیدل - کسل - کس رو دیکھنا
لیدل کی گردان ذکر واحد کے لئے۔

دو لیدل - دلی لیدل - دس لیدل - لیدل کی دلی
تم نے دیکھ لیا؟ میں نے اُسے دیکھا، اس نے مجھے دیکھا، میں نے اُسے دیکھا۔
لیدل کی دو - لیدل کی لیم - مالیدل - دہ لیدل - مالیدل
میں نے دیکھا تھا، اس نے مجھے دیکھا، میں نے دیکھا تھا، وہ نے مجھے دیکھا تھا، میں نے دیکھا
دہ لیدل کی دس لیدل - حقد لیدل - لیدل کی لیم - لیدل کی لیم
اس نے اُسے دیکھا، اس نے مجھے دیکھا، وہ نے مجھے دیکھا تھا، میں نے دیکھا تھا

لیدل کی دو - لیدل کی دو

وہ اُسے دیکھ رہا تھا - تم اُسے دیکھ رہے تھے۔
مگر مجھ کے لئے۔

دو لیدل - دہ لیدل - لیدل - مالیدل - مالیدل
تم نے انہیں دیکھا، میں نے انہیں دیکھا، اس نے انہیں دیکھا، میں نے انہیں دیکھا، تم نے انہیں دیکھا
حقد لیدل - دہ لیدل - دہ لیدل - دہ لیدل - دہ لیدل
دو دیکھ رہے تھے - یہ وہ دیکھ رہے تھے، انہیں انہیں دیکھ رہے تھے، انہیں دیکھ رہے تھے
مالی دلیدل - دس لیدل - دو لیدل - دو لیدل - دو لیدل
تم نے دیکھ لیا - میں نے دیکھ لیا، میں نے دیکھ لیا، تم نے دیکھ لیا

کسل (مصدقہ)

کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

سجی رکنا، بے غیرت اور بے مروت کے لئے۔
لیدل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
لیدل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

فر (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے
کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے کسل (مصدقہ) کے لئے

سے بہت دور دور قیام رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ تمام نام - افعال اور گردنیں ان میں مشترک ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ چھوٹے بڑے اور مرد و زن ان کو سمجھتے ہیں۔ بلکہ مذکر کے استعمال میں بھی آتے ہیں۔ یہ تو پشتو کے خدو خال کی ایک معمولی جملک تھی۔ جس کا ہم نے ایک پہلو سے جائزہ لیا۔ اگر اس چیز سے یا خدو خال سے ایک دم بڑھ اسٹائی تو ہم طرح طرح کے لغات رنگ رنگ محاورات، مختلف قسم کے ضرب الامثال - داستانوں - پیارے اور دلکش گیتوں کے ایک ایسے رنگین اور دلکش شہر میں داخل ہو جائیں گے جہاں بھیڑ بھاڑ میں صرف دھوا ایک دھڑ سے گم ہو جائیں گے۔ دیگر نام کا ذکر کرنے کی بجائے ہم صرف لفظی کا جو کہ ضمیر کی علامت ہے ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ ہندو آریہ زبانوں میں ضمیر کے لئے بہت استعمال ہوتا ہے۔ اور جسے ماہرین لسانیات سنسکرت کا قدیم لفظ قرار دیتے ہیں۔ چونکہ ہم پشتو کے مقابل میں سنسکرت کو کم عمر سمجھتے ہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ علامت پشتو کی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ہر زبان سے پشتو میں اس کی ترکیبیں اور گردنیں زیادہ ہیں۔ مثلاً واحد متکلم

وی دیش - وی لیدل - وی غودل - وی خد - وی شدل -

میں نے کہا - میں نے دیکھا - میں نے کھایا - میں ہنسا - میں رویا -

جمع حکم وی قلب دونوں کے لئے حالت کے مطابق

و موویل - و مو لیدل - و مو غودل - و مو خدل - و مو شدل

ہم تم نے کہا - ہم تم نے دیکھا - ہم تم نے کھایا - ہم تم نے ہنسا - ہم تم نے رویا - اگر اپنے لئے جو فعل حال ہے، وہ نہ دھری صورت میں استعمال ہے یعنی سو الیہ لگے ہیں۔

سنسکرت میں واحد متکلم کی علامت "می" ہے۔ جبکہ انگریزی میں بھی ME ہے۔ لیکن پشتو میں اس علامت کا گھرانہ بہت وسیع ہے، جس کا ہر کی اپنا اپنا مفہوم ادا کرتا ہے، مثلاً صرف (م) بڑا کام سر انجام دیتا ہے۔ اور صرف ایک حرف کے تعاون سے ضمیر کے فعل کو اچھی طرح واضح کرتا ہے۔ جیسے

محم - خرم - شہنم - اخندم - وندم - شرم -

جنگاؤں - کھاتا ہوں - پیتا ہوں - پہنتا ہوں - لے جاتا ہوں - بھگاتا ہوں

تم - لرم - دینم

باندھتا ہوں - رکھتا ہوں - دیکھتا ہوں -

یعنی جب کہیں ایک جملہ یا کلمہ م پر تمام ہو، تو وہ متکلم کا فعل حال ہے۔ اور جب کہیں م کے بعد الف لگ جاتا ہے۔ اور اس سے "ما" بن جاتے ہیں یہ وضاحت کر دیں کہ پشتو میں (ما - تا) دو ضمیر متعدی ماضی میں فاعل کی حیثیت سے اور حال مستقبل اور امر میں مفعول کی حیثیت سے آتے ہیں جیسے کہ

مادو دی و غودہ (میں نے روٹی کھائی) فاعلی حالت رکھتا ہے۔ سی طسرج تا او بہ خنبے (تم پانی پی رہے تھے) مفعول اور خای تاوینی (خانم کو دیکھ رہا ہے) مفعولی حالت رکھتا ہے۔ "ما" کا ترجمہ جب اردو میں کرتے ہیں تو میں کے بعد "نے" لگاتے ہیں۔ یعنی (میں نے) م کے بعد جب "نی" (مفعول) لگتی ہے۔ تو وہ متکلم صیغہ بن جاتا ہے۔ درحقیقت مفہوم اور معنی کے اعتبار سے "ما" اور "می" میں کوئی فرق نہیں مثلاً مادو دی و غودہ - دو دی کی غودہ یا یہ کو ماو لیہ - دی لید دی۔ مفہوم اور معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں دکھتا البتہ نام "می" کے مقابلے میں قدرے تاکید یا یقینی کیفیت زیادہ ہے اور جملہ کی ترکیب میں "می" زیادہ آسانی پیدا کرتا ہے۔

سم کے ساتھ اگر وہ معروف لگائیں یعنی مؤبت میں تو اس سے جمع متکلمین اور غلطیوں کا صیغہ بن جائے گا۔ مثلاً دودھ کی مؤنث غریبہ ہم نے روٹی کھائی: یہ معنی بھی دیتا ہے کہ سم نے روٹی کھائی اور یہ معنی بھی دیتا ہے کہ آیا تم نے روٹی کھائی؟ مفہوم کا دار و مدار حالت پر ہوتا ہے، اگر ہم اور تم کو شروع میں لگایا جائے تو اس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ اشارہ کس طرف کو ہے، اسی طرح اگر مؤنث مجذوز لگایا جائے تو اس سے جمع متکلم کا صیغہ بن جاتا ہے۔ جیسے اردو کا (ہم) اور اگر مؤنث اور ماضی سے پہلے "و" لگایا جائے تو اس سے "تو" اور "نہ" انسانی ضمیر بن جاتی ہیں۔ اور جملے میں اس طرح استعمال ہوگا۔ زما کو رہ کو ممتہ کہنی دی (سیر اگر کوڑ میں ہے) زو ز علاقہ بلوچستان نومیزی (ہمارے علاقے کا نام بلوچستان ہے)

الغرض م۔ م۔ مؤ۔ می۔ مؤنث۔ زو ز جن میں سب سے اہم رکن ممتہ ہے۔ ہندوکارین کی تمام زبانوں سے پشتو میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ علم لسانی کے قاعدے اور اصول کے مطابق کہہ سکتے ہیں کہ یہ علامت بھلا پشتو زبان کا ہے، اور پشتون جس معنی مفہوم اور ترکیب میں استعمال کرتے تھے یا اب بھی اسی طرح استعمال میں لاتے ہیں۔ تو اس سے کچھ ارکان دوسری زبانوں کو چلے گئے یا لے گئے اس کی دلیل یا ثبوت یہ ہے کہ دوسری زبانوں میں اس قریب اور اس قدر زیادہ مکمل طور پر استعمال نہیں ہوتے، یہ ہو ہوا یا سلسلہ ہے۔

لے۔ اردو کے "تو" اور پشتو کے مؤنث (موتہ) دونوں

متکلم کے صیغے میں فرق صرف بن اور مفرد (ہیں۔ ہم) کا ہے۔

جیسا کہ بعض لغات تو ہم نے لے ہیں۔ لیکن ان کے خاندان کے ہمارے پاس نہیں ہیں۔ "و" پشتو میں ایک اشاری علامت ہے، ادم اور زیادہ استعمال ہے۔ البتہ بعض لہجوں میں زو ز اور بعض میں زیر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تام غلی۔ خٹک اور بڑوں کے لوگ اس وقت جب مجھے لے لے میں آتا ہے، زیر سے ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ دما۔ دتا (یعنی زما بستا، رمبا تیرا) اور غریب پشتون جیسے کا کوڑ۔ ترین۔ اچکڑی اور دیگر زو ز سے ادا کرتے ہیں۔ جیسے دچا۔ دھفہ (کس کا۔ اس کا) یہاں یہی عرض کر دیں جو لوگ اشاری ضمیر میں دما۔ دتا کہتے ہیں وہ "و" کی جگہ الف "کا" کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے (دا۔ دتا، میرا تیرا) اور جب جمع کا صیغہ بنتا تو پھر (اونز۔ انا می) رہا۔ تمہارا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف متکلم کے علامات ہیں۔ تمام موارد میں "و" الف میں تبدیلی نہیں ہوتا۔ ذیل میں "و" استعمال کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

دکا۔ (مذکر) حاضر اور قریب غائب دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ امدو می (اڑیں۔ اُس) سوٹ کے لئے (دے) جمع کے لئے (دوئی) حاضر مذکر کے لئے (دئی) سوٹ حاضر کے لئے (دا۔ ددا۔ دے) جاندار اور بے جان دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ دا دیر مال دئی (یہ بھیت مال ہے) دے مال کہتہ نہ کہو اس مال کے کہنی نہیں کی، اگر دو اور غار سو میں (دا۔ دو) دے، دال کا ترجمہ (دے) (ہیں) ہوتا ہے۔ پشتو کے اشاری ضمیر میں جو حاضر واحد اور جمع کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ چند دیگر صیغے بھی ہیں۔ جیسے کو دغہ۔ دغو۔ دغی۔

واحد۔ "دغہ" یعنی یہ حاضر چنانچہ شخص

میں "برائی" کہتے ہیں۔ بولنے میں "د" اور "ب" مبادلہ رکھتا ہے۔
دیرہ اور بیرہ میں دیکھا جاتا ہے۔ البتہ یونانی و راوی میں "د" کا اہر
ہوتا ہے۔ جو لہجے کا نتیجہ ہے۔

یونانی زبان میں بارش کو (دریشی) کہا جاتا ہے قبای پشتون اذہر
کہتے ہیں۔ یونانی زبان میں بیٹے کو (کاچی) کہتے ہیں۔ دہلی اور بنوری میں
کچے ہیں۔ اگر ک کوچ سے ملا دیا جائے تو کچینہ بن جاتا ہے۔ جو بلوچستان کی
پشتو میں کشینہ ہے۔ اور جو کاچی سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ یونانی زبان
میں دن آتیمہ کہتے ہیں۔ آفریدی۔ اور کث زی۔ اور دہلی بھوں میں سو
کو میر کہا جاتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے کہ سنسکرت میں پشتولی اور
کالی زیادہ ہیں۔ اسی طرح پنجابی۔ سندھی اور اردو جو اپنی زبانوں سے اپنی
مکمل زبان ہے۔ میں بھی کافی الفاظ داخل ہو کر سنسکرت میں یا انہوں نے اپنے
خارج کے سانچے میں ڈھالے ہیں۔ مثلاً

پشتو - پنجابی - سندھی - اردو

کوم	کیڑا	کیڑ	کون
ہمی	تھی	تو کے	تم (و)
دیا (دنا)	ساوا (یعنی زناوا)	موجو	میرا
دنا (ستا)	تواڈا	تو جو	تیرا (تہا)
ہمی	ایسی	ایسی	ایسا
من	سنا	منسٹر	ماننا
حہ	جا (جاا)	وچ	جاا

پشتو	پنجابی	سندھی	اردو
نیکل	ماہنا	ماہنٹ	ماہنا
پردی	پرایا	ادپرد	پرلایا
حای	جگ	جای	جگ
سوک	سوک	سوک	آئیت
چٹا	چاٹنا	چٹنٹ	چاٹنا

ہوچی اور پردی میں بھی پشتو کے اثرات دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً

پشتو	ہوچی	بروچی
تھ کو	چے کئی	انت کیسہ

ان تینوں میں حالت مغربی "ک" نے بنائی ہے یعنی فعل بنانے میں

کی "مشترک ہے اسی طرح

تھک - پوشین

جئی - جنک

نغان - لغن (سکھ کی معنی)

یہاں وضاحت کر دیں کہ پشتو میں لغن رولٹ پکانے کی جگہ اور
لغن کھانا کھانے کو کہتے ہیں۔

ہوچی زبان پشتو اور فارسی کے بہت قریب ہے، البتہ بروچی علیحدہ زبان ہے
اور بلوچستان میں آریں کی آمد سے بہت پریشور بولی جاتی تھی محققین اس زبان کا ناظر
درادری زبان سے جوڑتے ہیں۔

بہر حال جیسا کہ اس سے پیشتر ذکر کیا گیا کہ قدیم پشتو کے کافی لغات روسی۔
جرمنی۔ انگریزی۔ یونانی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ سندھی۔ ہوچی۔ بروچی اور

پنجابی زبان میں اب بھی زندہ ہیں۔ اور کچھ تغیر کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔
 پشتو میں اب نہ مں لوجہ دینچی یا نرینو ہے۔ یہ لوجہ کسی کے قصص بربانی پر پسین
 ترین جو پشتونوں کا ایک منہور قبیلہ ہے۔ استعمال کرتا ہے، یہ زبان دراصل پشتو
 ہے۔ لیکن چونکہ یہ لوگ قدیم زمانہ میں جب کہ اس علاقہ میں ہندو رہتے تھے۔
 اور سیوانام ہندو خاندان کی حکومت تھی۔ لہذا ان کے ساتھ اکٹھے رہنے کی وجہ سے
 ان کی پشتو ان کی زبان سے متاثر ہوئی۔ ترمیز یا دینچی کے حروف ابجد تمام ہی
 ہیں جو پشتو کے ہیں۔ محاورات اور لغات میں تمام پشتو ہیں۔ البتہ ایچ کی تبدیلی
 کی وجہ سے اس میں معمولی تغیر آیا ہے، مثلاً متعلقہ کے معنی ایسے ہیں۔ زے خوری
 یعنی زے حرم۔ آخر میں سس کی جگہ "سی" استعمال کرتے ہیں۔ یہ لفظ اپنے لئے
 لونی خصوصیت نہیں رکھتا۔ بلکہ نسخ شدہ ہے، اسی طرح زے دودی۔ زہ دیم
 دومی۔ دمر۔ دُرے (جاتے جاتا) یہ خالص پشتو لغت ہیں۔ جو لفظ غلطی
 اور مغولی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ زے پرووی۔ یعنی زہ پرے دزم (میں
 لیٹا ہوں)۔

اس فقرہ میں پرے سے پرواند دزم سے دی بنایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ
 ترمیز میں ایک تو اسم ضمیر کی علامت "م" "ی" میں تبدیل ہوتی ہے۔ دسے یک
 "س" کا صوتی مبادلہ "ز" سے ہوا ہے۔ جو آرن لہجوں میں عام ہے

زہ ویادی زہ ولادم

زہ ویادسم زہ ویالاسم

بہر مستقبل کی علامت ہے۔ پشتو کے ہر فقرہ میں جب بہر آئے تو ذہ
 اردو کی طرح (گا) کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے میں چلا جاؤں گا
 یہاں یہ وضاحت کر دی کہ ترمیز لوجہ میں (زے) کا صیغہ فعل جاری کے

لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور "زہ" کا صیغہ ماضی اور مستقبل کے لئے اور ماضی "ضمیر مہم"
 یا جیسے کہ اردو کا "ہوں" علامت ہے مثلاً
 زے بازار تہ دومی یعنی زہ بازار تہ مہم (میں بازار جاتا ہوں) اسی طرح
 ترمیز (دینچی) میں س۔ س۔ س۔ س۔ کا مبادلہ عام ہے۔ اور ترکیب استعمال خاص
 طور پر اس طرح ہے جیسے کہ ایک شخص غلط پشتو بولے مثلاً

پشتو

ترمیم

- ۱۔ ماکور تہ راسے۔ یعنی زماکورتہ راسے؟ برس گھر آگے؟
- ۲۔ ماکور مانغ دہ۔ داکور زمانہ (دوئی اور دہ دہوں جائیں)
- یہ گھر میرا ہے۔
- ۳۔ ای ٹوز کوردہ۔ دازموز بڑی
- یہ ہمارا گھر ہے۔
- ۴۔ ای موز غہ دی۔ دازموز بڑی
- یہ ہمارا بیٹا ہے۔
- ۵۔ موز دے دیمو۔ موز خویا موز دیمو
- ہم جاتے ہیں۔

دینچی کے پہلے اور دوسرے فقرہ میں (ما) سے (ز) حرف ہوا ہے۔ تیسرے
 فقرہ میں (دا) کی جگہ (ای) استعمال ہوا ہے۔ جو کہ پشتو میں مستقل ہے۔ چوتھے فقرہ
 میں (موز غہ) آیا ہے۔ اس میں بھی (ز) حرف ہوا ہے۔ (غہ) پشتو میں
 انشائی ضمیروں کی علامت جیسے۔ ا۔ غہ (غہ) د۔ غہ (غہ) ستا غہ۔ غہ
 اردو میں اس کا مطلب یہ ہے۔ اس۔ اس۔ داکر تہ ہے۔ جیسے ہوا۔ تہا۔ اس کا
 غہ دہ و ترمیز میں کسی کج بھارتیہ میں یہ بدلتا ہے۔ مثلاً (غہ) کی بجائے

(دفعہ) کہتے ہیں صیغہ (ما) تریز میں وہ معنی دیتا ہے۔ جیسے کہ پشتو میں مثلاً ماتہ
اگر معنی ماتہ دیکھو۔

ماتہ راساء۔ ماتہ راسہ یہاں بھی ح کی بجائے س استعمال ہوا ہے۔ دوسرے
نقرے میں ترکیب غلط ہوئی ہے۔ ماتہ راسہ یعنی ماتہ راسہ مطلب کبھی کبھار آنا
منہ پر کی کا صیغہ تریز میں اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے کہ پشتو کے دیگر
لہجوں میں البتہ کارلوں کی طرح ہی کی جگہ ہا ساتھ لگا دیتے ہیں۔ جیسے

پشتو

تریز

کالی پے غارہ کمرل (دافوسل)

لوشی غارہ سے کمرہ

ہم نے کپڑے پہن لئے۔

اور اگر کسی جگہ (مہ) (ری) آجائے تو اس کے معنی (مہم) یا اردو کے (بھی) میں

بدل جاتے ہیں۔ مثلاً

پشتو

تریز

ماہم کالی دافوسل

ماہی لوشی غارہ سے کمرہ

میں نے بھی کپڑے پہن لئے

ان فقرات میں صرف ایک اسم "لوشی" غلط استعمال ہوا ہے۔ اس لئے کہ
لوشی پشتو میں کھانے پینے کے برتنوں کو کہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی اغلاط
پشتو میں بھی ہیں۔ مثلاً دینی تو لباس کو لوشی کہتے ہیں۔ مغربی پشتون -
کو کالی کہتے ہیں۔ مری لباس کو جامہ یا جامے کہتے ہیں۔ اسی طرح مغربی پشتون
لاذرانسان یا تون کو ڈنگر کہتے ہیں۔ جب کہ مری پشتون ڈنگر پیل کہتے ہیں۔
تریز میں صیغہ متکلم کے صیغے اس طرح ہیں۔

زہ - زے - مافہ - موزنہ - موز - دراصل صیغہ ایک ہیں

پشتو میں صیغہ متکلم کے یہی صیغے ہیں۔ البتہ لہجہ اور مختلف جگہوں میں یہی صیغے ہیں۔ البتہ
لہجہ اور مختلف جگہوں میں ترکیب استعمال میں فرق ہے۔ مثلاً پشتو میں (زہ) اور
(زے) دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ (زہ) مطلق صیغہ ہے اور (زے) دراصل
زہ کے (کا) مخفف ہے۔ جو کہ نامل فعل جاریہ کے لئے استعمال کرنا ہے۔ جیسے
زے خورم - زے کو م اور حالت مغولی یہ ہے کہ تے نہ خورے - تے
خورے رتے - (ہ) بھی (تے) کا مخفف ہے (اسی طرح مافہ) (اور موزنہ)
سے تریز میں (ز) حرف ہوا ہے۔ اصل نہ خہ اور زہ موزنہ استعمال ہوتا
ہے۔ لیکن یہ صرف تریز میں نہیں۔ بلکہ لہجوں میں بھی اسی قسم کی مثالیں
موجود ہیں۔ مثال کے طور پر زیادہ تر مشرقی پشتون جیسے کہ شروع میں (پہ)
لہجے استعمال نہیں کرتے۔ جیسے "پہ کور کی دی" "کوہ کور کی دی" کہتے
ہیں۔ لہ چارو ولاؤ؟ کو چارو ولاؤ کہتے ہیں۔

اسی طرح ت - د - ل کا مبادلہ عام ہے۔ مثلاً

درغر لوری

ترغر لوری

کب تک

لہ چاخذ

کب تک

دچاخذ

تریز (دینی) میں علاوہ مذکورہ ذیل لغات کے تمام فعل اور لغت
پشتو ہیں۔ البتہ ان کا استعمال کسی جگہ یا تو غلط ہوتا ہے یا لہجے کی وجہ سے
لفظ صحیح نہیں کہا جاتا۔ جیسے

۱۔ زے لہجے کی - یعنی زہ (لہجہ کو م) میں کہتے ہیں

۲۔ زہ پر لوتی - یعنی زہ پرے دتم - میں گر گیا ہے

۲۔ تہ دے دودی خورے۔ تہ دود کی خورے؟ (تم روٹی کھاتے ہو)

۴۔ تاس دے دودی خور۔ تاسی دودی خوری؟ (مجھ کے لئے)

۵۔ تات دے والی۔ تاتہ وایم (تجھے کت ہوں)

۶۔ تاس تہ دے والی۔ تاسا تہ وایم (تمہیں گستا ہوں)

جلد ۲، ۱۵، ۶ میں ایک تو (دے) اضافی ہے۔ دوئم یہ کہ

حالت غافل اور حالت مغولی کو تبدیل کیا گیا ہے۔ جو کہ واضح طور پر غلط پشتو ہے

ترجیو میں بہم اور استفہای ضمیر جو ایک نامعلوم چیز یا شخص کے لئے

استعمال ہوتی ہیں۔ اس طرح ہیں۔

چوک	پشتو	اردو
چاک	چوک	کون
چم	چم	کس نے
چم	چم	کیا
کم کہ	کوٹم	کون کونسی
پنج	پنج	کچھ نہیں

فصل اول میں

چوک دے کار کہ	پشتو	اردو
چا او دی	چوک کار کوئی کہ	کون کام کرتا ہے
شہرستہ	چا او دیل۔ او دے	کس نے کہا
کم سہری سرہستہ	شہرستہ	کچھ ہے؟
	لہ۔ کوٹم سہری سرہستہ	کس آدمی کے پاس ہے؟

پیشہ نمونہ۔ پیشہ نمونہ۔

پہلے جملہ میں (دے) اور آخری جملہ میں "ی" نے جملوں کی ترکیب غلط کی ہے اگر پہلے جملے سے (دے) نکال دیا جائے تو جملہ صحیح ہوگا۔ اور اگر آخری جملے کا (ی) (ہم) میں تبدیل ہو تو جملہ صحیح ہوگا۔

اضافی ضمیریں

واحد مخاطب کیلئے۔

- ۱۔ تاسرہ روپی ستہ۔ تاسرے پاس پیسہ ہے
- ۲۔ داروپی تانہ دہ۔ داروپی مستادہ۔ یہ عہدہ تیرا ہے

ترجیو کے لیے اور عام پشتو لہجے کے درمیان پہلے جملوں میں صرف اتنا فرق دکھائی دیتا ہے کہ یہ روپی کو روپی کہتے ہیں۔ یعنی "ی" پر حمزہ نہیں لگاتے واضح (ی) کہتے ہیں۔ دوئم یہ کہ (دہ) کو بطور مضاف استعمال نہیں کرتے۔ اور یہ صرف ہی نہیں کرتے بلکہ صوبہ سرحد کے زیادہ تر لوگ اسی طرح ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح مخاطب جمع کے لئے "تاتہ" کے بجائے تاس دے استعمال کرتے ہیں۔ پشتو میں (دہ) کا استعمال جملے کی ابتداء میں مضاف اور جملے کے درمیان ارتباط کے طور پر آتا ہے۔ تاس دے کا تلفظ مغربی پشتو میں (تاسی دہ) اور مشرقی پشتو میں (ی) (دوا دہ) میں بدلتا ہے یعنی ستاسو غہ ترجمہ لہجہ میں (دہ) (دے) میں بھی تبدیل ہوتا ہے۔ جیسے

ماہیدو یہ داخت۔ یعنی ماہ عید و داخت میں نے عید و سے لے لیا۔

رہے اور تہ طے کے طور پر اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ عام پشتو میں۔
 زہ دگرہی تہ دیاری یعنی زہ کلی تہ دلاہم
 میں گاؤں گیا۔

اس فقرہ میں (دگرہی) دیہات کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور دیاری (دلاہم) کے معنی میں جہاں تک دیاری کا تلفظ ہے۔ تریز لہجہ میں ل اور م سے ادوی میں بدلتا ہے۔ اور یہ آریں لہجوں کی ایک عام خصوصیت ہے۔ البتہ (دگرہی) عام پشتو میں گاؤں کو نہیں بلکہ لاگوں کو کہتے ہیں۔ اور جب فرد واحد ہو تو (دگرہی) کہتے ہیں۔ تریز میں شلو مبو (سلی) کو شز سے (لکڑی کو سیرگی)۔ دو۔ ی (روٹی) کو رددی یا لونڈہ کہتے ہیں۔ مکھن کو اُجک کہتے ہیں۔ جبکہ پشتو میں کوچ کہتے ہیں۔ اشتقاق یک۔ اور "چ" کا ہے البتہ لگے پیچے کر دیئے گئے ہیں۔ بڑی بہن کو تریز (دچی) میں (اکی) کہتے ہیں۔ دراصل تریز پشتو کا ایک ایسا لہجہ ہے۔ جو قدیم زمانہ میں سندھوؤں کی قرابت کی وجہ سے بگڑ کر سنسکرت ہوا ہے۔ اور اس میں بعض غیر لغات شامل ہوئے ہیں البتہ بنیادی اعتبار سے اس لہجے کے تمام افعال کامل طور سے پشتو کے عام افعال کے مطابق ہیں۔ اور پشتوؤں کے مختلف لہجوں میں یہ لہجہ زیادہ تر آفریدیوں اور کاکڑوں کے لہجے کے قریب ہے اور اس میں بہت سے لغات مری زبان کے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ مریوں کے قریب رہتے ہیں۔ دوئم یہ کہ سنسکرت ق م میں آگاد اور سیمروں کے طاپ سے جیسا کہ محققین کہتے ہیں۔ کہ ان سے ایک قوم بنی لہذا اس وقت انہوں نے ایک دوسرے سے کافی لغات لئے ہیں۔ کافی زمانہ سے ان کی ایک دوسرے سے قرابت ایک ہی طرح کے لہجے لہجے بال رکھا۔ اور ایک ہی طرز کا ب س پنہا۔ اور پھر ہزار ہا سال سے اکٹھا رہنا بھی اس بات کی علامت ہے

کہ انہوں نے ایک دوسرے پر گہرے لسانی اور ثقافتی اثرات مرتب کئے ہیں۔ مری پشتو زبان جانتے ہیں۔ اور ان کے قریب کاکڑ مری زبان جانتے ہیں البتہ مریوں کا پشتو لہجہ دینیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ مثلاً (دو) اور (دلی) کا مبادلہ کرتے ہیں۔ جیسے دُر بکا بستر کہتے ہیں۔ شوک کو چوک کہتے ہیں۔ کاکڑوں کا لہجہ غلیجیوں سے قریب ہے۔ ماسوائے چند اضافتوں کے جیسے (دگرہی) کو (کرہلی) کہتے ہیں۔ بنا کو بلیا اسی طرح منیرری (کو رہ) ہندی میں ادا کرتے ہیں۔ یعنی رسم اور لہجی کے لئے بھی عام پشتوؤں کی طرح امر کے صفی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ پیچے (مر کوہ) ہندی میں ت کی اضافت سے (مر ت) بولا جاتا ہے۔ تریز۔ کاکڑ۔ قبلی اور مشرقی پشتوؤں کے بہت سے لہجوں میں (رلتہ) اور (صلتہ) کے علاوہ (راپی) اور (راری) یا (رے) اور (رے) بھی عام استعمال ہوتے ہیں۔ عرضیکہ پشتو ایک بہت وسیع زبان ہے۔ اوستا اور سنسکرت کے مقابلے میں اس کے صرف دھو کا قانون بھی زیادہ وسیع ہے۔ اور یہ وسعت خود اس زبان کی قدامت کی دلیل ہے۔ اس وسعت کے باوجود جبکہ اس میں لہجوں کی بہت ہے یہ ایک زبان ہے۔ اور ہر پشتوؤں اس کے ہر لغت۔ محاورہ اور اصطلاحات کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے۔ زبان کے اشتراک کے علاوہ پشتوؤں کے رسم و روایات بھی مشترک ہیں۔ یعنی جرگہ۔ مرگہ۔ ننواتی۔ میلہ پالنے۔ خپلوئی۔ میرٹھی۔ ترگنی۔ عزیزبائی۔ اور خاص کر پشتوالہ۔ یعنی غیرت۔ ننگ۔ مردوت۔ سیال داری۔ قول و قرار۔ جنہیں یہ اپنی اصطلاح میں (پشتو) کہتے ہیں۔ بھی ان کا سب سے بڑا مشترک اثاثہ ہے۔ کیونکہ یہ ہمہ دار اور جمیلے لوگ ہیں۔ اس وجہ سے مصائب و مشکلات اور مصدمات کا مردانگی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس بنا پر یہ مزا جاتہندوؤں اور پارسیوں سے بالکل مختلف

لوگ ہیں۔ ان کا ادب اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ پشتون محبوب کی جدائی میں ہجر اور فراق کے گیت نہیں گاتا۔ اور نہ ہی گلہ و شکوہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے بے فزنی بے تنگی تصور کرتا ہے۔ اسی طرح پشتون دوشیزو بھی ایسے جوان کو پسند نہیں کرتی جو عورت کی طرح محبوب کے پیچھے رہتا ہو۔ وہ کہتی ہے کہ آہ و فزاید عورت کا کام ہے نہ کہ مرد کا۔ مرد کو عظمت۔ بہادری۔ غیرت۔ جنگ اور ننگ و ناموس پر قربان ہونا چاہیئے۔

ترپسنگر کنی حسان شہید کا

زہ بہ خیل شال سا پہ زیارت و خرومہ

تم مورچے میں اپنے کو شہید کر دانا۔

— میں اپنا شال تیری زیارت پر بھجواؤں گی۔ —

ایک محقق یا مؤرخ یا لویب پشتونوں کے ہر پہلو کے بارے میں اگر صمیم معلومات معلومات حاصل کرنا چاہے۔ تو لازماً کہے کہ پشتونوں کو ثقافت کے آئینے میں خود سے مطالعہ کرے۔ کیونکہ زبان اور اس کے محاورات ضرب اللاشال گیت داستان اور قصے جنہوں نے اپنے قدیم اور جدید زبانوں میں زنجیر کی مانند ارتباط قائم رکھا ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں کی ترجمانی کرتے ہیں واضح طور پر اپنے اصل و نسل اور تاریخ کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے لوگوں کے عقیدوں۔ رسم و رواج اور ذہنی صلاحیتوں اور نفسیاتی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ثقافت (مختوم) جس میں زبان ایک رکن عظیم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور گذشتہ اوراق میں اس پر بحث کی گئی۔ ایک گروہ کی پہچان میں ایک اہم کار سیاسی کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم سماں پشتونوں کی صحیح پہچان کے لئے ان کے عقیدوں اور رسم و رواج پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ پشتون آریں گروہ کا جزو اعظم یا وہ اساسی لوگ ہیں جن سے کہہ سکیں بہت سی شاخوں نے دیگر ممالک میں پھیل کر نئی تہذیب و مدنیت کی اساس قائم رکھی۔ ان کے عقیدے کے بارے میں سر ولیم ہنٹر اپنی کتاب "تاریخ ہند" میں لکھتا ہے کہ:-

"آریں قوم صرف ایک خدا پر عقیدہ رکھتی تھی۔ اس بارے میں ریگ وید میں ایک نظم موجود ہے:-

"ابتداء ایک سہرے بچے سے ہوئی اس نے
زمین و آسمان بنائے ہم اسی کا پرستش
کرتے ہیں۔

وہی ہے جو ہم کو زندگی اور طاقت بخشا ہے
اس کے حکم پر تمام دیوتا جھکتے ہیں
اس کا سایہ رحمت ہے اس کا سایہ
موت ہے۔

ہم اس کی پرستش کرتے ہیں وہی
ایک بادشاہ ہے۔ جس کی طاقت سے
دنیا سانس لیتی ہے۔ اور وہ زندہ
ہے۔ وہی ہر جائدار پر حکومت کرتا ہے۔

— نیز —

لئے تاریخ جنوبی ہند۔ محمود بیگوری صفحہ ۲۲-۲۴

اس مقام سے واضح ہوا کہ اگرچہ یعنی قدیم پشتون اسلام کے مقدس دین سے روٹنا شروع ہوئے تھے مگر یہ بھی بت پرستی نہیں کرتے تھے، بلکہ ایک خدا و عہدہ لاشریک پر ایمان اور عقیدہ رکھتے تھے۔ البتہ قدرت کے منفرد اور ان کے تاثرات اور اثرات سے غافل انسانوں کی طرح نفسیاتی دھچکی ضرور رکھتے تھے۔ مثلاً سورج۔ چاند۔ ستارے۔ لٹا اور رات کے اوقات انسان کی زندگی اور صحت پر کیا اثر کرتے ہیں۔ لہذا اس بناء پر جادو اور جادوگر بھی عقیدہ رکھتے تھے۔ اسی طرح دیو، جن اور پریوں کے دھمکے بھی قائل تھے۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے قواہات بھی ان میں تھے، اگرچہ اب پہلے کی طرح نہیں ہیں۔ دیوی اور ذیلی علاقوں میں اب بھی زیادہ ہیں۔ اور زیادہ لوگ اس کے قائل ہیں۔ مثلاً زچگی کے دوران پہلی مرتبہ کمرے میں ہر مل کا دھواں کرنا عورت کے دائیں پاؤں پر نیسے دھاگے سے سرخ پیسہ یا دھنا۔ سنگی نیل و یوگر نیچے کے منہ میں ڈالنا۔ عورت کے پیٹ اور کمرے کی دیوار پر سواستی کا (سٹیا) کا نشان نیل سے بنانا۔ دس دن تک زچگی کی حالت میں دھڑکتے کو کمرے میں تنہا نہ چھوڑنا۔ کسی جھوٹے بڑے کا موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ چڑیل کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ زچہ عورت دس دن بعد غسل کر کے کمرے سے نکلتی ہے۔ اور پھر چالیسویں دن کا غسل بھی لے لیتی ہے۔ اس طرح زچہ عورت اور بچے کی گردن میں ایک ٹکڑا ادرک بھی لٹکا دیتے ہیں۔ اس سے کہ بھوت بریت ادرک سے ڈرتے ہیں۔ نزدیک نہیں آتے۔ اس طرح بے اولاد عورت کو بھی بچے کے قریب نہیں آنے دیا جاتا کہتے ہیں کہ اس کی جھوٹی بھاری ہے۔ جس سے بچے کو نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر ایسی عورت اپنا دامن بچے پر چھڑا دے تو بچہ مر جاتا ہے۔ لیکن وہ عورت جسکی شادی کا کافی عرصہ گزرا ہو اور اس کا بطن نہ بن ثابت ہو گا تو بچہ بیاہی سے۔ بچے کو بھی چالیس دن تک کمرے میں تنہا نہیں چھوڑتے کیونکہ جن کے مارنے یا لے جانے کا خدشہ رہتا ہے۔

روسی چڑیل ہوتی ہے۔ مذکورہ روسی کہتے ہیں کہ تہیت عورت یا غیبت مرد رات کو سوتے ہیں اٹھ کر ایک خونخوار چیزیں جابا کرتے ہیں۔ رات کو جو بھی اکیلا سانس آجائے یا تنہا سو جاوے اس کو ماریا ڈرایا جاتا ہے۔ کہ جاتے سے کہ جب کوئی شخص تنہا سو جاوے تو چڑیل اس کے پاؤں کے بڑے انگڑے میں دھاگا باندھ دیتی ہے۔ اور پھر اس دھاگے کے کھینچنے سے انسان کا دل نکل جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ادرک کمرے میں موجود ہو تو چڑیل کمرے میں نہیں آتی۔ اور اگر ادرک نہ ہو تو سوکھی روٹی کھا لینے کے بعد کوئی جاتی ہے۔

بشرطی :۔ یہ وہ بلا ہے جو روسی رات کو خوفناک اور بے نکالی تہیت۔ کہتے ہیں کہ یہ بہت طاقتور اور خوفناک بلا ہے۔ اور جو اس کے ہاتھ لگے اسے ماریا دیتی ہے۔

خواب جھڑیلوں کے زچہ رات کو اس طرح کی آویں نکالتے ہیں۔ بہر حال معلوم نہیں کہ کیا جیت ہے۔ کہیں کہیں اس طرح کی آویں رات کو سوتلی دیتی ہیں جس سے بچہ ڈرتے ہیں۔

خسک :۔ سری میں اسکو قابو کس کہتے ہیں۔ رات کو جب آدمی سوئے کہ بچہ چپکے سے کالوں میں طرح طرح کی خوفناک آویں کرتی ہیں۔ اور ایک کالی چڑیل سویا جوتا ہے تو کالوں میں طرح طرح کی خوفناک آویں کرتی ہیں۔ اور ایک کالی چڑیل سر اپنے کے قریب یا اپنے پیٹ پر بیٹھ جاتی ہے۔ تو انسان کی زبان خوف کے مارے بند ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت کچھ لمحہ ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی دیوار کے ساتھ برابر میں سو جائے تو اس کے ساتھ یہ حادثہ پیش آتا ہے۔ اس سے دیوار کے ساتھ لیبا کوئی نہیں سوتا۔ اطباء کا کہنا ہے کہ دراصل یہ واقعہ اس وقت پیش آتا ہے جب آدمی پہلے بل سویا ہو۔ اور ہاتھ دلی پر رکھا ہو کیونکہ دل پر دباؤ کی وجہ سے دماغ میں اس طرح کے فتور اور فساد پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال پشتون اسے خسک کہتے ہیں۔ اور اسکی دھم سے دیوار کے ساتھ یا بیٹھ کے یں نہیں سوتے۔

سارڈ زئی :- یہ وہ بلا ہے جو آدمی رات کو اکیلے آدمی کے سامنے کھڑا ہو کر
کبھی گدھے کی شکل کبھی گھوڑے کی شکل کبھی کسی اور جاندار کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

مما یعنی لم :- کہا جاتا ہے کہ یہ ایک انسان نما بلا ہے۔ جو مرد کی تلاش
میں ہوتی ہے۔ جب اسے کوئی اکیلا مل جاتا ہے۔ اٹھا کر لے جاتی ہے۔ اور کسی
غار میں قید کر کے اس کے پاؤں چاٹتی ہے۔ جب اُس کے تل کاغذ کی مانند
پتلے ہو جاتے ہیں۔ اُٹنے اور چلنے کے قابل نہیں رہتا۔ تب یہ بلا جا کر اس کے
لئے خوراک لے آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کرتی
ہے۔ لیکن وہ شخص جلد مر جاتا ہے پھر اس بلا کو دوسرے کی تلاش ہوتی ہے۔
شگون :- دو شگون پشتو زبان میں اسے شامل کہتے ہیں۔

م اور ن کا مبادلہ ہے۔ تو رطل یا سیاہ حلق :- پشتو میں دعا کو (دو)
کہتے ہیں۔ اور بد دعا کو (نیرا) گندھاری لہجہ میں (شیرا) کہتے ہیں۔ جیسے کہ
غرضبوں۔ اور شرخون میں نش اور رخ بدلتے ہیں۔ یہاں بھی کش اور خ کا
مبادلہ ہے۔ پشتونوں کا عقیدہ ہے کہ سیاہ حلق انسان وہاں ہے۔ جس کی
بد دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔ لہذا اس طرح کے انسان سے احتیاط برتنا جاتی
ہے۔

کالے برتن یا کالی بی کا درمیان سے گزرنے لفاق کی بدست سمجھی جاتی ہے۔
اگ اور صاف پانی میں تھوکن گناہ سمجھا جاتا ہے۔ گھر سے باہر نکلتے وقت پیچھے
سے آواز دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتے لیکن یہ شگون قدیم پشتونوں میں نہیں
تھی۔ جس وقت کوئی سفر پر روانہ ہوتا ہے۔ تو جوں ہی دروازے سے نکلتا ہے
تو پیچھے پانی پینیکا جاتا ہے۔ تاکہ سفر بخیر گزرے۔ اسی طرح جب کسی کی آنکھ

اچھتی ہو تو اسے مہان کے آنے کی علامت سمجھتے ہیں۔ جس وقت بچکی ہوتی ہو۔ تو
کہتے ہیں کہ کوئی مجھ اس وقت یاد کر رہا ہے۔ کو جب گھر کے اوپر سے کاغذ کاغ
کرتے ہوئے گزرتا ہے تو اسے خوشخبری کی علامت سمجھتے ہیں۔ خصوصاً مسافر کی
آمد۔ پاؤں کا تلم یا ہاتھ کی پتیلی جس وقت خارش کرتے تو اسے بیویوں کی آمد
کی علامت سمجھتے ہیں۔ کات کتے کو غصے سمجھتے ہیں۔ اور ہر اس کتے کی آواز
کو غصے سمجھتے ہیں جو رو رو کر بھونکتا ہو، مرغی کی بانگ کو بھی غصے قرار دیتے
ہیں۔ اگر مرغی اذان دے تو اسے اسی وقت ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اگر رات کو
نیند نہیں آتی تو اسے بھاری رات سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسے کسی حادثے کی علامت
سمجھتے ہیں۔ بے قریب میں کوئی موت ہوئی ہو۔ سوچ گرجن کو انسانوں کے
گناہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ خواب کی تعبیر کے قائل ہیں۔ بال اور ناخن کاٹنے کے بعد
اسے گھر کے باہر کسی غفلت جگہ میں رکھتے ہیں۔ گھر کے اندر ناخن کاٹنے کو غصے
سمجھتے ہیں۔ شام کو سورج غروب کے بعد نہ کپڑے نہیں پہنتے اسے بیمار یوں کی
یا کسی معیبت کی علامت سمجھتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کے سر پر
تھوڑا لٹکائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ جب بچہ بڑا ہو تو وہ بڑا بہادر بنے اور ساتھ
میں یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ کہ کوئی بلا اُس کے قریب نہیں آتی۔ جن کے پاس
تھوڑا نہیں ہوتی۔ وہ زچہ اور بچہ کے سر ہانے کوئی چھڑی رکھ دیتے ہیں۔ مال
سولشی جب گھوڑا۔ بکری۔ بیل اور دنبہ بیجا جاتا ہے۔ تو بیچنے سے پیشتر اس
کے جسم سے ایک بال کاٹ کر گھر میں نیک شگون کے لئے رکھتے ہیں۔ تاکہ
ان کے بیچنے کے بعد گھر میں ان کی برکت رہے۔ جس وقت گھم کو تل دیا جاتا
ہے اور پھر اس کو کسی برتن میں ڈالا جاتا ہے۔ تو اس دران لکڑی کا ایک جھڑ
لکڑا اس کے بیچ میں ٹھہرا کر دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر یہ لکڑی کا

مگر موجود ہو۔ جن ان کو نہیں جڑاتا۔ جس وقت گندم صاف کر لیتے ہیں تو اس کے ڈھیر میں انجیر کی ایک جھوٹی سی لکڑی رگاڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ انجیر کو ایک مقدار میں بیوہ سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے گندم بڑھ جائیگی اور اس میں برکت پیدا ہوگی۔ موسم بہار میں بادش کے دوران جب قوس و قزح کچھ لمحہ کے لئے مشرق کی جانب پیدا ہو جاتی ہے تو پشتون اس بارے میں غنیمت رکھتے ہیں کہ اگر کوئی اس کے دائرے سے نکلے تو مرد و عورت اور عورت مرد بن جاتی ہے پشتون اسے ”دلو دی مہال“ (بڑھی کا بھولا) بھی کہتے ہیں۔ جب کبھی بارش زیادہ ہو، اور لوگ اس سے تنگ آ جاتے ہیں تو سات گنجوں کے نام ایک کاغذ پر لکھ دیتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح اُس سے بارش برکت پیدا جاتی ہے۔

میں دقت کوئی شخص غلہ بچتا ہے تو غلے کے چند دانے ترازو میں چھوڑ کر گھر واپس آئے۔ بعد میں اسے غلے کی شکر برکت بڑھنے کی علامت سمجھ کر رکھ دیتا ہے۔ وہیں کو جب سسول کے گھڑا یا جاناب اور چھنی وہ گھر کے اندر قدم رکھتے ہیں تو ایک عدد انڈا ان کے پاؤں کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ دس پاؤں کے نیچے دو انڈا ٹوٹ جانے سے اسے نیک مشگون قرار دیتے ہیں۔ بدھ میں دھن کو نیک غلہ اناز دیا جاتا ہے۔ جسے وہ دیوار سے مار کر گڑے گڑے کر دیتی ہے یہ اس سلسلے کے ان سے زیادہ اولاد پیدا ہو۔ اگر کسی کی بیوی بچہ نہیں ہو جاتی اور جب تک بولتی گھر نہیں رہتے تو اس صورت میں بولنی کا ایک گھر کے چوڑے میں پھری یا کوئی سلاخ گاڑ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس طرح بہار میں ان کے بولنی کو کوئی دوسرا جالور کسی قسم کا سفر نہیں بھیج سکتا۔

جب کبھی کسی کی چوری ہو جائے۔ تو جھیلی رتھوک کر سے تہنوت کی انگلی

سے مل دیا جاتا ہے۔ اگر کسی طرف تھوک زیادہ نظر آئے تو اس سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ چور اس سمت کو گیا ہے۔ اور پھر اسی سمت پہنچا کرتے ہیں۔ بعد ازاں ننگ کے دن کوئی سفر پر روانہ نہیں ہوتا۔ اس سے کہ اچھا نہیں سمجھتے۔ اگر عورت کا دھڑ مانتھلی جانب کھسک جائے۔ عورت کا چہرہ جھپ جائے تو کہا جاتا ہے کہ گیا جڑا مسافر آئے کو ہے۔

ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اگر بھر، بچے سمجھ تو وہ (براق) ہوگا۔ اور وہ قیامت کا دن ہوگا۔ جب زمرخ ایک سال کی عمر کا ہو جاتا ہے در اندہ دس جقات تو اس انڈے کو گندم کے ڈھیر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ گندم میں برکت پیدا ہو۔

پشتونوں کا عقیدہ ہے کہ جنات پہاڑوں۔ قبرستانوں۔ یا راکھ کے ڈھیر میں رہتے ہیں۔ اس لئے جب وہ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ تو بہتر نہیں گزرتے کہ کہیں ان کے نیچے جن یا اس کا بچہ نہ آ جائے۔ کیونکہ ایسا ہر نے پر وہ ہم سے بدلہ لیں گے۔

جن کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جیوٹی جنات کی ذات سے ہے۔ اس لئے اس کو نقصان نہیں پہنچاتے۔

گلے جب بچہ دے جاتی ہے تو بولی کسی کو نہیں دیتے۔ گھر والے کھاتے ہیں۔ اس سے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گلے خشک ہو جاتی ہے۔

رات کو آئینہ میں نہیں دیکھتے۔ کیونکہ اس سے بیمار ہو نیکا خد نہ ہوتا ہے زیادہ مٹی کو بھی نہیں سمجھتے۔ جس وقت آسمان میں شہاب ثاقب چمکے جاتا ہے۔ تو اسے کسی بڑی سنوینیت کی موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس وہیں کو گھر سے پر لایا جاتا ہے۔ اس گھر والے کے آگے مٹی دے

کرنے میں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مرث ایک نیک برہنہ ہے۔ لہذا بچہ بڑا ہو کر نیک ہوگا۔ رات کے سر ہو کر پانی نہیں بہنے۔ ایک دھنک سر پر رکھ کر پانی بہنے دینا۔ اس سے بھی آفت کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سورج غروب ہونے کے وقت مٹی پانی نہیں بہنے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس وقت مردوں کو فرشتے پانی چلاتے ہیں۔ اور اگر کوئی اس وقت پانی پی لے تو جبرائیل کا بھائی یا کوئی اور مہر بھڑا شہزادہ پانی زمین سے ٹھوس ہو جاتا ہے۔

ان توہمات میں سے اکثر ایسے ہیں۔ جن کا تسلسل صرف محدثوں سے ہے اور ناخوندہ مسلمانوں میں اب بھی موجود ہیں۔ البتہ اس ملاحق میں کم ہیں۔ مثلاً ذہن کے گھوڑے کے آگے اب سرخ ذبح نہیں کیا جاتا۔ بکتیا کے علاقے میں شاید کہیں کہیں اب بھی یہ رسم ہے۔

دین جین اسلام کا شرف حاصل کرنے سے پہلے پشتون کسی خاص مذہب کے قوانین کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اپنی روایات کے پابند تھے۔ وہی ان کا قانون اور دین تھا۔ جس کو وہ اپنی زبان میں پشتو کہتے تھے۔ پشتو ایک ایسا جامع لفظ ہے جو زندگی کے تمام اہم پہلوؤں پر حاوی ہے۔ مثلاً دوستی۔ دشمنی اپنے درمیان ہویا برائے کے ساتھ نرم و خوشی ایک دوسرے کے ساتھ سبالی کرنا۔ مہمان نوازی ہمسایہ کے تنگ دماغوں کا احترام۔ عورت کی حرمت کا احترام اور عزت و شرافت کا حفظ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام۔ اپنے درمیان فساد و جھگڑے کا منصفانہ طور پر فیصلہ کرنا۔ ہر طرح کی بدکاری سے سخت پرہیز کرنا۔ اٹلے بیٹے اور گنگو کے وقت ایک دوسرے کی عزت نفس کا فیض رکھنا۔ بیابانی اور گرے ہوئے کاموں سے نفرت کرنا۔ کسی محل میں سے لوبی یا سوزہ یا کا مظاہرہ کرنا پشتونوں میں مینہ محبوب سمجھا جاتا ہے۔ مسفت و حرمت اور دیگر ہنرمندی کے کہوں

میں پشتونوں کی پسماندگی کی وجہ سے ہے کہ یہ ابتداء سے ہی سخت مزاج اور غیور چلے گئے ہیں۔ لہذا اسی بنا پر ایسے کاموں سے گریز کرتے رہے ہیں۔ جس میں کسی کی طرف سے حکم کی حالت موجود ہو۔ مثلاً لوہار۔ چار۔ دھوبی اور حجام کا کام نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ کام ان کی نظریں ہلکا سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ درزی کا کام بھی نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ یہ محدثوں کا کام ہے۔ اعلیٰ طبقوں کی چوری میں بھی اسی اساس پر مجتہدین تقسیم کئے گئے تھے۔ پشتونوں میں اسلام کے آنے سے پہلے بھی ایک سے زیادہ شادیاں ہوتی تھیں۔ بیٹی اور بہن پر ولور لیتے تھے لفظ "بن" اور لفظ "لور" ان دونوں باتوں کی تائید کرتا ہے۔

پشتو زبان میں "بن" سوکن کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر ایک شخص کی دین بیٹیاں ہوں تو یہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی "بن" کہلائیں گی۔ یعنی سوکن جیسے اس سے پیشتر عرض کیا گیا کہ کسی زبان کے قدیم لغت خود ہی اپنا پس منظر بیان کرنے ہوئے تاریخی مسلمات میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ لفظ "لور" اور لفظ "بن" سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ پشتون بہن اور بیٹی پر جیسے یا اگر جیسے نہ جوتے تو عین کی صورت میں "لور" لیتے تھے۔ اور ایک سے زیادہ شادیاں بھی کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے تاریخ میں ایک شخص کے بہت سے بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر آیا ہے۔ البتہ ایک عورت ایک شوہر رکھتی تھی۔ اور آخر دم تک اسی بیٹیوں کی وفادار رہتی تھی۔ عورت کی عصمت و صفت ہر لحاظ سے مقدم ہوتی تھی۔ البتہ پشتونوں میں یہ پیدہ نہیں تھا۔ جب کہ آج کل برقعہ کی صورت میں ہے۔ عورتیں لمبی چوڑی اور کش و خمیس و شلوار باؤں کے ٹکٹوں تک پہنتی تھیں۔ تنگ موری کی شلوار پر دونوں طرف بول دائرے کی ٹکی بناتے تھے۔ اور بڑی چادریں سر پر اور صحت تھیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی افغانستان کے سفر نامہ میں لکھتا ہے:۔

جب میں نے یہ لباس دیکھا تو فوراً خیال اس لباس کی طرف گیا۔ جو کہ ہم
نے عورتوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ پشتون بہ پشتون کی جونی کو بہن یا بھائی
کہتے ہیں۔ پشتون عورت سوانے اپنے شوہر کے بر پشتون سے بھائی کہ کر مخاطب
ہوتی ہے۔ "تور" (سباہ کاری) کا لفظ پشتونوں میں بہت قدیم اس مرد اور عورت
کے لئے استعمال ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ ناجائز حالت میں دیکھے
جائیں۔ اس طرح مرد اور عورت کی سزا موت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ
عورت کو اس کا اپنا شوہر ہی حالت میں دیکھے۔ اور مار ڈالے بلکہ قدیم
زمانہ میں گھرانے۔ خاندان یا بہات کے کسی شخص کو دیکھنے پر برحق حاصل تھا
کہ ان کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ کہہ نہ کہنے۔ قبیلے اور دیہات کے ہر شخص پر
لازم تھا۔ ایک دوسرے کے تنگ و ناموس کی حفاظت کریں۔ پشتونوں میں اب
نہی ایک دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دستک۔ آواز یا گھنسی
کی صورت میں مطلع کی جاتا ہے۔ اگر شخص جوان ہو تو وہ بہن یا بھائی کہ کر عورت
کو مخاطب کرتا ہے۔ اگر بوڑھا ہو۔ درگھ کی خاتون جوان ہو تو نام بھی لیتے ہیں۔
عورتیں اپنے عزیز و اقارب سے پرہیز نہیں کرتیں۔ البتہ جوان عورتیں جوان مردوں
کے ساتھ مجلس نہیں کرتیں۔ پشتون کنواری لڑکیاں شادی شدہ عورتوں کی
مخل میں نہیں بیٹھتیں۔ جب ان کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس وقت بھی کافی عرصہ
لینے باپ۔ بھائی کے سامنے نہیں بیٹھتی۔ شرم کے مارے چہرہ بھی چھپا لیتی
ہیں۔ میں نے خود ایک پچھتر سالہ بوڑھی کو اپنے بوڑھے کے بھائی سے پرہیز
کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس منظر کے دیکھنے پر میں نے بوڑھی عورت سے پوچھا
کہ یہ تو آپ کا سگ بھائی ہے تم اس سے کہوں پرہیز کرتی ہو۔ اس نے جواب
میں کہا کہ شرم اب اس سال پچھتر برس وقت میری شادی ہوئی تو اس وقت

میں شرم کے مارے اس سے پرہیز کرنے لگی۔ بعد اس دن سے آج دن تک صحبت
نہیں کر سکی کہ اس کے سامنے بے پردہ ہو کر بیٹھ جاؤں۔ پشتون کی شرم و حیا کا
یہ حال ہے کہ کسی مجلس میں فقط چائے کے خارج ہونے پر بھی شرم کے مارے
خودکشی کر لیتے ہیں۔ اگرچہ یہ خودکشی پشتونوں میں بہت کم ہے۔ یا سالوں سال گھر
باز چھوڑ جاتے ہیں۔ پشتونوں میں اسلام کے فوری طور پر پھیلنے اور پھیل جانے کا
کرنے کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ تھی کہ اسلام شرم و حیا فطرت و حیات
اور عورت کی عصمت و عفت کا وہ درس دیتا تھا جو پشتونوں کی روایات سے ملتا
رکتا تھا۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا کہ خدا کی واحدانیت کا آئین (پشتون) پہلے ہی
فائق تھے۔ ایک طرف خدا کا تصور اور دوسری طرف ان کی غیرت نے ان کو بہت
پرستی سے محفوظ رکھا تھا۔ گو کہ پشتونوں کے علاقے میں مذہب و ملت۔ بدعت
اور زردشتی مذہب کے آثار اور بعض تواریفات دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن ایسے
کوئی بھی آثار پشتونوں کے مزاج و خیالات یا روایات میں نظر نہیں آتے جس
سے یہ تاثر لیا جائے کہ انھوں نے یہ مذاہب من حیث المذہب قبول
کئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے علاقوں خصوصاً قدیم پکتیا میں کس خاص مذہب
کا مذہب نہیں جیسے کہ دوسرے علاقوں میں۔ گندھارا۔ کابل۔ اور بامیان میں
بد مذہب چھوٹے بڑے ریت اور مجسمے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن آرا کو زبا۔ پکتیا۔
یا پارتیا میں ایسے آثار نہیں دیکھے گئے ہیں۔ جن سے کہ یہ واضح ہو کہ پشتونوں
نے کوئی مشہور مذہب کو گزشتہ زمانے میں قبول کیا تھا۔ بلکہ محققین خود
اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ان کی اپنی روایات تھیں۔ جس پر وہ قائم و
دائم تھے۔ جنگ جو اور مار دھاڑاٹے لوگ تھے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس
طرح کے جنگجو اور مار دھاڑاٹے کو کسی خاص مقام پر قیام نہیں کرتے تھے،

ہر وقت حرکت میں رہتے تھے۔ مذہب کی تبلیغ میں وقت کوئی سامان کام نہیں تھا۔ اس کے علاوہ پشتونوں کی زبان پشتو بھی کوئی ایسی سنہادت پیش نہیں کرتی جس سے کہ ان کا خاص مذہب یا مذہبی رہنمائی ہو۔ لیونڈر ایسا ہوتا تو ان کے گیتوں - دستاویز - اور محی ورات میں جس کسی نہ کسی جگہ ذکر ملتا۔ ہزار ہا سال کے گیت - مختلف اصناف - مثلاً - لنڈو - نیکی - جلی - غامدی اور دیگر ایسے عوامی ثقافتی آثار موجود ہیں۔ جو پشتونوں کی تاریخ اور روایات پر اچھی طرح روشنی ڈالتے ہیں۔ لیکن اب تک کوئی مصنف بھی کسی نے یہاں نہیں پایا جس سے کہ کسی خاص مذہب کی شناخت ہو سکے۔ البتہ خدا کی وحدانیت کا تصور بہت دیکھا جاتا ہے۔ جسے خدا اور مالک کے نام سے بہت پکارا ہے جہاں تک جنات - دیوا اور دیگر بلاؤں کا تصور ہے وہ انہوں نے دوسروں سے اسی طرح لئے ہیں۔ جیسے بعض مغرب الامثال یا داستان جو ایک زبان سے دوسری زبان کو منتقل ہونے ہیں۔ اور وہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ آیا دونوں کے درمیان کوئی مذہبی رشتہ تھا یا نہیں بعض مشترک لوازمات مذہبی رابطے کی علامات ہوتی ہیں مذہبی روابط کی دہری علامات یہ ہیں کہ ایک تو اس علاقہ میں قدیم مذاہب کے معجزہ موجود ہوں اس کے علاوہ ان لوگوں کے فولکلوری ادب میں کسی قسم کے ارباب الانواع کا ذکر موجود نہیں ہے سوائے ایک رب کے تصور کے پس ظاہر ہے کہ اسلام سے پیشتر پشتونوں کا کوئی خاص مذہب نہیں تھا یہ درست ہے کہ مغربی پشتون علاقہ میں خصوصیت کے ساتھ پشتون سندور کا استعمال کرتے تھے۔ اور بچوں کے سروں پر منہ ڈوں کی طرح چوٹی رکھتے تھے۔ جسے سات سال کے بعد منڈوایا جاتا تھا۔ لیکن یہ منہ ڈ تہذیب کا شریعتاً نہ کہ مذہب کا۔ کیونکہ اگر مذہب کا اثر ہوتا یعنی وہ مذہب جو وحی تسلیم

کرتے پھر تو ان علاقوں میں منہ ڈ موجود ہوتے اور دوسرے یہ کہ زیادہ تر رسومات مذہبی ہوتیں۔ تیسرے یہ کہ سستی کی رسم بھی ہوتی اور اس کا ذکر تھا فولکلور ادب میں کہو کہ یہ ایک نہایت المناک منظر ہوتا ہے۔ البتہ ایک رسم ضرور ہے، جو منہ ڈوں کی رسم سے مختلف ہے۔ وہ یہ کہ جو عورت زندگی بھر شادی نہیں کرتی اسے سستی کہتے ہیں۔ جب رسم یہ کہ پشتونوں میں قتل و قتال اور جنگ و جدل کا جذبہ سرور پڑ جاتا۔ پیغمبر کہ ان میں بھی قدیم مذاہب کے مطابق مختلف اوقات میں مختلف تصورات کے مطابق تہوار منائے جاتے۔ لیکن ان میں اسلام تہواروں کے سوا کوئی در تہوار نہیں منایا جاتا۔ حتیٰ کہ اس کی اکثریت لوزر کا دن بھی نہیں مناتے جو کہ ذری پوشہ ہزاروں سال سے بڑی شان و شوکت اور طہراق کے ساتھ مناتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پشتون ہمسایہ دغراں سے ناواقف ہیں۔ یہ تمام ہمسایہ سے رشتہ مند رہیں ہوتے۔ بلکہ پشتون نہ صرف سال کے تمام موسموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بلکہ ان کے تبدیل ہونے کے اوقات بھی انہیں معلوم ہوتے ہیں۔ و سنہادوں کی گردش اور ان کے اثرات کے مطابق ان اوقات کے لئے نام بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً (گپنی)

پشتون جمہیات سے بھی اس طرح ذوق و شوق رکھتا ہے اور لطف اندوز ہوتا ہے۔ میں مرتے دو۔ دست سن بس کی۔ کاسی بہن نے اپنی شفا زنی ادب میں۔ بیٹے بیٹے پر اور نہایت دلکش انداز میں گیت۔ البتہ مصوری کے ساتھ ان کی دلچسپی مسوم خیر ہوتی اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ قبل از اسلام یہ لوگ اصنام پرستی سے لائق رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مصوری کا اصنام پرستی کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ اگر یہ کہ یہ توبہ ہے جان ہوگا کہ مصوری اصنام پرستی کے ہی نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ جو مذہبوں میں بہت پرستی نہیں تھا۔ اس لئے انہیں

تصویریں باہر سے بنانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان میں یہ فن بھی نہیں
الغرض جس پسند سے بھی دیکھا جائے قدیم پشتونوں میں بُت پرستی اور منم سازی کے
آثار و شواہد نہیں ملتے۔

پشتونوں کے فنونِ لطیفہ میں قدیم زمانے میں صرف پانچ چیزیں شامل
تھیں۔ رباب۔ چنگہ۔ یک تارہ۔ دف جسے دریہ کہتے ہیں۔ اور ڈھول۔
اس کے علاوہ پشتونوں میں بجائے کے لئے کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ مذکورہ سازوں
میں چنگہ۔ یک تارہ۔ ڈھول اور دریہ۔ رباب کے مقابلے میں زیادہ قدیم ہیں
علاوہ انہیں رباب ان کی اپنی اختراع بھی نہیں۔ بلکہ یہ ترکوں کی اختراع تھی لیکن
اس کی ابتدا کی شکل وہ نہیں تھی جو آج ہے۔ ابتداء اس کے صرف تین تار ہوتے تھے
پھر چوبہ پشتونوں نے بھی اپنا لیا تو اس میں مزید اصلاح کی گئی ترکوں اور عربوں
میں اب بھی برائی طرز کے چھوٹے چھوٹے رباب ہوتے ہیں۔ البتہ پشتونوں کے
رباب ان کے مقابلے میں دو تین گنا بڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کے تار بھی زیادہ
ہوتے ہیں۔

ڈھول۔ چنگہ۔ دریہ اور یک تارہ قدیم آریائی ساز ہیں۔ خصوصاً پشتونوں
کی اپنی اختراعات ہیں۔ یک تارہ اور دریہ (دف) کانا جگستان میں بھی رواج
ہے۔ البتہ اُن کے ڈھول اور دریہ پشتونوں کے ڈھول اور دریہ سے چھوٹے
ہوتے ہیں۔ ڈھول کا استعمال مرد کرتے ہیں۔ اور دریہ کا عورتیں۔ ڈھول اور دریہ
دونوں بکری اور دنبے کی کھال سے بنائے جاتے ہیں۔ البتہ دریہ کا درمیانی
حصہ خالی ہوتا ہے۔ جیسے مثال۔ بعض ان کے اندر کناروں پر گھنکر دھجی لٹکاتے
ہیں۔ پشتونوں کے دریہ کا قطر تقریباً پانچ فٹ ہوتا ہے اور تاجک کے دریہ کا
قطر تقریباً ڈیڑھ فٹ ہے۔ اس طرح پشتونوں کے ڈھول مختلف حجم کے ہوتے

ہیں بعض بہت بڑے ہوتے ہیں۔ تقریباً ایک گز لمبائی اور قطر تقریباً چار فٹ ہوتا
ہے۔ درمیانی حصہ خالی اور دونوں طرف کھال ہوتی ہے۔

ڈھول لکڑی سے بنایا جاتا ہے جو مخصوص اس کے لئے بنایا جاتا ہے
جبکہ دریہ ہاتھ سے بنایا جاتا ہے۔ چنگہ کا کڑستان کے علاقے کی ایجاد ہے
جو سازنگی سے مشابہ ہے۔ اور کا کڑی غاری کی دھن اس میں بڑی دلکش
اور میٹھی سنائی دیتی ہے۔

یک تارہ سوات کے یوسف زلیوں میں زیادہ مروج ہے۔ اور ان کی
اپنی ایجاد ہے۔

پشتونوں کے قدیم ساز ہیں۔ لیکن چونکہ ملا مجلس کے دوران سازوں
کو پسند نہیں کرتے لہذا اس وجہ سے شمال۔ بٹن اور مشکور کا استعمال کرتے
ہیں۔ اس محفل کو پشتون بندہ کہتے ہیں۔ بعض قبائل میں کسی سے قبائلی عداوت
کی پابندی نہ کرنے پر حقد بانی بند کر نیو بندہ کہتے ہیں۔

کلاسیکی موسیقی نہ تو پشتون میں تھی اور نہ اب ہے۔ یہ ہندوستان کی
اختراعات ہیں۔ اور کلاسیکی موسیقی کے ماخذ ہندی مذہبی گھن ہیں۔ جن سے
کشتونوں کا کوئی سروکار نہ تھا۔ البتہ بعد کے زمانہ میں جب امیر خسرو دہلوی
اور بہادر نے ہندی ماگوں اور موسیقی میں دلچسپی لی تو مختلف علاقوں کے اہل گیترا
کا دھن بھی ان میں شامل کر لی گئیں۔ جن میں کچھ پشتو دھن بھی شامل تھے
چونکہ پشتو دھنوں میں تیزی اور شوخی تھی۔ اور ہندی دھنوں میں
نری سی۔ اس وجہ سے کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کی۔ پشتو کے مشہور
سازوں میں ڈھول کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ جو منم دھنوں کے
علاوہ جنگ کے موقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس سے اطلاع اور جنگ

انسانوں کا کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی گاؤں پر اچانک حملہ ہونے لگا تو
یا ہو جائے۔ تو اس وقت ڈھول بجا کر لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت
ڈھول کی گواز وہ نہیں ہوتی۔ جو عام ہوتی ہے۔ بلکہ ایک مخصوص طریقے سے
بجایا جاتا ہے۔ جس سے کہ لوگوں کو حملے کا علم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی جنگ
کرنے سے پہلے ان کو بج کرنا مقصود ہو تو یہ زوردار سے بجایا جاتا ہے
مبار جنگ۔ ڈھول کے ذریعے جنگ کی کیفیت بتائی جاتی ہے۔ جسے
صرف اپنے ہی لوگ سمجھتے ہیں۔ شادی کے دوران ڈھول بجانے والا بچہ
گھر آتا ہے۔ اور دوسرے لوگ اس کے ارد گرد دائرہ کی صورت میں رینگتے
کرتے ہیں۔ عورتوں کا رقص ملحدہ ہوتا ہے۔ جب کہ مرد کا سفید کبوتر
رقص راتن، مٹی کی قبا کے ہوتے ہیں۔ اس سے ہر قسم کے رقص کے ساتھ
ایسی قبا کی دھن بجا جاتی ہے۔ ڈھول ہر شخص نہیں بجاتا۔ بلکہ اس کے جاننے
والے مخصوص لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو میراثی نہیں کہا جاتا۔

جیسے کہ پشتونوں کے عوامی گیتوں میں حماسی رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ اسی
طرح ان کے رقص میں بھی حماسیت واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ جس میں مدد
کی طرح جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ مثلاً خشک اور غلیظوں کے رقص کے
دوران اب تک تلواریں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور جہاں کہیں تلوار کی جگہ نذر
کا استعمال ہوتا ہے تو وہیں رقص کے دوران ہوائی فائر کرتے ہیں۔ اور غرض
کے موقعوں پر نشانہ بازی بھی کرتے ہیں۔ اگرچہ بڑے بڑے قبائل کے قبائلی
رقصوں میں حضور افرق ہوتا ہے۔ لیکن طرز سب کی جیسی ہوتی ہے۔ یہاں
بات قابل ذکر ہے کہ پشتون قبائل میں آٹھ بڑی اہم رقص ہیں۔
کرتے۔ جس کا کہ ان کے وہاں نہیں رکھتے۔ وہ ان کی رات میں بال بال

کو زیب دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ رقص کو بھی پسند نہیں کرتے۔
اتن کے بڑے طرز ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کے ساتھ
مل کر گاتے بھی ہیں۔ اور سارا وہ بالکل خاموش ہوتا ہے۔ البتہ دھن دھن
کے بعد آواز اورغ کی بھاری آواز نکالتے ہیں۔ اس میں سب سے مشہور
رقص غزیر کہلاتا ہے۔ غزیر اصل اس آواز کا نام ہے جو سینے سے نکلتی جاتی
ہے۔ یہ بہت قدیم رقص ہے۔ جب کہ یہ وہ دشمن پر شب خون مارتے تھے
تو، نہیں ہراساں کرنے کے سے، اس قسم کی آوازیں نکالتے تھے۔ لیکن یہ
آوازیں سن کر خوفزدہ ہو جاتا تھا۔ اس رقص میں دوسرے رقصوں کی طرح دائرہ
نہیں بنایا جاتا بلکہ پیش کی طرح چار چار کی صفوں میں صفہ لپڑوں میں لمبوں
ننگے سر تلواریں ہاتھ میں لئے جھومتے جھومتے آتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں قبیص
اتن کر رقص کرتے تھے۔ کیونکہ اندھیرے میں سفید کپڑے نظر آتے تھے
پشتونوں میں بڑیچ۔ ناصہ۔ خشک۔ لونی۔ رقص بڑے مشہور ہیں
غزیر کا کر اور شیرینڈوں کا مشہور رقص ہے۔ رقص کے موقع پر تمام رقص کو
دالے ایک ہاتھ کا لباس پہنتے ہیں جن میں سفید اور کالے لباس کو خصوصیت
میل ہے۔ پشتون لفظ اتن کو رقص یا ناچ کا نام نہیں دیتے بلکہ رقص
یا ناچ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ ان کی رات میں اتن ایک فنی کھیل ہے۔
اس میں غلیظ کے مزے کا دار و مدار ڈھول بجانے والے پر ہے۔ جتنا ایک
ڈھول بجانے والا ماہر ہوگا۔ اتنا ہی اتن اچھا ہوگا۔ کیونکہ وہ ڈھول کی
آواز کے ساتھ مختلف حرکتیں کرتے ہیں۔ اور ڈھول والا ہی اتن میں جوش
پیدا کرتا ہے۔ اور مختلف طرزوں سے بجاتا ہے۔ جب کہ جوش و خروش کو بجاتا ہے
تو شکاٹ کی وجہ سے کہ بعد بڑے میدان میں جھومتے جاتے ہیں۔

میں ایک آدمی رہ جاتا ہے جو اپنے فن کا بڑے جوش و خروش سے مظاہرہ کرتا ہے۔ عورتوں کے رقص کو بھی اتنی ہی کہتے ہیں۔ ادب بہ اتن دارہ بنا کر کیا جاتا ہے۔ دو چار عورتوں کے ہاتھوں میں درپے (دھن) ہوتے ہیں۔ اتن کے ساتھ گائی جاتی ہیں۔ جنر شادی شدہ کنواری بڑیوں کا الگ اتن ہوتا ہے۔ جسے پشتو جس (شد) کہتے ہیں۔ یہ اتن دو دور کیا جاتا ہے جوڑے کی صورت میں کرتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر چکر لگاتی ہیں کسی زمانہ میں بڑی عمر کی عورتیں بھی مردوں کے ساتھ مل کر اتن کرتی تھیں جسے پشتو میں (برگ اتن) کہتے تھے۔ کیونکہ مردوں کا لباس سفید ہوتا تھا عورتوں کا کالا اس لئے اسے برگ کہتے تھے۔ لیکن اس اتن میں زیادہ ترقیبی مزید اقارب ہی حصہ لیتے تھے۔ اب یہ رواج نہیں رہا۔

ازدواجی رسومات :-

پشتونوں کی ازدواجی رسومات تین مرحلوں میں تکمیل کو پہنچتی ہیں۔

ہو کرۂ کوزہ دادہ

ہو کرۂ کے معنی ہیں حامی بھرنا یا ہار کرنا۔ جب کوئی شخص اسٹید بنے جہاں بیٹے کے لئے کسی کی بن بانی کارسز مانتا ہے۔ فوراً سب سے پہلے اگر ان کے متعلق معلومات نہ ہوں۔ معلومات حاصل کرتے ہیں۔ ایک دو عورتیں وہاں جاتی ہیں لڑکی دیکھنے کے ساتھ ساتھ گھر کا ماحول اور حیثیت بھی دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد اگر پسند آجائے۔ تو لڑکی کی ماں سے اپنا مقصد بیان کرتی ہیں۔ وہ نہیں چار دن کے بعد جواب دینے کا وعدہ کرتی ہیں۔ اس دوران میں وہ اپنے مرد سے ذکر کرتی ہیں۔ وہ جو سب سے پہلے رستہ مالکے دونوں کے متعلق ہر قسم کو معلوم

حاصل کرنے کے بعد جواب دے دیتے ہیں۔ اگر دونوں فریق رضا مند ہوئے تو ہر رٹی واسے انہیں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اپنے مردوں کو چھ دو۔ اس کے بعد تین چار بڑے بوڑھے ان کے پاس جاتے ہیں اسے مزہ کہتے ہیں یہ کام رومات کے وقت ہوتا ہے۔ وہاں جا کر تمام معاملات پر گفتگو کی جاتی ہے مثلاً دُولورہ دیگر اخراجات جن میں کپڑے، زیورات، اور شادی کے پہنوں کا خرچہ شامل ہوتا ہے۔ فیصلہ ہو جانے پر رشتہ مانگنے والوں کی طرف سے ایک آدمی یا بہر لکل کر سندوق یا پستول سے چار پانچ ہوائی فائر کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے تاکہ گاؤں والوں کو ہتھ لگ جائے۔ اس ہاں کرنے کی رسم کو (ہو کرۂ) کہتے ہیں۔

ہو کے معنی ہاں اور کرۂ کے معنی کرنا۔ اس کے بعد کوزہ (منگنی) کے لئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ منگنی کی رسم عموماً ظہر کی نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ جبکہ گھوڑوں کے تمام زن و مرد بچے بوڑھے اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر تمام لوگوں کے سامنے عہد و پیمان بیان کئے جاتے ہیں بعض لوگ اس موقع پر نکاح ڈالتے ہیں۔ اور بعض شادی کے موقع پر گزشتہ زمانہ میں منگنی کے موقع پر گاؤں کے تمام گھروں کے بزرگوں کو ایک ایک منگنی ایک شہیدی رومال جس میں خشک میوہ ہوتا تھا۔ دے دیتے تھے۔ وقت گزرنے اور حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ پہلے منگنی دینے کی رسم ختم ہو گئی۔ بعد میں رومال دینے کی بھی۔ اب صرف ٹھکانی دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور چائے پلاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک بڑا خوبصورت نعل جس پر کشیدہ کاری بھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ایک کونے پر سونے یا چاندی کی سوئی لٹکانی جاتی ہے۔ ایک جوڑا لہڑوں سمیت دلہن کے والدین کی جانب سے لائے جاتے ہیں

کپڑے دولہا کو پہنائے جاتے ہیں۔ اور رومال دولہا کے بھائی کی لڑپی یا لنگی میں سوئی ٹھونک کر جمال اس کے کندھے پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور وہ آگے آگے اور بات اس کے پیچھے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مردوں کا کام یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ عورتیں دونوں گھروں میں خوشی مناتی ہیں۔ رات کو دولہا کے گھر سے عورتیں اور بچے خوشی مناتے ہوئے رہیں گے گھر مندی لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دولہا کے گھر سے عورتیں آکر دہن کو منہدی لگا دیتی ہیں۔ گنگھا کا رومال دولہا کے دروازے پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ دہن کے پورے ہاتھوں کو منہدی لگائی جاتی ہے۔ جبکہ دولہا کے ایک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو منہدی لگا کر سبز رنگ کے کپڑے سے باندھ دیتے ہیں۔ اس وقت دولہا کے ساتھ گھاؤں کے دو چار دوست بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ انہیں بھی بطور نیک شگون منہدی لگائی جاتی ہے۔ دولہا سمیت سب منہدی کے خال میں جس میں موم بتیوں کے علاوہ تھوڑی سی مٹھائی بھی ہوتی ہے۔ پیسے ڈالتے ہیں۔ جب توفیق کچھ رسم ڈال دیتے ہیں۔ منگنی کے بعد سے دولہا کے گھر کی طرف سے دہن کے گھر ایک اچھا جوڑہ کپڑا بھیجا جاتا ہے۔ پہلے یہ دستور تھا کہ اس جوڑہ میں سب کچھ ہوتا تھا۔ لیکن شلوار نہیں ہوتی تھی۔ وہ والے کر دیتا تھا۔ اسی طرح شادی کے بعد جب باپ کی طرف سے بیٹی کو کپڑے بھیجے جاتے تھے تو اس میں بھی شلوار نہیں بھیجتے تھے۔ وہ شوہر لے کر دیتا تھا۔ لیکن اب شہری علاقوں میں یہ رواج نہیں رہا۔ اور دونوں طرف سے مکمل جوڑہ بھیجا جاتا ہے۔

شادی کی رسم یہ ہے کہ دولہا کے گھر کی طرف سے دہن کے گھر کو

ایک دن پیشتر خام خوراک مواد جیسے دہنے۔ چاول اور دیگر مندرجہ ذیل جیسی جاتی ہیں۔ جسے وہاں دوسرے دن پکانے کے بعد سہاؤں کو کھلایا جاتا ہے۔ ان خوراک کی اشیاء کو پشتو میں (خوشی) کہتے ہیں۔ یعنی خوشی کا کھانا۔ مہمان دونوں طرف سے بلائے جاتے ہیں۔ البتہ دولہا کی طرف سے مرد و زن دونوں کے ساتھ بارات میں دن کو ڈھول باجو اور بندھتوں کی ذرا گ کے ساتھ دہن کے گھر جاتے ہیں۔ اور دولہا کی طرف کی عورتیں شادی کا دُور مخصوص مشہور گیت گاتی ہیں۔ جسے "بالولالہ" کہتے ہیں۔

دہن کے گھر کی عورتیں بارات پر پانی اور رنگ بھی چھڑکتی ہیں۔ قبائل اور شہریوں کی شادی میں یہ فرق ہے کہ شہر میں نشان بازی یا بلند آواز گیت گانے۔ کشتی لڑنے اور رقص کرنے کے لئے جگہ نہیں ہوتی اگر تھوڑی بہت گنجائش ہوتی ہے تو وہ بھی صرف اتنی کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ قبائلی علاقوں میں ان کھیلوں کے لئے جگہ کی وقت نہیں ہوتی۔ لہذا وہاں پر یہ تمام کھیل اور مسابقت باسانی ہوتے ہیں۔ یہ مقابلے اور مسابقت دہا اور دہن کے گاؤں، دلو، یا قبیلوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ بعض علاقوں میں جیسے کہ اچکزئی کے علاقے میں دہا اس وقت تک دہن کو نہیں لے جاتا جب تک دولہا بندھن سے نشانہ نہ مارے اگر دولہا نشانہ مار لے یہ کام ہو جائے تو پھر ان کی جگہ ان کا بھائی باپ یا کوئی اور رشتہ دار یہ شرط پوری کرتا ہے۔ بہر حال شادی کا کھانا کھانے کے بعد تمام مہمان چلے جاتے ہیں۔ دیگر عزیز واقارب رہ جاتے ہیں۔ مہر کی نماز کے بعد دہن کو سجاایا جاتا ہے۔ دہن کی جانب سے عورتیں دہن کو مخاطب کر کے گیت گاتے ہوئے اس کے حسن و اخلاق کی داد

دیتی ہیں۔ اور دلہا کی جانب سے عورتیں "بالولالہ" گاتی ہوئی اس میں دو دلہا کی جوانی اور مردانگی کی تعریف کرتی ہیں۔ جس وقت دلہن کو لے جایا جاتا ہے تو وہ بہت روتی ہے۔ دلہن کا بھائی اگر ایک سبز دھاگہ دلہن کی کمر پر باندھ دیتا ہے۔ دلہن کی شال کے کونوں میں مٹھائی باندھی جاتی ہے۔ یہ شال بھی اس کے بھائی کھول کر مٹھائی لے بیٹے ہیں۔ اس وقت ایک کنواری لڑکی دلہن کے سر پر تلوار لے کھڑی رہتی ہے۔ — تنور میں دسبے کا دل پیوست ہوتا ہے۔ اور نوک پر پیاز جب بارات دلہن کے گھر آتی ہے۔ تو دلہن کی عزیز عورتوں کی جانب سے شربت پلایا جاتا ہے اور شربت پینے کے بعد حسب توفیق اس میں پیسے ڈال دیتے ہیں۔ شادی کے دن دلہن کے بال بنائے جلتے ہیں۔ سر کے درمیان میں مانگ نکال کر اس میں سندور ڈالی جاتی ہے۔ جو عورت دلہن کے بال بناتی ہے اس کو بھی شربتی کے طور پر کچھ پیسے دیئے جلتے ہیں۔

ثوب اور لورالائی کے کاکڑوں میں رواج ہے جس وقت دلہن کے بال بنائے جاتے ہیں۔ تو اس وقت دلہن خود ماں، باپ، بہن بھائی گھر اور دیہات کی جدائی میں گیت (پٹے) گاتی ہے۔ ان گیتوں (پٹوں) کو ان کی اصطلاح میں صوت کہتے ہیں۔ ان صوتوں میں اس قدر غم اور سوہ ہوتا ہے۔ جس سے ہر سننے والا متاثر ہو کر رو پڑتا ہے۔ دلہن روتی ہوئی گاتی ہے۔ اور فی المبدیہ مصرعے کہتی ہے۔ اگر کہیں ایک کاکڑ دلہن ایسا نہ کرے تو اسے حبیب سمجھا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ دلہن نالائی ہے، اس وقت دلہن کے بھائی اور دیگر عزیز دلہن کے سر پر چادر ڈالتے ہیں۔ بعض پورا جوڑا کپڑا دیتے ہیں اور بعض جس وقت دلہن کے لے جائیکی تیاری ہوتی ہے۔ اس وقت گھسری کی طرف

سے بھی دلہا کو کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ بسسر دلہا کی کمر ایک رومال یا دھانے سے باندھ دیتا ہے۔ کمر باندھنے سے مراد زندگی میں مشکلات کا مستابلہ اور نئی زندگی کے آغاز سے ہے، دوپہر کے کھانے میں دلہن کو دسبے کا پکا یا برادل دیتے ہیں۔ اس لئے کہ دلہن کے دل کو تقویت پہنچے جس وقت دلہن کو گھر سے نکالا جاتا ہے تو اس دوران ایک جانب باپ اور دوسری جانب بھائی یا کوئی اور رشتہ دار دلہن کو قحطائے ہوئے اور سر پر قرآن مجید رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس وقت دلہن کے گاؤں کے بچے دروازہ میں رہتی پھیلائے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ بچے اس وقت تک راستہ نہیں دیتے جب تک دلہا کا باپ یا بھائی ان کو کچھ شربتی نہیں دیتا۔

لورالائی کے ترین اور لونی قبائلی میں یہ رسم اب تک جاری ہے۔ جس وقت دلہن کو گھر سے نکالا جاتا ہے۔ تو بچے بارات کے لوگوں کو پتھر اور انڈوں سے مارتے ہوئے طرح طرح کے رنگ ان پر پھینکتے ہیں۔ لیکن ثوب میں سوائے عبداللہ زئی قبیلے کے دکن میں یہ رسم نہیں۔

جس وقت دلہن کو گھر لایا جاتا ہے، تو دیہات کی عورتیں اس پر مٹھائی پھندا کر کرتی ہیں۔ گھر میں کمرے کے اندر دلہن کے لئے ایک تخت بنا جگہ بنائی جاتی ہے۔ دلہن کو اس پر دلہا کے ساتھ کھڑا کر کے آکھنے اور قرآن مجید میں دلوں دیکھتے ہیں دلہن اس وقت تک نہیں بیٹھتی جب تک کہ دلہن کا بسسر بادلوں جو وہاں پر موجود ہوں دلہن کے لئے تختہ کچھ تسلیم نہ کر لے۔ مثلاً (گھر سے) چڑیاں یا لباس وغیرہ جس وقت دلہن بیٹھتی ہے۔ تو اس وقت ایک خوبصورت بچے کو دلہن کی گود میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اس کو بھی خدا بچے دے۔ دلہن کے ہاتھ میں اس وقت کچھ مٹھائی ہوتی ہے جو بچے کو دیتی ہے۔

زیادہ تر مائیں یہ پسند نہیں کرتیں کہ ان کے بچے کو دلہن کی گود میں بٹھا جائے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس سے بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کیونکہ دلہن کی گود بھاری ہوتی ہے۔ اگر بچہ اس دوران اس رسم کے لئے نہ ملے تو اس وقت دلہن کی گود میں اس کو رکھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً تلوار یا بندوق شادی کے تیسرے دن دلہن کو گھر سے نکال کر گاؤں کی دیگر عورتوں کے گھر میں چھتہ یا کاریز کی پنگھٹ پر لے جاتی ہیں وہاں دلہن ظہر کی تاب نہ لے پڑتی ہے۔ اور اس کے بعد دلہن کی ساس اور سالی عورتوں اور بچوں میں ٹھانی ملتیم رتی ہیں بعد میں دلہن کو شکرینہ دیا جاتا ہے جسے وہ خود بھر کر اٹھا لیتی ہے اور دیگر عورتوں کے ساتھ واپس گھر چلی آتی ہے۔ اس طرح پھر دلہن کو اٹا کر جو لہا اور گھر کے گوشے گوشے کا طواف کرانے کے بعد نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

پیشترنی :- جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا کہ (پیشترنی) تیسرے دن کے اس کھانے کو کہتے ہیں جو باپ کے گھر سے دلہن کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اور گاؤں کی بڑی عورتیں وہ کھانا دلہن کے ساتھ کھاتی ہیں۔ (غنی) وہ شیرینی ہے۔ جو دیہات کی تمام عورتیں شادی کے تیسرے دن دلہن کی ساس کو بطور تبریک دیتی ہیں۔ یہ سوغات کپڑے پیسے وغیرہ کی صورت میں دی جاتی ہے۔ جب بعد میں جب یہی عورتیں واپس اپنے گھروں کو لوٹتی ہیں تو دلہن کی ساس دوبارہ ان کو اپنی طرف سے شیرینی دیتی ہے۔ لیکن یہ شیرینی اس سے زیادہ ہوتی ہے جو عورتوں نے دی ہوتی ہے۔ دلہن کے ساتھ پہلے دن جو عزیز واقارب عورتیں آئی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ شادی کے تیسرے دن واپس اپنے

گھروں کو لوٹتی ہیں۔ ان تمام عورتوں کو دلہن کی ساس کی طرف سے کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ جسے پشتو میں (سرو پالونہ) کہتے ہیں۔ شادی کے بعد جب دلہن کے والدین اپنی بیٹی کے لئے دعوت کرتے ہوئے اپنے گھر لے جاتے ہیں تو اس رسم کو (پہ سروارہ) کہتے ہیں اس وقت میں پہلی رات کو دولہا اور دلہن کے مرد و زن عزیز واقارب شرکت کرتے ہیں لیکن دولہا کھانا کھانے کے بعد واپس اپنے گھر لوٹتا ہے۔ دوسرے کے گھر قیام نہیں کرتا۔ بلکہ دلہن کچھ دن والدین کے گھر قیام کرتی ہے۔ دلہن کے ساتھ اکثر ساس اور دیور کی بیوی بھی تین چار دن قیام کر لیتی ہیں۔ جس میں واپس اپنے گھروں کو لوٹتی ہیں۔ روانگی کے دوران دلہن کی ماں ان کو کپڑے یا شال دیتی ہے۔ دلہن ہفتہ دس دن قیام کے بعد جب واپس اپنے گھر کو لوٹتی ہے تو باپ دلہن کو کپڑے دیتا ہے۔

کولہہ :- وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہوا ہو یعنی (بیوہ) اور بڑی شادی کرتی ہے۔ تو اس کی شادی کے دوران معمول تماشے نہیں ہوتے اور نہ ہی رقص و موسیقی ہوتی ہے۔ کچھ معزز اور بزرگ مرد و زن رات کو نکاح پر ملے لیتے ہیں۔ رات کو مختصر کھانا کھانے کے بعد خاموشی سے دلہن کو لے جاتے ہیں کیونکہ پشتوؤں میں بیوہ آزاد نہیں ہے۔ یا تو وہ انتقال کئے ہوئے شوہر کے عزیزوں میں رشتہ کر لگی اور اگر ایسا نہ ہو یا کوئی شادی کرنے کو آمادہ نہ ہو یا یہ بیوہ خود نہیں کرنا چاہتی۔ تو پھر اس بارے میں دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ تمام عمر بیٹی رہے گی۔ زیادہ تر عورتیں جن کی نرمیہ اولاد یا جائداد ہوتی ہے۔ وہ دوسری شادی نہیں کرتی اگر شادی کرتی ہے۔ اور بڑا دیر کھتی ہے تو اس

صورت میں اس جائیداد کے وارث اس کے شوہر کے عزیز ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ شخص ان میں سے نہ ہو، دوسرے یہ کہ اس شخص سے عورت کے رشتہ دار "دور" لیتے ہیں اور اگر نچے ہوتے ہیں تو وہ اس کے شوہر کے عزیز اقارب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

آکر:۔ اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی یا بہن کے رشتہ کے لئے پیغام بھیجے ہو وہ نہ مار کرے اور بھر کچھ معززین اور ملا درخواست کرنے کے طور پر بھیج دے جائیں۔ اور ہر طرح کی شرائط قبول کرتے ہوئے بھی جب لڑکی کے عزیز انکار کریں۔ تو اس صورت میں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ ناکام شخص لڑکی کے گھر کے دروازے کے سامنے بندوق یا بستولی سے نارنگ کرتے ہوئے۔ یہ اعلان کرتا ہے کہ فلاں لڑکی میری ہے۔ اگر کسی شخص نے اس سے شادی کی یا شادی کا پیغام بھجوایا تو جس سزا لڑکی اپنے نام سے منسوب کی جاتی ہے اس کے ساتھ بدی ہو جاوے گی۔

اس زمانہ میں بندوق نہیں تھی۔ اس وقت لڑکی کا دو پٹ بھگالے جاتے تھے۔ اور اس طرح لڑکی پر یہ پابندی لگا دیتے تھے۔ کہ اولاً تو اس سے شادی کی جائے ورنہ بصورت دیگر تمام عمر اسی طرح بیٹھی رہے گی۔ کیونکہ اس حرکت کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ یعنی لڑکی کا باپ اور بھائی اس شخص کی موت کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات شاذ و نادر ہی پیش آتے ہیں جس سے کہ بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ دوسرا شخص اس لڑکی کو مانگ نہیں سکتا۔ اگر ایسا کرے تو بھر اس شخص کے متاعے کی تیاری بھی کرنا پڑتی ہے۔ جن سے کہ یہ لڑکی منسوب ہوتی ہے۔ البتہ اگر اس شخص کو لڑکی کے عزیزوں یا پیغام (مزرکہ) کے بعد ان دیگر لوگوں نے مار ڈالا

تب تو لڑکی آزاد ہو جاتی ہے۔ مگر انتقام باقی رہتا ہے لیکن عموماً جرگہ ایسے معاملات ٹٹا دیتا ہے۔ اکثر ایسے شخص کی موت کے بعد یہ معاملہ آگے نہیں بڑھتا ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس شخص نے مٹ دھری کی ہوئی ہوتی ہے۔ جبکہ اس بنا پر کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ لڑکی کا گھرانہ ایسی حالت میں مجبور ہو جائے کہ لڑکی کی شادی کر دیں تو اس صورت میں سخت شرائط پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک لڑکی کے بدلے وہ شخص ان کو دو کنواری لڑکیاں دے گا۔ یا ان کے مقابلے میں مسوی ہر جاندارا کرے گا۔ اس رسم کو پشتون "آکر" کہتے ہیں یعنی تنگ و ناموس کا معاملہ۔

پشول:۔ شادی میں پشتون بہن بیٹی کو اس ولور سے جو لیا جاتا ہے۔ زیر لباس۔ مگر ہاں سامان بھاڑ تک دے دیتے ہیں۔ زیر کو شادی کا "پشول" کہتے ہیں۔ زیر میں خاص خاص چیزیں ہوتی ہیں۔ نت۔ جڑیاں۔ بار۔ انگولی۔ بھر۔ بالباں۔ پائیزیب وغیرہ ہر شخص کے اپنے لباس کی بات ہوتی ہے دیسے ملالار لوگ یہ زیورات سونے کے بناتے ہیں۔ زیورات کے علاوہ والدین بھی اپنی استطاعت کے مطابق لڑکی کو کپڑے دیتے ہیں۔ گھر کے لوازمات کے علاوہ دیگر سامان بھی دیتے ہیں

توری قبیلے اور چند بنگش قبیلے کے علاوہ باقی تمام پشتون اہل سنت و جماعت حنفی مذہب ہیں۔ اس وجہ سے نکاح بھی حنفی اسلامی طریقہ سے پڑھتے ہیں۔

بچوں کے نام:۔ اسلام کے بعد پشتونوں نے اسلامی نام اختیار کر لئے لیکن اس سے پیشتر وہ پھولوں۔ پرندوں۔ دیگر جانوروں اور درختی عناصر کے نام استعمال کرتے تھے اب بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً مرد کے لئے تورگل۔

سپین گل بشین گل - چنار خان بسپین بادام - زمرئی - بھانگ - باز
طولی -

عورتوں کے لئے - بسیئی - سارک - بختک - کوترہ - مرغی - زندک - اپلی
ثوب اور لورالائی میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نام لرم اور غنک ہیں ایسے
بھی ہیں جو دن اور شہروں کے نام رکھتے ہیں - مثلاً مشغیہ - چہار شنبہ - جہو
لاہور - پینور - کابل - بابل - لڑکاجب پیدا ہوتا ہے تو سرے دن اس
کا نام رکھ دیا جاتا ہے - لڑکا کو بلا کر مردوزن اکٹھے ہو جاتے ہیں - بچوں کو قطار
میں کھڑا کر دیا جاتا ہے - اس دوران مٹلا شرح پڑھتا ہے -

اس سے قبل زمانہ میں شیخ سعدی شیرازی کا فارسی شرح پڑھتے تھے اب
پشتو کا شرح بھی پڑھتے ہیں - یہ شرح منظوم اور دعا کی ہے - لڑکے ایک
شعر پڑھتا ہے تو قطار میں کھڑے بچے ہر آواز بلند "اللہ آمین" کہتے ہیں -
جس وقت شرح ختم ہوتا ہے - تب لڑکے کا نام رکھا جاتا ہے - بعد میں دعائیں
کے ساتھ سٹھائی تقسیم کی جاتی ہے - اس موقع پر بھی گاؤں کی عورتیں لڑکی
ماں یا دادی کو شیرینی پیش کرتی ہیں -

ثوب اور لورالائی میں نو زائیدہ بچے کے ایک یا دونوں کانوں میں سودا
کر کے سونے کا تلچہ پہنا یا جاتا ہے - چالیسویں دن لڑکے کو نہلاتے ہیں - لڑکی
جب ایک سال کی عمر کا ہو جاتا ہے - تو سر کے آس پاس کے جھٹے کے بال
کٹوا کر مہینی جھٹ میں ہندوؤں کی طرح اچوٹی رکھ دیتے ہیں - بعض سر کے
دائیں بائیں دو چوٹی رکھتے ہیں - یہ رسم ثوب - لورالائی - پشین میں
اب تک ہے - اسیہ سر کے بیچ میں ہندوؤں کی طرح چوٹی اب بہت ہی
کم نظر آتی ہے - ایک جانب اور دوسری جانب یا ایک طرف کو چوٹی رکھتے

ہیں - اور اس پر نگینے پروتے ہیں - لڑکیوں کی پیشانی پر چار انگلی بال چھڑکتے
ہیں - یہ اس وقت تک رہتے ہیں جب تک کہ لڑکی کی شادی ہوئی ہے -
لڑکے کو سات سال تک سفید شلوار نہیں پہنانے کا کڑوں کے علاقہ میں
جب تک لڑکا سن بلوغ کو نہیں پہنچتا اس وقت تک اس کو شلوار نہیں
پہناتے - ٹخنوں تک لمبی قمیص پہنا کر اس میں سرخ دھاری لگا دیتے ہیں
اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ لڑکا نابالغ ہے - اور عورت کی حیثیت رکھتا
ہے - کیونکہ اگر کوئی ان سے دشمنی رکھتا ہے تو دشمن ہونے کی صورت
میں اس لڑکے کو مضر نہیں پہنچاتے -

جس وقت لڑکا سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس وقت کسی
بزرگ یا مٹلا کو بلا کر اس لڑکے کی چوٹی کو کٹوا دیتے ہیں - تب سفید
شلوار پہنا کر کانوں سے نیچے "اتار دیئے جاتے ہیں - لڑکے کا باپ ان
بچوں کو بیچ کر ان بیسوں سے خیرات کرتا ہے - جس شخص کی اولاد سات
سال سے قبل ہی مر جاتی ہے - تو وہ اپنے بچے کی گردن میں کچول ڈال کر
سات گھرانوں کی گداگری کرتا ہے - جو کچہ یہ لڑکا دھران خیرات جمع کر لیتا
ہے - اس کی ماں اس کو پکا کر خیرات کر دیتی ہے - اس رسم کا مطلب یہ
ہے کہ بچے کو خدا عمر دراز دے - بعض لوگ لڑکے کے لئے لوہار سے
لوہے کا کڑہ بڑا کر دائیں پاؤں میں پہنا دیتے ہیں - سات سال بعد اس
کڑے کو نکال کر خیرات بھی کرتے ہیں - مطلب یہ کہ اگر سات سال تک
لڑکا نندہ رہا تو بھرنے کا خطرہ نہیں ہوتا -

پشتون عی کی پیدائش پر خوشی نہیں مناتے البتہ اگر دوسری اولاد تمام
نرمیہ ہو اور کوئی بچی پہلے نہ ہوئی ہو تب خوش ہوتے ہیں - بیٹے کی پیدائش کی

طرح نہ تو بندوق سے بطور اعلان فارنگ کرتے ہیں زموئی کو جو کر شرح پڑھتے ہیں البتہ گاؤں کی عورتیں شیرنی جا کر دے دیتی ہیں۔ بچی کا نام ساتویں دی رکھتے ہیں۔ اور ابتداء سے شلوار پہناتے ہیں۔ جب بچی تین سال کی ہو جاتی ہے تو اس کے ماتھے پر کاگل بناتے ہیں۔ جسے پشتوں میں اور بل کہتے ہیں یہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔ آفریدی اور کنڈی قبائلی عورت کی شلوار کے بند پانچوں پر دونوں ٹخنوں کے اوپر بنائی ہوئی گول کپڑے کی جلی کو دبل کہتے ہیں۔ اور ماتھے کے بالوں کو پیکٹی کہتے ہیں ویسے تمام پشتون عورت کے کاگل کو پورچ یا پیکٹی کہتے ہیں چاہے شادی شدہ ہو یا نہ اگر کوئی لڑکی ایک غلط کام کرتی ہے تو اس کی ماں یا بہن اسے بطور تادیب کہتی ہے (پیکٹی دی پر سے) یعنی تیرا کاگل کٹ جائے یہ تو نے کیا کیا۔

قدیم زمانہ میں آرا کو زیا اور پکتیا میں مردوں کو جلانے یا دفن کرنے کے آثار نظر نہیں آتے البتہ کھانکے علاقہ میں چند ران کے مقام پر ایک قدیم قبرستان میں زیر زمین ایک ایسا تہ خانہ موجود ہے جس میں چھ لائیں محراب پر قطار میں پڑی ہوئی ہیں اور ایک لاش دروازے کی جانب چارپائی پر پڑی ہوئی ہے۔ تمام لاشوں پر چادر ڈالے ہوئے ہیں۔ چارپائی والی لاش کے ساتھ ایک کتا بھی چارپائی سے زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا ہے اگرچہ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں مردوں کو تہ خانوں میں رکھتے تھے، ماش خیل سے کوئی پندرہ میل ایران کی حدود میں بھی اس قسم کے تہ خانے زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ البتہ ان پر ایک تو گنبد بنے ہوئے ہیں اور پیروں کی دت بنائے گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اندر کچھ انسانوں اور بیلوں کی تصویریں بھی بنائی گئی ہیں۔ مردوں کی لائیں ڈھانچے کی صورت میں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب

اسلام ان علاقوں میں پہنچا تو جو بجاہدین جنگ میں شہید ہو جاتے تھے ان کو تہ خانوں میں رکھا جاتا تھا۔ جسے عرن عام میں رشاہی کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ پندمان کی سات لاشوں کا تعلق انہی سے ہو، دودھ جھالاوان کے علاقے میں بھی اس قسم کے تہ خانے بنائے گئے ہیں۔ البتہ ماشخیل کا قبرستان کی تعلیم بالی تہذیب سے تعلق رکھتا ہے

کھیل

پکتیا اور آرا کو زیا میں سال پشتون عزائم برسوں سے آج تک اپنی روایات برصوبہ سے قائم ہے آرہے ہیں۔ اور جہاں کبھی بھی اسلام کے سوا کسی دینی تہذیب و تمدن کے قدم جم نہ سکے ہیں۔ کھیلوں کے حصے میں بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ دیوبند کی پہلوں سرسبز شاداب دریاں اور دلکش میدانوں میں اپنے دالے یہ پُر جلال دریا غفلت لوگ جو ایشیا کے دل میں دھڑکتے ہیں جب موسم بہاری جہان لالہ سے ان کے کوہ دین روشن ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے گھوٹی جیسے بھی کھیلے گئے ہیں۔ صبح جب سورج اپنا چمکدار چہرہ پہاڑوں کی لوٹ سے دکھاتا ہے۔ تو رات کی سیاہی میں چاند کی مانند سیاہ کپڑوں میں ملبوس محصور چہرے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے جالوڑوں کے پیچھے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر طرف بھڑکندوں کی بھابھائی، دازیں آتی ہیں ہزاروں کی تعداد میں سیاہ و سفید جالوڑوں کے ریلوے پھرانے کے لئے پہاڑوں کی طرف بھاگتے ہیں۔ لڑکیوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی کیستے کودتے جاتے ہیں۔ مرد سنگاخ زمینوں کے سینوں سے غذا حاصل کرنے کے لئے کاشت کاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ سورج صوبہ ہونے سے کچھ دیر پہلے سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔ کچھ کھانا کھا کر اور عصر کی نماز پڑھ کر بڑے بڑے تو مغرب کی نماز تک مسجد کے باہر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور نوجوان مغرب کی اذان تک کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔ عصر کے

کھیلوں میں گھوڑے دوڑانا۔ نشانہ بازی کرنا۔ کبڈی۔ نیزہ بازی۔ کشتی مارنے۔
بیٹس۔ تیسٹر۔ چکور اور کٹے لڑنا شامل ہیں۔ وہ کھیل ہیں جو قدیم زمانہ میں آریاؤں
کے آنے کے ساتھ برصغیر میں بھی رواج پا گئے۔ اس کے علاوہ کھاکلا، ڈپ ڈنڈا
خوشی، مرغومکھی اور مختلف قسم کے کھیل ہیں جو کھیلے جاتے ہیں۔

کلا کلا: یہ کھیل آٹھ افراد سے کم کی صورت میں نہیں کھیلا جاتا۔ دو یا کم از
کم چار چار کی ٹیم ہوتی ہے۔ چار جوان یا لڑکے چار جوانوں کے کندھوں پر چڑھ جاتے
ہیں۔ اور وہ انہیں گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ایک بھی گر گیا تو پھر دوسری ٹیم کی
باری ہوتی ہے۔

توپ ڈنڈا: اس کھیل میں افراد کی تعداد مقرر نہیں البتہ دونوں ٹیموں کی تعداد
مساوی ہونی ضروری ہے۔ اور ہر ٹیم کا ایک کپتان ہوتا ہے۔ ایک خاص مقام
پر لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ اس لکیر کے پاس ایک گیند ہوتا ہے۔ اور لکیر سے دور
ایک مقررہ مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں سے گیند لکیر کی مخالف سمت پھینکتا
ہے اور خود لکیر کی جانب دوڑتا ہے۔ متقابل گروپ کا آدمی گیند کے پیچھے جاگتا
ہے۔ جو اپنے مقصد میں پہلے کا سیب پڑا دوسرا ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ
اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ کس گروپ کے تمام ممبر ٹوٹ نہیں
جاتے۔ اس کھیل کو توپ ڈنڈا کہتے ہیں۔ کچھ کرکٹ جیسا ہے۔

کبڈی: یہ جو پشتونوں کے قدیم کھیلوں میں سے ہے اور برصغیر میں

بھی کھیلا جاتا ہے،

خوشی

اس کھیل میں بھی دو مساوی ٹیمیں ہوتی ہیں۔ کھل میدان میں
دونوں ٹیمیں با متقابل قریباً پاس گز کے فاصلے پر مٹی کا ایک چھڑا سا گھردہ بنا لیتے ہیں
اور پھر میدان کے بیچ میں آٹے سے ایک نظر بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک آدمی
رلیفری بن جاتا ہے، جسے پشتوں میں (مڑ گڑی) کہتے ہیں۔ دونوں طرف کے
کھلاڑی بائیں ہاتھ سے دایاں پاؤں پسٹلی کے قریب مضبوط پکڑ لیتے ہیں
یعنی سب ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب رلیفری اشارہ کر لیتا ہے۔ تو
دونوں ٹیمیں ایک دوسرے کے گھردہ سے کولات مارنے سے خراب کرنے کے لئے
ایک پاؤں سے مہلانگ لگاتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے
سے اپنے گھردہ سے کو بچانے کے لئے دست دگر بیان ہو جاتے ہیں اس زمان
میں جو گرایا جس سے اپنی پکڑی ہوئی ٹانگ چھوٹ گئی۔ وہ ٹوٹ گیا اور میدان سے
نکل جاتا ہے۔ کھیل اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک کوئی گھردہ
خراب نہ کیا جائے۔ رلیفری یہ دیکھتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے تو اپنی ٹانگ نہیں
چھوٹی ہو کہ دوبارہ اس نے پکڑی کیونکہ یہ فول ہے اور ایسا رکن ٹوٹ جاتا ہے

مرغومکھی

اس کھیل میں بھی دو مساوی ٹیمیں ہوتی ہیں۔ پہلے ٹاس کرتے ہیں۔
ٹاس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جوان چند چھوٹے چھوٹے پتھر مٹی میں رکھتا ہے
اور دوسرے فرقہ کے کپتان سے پوچھتا ہے جنت کد طاق دو چار، چو جنت
ہوتے ہیں اور ایک، تین، پانچ طاق ہوتے ہیں۔ اب اگر وہ طاق کہتا ہے اور
بجتر جنت تھے، تو بتانے والا ہار گیا۔ اب ٹیموں کے جوان ایک دوسرے سے

ایسے ایک ہوجاتے ہیں کہ ایک دوسرے کو کسی طرح دیکھ نہ سکے۔ چیتنے والی ٹیم اپنا ایک جوان میدان کے بیچ میں جھکا کر اس پر ایک بڑا کپڑا یا کپل ڈال دیتے ہیں تاکہ چھوٹے چھپ جائے۔ سرت ایک پاؤں کی بڑی انگلی باہر ہوتی ہے پھر دوسری ٹیم کا ایک ایک رکن بلا یا جاتا ہے۔ اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ یہ کہا ہے کون ہے؟ اس کا نام اور علیہ ستاد۔ وہ بیٹھے ہوئے جوان کی گھر کی کالہز جائزہ لیتا ہے اور پھر بتاتا ہے کہ کون سا شخص ہے اگر اس نے غلط بتایا تو اسے سٹکے اور قیڑ لگا کر بھگا دیتے ہیں اور پھر اس کا دوسرا ساتھی بلاتے ہیں۔ تاکہ ان کے تمام ارکان اسی طرح مار کھاتے جاتے ہیں۔ المبت اگر کسی نے بتا دیا تو کھیل ختم ہوجاتا ہے۔

مینڈہ ۱۔ اس کھیل کو اور کزی قبائل تورہ تال کہتے ہیں۔ اس میں بھی دو مساوی ٹیمیں ہوتی ہیں۔ اور ابتداء میں جفت طاق کے ذریعے فیصلہ ہوتا ہے اس میں ہارنے والے قیغیں انار کر رول لکے کے درمیان کھڑے ہوجاتے ہیں دوسری ٹیم لکیر سے باہر ہوتی ہے اور ہر طرف سے ان پر حملے کرتی ہے اند دالے باہر والوں کو دائرے کے اندر پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کسی ایک کو پکڑ لیتے ہیں تو پھر اسے اپنے پاس بٹھا دیتے ہیں پھر دوسرے تیسرے چوتھے وغیرہ لے لے جھٹے ہوتے ہیں سب کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور اگر ایک کو بکڑنے کے بعد باہر سے دوسرے حملہ آند نے حملہ کیا اور اندر والوں میں سے کسی کو مار کر دائرے سے نکل گیا تو پھر اس کا گھڑا ر شدہ ساتھی بھی رہا ہوجاتا ہے۔

خرپ خرگردان ۱۔ اس کھیل میں بھی دو مساوی ٹیمیں ہوتے ہیں۔ کھیل

کی ابتداء اس رجعت طاق کے ذریعے ہوتی ہے۔ ہر فرقہ اس اور دینا ہے کہ ایک گول دائرے پر۔ کورٹ کے عالم میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور دوسرے فرقے کے ارکان ان پر سوار ہوجاتے ہیں۔ دائرے کے درمیان میں دو چھوٹے پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ سواروں میں سے ایک اپنی سواری کی آنکھوں پر ماتھ رکھ دیتا ہے پھر اس کے سوار ساتھیوں میں سے ایک اہستہ اپنی سواری سے اترتا ہے اور اہستہ اہستہ جا کر ایک پتھر۔ دوسرے سے دتین مرتبہ مار کر ٹک ٹک کی آواز نکالتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی سواری کی جانب جا کر سوار ہوجاتا ہے۔ اس وقت مکمل خاموشی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی سانس بھی نہیں نکالتا۔ پھر سوار اپنی سواری کی آنکھوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ اور وہ آنکھیں مل کر چاروں طرف کا بغور جائزہ لیتا ہے۔ اور کسی ایک سوار کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ تھا۔ اگر تو اس کا قیاس صحیح تھا۔ تو جو بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اُور جاتے ہیں اور جو اوپر ہوتے ہیں وہ نیچے آجاتے ہیں۔ پھر دوسرا فرقہ ان پر چڑھ کر اسی طرح کی بازی کھیلتے ہیں۔ اور اگر وہ نہ بتا سکا تو پھر سارے سوار بالترتیب سواروں کی دلی لیتے ہیں۔ اور بدلتے وقت کہتے ہیں "خرپ خرگردان چرند لرن ارمان" اس کھیل کو پشتو زبان میں خلیجہ (علیحدہ) بھی کہتے ہیں۔ اور رات کا کھیل ہے۔

الہ داد ۱۔ اس کھیل میں دسادی ٹیمیں ہوتی ہیں۔ اور ابتداء اس رجعت طاق کے ذریعے ہوتی ہے۔ نام میں ہارنے والے ذریعے تمام افراد ایک کھلے میدان میں اس طرح بیٹھے ہیں کہ تمام کے سر نیچے کی جانب جھکے ہوئے ہوں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور قریباً ۲ فٹ کے فاصلے پر ایک سر پر مضبوطی سے ختم لیتے ہیں۔ اور ایک ایک کے ایک کو

سہمائی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ دوسرے فریق کے تمام افراد جڑیوں اور دھڑوں کو گانٹھ دے کر کوڑے بناتے ہیں۔ اور ادھر ادھر اندھیروں میں غائب ہو جاتے ہیں۔ پیٹے ہوئے فریق کا محافظ ان کی تلاش میں نہ جاتا ہے۔ تاکہ کسی لیک کو پکڑ لے یا ایک آلات مار دے۔ جب وہ ایک سمت کی طرف جاتا ہے تو دوسری سمت چھپے ہوئے نکل کر ان لوگوں کی طرف بھاگ کر آتے ہیں۔ جو دارے کے اندر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں کوڑوں سے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس دوران بھیٹے ہوئے زور زور سے چلاتے ہیں۔ اور اپنے محافظ کو پکارتے ہیں۔ اللہ داد اللہ داد بولتے ہیں ان کا محافظ چیخ دیکار سن کر دوڑتا ہوا آتا ہے۔ اندری کا سرا پکڑ کر ان کے ارد گرد چکر لگانا ہے اب جو بھی قریب آتا ہے اُسے لات مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ محافظ رستے کی حد سے آگے نہیں جاسکتا۔ زور زور سے چل کر کسی کو مار سکتا ہے۔ اور دوسرا فریق ادھر ادھر سے حملے کرتا رہتا ہے۔ یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک کہ محافظ کسی ایک کولات نہ مارے جب کسی کولات پڑ جاتی ہے۔ تو کھیل جیت بیٹے ہیں۔ اور پھر دوسرا فریق بیٹھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح کھیل دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کھیل کو اللہ داد کہتے ہیں اللہ داد کے معنی داد فریاد اور مدد کے لئے کسی کو پکارنا۔

پہلی کوڑی ۱۔ پٹ معنی پوشیدہ اور کوڑی کسی چیز کے چھوٹے ڈھیر کو کہتے ہیں۔ یہ کھیل مشرقی قبائلی میں بھی ہے۔ وہ اسے آر پونری کہتے ہیں اور کچھ فرق بھی ہے۔ شمالی بلوچستان کے پشتونوں میں اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسالوی فریق کھلے میدان میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر ایک دوسرے

میں جا بیٹھتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک ڈھیر میں کوئی تیز چھاپا بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے دونوں جانب دور کھڑت ہو جاتے ہیں۔ اور بائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں کا بڑا انگوٹھا پکڑ کر ایک ٹانگ سے اپنے لئے کودتے ان ڈھیروں کولات مارتے ہیں۔ اس دوران ایک دوسرے کے ساتھ دست دگریاں بھی ہوتے ہیں۔ بہر حال جس نے اُس ڈھیر کولات مار دی۔ جس میں تیز رگی ہوتی ہے۔ تو وہ جیت گئے۔

اگر تمام پشتونوں کے سارے کھیل کود یا ان کے جائیں تو ایک الگ کتاب بن جائے گی۔ لہذا موضوع کی طوالت سے بچنے کے لئے صرف اتنا بتا دیتے ہیں۔ کہ اس کھیلوں کے علاوہ پشتون، تیز بازی، گھوڑ دوڑ، نشاند بازی کے علاوہ مرغی، بیس، تیر۔ چکود اور کتے بھی لڑاتے ہیں۔ ان پر شرط بھی رکھتے ہیں۔ کتوں کو لگڑ بیگے کے ساتھ پسے بوجی زبان میں گفتار کہتے ہیں۔ لڑاتے ہیں۔ اور جالوں کی اس جنگ کا وعدہ خود سے لوگ اگر تمنا شاکر کرتے ہیں۔ بلکہ دور دراز علاقوں سے کئے بھی لڑانے کے لئے ساتھ لاتے ہیں۔

لگڑ بیگے کے بکڑنے کا طریقہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ اُس وقت دس آٹھ تینیاں کے ساتھ پہاڑ میں لگڑ بیگڑ و تلاش کرتے ہیں۔ جب کسی غار میں مل جاتا ہے تو اُسے سے ایک آدمی لگڑ بیگے کے منہ پر ایک چادر یا پوری دھیر ڈالتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ کہتا رہتا ہے۔ کہ کوڑنہ کوڑنہ وہ۔ کوڑنہ کوڑنہ وہ۔ وہ یہ کوڑنہ پشتون میں لگڑ بیگے کو (کوڑ) کہتے ہیں۔ کوڑنہ کوڑنہ وہ۔ کے معنی ہیں لگڑ بیگے۔ منہ ڈھس رہا ہے، اس وقت زندہ بالکل حلقہ موت سے اور ساکت رہتا ہے۔ آدمی اس کے پاؤں میں تھپتھپتے رستی

سے باندھ لیتا ہے۔ جب اسے پوری طرح قابو میں کر لیتا ہے تب اسے عشار سے باہر نکالنے کے لئے رکھ بیٹھتے ہیں۔ اس وقت درندے کو ہوش آجھاتی ہے اور غرائز چلاتا اور اچھلتا ہے لیکن بے فائدہ آخر اسے کسی بوزی میں ڈال کر لے آتے ہیں۔ اور پھر اس کے گلے میں دو تین زنجیریں ڈال دیتے ہیں اور مختلف سمتوں سے دو تین آدمی زنجیروں کو پکڑ لیتے ہیں۔ درندہ دیکھ میں ہوتا ہے درندے کو باندھتے بھی اسی طرح ہیں۔ کھلاتے پلاتے خوب ہیں۔ روز روز نہیں لڑاتے اور نہ کمزور کتوں کے ساتھ لڑاتے ہیں۔ اکثر سفید بٹیر یا کتوں کے ساتھ لڑاتے ہیں، اور ایک وقت دو دو زبردست کتے مقابلے پر جوڑے جاتے ہیں۔ بیمار لیگر بھگے کے دانٹوں میں بڑی طاقت ہوتی ہے، وہ بھینس کی ٹانگ بڑی آسانی کے ساتھ توڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جب کتے کا کوئی عضو اس کے منہ میں آجاتا ہے تو اسے فوراً کاٹ لیتا ہے۔

لوہر جتنے کھیل بتائے گئے ہیں یہ سب اور اس کے علاوہ اور بہت سے اب بھی دور دورہ کے قبائلی علاقوں میں کھیلے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان علاقوں میں جہاں پر سکول بن چکے ہیں۔ اور فٹ بال والی بال تسم کے کھیل شروع ہو چکے ہیں۔ پرانے کھیلوں کی اہمیت کم ہو گئی ہے۔ اور اکثر مقامات پر تو بالکل ختم ہو چکے ہیں لیکن جہاں پر لوگ ابھی تک ان قدیم کھیلوں کو بھولے نہیں۔

ان کھیلوں اور ان کے مخصوص ناموں سے پتہ لگتا ہے کہ ان تمام کھیلوں سے واقف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام لوگ دراصل ایک گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی زبان، لباس، رواج، اعتقادات، روایات اور رہن سہن سے ان کی یک جہت ظاہر ہے۔

پندرہ سو سال پہلے کے لوہڑوں کے علاوہ پندروں کا شوق بھی

کرتے ہیں۔ مثلاً چکور۔ تیتڑ۔ بیڑ۔ طوطے جیٹا۔ جلیں اور دوسرے کھیلوں کے پندے بڑے ذوق و شوق سے پلٹتے ہیں۔ اور باز یا شاہین جیسے پشتو میں باقند بھی کہتے ہیں بہت پسند کرتے ہیں۔ باز کو سدھانا چونکہ مشکل اور محنت والا کام ہے اور پھر میدانی علاقوں میں کم پایا جاتا ہے۔ اس لئے زیادہ تر پہاڑی علاقوں میں خصوصاً کوہ سفید میں زیادہ پائے جاتے ہیں باز کو سدھانے کے بعد اسے صحرائی پرندوں کے شکار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پشتو شاعری میں باز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ خوشحال خان خٹک نے تو باز نامہ کے نام سے ایک پوری مستطوم کتاب اس پر لکھی ہے۔ اور اس میں باز کے تمام اقسام اور عادات کے علاوہ بیماریاں اور علاج بھی بتائے ہیں۔ اور ایک جلی نشان کے طور پر پیش کیا ہے۔ یاد رہے کہ باز آریا بھوں اور بلیوں میں بہت ہی مقبول پرندہ رہا ہے۔ اگرچہ چکور تیتڑ اور بیڑ وغیرہ پندوں میں شامل نہیں لیکن پشتون اپنی فطرت کے مطابق انہیں بھی آپس میں لڑا کر خوشی ہوتے ہیں۔

پشتونوں کی زبان رسم و رواج لباس اور مزاج میں قدیم زمانہ سے آج تک جو اتحاد و یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مدت و ماز سے ایک ہی خطے میں رہتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی غیر زبان قوم نہ کبھی مائل تھی اور نہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان تہذیب اور ثقافت دوسروں کے اختلافات سے محفوظ رہ گئے۔ چنانچہ جغرافیائی، لسانی، در ثقافتی لحاظ سے ان کے ماضی اور حال کے درمیان جو ربط قائم ہے وہ خود ہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کل اور آج کے پشتونوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح ایک بھائی سے دوسرا بھائی بھائی کے چہرہ بننا ہے۔ یہی

کہیں۔ ان کی سبب۔ البتہ سندھ اور پنجاب کے قریب رہنے والے پشتونوں میں معمولی سانسلی مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ لیکن مجموعی لحاظ سے ابھی تک انہوں نے کوئی دوسرا رنگ قبول نہیں کیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے ہے کہ ایک تو یہ لوگ ایک مخصوص خطے میں رہے دوسرے یہ کہ انہوں نے مجموعی طور پر مشرقی اور مغربی تہذیبوں میں سے کسی ایک کو بھی دل و جان سے قبول نہیں کیا۔ بلکہ طویل عرصے تک قبائلی نظام کے تحت قائم روایات کے مطابق زندگی گزارتے چلے آئے تاکہ ان میں اسلام کی روشنی پھیلی اسلام کے ساتھ پشتونوں کی پختہ حقیقت کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ اسلام اور ان کی روایات میں بڑی حد تک ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ جن کی مثالیں گذشتہ صفحات میں دی گئیں۔ اگر یہ لوگ اسلام سے پہلے بدعت یا زرتشتی مذہب قبول کر لیتے تو ان کے قبائلی روایات زیادہ نہیں تو کسی حد تک ضرور متاثر ہوتے۔ ان کے غیر اسلامی روایات یا اعتقادات جو کچھ بھی تھے ان پر صرف اسلام اثر انداز ہوا ہے۔ یعنی یہ کہ جو گوار کو میں روایات کے ساتھ ساتھ شریعت بھی داخل ہو گئی۔ اور اس کی پابندی اتنی ہی لازمی ہو گئی۔ جتنی کہ روایات کی تھی۔ چونکہ پشتونوں کی روایات اور اعتقادات پہلے ہی سے تمام مذاہب کے مقابلے میں اسلام کے زیادہ قریب تھے۔ چنانچہ جب یہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئے تو اسلام ایک سلی اور اصنافی مشیت سے نہیں بلکہ ان کی روایات کی طرح ان کی روح میں داخل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ پشتونوں میں اسلام کی جوڑیں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو پشتون ہوگا۔ لازماً مسلمان ہوگا۔ اور اگر مسلمان نہیں ہوگا تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ دنیا کا کوئی بھی دوسرا مذہب ان کی روایات اور مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ پشتون دنیا کی واحد قوم ہے جس کا مذہب کے ماننے والے نہیں ہیں۔ من حیث القوم سب کے سب بچے اور کٹر مسلمان ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جتنی گہری عقیدت انہیں اسلام کے ساتھ ہے اسی قدر قوم پرست بھی ہیں۔ پشتون کو ہزار بڑا بھلا کہو اتنا بڑا نہیں مانتے گا جتنا کہ یہ بات کہ تم پشتون نہیں ہو۔ چنانچہ دیگر خصوصیات کے علاوہ یہ بات بھی ایک پشتون کی پشتون ہونے کی علامت ہے۔

اب یہ بات ہر اعتبار اور ہر پہلو سے ثابت ہو چکی کہ پشتون جنہیں افغان اور پٹان بھی کہتے ہیں۔ مختلف النسل لوگ نہیں بلکہ ایک ہی نژاد سے تعلق رکھتے ہیں البتہ مغرب میں افغان یا اوغان کے نام سے مشہور ہیں۔ اور مشرق میں خصوصاً برصغیر میں پٹان کے نام سے گذشتہ چار سو سال سے یاد کئے جاتے رہے۔ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ لفظ پٹان (پٹان) است نکلا ہے یہ بات قرین عقل اس لئے نہیں کہ مشرق و مغرب میں کسی بھی نسل میں پشتونوں کو من حیث القوم (پٹان) کے نام سے یاد نہیں کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر تواریخ میں یہ نام سسل آتا۔ اور پشتون اس نام سے فرد بھی اسی طرح واقف ہوتے جس طرح افغان اور پٹان کے نام سے واقف ہیں۔ یاد رہے کہ لفظ پٹان سے اب بھی دھڑ دھڑاہٹا ہوا قبائلی خصوصاً ان کی عورتیں اور بچے ناواقف ہیں۔ اس سے صاف طور پر واضح ہے کہ یہ نام برصغیر پاک و ہند میں ان کے لئے ایسا ہی استعمال ہوا ہے جس طرح عربوں میں ان کو کہہ سلیمان کے رہنے والوں کی نسبت سے سلیمان بھی کہا جاتا تھا۔ بلکہ بعض پرانے عرب اب بھی پشتونوں کے لئے یہ نام استعمال کرتے

کھیل میں سے کوئی نہ ہو۔ حال ہشتون اپنے آپ کو نہ پٹان کھٹے ہیں۔ اور نہ سلیمانی صرف افغان یا پشتون کہہ سکتے ہیں۔ اور ان دونوں سے ان کا کچھ کچھ واقف ہے۔

گزشتہ اوراق میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ سیسی قبیلہ کی بن میں سفیدین اور اسکائی دہری شائیں تشریف آستہ ق م میں مشرق و مغرب کی طرف پھیل گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ تھے جو بعد میں غلیوں افغانستان و ابدالیوں کے نام سے مشہور ہوئے اور کاسیک سورخین انہیں مجموعی طور پر آریائی کہتے ہیں۔ لفظ آریا لفظ دیانت - عابد - معتقد اور قربانی دینے والے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ شریف نجیب، سربراہ و آقا و مالک و مختار کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

جو انمزدی - سہان لازمی - بہادری، دلیری اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والوں کو بھی آریا کہتے تھے۔ انمزدی اچھی صفات کے لئے استعمال رہا ہے پشتو زبان میں ہار کے معنی ہیں تنگ و ناموس کا پاس رکھنا الفاظ دیگر آریائی وہ لوگ جو اپنی انفرادی قوی بجا بت و شرافت پر مرمٹے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ پناغہ دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کیلئے انہوں نے یہ نام اپنا لیا۔ جس میں یہ نام آریائیوں کا آمد کے ساتھ پھیل گیا۔ مگر یہاں بھی انہوں نے اپنی انفرادیت بشار رکھی چنانچہ اس کے نتیجے میں کشتری، برہمن، ویسیا اور شرور طبقے وجود میں آئے پہلا طبقہ جنگجو اور اعلیٰ نسب لوگوں کا بنا دوسرا روحانی یعنی مذہبی پیشواؤں کا تیسرے کا اطلاق مسفت و حرفت کے کام کرنے والے جیسے لوہار - چار - نانی - دھوبی وغیرہ درجہ تھا طبقہ شورور (اچھوت) کہلانے لگا۔ بدھیم لوی باشندے تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذہم سورخین سے ہند



بی بی (بھٹی)



ایک سیلین بنی لڑکی



ایک بچہ

کا نام پنجاب اور سندھ کے لئے استعمال کیا ہے۔ خصوصاً "خندہ اور سندھ" (۱) اور
 اس کے مبادیے کی بنیاد پر ہم معنی قرار دیا ہے کہتے ہیں کہ دونوں کے معنی پانی یا دریا ہے
 پشتو میں دنیا کو سیند کہتے ہیں سندس کو اباسین (دیراؤں کا باپ) اس لئے کہتے
 ہیں کہ اس میں دوسرے چھوٹے چھوٹے دریا شامل ہوتے ہیں۔ الارض اور سے آریا
 بن گیا اور آریا سے آریائی اور ان کے وطن کا نام آریانا یا آریانا و مجہ پڑ گیا
 نام آریانا و مجہ اور ایریا نام و مجہ اور ان و مجہ بھی لکھا گیا ہے سر میں
 سائیکس تاریخ افغانستان کی پہلی جلد صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ ایران و مجہ
 (ERANYE) ریگزارت اور آکس کے درمیان واقع ہے جو کہ آریا
 نامی وطن ہے۔ یہ نام آریوں اور جہاں کے اشتقاق سے بنا ہے و پشتو میں
 اگر یہ کہا جائے کہ "آریوں کی جگہ" تو دال کے مرعاف سے کہا جائے گا۔
 (د آریو جہاں) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقبتین نے (د) کو جہاں کے
 ساتھ ملا کر "اضافتی" وجہ بنا دیا۔ لیچوں اور دہانڈ کے اختلاف و
 اختلاط کی وجہ سے اکثر ایسے تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ بھراہک ایسی
 زبان میں جو زمانہ قدیم میں بہت وسیع اور مسلسل انقلابات سے دوچار
 رہی ہو اختلاط اور تحول سے بچ نہیں سکتی۔ چنانچہ سینہ یا اسکائی
 جو پشتوؤں کے آباد اجداد تھے سنہ ۵۰۰ م میں جب مشرق و مغرب کی
 طرف پھیل گئے۔ اور وہاں کے قدیم باشندوں کے ساتھ واسطہ پڑا تو ان
 کے درمیان الفاظ کے تبادلے کی لازمی طور پر ہوتی ہوں گے۔ کم از کم
 ہزاروں کے کتبات سے نویسی ظاہر ہوتا ہے کہ ایٹھائے کوچک میں مختلف
 زبانوں کے بولنے والے رہتے تھے۔ ماہر لسانیات نے اس خندہ کے ہندو
 لہجہ پائروں کو بھی بلحاظ زبان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے مثلاً وہ

لوگ ہندو اور پائی زبان کا پسلا حوت ساکن اور کرتے ہیں۔ جنہیں السنہ
KANTUM یا مغربی زبانیں کہتے ہیں۔ مشہور جوینی۔ سلتی۔ لاطینی
اور لٹینی اور دوسرے وہ لوگ جو حرف اولیٰ کو حرکت دیتے ہیں۔ اور جنہیں
SATEM یا مشرقی زبانیں کہتے ہیں۔ جیسے ہالٹی۔ اسلاو۔ آرمینی۔ ایلانی
اور سنسکرت۔ بنا زکوئی کے کتبات میں ایک ایسی زبان کا پتہ لگایا گیا
جو صحالی (HATTILI) کے نام سے مشہور تھی۔ اور ایک دوسری
ہندو اور پائی زبان "ہیتی" میں اس کا ترجمہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ محققین
کہتے ہیں کہ یہ ایشیائے کوچک کی عظیم ترین زبان تھی۔ جو قدیم الایام میں
ہندو اور پائی زبانوں سے جدا ہو گئی تھی۔ لیکن محققین کا کہنا ہے کہ یہ
زبان نہ تو ہندو اور پائی زبانوں میں سے تھی۔ اور نہ سامی زبانوں
میں سے ہو سکتا ہے کہ نواح خزر کی کا پس زبانوں میں سے ہو۔ چنانچہ
یہ زبان خضر صحالی کے لوگ بولتے تھے۔ لہذا بعد میں ہیتی کے نام سے
بھی مشہور ہوئی لیکن اس کا اصل نام کوئی اور تھا۔ اس کا اظہار اس
قدیم ہیتی کتبہ کے برآمد ہونے سے ہوا۔ جو ایک ہیتی بادشاہ آنتاش
(ANITTA SA) سنہ ۱۱۰۰ ق م سے تعلق رکھتا ہے۔ کتبہ کی عبارت
سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس زبان کو ناسشلی یا نزی بھی کہتے تھے۔
آنتاش وہ شخص ہے جس نے ایشیائے کوچک کے مختلف علاقے یکجا کر کے
ایک بڑی مملکت کی بنیاد رکھی۔ اور دار الحکومت کو شارسے ناسش کی
طرف منتقل کیا۔ چنانچہ جیسا کہ زبان صحالی کی شہر صحالی کے لوگوں کی
زبان بننا ناسش کے لوگ ناسشلی بولتے تھے۔ لیکن بنا زکوئی یہاں تیس ہزار
کتبات کے مطابق ہندو اور پائی ہیتیوں کو نزی یا نازی یا (VESI TA S)

کہتے تھے۔

ان قدیم نوشتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ایشیائے کوچک
میں صحالی کے نام سے ایک ایسی زبان بھی بولی جاتی تھی۔ جو اگرچہ ہندو
اور پائی السنہ سے تعلق رکھتی تھی لیکن نواح خزر کے بومیوں کی زبان تھی
البتہ ان کے لہجوں میں فرق ہونے کی وجہ سے ہر لہجے کا اپنا اپنا نام تھا۔ معلوم
ہوتا ہے کہ صحالی دراصل ہیتیالی ہے۔ جسے بعد میں افغانی لکھا گیا۔
اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایدالی بن گیا۔ اور میں ممکن ہے کہ سیتی اور
ہیتی ایک ہی چیز ہو۔ کیونکہ آریائی زبانوں اور لہجوں میں "ہ" اور "س" کا
تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال "ہند" اور "سند"
(سندھ) میں پائی جاتی ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی مزوری ہے
کہ ایشیائے کوچک میں وارد ہونے والے ہیتیوں کو پر تو ہیتی کہا جاتا ہے
اور محققین نے انہیں ہندو اور پائیوں کے اولین نمائندے ہونے کے
ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ یہ لوگ نہ تو سامی زبان جانتے تھے، نہ سومیری
اور نہ ہندو اور پائی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ قدیم ہیتی دراصل وہی
سیتی قبائل ہیں۔ جو نہ منگولی زبان سے واقف تھے۔ نہ ترکی اور سامی
زبانوں سے بلکہ اپنی خاص زبان میں باتیں کرتے تھے۔ اور یہ وہی لوگ تھے
جو مختلف زبانوں اور زمانوں میں کبھی ہیتی، کبھی سیتی، کبھی ہیتیالی، کبھی تال
یا افغانی، اورانی اور ایدالی کے ناموں سے یاد کئے گئے۔ یہ لوگ کس
کس جانب سے ایشیائے کوچک میں وارد ہوئے لیکن کس راستوں سے
آئے اور گئے یہ بات پوری طرح واضح نہیں اس سلسلہ میں اب تک جو کچھ کہا
گیا ہے وہ زیادہ تر تھیس اور مفروضوں پر مبنی ہے۔ البتہ یہ بات واضح اور

نہایت ہے۔ کہ شمال علاقوں سے شرق مغرب اور مغرب کی طرف یکے بعد دیگرے مختلف وقتوں میں ان کا سفر جاری رہا ہے۔ کبھی خانہ بدوشوں۔ کوچیوں۔ پاونڈوں اور تجارتی کاروانوں کی تسلسل میں اور کبھی حملہ آور لشکروں اور فوجوں کی صورت میں چونکہ یہ دلیر، جنگجو، سخت جاق اور جفاکش لوگ تھے۔ اس لئے ہر حکمران نے ان سے خانہ اٹھایا۔ پہلے لیدیا میں سائرس کے ساتھ لڑتے رہے۔ بعد میں اس کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ بعد میں سکندر مقدونی نے انہیں استعمال کیا چونکہ یہ دروں بڑے بادشاہ تھے شرقاً غرباً شمالاً جنوباً انہوں نے مسلسل لڑائیاں لڑیں اور کبھی علاقوں پر قابض ہو گئے اس لئے پشتوں فوجوں کی شکل میں مختلف علاقوں میں پھیل گئے ان کی زبان میں جو اگرچہ مطلقاً ایک تھی مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہو گئے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پشتو زبان میں لغات کی اتنی بہتات ہے کہ ایک ایک چیز کے لئے چار چار پانچ نام استعمال ہوتے ہیں۔ جن کی مثالیں گزشتہ صفحات میں دی گئی ہیں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ بہت کم ایسے لغات ہوں گے جن سے تمام پشتوں واقف نہ ہوں۔ روزمرہ استعمال میں آنے والے تمام الفاظ سے سب واقف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سکندر کے زمانہ اور اس کے مابعد یہ لوگ کسی یا ایک مقام کے درمیان متحد ہو گئے تھے۔ چونکہ وہ ان کے اپنے اقتدار کا ایک طویل دور تھا جس میں کم از کم پانچ سو سال تک دوسروں کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ قومی ہدایات کے تحت زندگی گذارتے رہے۔ یونانی جغرافیہ دان اسٹرابون مشرق میں یہ کہتا ہے کہ آریا میں وہ تمام علاقے شامل تھے۔ جو ایک زبان میں بات کہتے تھے تو وہ

بالاسطہ اشکانی دور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیوں کہ اس وقت اشکانی سلطنت کی عمر دو سو سال تھی۔ جبکہ تقریباً تین سو سال اور بھی باقی رہی اور شمال مشرقی ایران کا ایک وسیع علاقہ ان کی سلطنت میں شامل رہا۔ لیکن اس کے باوجود تباہی اور رخت بردوش پانڈوں کی زندگی گزار رہے تھے اور اب تک ان کی اکثریت متحرک جماعت نظر آتی ہے۔

بعض مورخین افغانوں کو بنی اسرائیل سمجھتے ہیں یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد لیکن گزشتہ اوراق میں جدید تحقیقات اور ٹھوس دلائل و معلومات کی بنیاد پر یہ واضح کر دیا گیا کہ افغان یا پشتون مشرق وسطیٰ میں بڑے بڑے تباہی کی شکل میں نہ صرف موجود تھے۔ بلکہ مغربی ایشیا میں زبردست سیاسی اقتدار اور کفار کے مالک بھی رہے ہیں۔ جبکہ یعقوب علیہ السلام کا زمانہ زیادہ سے زیادہ مسیحی قیام معین کہا جاتا ہے۔ اسرائیلی نظریہ رکھنے والے مورخین یہ کہتے ہیں کہ آشوریوں اور کلدانیوں خصوصاً نخت نصر کے زمانہ میں قیدیوں کی شکل میں فلسطین سے لائے ہوئے لاکھوں یہودیوں کو باختر، خراسان اور ایران میں آباد کیا گیا تھا چنانچہ افغانوں کو اپنی یہودیوں کی اولاد سمجھتے ہیں لیکن یہ مورخین اس بات کی پوری طرح وضاحت نہیں کر سکے ہیں کہ جب ان یہودیوں کو ان علاقوں میں بسایا جا رہا تھا اس وقت ان خطوں میں کون لوگ سکونت پذیر تھے۔ اور ان کا ان ہامو یا قیدی یہودیوں کے ساتھ کیا تعلق رہا اور کس زبان میں ایک دوسرے کے ساتھ بات کرتے تھے اور ان کے اعتقادات و روایات میں کیا فرق تھا۔ کیونکہ تاریخ تو ہمیں یہی بتاتی ہے کہ ان خطوں پر بڑے بڑے تباہی آباد تھے یا شمال سے جنوب اور

مشرق سے مغرب کی طرف ہزاروں کی تعداد میں ان کا آنا جانا مسلسل جاری رہا۔
 ہو سکتا ہے کہ مسرور زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ یہودی بھائیوں، افغانوں اور
 دیگر لوگوں میں جذبہ ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ عموماً ہوتا رہتا ہے اور ایسے
 لوگ اپنے عادات و خصائص سے پہچانے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب
 ہرگز نہیں کہ افغان یا پشتون ان قیدی یہودیوں کی نسل سے ہیں۔ افغان
 مجموعی لحاظ سے نہ تو سورخر ہے نہ کنوس بلکہ شاہ خرم اور تاجی رشک
 حد تک بہانہ فراہم علاوہ انہی یہودی رہنمی طور پر سازشی واقعہ ہوئے
 ہیں۔ جبکہ افغان ماس چینز کو بڑا سمجھتے ہیں اور پھر یہودیوں میں قومی اتحاد
 تمام قوموں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ جب کہ افغانوں کی سب سے بڑی کمزوری
 بے اتفاقی ہے۔ جہانی لحاظ سے بھی۔ یہودیوں اور افغانوں کے خدوخال
 اور رنگ میں بڑا فرق ہے۔ زبانوں میں تو زمین و آسمان کی تفاوت نمایاں
 ہے۔ افغانوں میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے ایسے نام بھی نہیں پائے
 جاتے۔ جن سے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی شہادت ملتی ہو بلکہ ان
 کے مردوں اور عورتوں کے نام جانوروں۔ پھندوں۔ پھولوں اور فوسوں،
 جڑی بوٹیوں و دیگر قدرتی عناصر کے ناموں پر رکھے جاتے تھے۔ جن کی
 چند مثالی گزشتہ صفحات میں بیان کی گئیں اگر یہ لوگ بنی اسرائیل ہوتے
 تو ان میں اسلام سے پہلے کے اسرائیلی نام مثلاً یعقوب۔ یوسف۔ ابراہیم
 اسماعیل۔ یحییٰ۔ داؤد اور بنی اسرائیل کے دوسرے امیناء علیہم السلام
 کے نام ان کے میمبوں کے نام منور ہوتے۔ اس طرح ان میں قدیم
 ہندوؤں کے جیسے نام بھی نہیں پائے جاتے۔ چنانچہ ان خدائی کی روشنی

یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ افغان یا پشتون نہ گنول ہے نہ زک اور
 نہ سامی وہ قدیم ہیتی ہے جنہیں یسرو وٹس نے سیتی یا سیتین کا نام دیا ہے
 اور جو امینی بعد میں سب سے پہلے ایشیائے کوچک میں وارد ہوئے تھے
 ہندو اور پائی کہلائے جاتے ہیں اور جن کے پہلے معلوم بادشاہ سرخون یا
 شرخون قدیم جسے افغان خذ اور شر کے صوتی مادے کی وجہ سے شرخون
 اور شرخون کہتے ہوئے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ یہ دو آدمی تھے ایک
 وسیع و عریض سلطنت قائم کی تھی جسے سلطنت اکاد کے نام سے یاد کیا جاتا
 ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اکاد و سامن سیتی قبائل تھے۔ جو قریباً
 ششہ ق م میں ایشیائے کوچک کے راستے بین النہرن میں وارد ہوئے
 یہ وہ زمانہ تھا جب سامیوں نے سومریوں کو میدان سیاست سے نکال
 دیا تھا۔ اس زمانہ میں ہندو اور پائی سلسلے ایشیائے کوچک میں پھیل گئے
 تھے۔ اور ان میں سے بعض سفر کے دوران ایشیائے کوچک کے مرکز افغان
 میں مقیم ہو گئے تھے۔ انہیں کلاسیکی مؤرخین نے صیتی کے نام سے یاد کیا ہے
 اور ان کی سرزمین کو خاتی کہا ہے ان ہی کی ایک شاخ بخر خزر کے مواعیل سے
 ان پہاڑی علاقوں میں آباد ہو گئے جہاں سے دجلہ و فرات نکلتے ہیں ان
 کلمہ اور قبائل نے وادی ہمدان میں سکونت اختیار کی غرض جہاں جہاں
 قبضہ کیا وہاں ملک الطوائفی سکرمیتیں قائم کیں ان میں سے بعض قبائل
 نے ناگروکس کے کوہستان علاقوں میں کامیوں کے درمیان رہائش اختیار
 کر لی۔ چنانکہ ان کی سفر کا سلسلہ مسلسل جاری رہا چنانچہ بعض مشرق کی طرف
 نکل گئے اور بعض مغرب کی جانب ملب تک پہنچے۔ یہی صیتی اور

ہوری تھے۔ جو بعد میں سیتی اور سوری کے ناموں سے پکارے گئے
یاد رہے حقیقت کہتے ہیں کہ کاسیوں کے تاملین آریائی تھے۔ جس سے
یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ کاسی آریائی تھے اور پھر ہیتیوں، حوہلوں
اور کاسیوں کا ایک خطے میں بلی جُل کر رہنے سے بھی یہ بات ثابت ہو
جاتی ہے کہ یہ ایک دوسرے کی زبان بھی جانتے تھے جو کہ ایک قوم
ہونے کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ صیتی
صاتی۔ موری اور سیتی، سوری صاتی یا صیتیالی یا افتحالی اور بعد
میں ابدالی سب کے سب ایک قوم ہیں۔ صرف بعض رسائی تغیر
کی وجہ سے خصوصاً "اورش" اور "مش" یا اس قسم کے پیشار
صوتی مبادلوں کی وجہ سے مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ کیوں کہ
حبیب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی زبان، مساوات، وحد و حال اور طرز
زندگی وغیرہ میں فرق نہیں تو نام کے غٹورے تغیر کو بنیاد بنا تاقرین
عقل نہیں ہے صوتی اثرات کی وجہ سے تو ناموں میں نیز ایک تدریقات ہے مثلاً پشون
مہدل کو اردل کہتے ہیں۔ محمد کو ماہ کہتے ہیں۔ یوسف کو یوسپ ایکے معنی ہرگز یہ نہیں
کہ عبدل اور ادول یا یوسٹ اور یوسپ دونوں نام ایک ہی نام ایک ہے۔ البتہ صوتی اعتبار سے
وہ طرح بولا جاتا ہے۔ چنانچہ صیتی اور سیتی یا ہوری اور سوری بھی مرد
زمان کے ساتھ بدلتے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے سیتی ہو بعد میں صیتی
بن گیا ہو یا معاملہ بالعکس ہو۔ کاسیوں کی زبان ابتداء ہی سے پشتو علی
آری ہے اور اس میں کوئی ایسا اجنبی لفظ آج تک سننے میں نہیں آیا
جس کو دوسرے پشتون نہ سمجھتے ہوں گزشتہ اوراق میں بتایا گیا

و کاسی نسل تمام ہیں کشمیر میں داخل ہو چکے تھے۔ اور کشمیر میں کاش
ضلع انہی کے باقیات میں سے ہے اور موجودہ کشمیری زبان ہندو ایرانی
زبانوں کی شاخ سمجھی جاتی ہے۔

یہاں اس بات کی ایک بار پھر وضاحت کرنا ضروری ہے تاکہ ذہن
انہی رہے کہ بعض محققین نے پشتو زبان کو بھی ہندو ایرانی زبان کی
ایک شاخ سمجھا ہے۔ جو کہ تاریخی حقائق کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ پشتو
ہندو اسی طور پر ادستا اور سنسکرت سے بہت قدم ہونے کے علاوہ زیادہ
ایضاً زبان ہے اور اس کا وسیع ہوتا ہی اصول لسانیات کے مطابق
ان کی قیامت کی دلیل ہے۔ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ سنسکرت ادائیگی
زبانیں پشتو کی شاخیں ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اگرچہ قطعی بھی نہ ہوگا کیونکہ
سنسکرت اور فارسی میں پشتو کے علاوہ دوسری زبانوں کی آمیزش بھی
جسے یہ کوئی جہالت بات نہیں بلکہ عام ماہرین لسانیات اس بات پر متفق
ہیں کہ ایک زبان جتنی وسیع ہوگی اتنی ہی قدم ہوگی۔ اس میں اب کوئی
شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ افغان یا پشتون اصلاً سیتی آریائی ہے۔
جنہیں سفید صُن بھی کہا جاتا ہے۔ ایشیائے کوچک میں ہندو ادائیگی
کے بارے میں جو تازہ آثار دریافت ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق اس قوم
روپالائی (PALITES) کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ہماز کوئی کے کبات
میں ان کی زبان خط میخی بھی گئی ہے جسے صیتی یعنی کہتے ہیں۔ اور ماہرین
لسانیات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی زبان اور لوہوں کی زبان اصلاً ایک تھی
ان لوگوں کو پالا بھی کہتے تھے۔ جو شمالی شام کے داعی علاقوں میں رہتے
تھے۔ ہو سکتا ہے کہ انہی الفاظ پالا یا پالائی سے لفظ پہلو یا پہلوی

پہلوی دراصل وہ پارسی ہے جو آریانا کے مغربی کنارے حملند کی وادی اور سارے سیستان میں پھیل گئے تھے، اس وقت جب اسکاٹلستان (سیستان یا سیستان) میں وارد ہوئے تان کے ساتھ بالکل غلط ملط ہو گئے چنانچہ انہی مخلوط عنصر کے بعض مدعیین یقینی اور بھارت کہتے ہیں اور بعض پہلو کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہی پارسیوں کو پہل کہتے تھے چنانچہ پہل سے پہلوا اور پہلوی بن گئے مگر مدقین نے یہ کلمہ سیستان اور حیرمند اور اراکوزی کی وادی کے پارسیوں کے بارے میں اسی زمانہ سے استعمال کیا ہے۔ جب حکومت پابت کامرکز دجلہ کے کنارے منتقل ہوا تھا اور انقلاط کے جذب مغربی حوصلہ کے پارسیوں نے تازہ وارد ہونے والے اسکائیوں (سکاٹوں) کے اتحاد سے ایک مستقل سلطنت بنانے کی بنیاد رکھی۔ پارسیوں اور اسکائیوں میں اس قدر گہرائی لسانی اور ثقافتی اتحاد موجود تھا کہ مدقین اور مدقین آج تک اس حقیقت میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیں۔ ہند کی سرزمین پر فتوحات اور نفوذ کی وجہ سے مدقین نے ان کو ہندو سیت اور ہندو پارت کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور بعض مورخین نے ہندو پہلویوں کو وہ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن کا ایک حصہ (دولنس) کے جانشین اور اولاد اور دوسرا حصہ (گزنوں) کے جانشین اور اولاد کہلاتا ہے بعض نے ان کی اولاد کے یہ دو حصے ہندو پارت یا پہلویوں کے باشندوں کے گروہ میں شمار کیا ہے اور بعض دیگر نے ہندو سیت یا اسکائیوں اور ہندو پارت یا پہلویوں کے تمام بادشاہوں کو ایک کر کے ایک سلطنتی

نہ ان قرار دیا ہے جیسے کہ سید سیون دول — LINDE CIVILISA — TRICKI میں کہا ہے۔ کہ اگر ہم ان کے بادشاہوں کے ناموں پر غور کریں تو دولنس۔ اوس۔ انڈینز۔ گزنوں۔ پاکوس اور ایسے دیگر سے یہ واضح ہو گا کہ غوی طور پر ان کی شکل و صورت اور ساخت پارتی ہے اور ان کے ناموں کی ساخت ایسی ہے جن کا کہ ہم خزاہ بادشاہوں سے سلسلہ رابطہ اور قربت واضح ہوتا ہے۔ جیسے کہ اسپالا دولس نے سینے آب کو یونانی اور برکرت میں راد نفو تو باز پوس اور جارج براتاک کے نام سے یاد کیا ہے جس کے معنی بڑے بادشاہ کے صبا کے ہیں اسپالا گاداس۔

(ABDA GASES) (ابدا گزس) کی ایک پتھر پر اور برکرت میں اپنے آپ کو (اندی فراد نفی دولس) اور (گزنڈا ناراما تا پوتراسا) کے لقب سے یعنی گزنڈا دولس کا بیعتیا بتایا ہے۔

بہر حال اسکائیوں اور پہلویوں کے سلطنتی اور سیاسی تشکیلات کی ابتداء اور حرکت کا مسکن سکاتالیا یعنی سیستان اور آرا کو زیا یعنی ازبکستان کی وادی تھی اور یہاں سے ان کی اقتدار کا دائرہ پہلے انڈس و ابا سیتا کا زیرین وادی کو اور پھر انڈس کے طول و عرض میں مشرقی گندھارا و مغربی پنجاب تک پھیلا اور پھر کاپیس کی یونانی اور باختری چھوٹی سلطنت کے پناہوں کے درمیان انگوٹھی کے پیرے کی مانند محدود ہو کر رہ گیا ہے

ملاوہ انہی اسکائیوں یا ہندو سیتیوں اور پہلویوں یا (ہندو پارسیوں) کا موضوع اس قدر پیچیدہ ہو گیا ہے کہ عموماً مدقین کی ترجمہ اس طرف تبدیل کرائی ہے کہ موٹس اسکال (اشکوزوں) کے خاندان کا بانی ہے اور دولنس پہلو کے گھرنے کا سربراہ دو علیحدہ علیحدہ فراد ہیں۔ یعنی موٹس

اور دونوں کو اسکائیوں اور پلواریوں کے دوسرے اور رئیس کہلاتے ہیں جو کہ قریباً ایک ہی وقت میں سنہ ۱۱۴۱ء کے لگ بھگ ایک پنجاب میں اور دوسرا سکستان اصلاً کو دنیا (سیستان اور گدھ) میں بادشاہ رہے ہیں لیکن مرقعین کی اکثریت اسکائیوں اور پلواریوں کی سلطنتی تشکیلات کا مرکز قرار دیا کے جنوب مغربی علاقوں میں قرار دیتے ہیں جیسے کہ ایک تاریخی طبعی سر کی طرف بعض سلطنتیں آریانا کی سرزمین پر تشکیل ہو کر ہند کی سرزمین کو فتوحات کی شکل میں منتقل ہوئی ہیں۔ اسکائی جو (سفید من) کے نام سے بھی پکارے گئے ہیں۔ کی پن ارضاب کی ولادی اور مغربی مد کو زیادہ کے ایک حصہ پر سلطنت کی تشکیل پر پہل کی اور پھر فاقوں کی صورت میں پنجاب پہنچے ان کے بعد پلواریوں نے سیستان اور آرا کو دنیا میں سلطنت کی بنیاد رکھی جیسے کہ کہا جاتا ہے اس کے بعد موشس اور ازیسی اور ازلیزیس سلطنت کہنے اُس وقت پنجاب کے حکمران پارٹیوں کے ایک سردار و فونس نے سیستان اور آرا کو دنیا میں ایک مستقل سلطنت کی تشکیل شروع کی۔ جسے بعض مغربی ہندو ہارت کی حکومت کہتے ہیں۔ اور بعض پلواریوں کے نام سے یاد کرتے ہیں جیسے کہ اس سے پیشتر عرض کیا گیا بعض نے ان پلواریوں کو دھرتی میں منقسم کیا ہے۔ یعنی دونوں اور ان کے چند افراد کی جائیں کے بعد سنہ ۱۱۴۲ء فارنس کو ایک علیحدہ سلطنتی خاندان کا بانی اور سر ملکہ قرار دیا ہے۔ لکھ بھ گند و فارنس اور ان کے جائیں جیسے اہا لگنس، دور تا گنس۔ پاکورس اور اس طرح کے دیگر موشس۔ ازیسی اور ازلیزیس کے بعد تمام کو اسکائی خاندان قرار دیتے ہیں اس بارے میں لاہور میوزیم کے مسکوکات کے گیشاک صفحہ ۴۱۱ لاہور میوزیم کی کتابت و ادبیات حذ کی تالیف ہے۔ لکھنم بھی یہی نظریہ رکھتا ہے۔

جس وقت سنہ ۱۱۴۲ء میں گند و فارنس کا پہلا جگہ افغانستان میں مس ہم کے ایک انگریز نے دریافت کیا تو اس میں کوئی شک و شبہ نہ رہا کہ لگند و فارنس اور اس کے جائیںوں کی مملکت کا مرکز آرا کو دنیا تھا اور بعد میں انہوں نے بھی اسکائیوں کی طرح سندھ کی سرزمین تک فتوحات کی کہ اور موجودہ غزنی اور کابل کے راستے کا پیسا کی جانب آگے گئے ہیں۔ اور کا پیسا میں یونان اور باختری سلطنت کے آخری وارث یعنی ہرالیس کی سلطنت کو بھی خاتمہ کیا ہے۔

آرا کو دنیا اور سیستان کے پلواری خاندان کے مستقل بادشاہ بھی اسکائی بادشاہوں کی طرح تھے اور پانڈی کے سکے رکھتے تھے۔ یونانی زبان اور رسم الخط جو یونانی اور باختری بادشاہوں کی اقتدار اور ہند کی مقبوضات پر چلا گیا تھی ان کی مسکوکات۔ ماد تحریر۔ دو بار میں مروج تھے اور اپنے سکے کے پچھلے حصے پر مقامی رسم الخط یعنی خردشتی رسم الخط اور پراکرت کی زبان استعمال کرتے تھے۔ اس وقت جب اسکائیوں اور پلواریوں نے آریانا میں ایک متحدہ حکومت مشترکہ طو پر بنائی تو یکے بعد دیگرے ہند میں فتوحات کیں اور اپنے نائبین کو دیاں پر حکمرانوں کی حیثیت سے مقرر کر دیا۔ موسیو سیلون کوئی لکھتا ہے کہ اپولونیوس سنہ ۱۱۴۲ء کے لگ بھگ برہمنوں کی مملکت کے سیاحت کی غرض سے نکل پڑا یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ اپولونیوس اور اس وندشای یونانی تھے۔ جنہوں نے سنہ ۱۱۴۲ء میں افغانستان میں موجودہ پاکستان اور ہندوستان کا سفر کیا تھا اور اس وقت کے حالات تحریر کئے ہیں (در فارسی بابل کے بادشاہ نے ان کو سواری اور نفی و حمل کے لئے چند گھوڑے عطا کئے) اپولونیوس رقمطراز ہے کہ بابل سے یمن جن کی مسافت کے دوران پانی نہیں ملتا جبکہ اس

کے بعد پانی مل جاتا ہے۔ اسی طرح بعد میں آگے چل کر پانی کافی مقدار میں ملتا ہے۔ یہاں تک کہ چشمے بجتے ہیں۔ ۱۰۰ اں کے بعد قفقاز کے پہاڑوں کے درمیان سے (یعنی ہندی قفقاز جس کا مطلب مہر و کش ہے) سے گزرے یہ مملکت زندگی کے تمام لوازمات اور ہم سے دوستانہ روابط رکھتی ہے۔ مہر و کش میں لوگ اپنا دین رکھتے ہیں۔ اس بیان کے دشمن میں مذکور ہے کہ: "الفاظ دیگر ملت و غلہ پائی" ان سرزمین سے بنو ہلوت (جہاں لوگ) کی سرزمین میں گھس گئے۔ جو سہند اور ایران کے درمیان پہاڑی علاقے پر قابض تھے۔ ہندی قفقاز یعنی پارہائز یا مہر و کش سے گزرے اور کوئن (کابل) کے دریا سے گزرنے کے بعد انڈس دریا کو پہنچے۔ یونانی سیان جس وقت تاسکٹیلیا (ٹیکسلا) کو پہنچے تو دہاں پر ہندوؤں (ہندوؤں) کے نام سے اکیس سال عمر کا ایک نوجوان حکمران تھا وہ شام کے یونانیوں کے ساتھ یونانی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ فائدہ اور کھیل کا بڑا شائق تھا یہ شخص سیستان اور آما کوئیہ یا کے پہاڑوں کے مستقل بادشاہوں پارتی امیروں کا ایک نمونہ تھا۔

مسئلہ قائم کے لگ بھگ آما کوئیہ اور سیستان یا پہاڑیاریوں کے مستقل خاندان کاانی وولفس یا وولن تھا یہ شخص نژاد ان اعتبار سے خالص پارتی تھا یا توساک اور پارت کے شہزادے سے تھا اور مغرب کے ایک پارتی بادشاہ کی جانب سے سیستان کے علاقے پر حکمران تھا۔ جس وقت پارتی بادشاہ اور ورس (ORDES) نے پارت حکومت کا دارسلطنت دہلہ کے کنارے سے طیفنوں منتقل کر دیا پارتیوں کی گرفت ان علاقوں میں کمزور ہو گئی۔ جس کا تعلق آریا سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وولفس اور دیگر پارتی سربراہوں کو ایک مستقل سلطنت کی فکر لاحق ہو گئی۔ اور یہ کام وولفس نے سرانجام دیا۔ پس کیمرون ہٹو

آٹ انڈیا میں متطراز ہے۔ کہ اس زمانہ میں جب اسکائیوں کے تین پہلے بادشاہ اپنی اپنی طور پر ہند میں مستحکم کرنے کے درپے تھے۔ وولفس بڑے شہنشاہ کے نام سے سینان اور کنڈار میں حکومت کرتا تھا۔ اور مہرداد اول نے ان علاقوں کو فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کرنے تھے۔ وولفس کا عقیدہ ہے کہ وولفس مہرداد دوم کے بعد ۲۲-۸۸ اقام میں بادشاہ بنا تھا۔ اس مسئلہ پر بعض حقائق پوشیدہ ہیں۔ مہر و کش یا مہرداد دوم کے دور میں ایک جانب سے اسکائی ہری رود کی ولایت ہے جنوب کی سمت ساکتانا (سیستان) کو پہلے آئے اور دوسری جانب ہے کہ عرصہ بعد پارتیوں نے اپنا مرکز دہلہ کے کنارے تک پھیلا دیا سیستان کو اسکائیوں کی آمد اور اس خطہ کے پارتیوں کے ساتھ شمولیت دہلہ کے کنارے مغربی پارتی حکومت کی منتقلی کی وجہ بلا تاثر نہیں تھی۔ ہر حال مہر و کش (مہرداد دوم) اسکے بعد دیگر دینی بادشاہ اس قدر شہرت میں رکھتے البتہ کہہ سکتے ہیں کہ مہر و کش دوم کے بعد ساکتانا اور آما کوئیہ میں ایک نئی حکومت کی تشکیل کے لئے حالات سازگار ہو گئے تھے۔ لہذا کچھ عرصہ بعد مہر و کش کے لگ بھگ یہ نام جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا وولفس کے ماتحتوں پایہ تکمیل کو پہنچا مسکوکات پر وولفس کا نام دیگر بے شمار شہزادوں اور امیروں کے ساتھ آیا ہے۔ یعنی ان کے سکون کی پشت پر بعض دیگر امیروں کا نام بھی کندہ ہے۔ ہر حال سکون کے متعلق بعد میں تفصیل بحث کریں گے ان باتوں سے قطعاً مقصد یہ تھا۔ کہ اسکائی اور پارتی ریشہ کے لحاظ سے اصلاً ایک تھے۔ جیسے کہ اس سے قبل عرض کیا گیا۔ کہ جب انہوں نے یونانیوں کے خلاف مبارزہ

شروع کر دیا تو اس وقت دہلی (دہلی) اور پرنی (پنڈی) قبائلی نے جو آرا کر دیا اور پکتیا میں مقیم تھے۔ ان کی پلیدی امداد کی تھی اور پھر یہ اشک (اشک) کی قیادت میں ایک بڑی سلطنت کے بنانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ یہ سلطنت اشکانی سلطنت کے

نام سے یاد کی جاتی ہے جو مغربی آریانا کے ایران اور دجلہ کے کنارے تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ اشک جو در اشک اور اس کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے، دراصل پشتو میں "اشک" ہے۔ نے ہندوؤں کی حکومت پہلی مرتبہ پارتیا میں قائم کی۔ پارتیاستان میں آریانا کا انتہائی مغربی صوبہ تھا اس صوبے کا نام ہیرودوٹس کی تحریریں اور داریوش کے مغرور صوبوں کی فہرست میں آیا ہے۔ لیکن سیاحی حقیقت اور بلند مقام اس وقت حاصل کیا جب نسلہ قائم میں (اشک) نے دیگر بادشاہوں قبائلی کے ہمراہ ملج سے اگر شالی روناخوں کے خلاف آزادی کا جھنڈا بلند کیا جسے کہ گذشتہ اوراق میں ذکر ہو چکا

اب ہم پھر ایک رستہ پیچھے کی طرف لوٹتے ہیں۔ تاریخی اور طبعی میر کی واضح وضاحت کرتے ہیں۔ تاکہ حقیقت پوری طرح اجاگر ہو ہم نے عرض کیا تھا کہ سنہ ۱۱۱۱ء کے لگ بھگ شمال کی جانب سے جو بڑی ہجرتیں شروع ہوئیں۔ ان میں ایک وہ بڑی قوم بھی شامل تھی جو شروع دور میں ہیتی کے نام سے اور کلاسیکی مورخین خصوصاً ہیرودوٹس نے سیتین یا سیتی کے نام سے لکھا رہا ہے۔ بہت سے قبائلی پر مشتمل تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ دوی۔ دوتانی۔ بیٹی۔ سوری۔ برسیج۔ اٹکوزی یا اچکزی۔ اعران۔ ہمازی۔ دہلی (دہلی)۔ مدیک (مدیک)۔ پرنی (پرنی)۔ اورک زلی۔ امیری۔ وورگ۔ کونی۔

لگے زلی کو دس زلی ترین۔ کاسی۔ کندر۔ ششاور اس طرح دیگر بہت سے شامل تھے۔ کیونکہ یہ قبائل مختلف ادوات میں مختلف راستوں سے مشرق۔ مغرب اور جنوب کے علاقوں کو چلے گئے تھے۔ جبکہ اسی بناء پر مختلف ادوات میں مختلف علاقوں میں کلاسیکی مورخین نے اپنے لہجے اور زبان کے مطابق معمولی تغیر کے ساتھ ان کے نام یاد کئے ہیں۔ وہ سیتی ہیرمون اور ہیرمون یا چینی ترکستان کے کاشغر اور کانسو یا پامیر کے دائیں جانب ہیں۔ گئے تھے۔ اور پھر وہ جو دہلیں رہ گئے تھے۔ جن کے درمیان کافی فاصلہ گذرنا تھا۔ کلاسیکی مورخین نے ان کو مختلف ناموں میں تقسیم کیا ہے۔ لیکن اس تقسیم نے پھر بھی ان کی وحدت کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ کیونکہ وہ جہاں کہیں بھی تھے اپنی زبان اور روایات کو قائم اور محفوظ رکھا تھا مثلاً انیسائے کوچک میں اگرچہ وہ مختلف ادوات میں فارر ہوئے تھے یا لڑو ہوتے رہے۔ مگر ان کی کوششیں یہی تھیں کہ اپنے ہم نژاد اور ہم زبان قبیلوں کی پیروی کر کے ان کے قریب سکونت اختیار کریں۔ کیونکہ ان کی بقا اور تحفظ کے لئے ضروری تھا جیسے کہ سدرخ بھی شاہ ہے۔ کہ دوتانی۔ بیٹنی۔ لودیوں کے قریب آباد ہو گئے تھے۔ یا یہ کلاسیکی اور پارسی بالآخر متحد ہو گئے تھے یہ اتحاد ان کی زبان اور روایات کے تحفظ کا خاص مقصد تھا جس وقت یہ کچھین کے راستے بین النہرین میں داخل ہوئے تو فرات کے آس پاس اپنے خیمے نصب کر لے۔ جب تک کہ ان میں عربوں یا عربوں کے ایک شخص خربثون یا عربوں کے نام سے یاد ہوتا ہے۔ پیدا ہوا۔ اور یثیلے ماہ بارتک۔ اکی۔ عیان کی تسمیہ پر آکاؤ کے نام سے ایک بڑی سلطنت قائم کی۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے اور ان کے جانشین کے دور میں ہندوستان مغرور و مقبوضہ علاقوں میں فاتح اور حاکموں کی

حیثیت سے پیدا کئے۔ لیکن یہ دور ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سنہ ۲۲۰ ق م میں ایشیائے کوچک میں دیگر بہت سی قومی خصوصاً آشوری اور بعض دیگر سامی قومی بھی ابھر چکی تھیں اور پھر اسی دوران ہورابی کا دور بھی شروع ہو چکا تھا۔ اس کے بعد پھر بین النہرین میں آریائی سربراہوں کی قیادت میں کامی ندر شروع ہوتا ہے۔ جو کہ متسلسلاً چار سو سال یعنی سنہ ۱۰۰۰ ق م تک جاتا رہا۔ اسی زمانہ میں ادستہ پیدا نہیں ہوئی تھی جبکہ ریگ وید کی پیدائش بھی مشکوک ہے۔ سنہ ۱۰۰۰ ق م میں کامی اور کُرد بین النہرین سے نکل پڑے اور خلیج فارس کے راستے پہلی مرتبہ ایران میں داخل ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۰۰ ق م کے بعد بگ کمبوجہ پستان (عہد روزیا) کہنے لگے جیسے کہ پہلے بھی عربی کہا جا چکا کہ اس زمانہ میں آریائی پارتیا۔ پکتیا۔ بکتیا اور ساکتا میں آریائی قبائلی بالفاظ دیگر پشٹون کناف عرصہ پشتر مقام تھے اور آوارہ زندگی بسر کرتے تھے ریگ وید جس کا نام سنہ ۱۰۰۰ ق م تک معین کیا جاتا ہے۔ اور آریائی سرود کی پہلی کتاب ہے۔ اپنے سرودوں میں آریائی کے قیام کی جگہ اگرچہ واضح طور پر بیان نہیں کرتا۔ لیکن ادستہ میں جو ریگ وید سے کچھ زمانہ بعد کی کتاب ہے۔ واضح طور پر بحث کرتا ہے۔ مذہب کے اول (فرگارد) میں جو کہ ادستہ کا قمرہ حصہ ہے۔ سولہ ادستہ منقول کا ذکر ہوا ہے۔ اور ان میں ہندوؤں کے اکثر شالی اور جزئی منطقے شامل تھے۔ جن پر پیشدہوی بادشاہ حکمران تھے اور ان کے پانچ یشتون (آبان یشت۔ رام یشت۔ گوش یشت۔ اردیشٹ اور ذمیا دیشٹ) میں آریانا کے شاہی خاندانوں کے نام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے بعد دیگرے بالترتیب مرتب ہیں۔ زمانہ اور تاریخ صحیح معلوم نہیں ہے۔ بہت قبل القاریج کے زمانوں میں پیشدہوی۔ کاوی اور اسپہ گھرانے اقرب

وقت حملات یہ کہنے لگے ہیں۔ اور ہر گھرانے کے بادشاہوں کے نام ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض حصوں میں ویدی سرود بھی ان سے موافقت کر کے وضع کو اور زیادہ اجاگر کرتے ہیں ادستہ کے ان پانچ یشتون میں بلخ کے آریائی بادشاہوں کا چلا سلسلہ (پارا داتا) کے نام سے پکارا گیا ہے۔ برک (پارا) اور (داتا) سے مشتق ہے (پارا) یعنی (پیش) اور (داتا) کی "ت" کا "د" سے مبادی اور الف کی جگہ "ی" کے استعمال سے وادی ہوا ہے۔ یعنی پیشدادی۔ (دکبزا د)

ویدی سرودوں میں پارا داتا کے بعض بادشاہوں کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً (ریا) جو کہ ادستہ میں (ریا) کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان سے ظاہر ہوا کہ بادشاہ ادستہ کے زمانہ سے بہت قبل گذرے ہیں۔ بہر حال وید اور ادستہ کے بیان سے ابھی طرح واضح ہے کہ پیشدہوی کاوی (کیانی) بادشاہوں نے وید کی پیدائش سے مجاہد حکومتیں کی ہیں۔ ان معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے زوال کے بعد ان منطقوں میں مقامی حکومتیں بنیں یا یہ الفاظ دیگر طوائف الملکی کا دور دورہ تھا۔ کیونکہ پارا (پیشدادی) خاندان کی سلطنت کا مانی نوٹس دیا ہے۔ جو وید اور ادستہ کے مندرجات کی روشنی میں پورا آریا میں پھلا آریا بادشاہ کہلا یا جاسکتا ہے۔ زردشت کہ اس سوال سے جو ہرزد سے کرتا ہے۔ واضح طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یا بادشاہ زردشت کی پیدائش سے بہت پہلے گذرا تھا زردشت سے پہلے چھ سو سال سے پہلے معینہ اور آریا اور مذہب کی آئین کسی کو کہ تھی؟ ہرزد جواب میں کہتا ہے۔ کہ میں نے پہلے اعلیٰ یا بہت چیت کی اور ان سے کہا کہ میں نے زوریا (گاندھارا) کے خوبصورت پیشدہوی آئین اور مذہب کا مبلغ بن جاؤ اور اس ترتیب سے جب (ریا)

نے مذہبی پہلو کے لئے اپنے آپ کو آمادہ اور مستعد نہیں پایا تو اس منصب کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ہرمزد نے اُس کو ایک گروہ کے لوگوں کا حامی محافظ اور حاکم بادشاہ مقرر کر دیا اور اس کی رہنمائی کرتے ہوئے کہا کہ رعایا کے آرام و آسائش اور سر زمین کی ترقی و آبادی میں محنت کریمانے بادشاہت کا عہدہ بڑی حُرمت سے قبول کر کے اس بات کا ذمہ دار اور عہدیدار ہوا کہ ملک کی آبادی اور ترقی میں کوشش کرے۔ اور اسی طرح لوگوں کو میری احتیاج سے بے غم اور آزاد کر کے ان کا بادشاہ بن کر ان کی اپنی طرح رہنمائی کرے۔ اس وقت ہرمزد نے ان تعہدات کے مطابق میں اُس کو دو آسمانوں پر ایک طلائی معابد دوسرا سونے کا بیل تھا۔ معاً ان کی سلطنت کا نشان (سین) تھا اور بیل زراعت کی علامت تھی۔ یعنی یہ کہ ہرمزد کی ہدایت کے مطابق زمین آباد کر کے قدرت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے عزیز کی محنت شاہی پر بیٹھ گیا اور ہرمزد کی ہدایت کے مطابق وطن کا ایک درخت کا آغاز کیا۔ اوستا کے ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آرام و خوشحالی اور امن و سلامتی کا وعدہ تھا

وہ کے سرودوں اور اس کے لیتوں شاہیوں اور دیگر تاریخی اہم اہل مانتا تمام نے ۱۱ شتا پادا تا ۱۲ مینی پشدا دیوں کی سلطنت کے مؤسس یا اہم یا کو جم اور جمشید کے نام سے پکارا ہے۔ اسلامی دور کے مورخین نے یا اور یا ما سے جم بنایا ہے اور جمشید جس کے معنی مدحی کے ہیں ان کی تعریف کی بنا پر ان سے مراد کیا ہے۔ یعنی اسم اور صفت کے اشتقاق سے جمشید بنایا گیا ہے۔ اوستا کی شہادت کے مطابق جب یا ما (جمشید) بادشاہ بنا تو ان کو ابو ما مزنا نے مکہ دیا کہ اپنے لئے ایک ایسا گاہ محل تعمیر کرے جمشید نے اپنے ماتحتوں اس محل کی بنیاد رکھ دی۔ دوم

فرکار (دو دیدار) نے اس عمارت (دارا) کا پورا نقشہ یعنی کہ کس طرح کا تھا بیان کیا ہے۔ اس عمارت پر پھر بعد میں آہستہ آہستہ بھڑی رہنمائی کا شہر آباد ہوا تھا (دارا) کا کلمہ ہمیشہ بلخ کی تاریخ سے پیوستہ آیا ہے اور مردہ زبان کے ساتھ گھر۔ عمارت اور معبد کے استعمال میں بھی آیا ہے نہایت مذہب کے پھیلنے کے ساتھ معبدوں کے لئے یہ نام استعمال کیا گیا ہے۔ لڑائی شہر کے قریب ایک قدیم معبد کو آج بھی وہاں کے پشتون (دھارا) کے نام سے یاد کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ آتش پرستوں کا معبد تھا۔ چینی زائرین تنگ کی لڑائی شہر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بلخ میں کم از کم دو دھارے تھے جو بہت مشہور تھے۔ ان میں صرف ایک دیھارا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور دوسرا نیا دیھارا تھا جسے لوگ (نادا دیھارا) کہتے تھے جس وقت اوستائی مذہب کی جگہ ان خلوں پر بدھ مت چھا گیا تو ایک معبد کو دیھارا کے نام سے کافی شہرت حاصل ہوئی۔ محققین کا کہنا ہے کہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ اور بدھ مذہب کے معبد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اگر اس کے معنی اُس جگہ کے جہاں پہ آگ جلتی ہے تو پھر یہ کلمہ پشتو جونا چائیے اور اس کا مادہ ہو رہا آتش ہونا چاہیے عین ممکن ہے کہ یہ کلمہ (دارا) بھی اصل ادا ہوا اور پھر وقت کے گزرنے یا لہجوں کی تبدیلی کا وجہ سے دیھارا اور دھارہ بنا ہو برہما میں زائیک اصطلاح میں اسے (نابو رنگ کیا لان) اور ملکیت کے چھ پروردوں کے عزت میں (نادا سنگا سامہ) بھی کہا جاتا تھا۔ جبکہ تمام کے معنی سے معبد کے ہیں اسلامی دور کے شعراء اور مورخین نے دیھارا، بار اور رنا دیھارا سے نوہار بنایا ہے۔ جیسے کہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا کیوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بختر میں جو عوامی زبان بولی جاتی تھی۔

فہ بھی یہی زبان تھی جسے آج پشتون برتتے ہیں۔ اور جسے پشتو کہتے ہیں۔
کیونکہ جس زبان میں زرتشت نے اپنی کتاب ژند لکھی تھی۔ وہ بہت
سخت زبان تھی۔ اس لئے مختلف وقتوں میں اس زبان کے علما نے
اس کی شرح مکھ دی مولانا محمد حسین آزاد و مرحوم ابنی کتاب نسخہ
فارس میں اس بارے میں کہتا ہے۔

لغات فارسی کی فرہنگیں اور اہمیتانی تاریخیں اس
سے زیادہ نہیں کہہ سکتیں کہ کتنا سب کے عہد میں ابراہیم
زرتشت نے کسی علمی اور درباری زبان میں ایک کتاب لکھی
اور اس کا نام ژند رکھا۔ ژند چتاق کے اُس جزو کو کہتے
ہیں۔ جو آگ نکالتا ہے۔ کتاب مذکور بھی ذرا الٹی صلوہ
دکھاتی ہے۔ اس لئے یہ برجستہ نام بہت مناسب ہوا۔
ژند سخت شکل تھی اس لئے شرح لکھنی پڑی اور اس
کا نام پاژند رکھا۔ پاژند چتاق کے دوسرے کو کہتے ہیں جب
ژند پاژند سے ٹکرائے تو جلوہ حق روشن نظر آئے۔ یہ
شرح متن سے مشکل ہو گئی اس لئے اُس کی بھی ستر لکھنی
پڑی اس کا نام استار رکھا۔ امنوس کہ اس میں سے کوئی کتاب
پوسکا نہیں رہی۔ ژند کے ۲۵ بابوں سے دندیا انیسواں
باب لپا رہا۔ باقی اوراق پریشان رہ گئے۔

تقریباً بیس برس سے یورپ میں علم کے طالب گاروں
نے بے دریغ روپیہ اور عرق ریز محنتیں صرف کیں ہیں۔
اور نو بہ نو تصنیفات سے وہ کدو پھیلایا ہے۔ کہ نئی
نسل پارسوں کی ان کے لکھے کو سند سمجھتی ہے۔ انہوں

نے اکثر پرانی تحقیقوں کو رد کر دیا ہے۔ لیکن شکل یہ
ہے کہ جو کتابیں چھپ کر آتی ہیں۔ وہ دس یا پانچ پانچ
برس کے بعد کی تصنیفوں سے آپ ہی رد ہو جاتی ہیں۔

میں کتب مذکورہ کی زبانوں اور اُن کے عہد۔ عہد
کے تغیرات کے باب میں ہند یا فارس کی معلومات سے کچھ
نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ کوئی سند ہاتھ میں نہیں۔ البتہ ہماری
کتب لغت میں بہت لفظ ہیں۔ جن کے آگے اتنا لکھا ہے
”ان لغت ژند دباژدناست“ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
جو لفظ استعمال میں نہیں آئے اور تلاش ان کی ایسی
کہ صاحب پائی کہ اشتقاق یا لگاؤ اس کا کسی اصل سے نہ
ملا اُسے کہیں ژند۔ کہیں پہلوی۔ کہیں دری۔ کہیں فرس
قدیم لکھ دیا ہے اب میں ایک فقرہ استا کا پڑھ کر اس
کی زبان کا نمونہ دکھاتا ہوں۔

”اشم و ہودیتسم ہستی اُستا ہستی اُستا ہائے“
راستی لغت کہریائی ہے۔ رحمت ہے اور نزاران
ہے۔ اور تقدس سے خیر ترین یہ اشائے دیتائے اُست
اشما ہے۔ چاہتی ہے۔ کرتی ہے۔ ہوگی۔

مداد ہو ادسینو مراد

ادو ہوئے فوہیئے نے پیادو“

اے آسمان گار مالک، خدیجوں کے بڑھانے والے
دانا کے اعظم، دو عالم میں خوب بجائے رکھو
زبان مذکور کے لے کوئی صوت خود یا لغت کی کتاب

عہد قدیم کی تصنیف نہیں لی۔ اہل یو روپ نے کتب موجود کو پر مسو کر اپنی طبیعت کے بموجب قواعد ہانڈھے اور لکھنا بنائیں ہندوستانی یا فارسی شوقین انہی کو غنیمت سمجھتے ہیں ان سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زبان مذکور میں سنسکرت کی طرہ حروف اعراب کا کام دیتے ہیں فعلوں میں مذکر و مونث کے علاوہ کئی صیغے زیادہ ہیں اور گردائیں بھی بہت ہیں۔ فعل کا مآخذ دن اور تن والا نام نہیں۔ ایسا کچھ ہے جیسے فارسی موجودہ میں تم امر سمجھتے ہو۔ فارسی حال میں سب امتیاز ہاتھ رہے۔ تعجب یہ ہے کہ ژند پازند وغیرہ زبان نامے مذکورہ میں تحریر کی رفتار دانیوں سے بائیں طرہ چلتی ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ کئی ایریاں زبانوں کی تحریر بائیں سے دائیں طرف ہے۔ اکثر کتابوں اور سکوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامانیوں کے عہد میں یا اس سے پہلے زبان مذکور کی باریکیاں دھٹ گئیں۔ کیونکہ گردالوں اور صیغوں میں شمار اس وقت اسی حالت میں تھے۔ جس میں کہ اب ہیں۔ (صفحہ ۱۷۱)۔

(۱۷۱)

مولانا محمد حسین آزاد کے بیان سے واضح طور پر ظاہر ہوا کہ کتاب کا زمانہ جسے بالا اختلاف نسبتاً قریب کے درمیان معین کیا جاتا ہے۔ یا خیر میں ایک ایسی زبان بولی جاتی تھی بہت سخت بھی تھی اور مذکر اور مونث کے لئے بہت سے صیغے رکھتی تھی اور گردائیں بھی زیادہ تھیں۔ ہم نے گذشتہ ادراک میں یہ بات اپنی تفصیل سے

واضح کر دی ہے کہ آریانا میں صرف پشتو ایسی زبان تھی اور ہے جو کہ مذکر و مونث کے لئے بہت سے صیغے رکھتی ہے۔ اور اس کی گردائیں بھی اس منطقہ اور اس منطقہ کے آس پاس زبانوں کے مقابل میں بہت زیادہ ہیں اور سخت زبان بھی ہے۔ اگرچہ چھری اور ہند علاقوں میں کچھ نرم بولی ہے ایک تو اس میں بیرونی الفاظ شامل ہوئے ہیں دوسرے کہ اس کے بہت لغات متروک بھی ہو چکے ہیں۔ اگر اس سے خارجی الفاظ نکال دئے جائیں۔ اور دوبارہ متروک الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے کہ اب استعمال کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ تو یہ یقینی بات ہے کہ آریانا کے ارد قریب بھی ہو جائے گی اور سنسکرت کی حیثیت بھی اچھی طرح واضح ہو جائے گی۔

مولانا محمد حسین آزاد اپنی کتاب "سرخندان فارس" کے صفحہ ۱۷۱ پر ایران کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

سرزمین مذکور نے ایرین لوگوں کی رکت سے ایمان نام پایا اور دماں اور یہاں (جند) کے ایرین ایک خاندان کے دو بھائی تھے۔ اس رشتے سے دماں اور یہاں کی زبانیں بھی حقیقی بنیں ہیں۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جو زبان اس وقت وہ پاک نسل بولتی تھی اس کا ٹونہ آج بلانا نکم ہے اگرچہ ان کی سلطنت تھی۔ گمان میں ہندی آریا کی طرح رسم و رواج کے بند کسے ہوئے نہ تھے۔ اس لئے ہر ایک زمانے میں مذہبوں کے اختلاط اور ملکوں (حکومتوں) کی آمد و رفت زبان پر عملی اثر کرتی رہی ہوگی۔ یونانیوں کا طوفان گذرا۔ پار تھیارا لوں کی زبان نے اسے برباد کیا سینکڑوں

برس کے بعد ساسانی خاندان کی برکت سے پھر بوسیدہ
 ہڈیوں میں جان پڑی۔ انہوں نے غاصبوں کو دفع کیا
 اور برباد و فزوں کو پھر سیٹا۔ اس کے ساتھ تین زلزلت
 پھر تانہ ہوا اور کچھ تحریکوں اور کچھ تقریروں سے دین کے
 آئین متعین ہوئے۔ اس عالم میں وہ اپنی ملکی زبان اسی
 زبان کو سمجھے ہوں گے جو زمانے کے کل انقباضوں کا
 دوست مال رہ چکی تھی اور شک نہیں کہ اس وقت اس
 میں اور ژند کی زبان میں بھی بہت فرق آتا ہوا ہوگا۔
 چنانچہ اس وقت واضح طور پر معلوم ہو چکی ہے۔ اور جیسے کہ اس سے
 پیشتر بھی ہم بقول استراب کہ چکے کہ آریانا میں ایک زبانی ملتی جاتی
 تھی اور یہ بھی واضح ہوا کہ آریانا میں اس قدر میں جبکہ استراب بھی
 حیات تقابلی سنہ ۴۰۰ میں پشتوں سب سے جنہیں مورخین نے یونانیوں
 اسکائیٹوں اور اسکانیوں کے مختلف نام سے پکارا ہے جو سخت اسکانی
 صیغوں اور گروٹوں والی زبان بولتے تھے۔ مختلف تاریخی بیانات سے
 بھی یہ ثابت ہوا کہ سنسکرت اور اوستا ایک دوسرے کی پیداوار
 نہیں ہیں بلکہ دونوں بہنیں ہیں۔ ان کی ماں کوئی اور زبان ہے جس سے
 کہ نہ صرف سنسکرت اور اوستا پیدا ہوئیں بلکہ اس سے دیگر بولے بھی
 ہوئے جو کہ بعد میں پیلوی۔ سکندی۔ دری۔ ذلول۔ (زبانی) سغدی
 ہروی۔ ونچی وغیرہ کے نام سے پکارے گئے۔ دوسری بات یہ کہ فارسی
 میں ایک تو موش اور ذکر کے صیغے نہیں اور پھر جس قدر زیادہ
 گروان جو پشتو میں ہیں۔ اس قدر فارسی میں نہیں اور نہ ہی جائز
 اور بے جان کے لئے اس آگ سے ہے۔ جیسے کہ گزشتہ صفحات میں بھی

ہم نے مثالیں پیش کیں۔ بہر حال (درجہ) ترکیب اور معنی کے
 اعتبار سے جس قدر پشتو سے قریب ہے کسی اور زبان سے اس قدر
 نہیں ہے اس سے صاف طور پر واضح ہوا کہ پیشداریوں یا کیا یوں
 کی زبان پشتو تھی البتہ ہر ہر آج کی پشتو نہیں۔ بلکہ قدیم پشتو تھی۔ جو
 اس وقت بھی مختلف لہجوں میں بولی جاتی تھی اور جس خاص لہجہ میں ژند
 لکھی گئی تھی۔ وہ زمانے کے انقباضات کے ساتھ دیگر بہت سے لہجوں
 کی طرح غائب ہو گئی۔ البتہ الفاظ ایک اعجاز دیگر تہی لہجوں میں
 تہتر بستر ہو گئے۔ ماحول پائند اور استاک کے ساتھ بھی تہی لہجوں میں
 تو اس زمانے کی زبانیں ہیں۔ لیکن لوگوں میں نہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے
 کہ پشتو اور فارسی کے الفاظ پر سوا اور پرتو سے نکلے ہوں یعنی پارتی کی
 نسبت سے پرتو ہوا ہو وہ بھی کلاسیکی مورخین کی زبان سے نہ کہ باریوں
 (پشتونوں) کی اپنی زبان سے چونکہ یہ پشتونوں کے ہیں۔ جو دراصل پاختی
 ماہیتی پشتو کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ بلکہ پیشداری بھی پشتو کے
 قریب ہے۔ اور "پاراما" "پارتیا" کے قریب ہے۔ مین مین ہے کہ نظر
 اسلا "پاراما" نہ ہو بلکہ پاراتیا ہو اور پاراتیا لہجوں کی تبدیلی کی
 وجہ سے پشتیان بنا ہوا۔ یا اس کے بالعکس اس لئے کہ آریا لہجوں میں
 خصوصاً پشتو کے بہت سے لہجوں میں الف اور می اور ت۔ و کاملاً
 عام ہے بہر حال پیشداری خاندان کا پہلا بادشاہ جمشید تھا۔ جس نے
 ریح میں دھارہ یا درجہ امارت بنائی اور یہاں برتوں میں آگ جلائی
 ہاتھی تھی۔ جس نے بعد میں ایک معبد کی شکل اختیار کی اور اسی زمانہ
 میں آریانا کے دیگر علاقوں میں بھی معبد بن گئے اور یہ رہی لوگ تھے
 جنہوں نے بعد کے زمانہ میں دوسرے پر حملہ کئے۔ یہ کشادہ لباس پہنتے

تھے۔ سرکا دریائی حصہ منڈر ہوتے تھے اور ان کے درباروں میں بڑے بڑے برتنوں میں آگ جلتی تھی۔ جیسے کہ پہلے بھی عرض کیا گیا کہ پشتوزل میں وہ قدیمی لباس جس کا گرہان سامنے کی بجائے کندھے کی طرف بنایا جاتا ہے اور ٹہنی کی بجائے مانگے سے بازو جاتا ہے۔ اور جسے پشتو زبان میں "تون" کہتے ہیں۔ سرکا دریائی حصہ منڈرانا اور اردگرد دو انگلی بال رکھ چھوڑنا اب بھی مغربی تباکی میں مروج ہے۔ البتہ آتش پرستی کی دوسری نشانیاں مٹ گئی ہیں۔ صرف عقائد میں ایک نشانی باقی ہے۔ وہ یہ کہ آگ میں تھوکن گناہ سمجھتے ہیں۔ بہر حال بلخ کا پہلا بادشاہ "ہیما" کہلاتا تھا۔ جو بعد میں جمشید کے نام سے پکارا جانے لگا ان کی بادشاہت کا دور صحیح طور پر معلوم نہیں البتہ ایرانیوں کا دواہ ہے۔ کہ وہ آریں کا بڑا بادشاہ تھا۔ عراق اور بابل بھی اس کے فکرمند میں شامل تھے۔ اور یہ بنو سام بن نوح کا معاصر تھا ان کے بعد مٹاک تازی جو مٹاک ماران کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ نے مٹاک پر قبضہ کر لیا میں کے رگ کہتے ہیں کہ مٹاک ان کی قوم سے تھا الدائن کا اصل نام مٹاک بن علوان تھا۔ بعض عرب مورخین کہتے ہیں کہ یہ مٹاک نرود تھا۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا تھا۔ اور ستا کے پشتو میں یا بادشاہ کے بعد جس بادشاہ کا نام آتا ہے وہ (ازھی دھا) ہے۔ جس سے کبھی "سانپ" اور کبھی "ور دھا" سے نسبت دی گئی ہے۔ جوہ خواہش رکھتا تھا کہ سلطنت کو فتح کر لے اور سات ملکوں اور جزیرہ جمشید کو فتح کر لے۔ انسان کی نسل کا خاتمہ کر دے۔ ہندوستانی افسانہ نگاروں کے واسطے جوہوں اور فارسی ادبیات میں یہ شخص بادشاہ کہلایا گیا ہے۔ اور مٹاک ماران کے نام سے بار بار

یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ جمشید کے بعد ان کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے مدقیقین کے خیال میں غالباً اسی شخص کے ماتحتوں جمشید کی سلطنت نے سقوط کی ہو۔ اور ستا کا آبان یشت کہتا ہے کہ (ازھی دھا) کا بوری (BORI) کی ملکیت کا تھا۔ دارمستر کہتا ہے کہ بوری سے مراد بابلیون (بابل) ہے۔ کیونکہ ژند زبان میں "ل" کا مخرج ادا کرنے کے لئے حوت نہیں اس لئے یہ آواز "ر" سے نکلی جاتی ہے۔ اور مقصد بابلیون ہے۔ جوہ فارسی میں بابیلور (BABILU) بھی کہا جاتا ہے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ازھی دھا کا عرب نہیں تھا بلکہ کلڈائی تھا۔ مٹاک کے بارے میں محدثین اور مدقیقین میں اختلاف ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ مٹاک نرود اور مہورال دھامل ایک شخص کے نام ہیں۔ کیونکہ ان کے حالات۔ واقعات اور زمانوں میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن ساتھ ہی تاریخوں میں فرق بھی پایا جاتا ہے۔

مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ سن ۲۰۰۰ ق م مٹھین کیا جاتا ہے اور مہورال کا زمانہ سن ۲۰۰۰ ق م کے لگ بھگ جو بڑے اور نامور بادشاہ اس زمانہ میں گورے ہیں۔ وہ بھی یوحنا ہیں اور ان سے قبل سن ۲۰۰۰ ق م میں بڑا بادشاہ مرحون آکا دکڑا۔ ہے یعنی ان کا دور تاریخی لحاظ سے اس طرح ہے۔

(۱) سرجون قدیم سن ۲۰۰۰-۲۳۵۰ ق م کے درمیان

(۲) نرود سن ۲۰۰۰ ق م

(۳) مہورال سن ۲۰۰۰ ق م

اب اگر کہیں صناع اور مزدور ایک شخص ہے اور ہمیشہ کی سلطنت کا بلغ میں خاتمہ کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جمشید یا ریمیا، بادشاہ بھی تھیں میں تھا جہاں تک حورانی اور حضرت بلایم علیہ السلام کے زمانہ میں بڑا فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ حورانی ایک بڑا قاون دان بادشاہ تھا۔ بلکہ بعض محققین ان کو دنیا کا پہلا قاون دان سمجھتے ہیں۔ اس بنا پر تو یہ عقل نہیں ہے کہ وہ اس قدر عظام پر قبضہ کرے کہ صناع کے متعلق کہا جاتا ہے سابقہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ صناع اور مزدور ایک شخص ہے۔ ہر چند کہ صناع کے متعلق مورخین میں یہ اختلاف موجود ہے۔ کہ کوئی اسے عرب کہتے ہیں اور کوئی کلدانی۔ اس طرح مزدور کے متعلق بھی اسی قسم کی قیاس آرائیاں ہیں۔ کوئی ان کو کرد اور کوئی کلدانی کہتے ہیں۔ ہر حال ہمارا موضوع یہ تھا کہ ادستائیں جمشید کے بعد ازیں صناع کا (صناع) کا ذکر آیا ہے۔ اس بنا پر بعض دقیقین گمان کرتے ہیں۔ کہ ہو سکتا ہے کہ جمشید کی سلطنت کا خاتمہ اس نے کر دیا ہو۔ بعض دقیقین صناع کو بھی پشتون کہتے ہیں اور ان کا طرہ سہاک، غبیوں کا ایک قبیلہ جو نری میں مقیم ہے سے جوڑتے ہیں۔ مطلب یہ کہ "صناع" کا "ژ" (من) اور (س) جہاں جڑتے ہیں شمالی افغانستان میں سترو کیلومیٹر بائیان کے قریب صناع کے شہر کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔

اس علاقے کے لوگوں نے چنگیز خان کے ساتھ زبردست جنگ لڑی تھی جس میں چنگیز خان کا فوجی خستائی خان کا بیٹا ہوتا ہے جن مارا گیا تھا۔ اور اس پر چنگیز خان کو اس قدر غصہ آیا تھا کہ اس نے اس کے قریب غلغلہ کے شہر کو آگ لگا کر بھڑا لوگوں کو اس میں زندہ جلا دیا۔ اسی علاقہ میں زیمیان کے نام سے ایک شہر بھی مشہور ہے۔ بہر حال جمشید ابراہیموں کا افشاری بادشاہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے

سات سو سال حکومت کی تھی اور اس کے ساتھ ایک ایسا پیالہ تھا۔ جسے گھسانا تھا تو اس میں دنیا کے تمام حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ یہ پیالہ فارسی ادبیات میں جام جم کے نام سے مشہور ہے۔ اور استعارہ کے طور پر فارسی شاعروں نے استعمال کیا ہے۔ ایران کی قدیم سلطنت کے پایہ تخت (تخت جمشید) کو جو ہیکس (PERSEPOLIS) کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ اس نے شیراز سے چالیس میل شمال مشرق میں بنایا تھا۔ نقش رستم بھی اپنی کھنڈرات کے قریب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس کیلندر۔ نوروز۔ شرب۔ اسلحہ۔ ریشی پکڑے اور دیگر تمام معلوم و مفہوم اس نے ایجاد کئے اور پھر ان میں خانی کا دعویٰ کر ڈالا۔ مذہبی عقیدے کے مطابق آسمانی طاقتوں نے جمشید کو سنزادینہ کے لئے صناع کو عطا کیا۔ اس نے جمشید کو شکست دے کر اس کی بادشاہت ختم کر دیا۔ اور جمشید کی مسمیٰ کر کے چلا دیا۔

بڑے ہندو اہش میں کہا گیا ہے کہ دھاک (صناع) بابل میں ایک محل رکھتا تھا جو کنگ دیس جت، کھلاتا تھا جسے فریدی نے کنگ دھوخت کے نام سے پکارا ہے۔ اوستا کے متن اور ہندو اہش کے اشارات اور دقیقین کے نظریات سے میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دھاک یا صناع دراصل ایک فہر کر یا امی اور سامی نژاد بادشاہ تھا۔ جو بابل سے بین النہرین اور ان علاقوں میں حکومت کرتا تھا۔ جو بعد میں میڈیا اور فارس کے ناموں سے شہرت پانے لگا۔ بہر حال جمشید اور صناع کی داستانوں میں افشاری رنگ اس قدر زیادہ ہے کہ بعض دقیقین کے ساتھ کہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمشید کے زمانے پر جس کی تاریخ مذکور ہے۔ ایک سو سال کے نام سے اس کی مطابقت تھی۔ اور ان کے ہاتھوں جنگوں میں جمشید کی حکومت نے سقوط پا ہے۔ اور پھر نری نوا (سندھ) نے ان کو آریانا کی حدود سے نکال دیا۔

اوستا کے بیان کے مطابق فریدون دُہ بادشاہ ہے۔ جو ریس (اور لاجی) حکام
یعنی جمشید اور ضحاک کی جنگوں کے بعد پیش دادی سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔
فریدون کا اصل نام تری تونا تھا۔ جو بعد میں ترتیون اور پھر فریدون بنان
کے والد کا نام اتویا (ATHVYA) جو ایک بڑا مقتدر شخص تھا۔ اوستا کے
یشتوں میں یہ گھڑانا قوی گھرانے کی صفت سے یاد کیا گیا ہے۔ نئی داستانوں
میں ایتن کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

آبان یشت کے ۳۲ ویں فقرہ میں لکھا گیا ہے کہ سو گھوڑے لکھنا زریں
اور دس ہزار دینے پانی کے رستہ النوخ (اردو سواناھیتا) (ARDVI
SURA ANAHITA) کو پینے کے شریر شیطان اور قوی (ازھی دھا)
برکامیانی حاصل کرے جس نے دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کمر بند رکھی ہے
اور اسی طرح ارنواک (ARENAVA C) اور سواناھاوک
(SAVAN HAVAK) دنیا کی خوبصورت ترین عورتوں کو اس کے زخموں
سے نجات دلائے۔

بہر حال تری تونا (فریدون) نے ضحاک کو شکست دے کر اس کو مار ڈالا
اوستا کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ فریدون آریانا سے ہیں انہیں (قدیم ہریان)
کو ضحاک کے ہمراہ جنگ کے لئے گیا تھا اور بڑی حاصل کی تھی جمشید کی بیٹی جو ارنواک
اور سواناھاوک کے بعد تری تون اور ایرانی ادبیات خصوصاً منشور شاہناموں میں ارنواک
اور شہرناز کے نام سے پکاری گئی ہیں اور جنہیں ضحاک اپنے ساتھ قیدی بنا کر لے گیا
تھا کہ سترہ نجات دلا کر واپس اپنے ہمراہ بلخ لے آیا۔ فریدون اور ضحاک
ماران کے متعلق ایرانی ادبیات میں بڑی دلچسپ داستانیں اور قصے بنائے گئے
ہیں لیکن اگر کم و بیش تاریخی استغدادہ لیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اوستا کے بیانات
وہ فریدون کے بعد آریان میں جو شمس سلطنت کو سپاس دے۔ اوستا کے آبان یشت

اور رام یشت کے مطابق کرسا سپہ کہلاتا تھا۔ مری تار (THRIITA) کا بیٹا
ساما (CAMA) کی نژاد سے تھا بعض کا کہنا ہے کہ یہ ساما کا بیٹا تھا بہر حال
نہ تیسرا شخص ہے جو طبابت میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ اور اس نے سرو و گرم بھگ کی
دوائی بنائی اس کے مدبٹے تھے ایک کا نام اور دک شایا (URVAK SHAYA)
بڑا مقنن تھا۔ دوسرے کا نام کرسا سپہ تھا جو بڑا بہادر اور جنگجو پہلوان تھا اور
دادی گھرانے کے مقتدر مضبوط بادشاہوں میں سے تھا۔ اس شخص نے اپنی
دینی صلاحیت سے آریانا کے داخلی اور خارجی غنیمت کو تاج کیا کابل اور کنڈھار
سے اور غناب اور سبستان تک تمام علاقے اپنے تعین میں لے لئے اوستا کے
مہادیشت میں تفصیل سے ذکر آیا ہے۔ اس کے کارناموں میں ایک کارنامہ یہ ہے
جو آبان یشت کے ۲۷ ویں فقرہ میں بیان کیا گیا ہے یعنی رگنداریووا (کار مار ڈلنا)
ایشت کی یادداشت اور بیان کے مطابق کرسا سپہ نے پی شینا (PISHINA)
نے مدیچے کی پھلی جانب جسے دارمستریشن کا درہ کہتا ہے۔ اس اناھیتا کے نام پر اس
نہرانی دی کہ اس پہلوان پر برتری حاصل کرے۔ دارمستریزند اور اوستا کے
فرانسیسی ترجمے کی جلد دوم کے صفحہ ۲۷۶ پر ۲۸ دیں نوٹ میں لکھتا ہے کہ کرسا سپہ
(سری مالو کرسا سپو) لیٹا اگر شارپ فریمانہ کابل کی داستانوں کا پہلوان (ہیرو)
خاص بعض محققین نے رگنداریووا کو گندھاری پہلوان کہا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ کاسی
مضامینا کند پر کاسی کا گمان کیا گیا ہے، یا یہ کہ کد اور کاسی کو ایک ہی سمجھا
ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ کد۔ زرمند اور کاسی علیحدہ علیحدہ قبائل تھے۔ اور جیک
اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں کہ یہ لوگ اکٹھے ستہ قوم کے ایک بڑے قدیم
مراق سے جو چستان کو آئے تھے اور پھر کد و زرمند افغانستان کو جانب لگنے لگے آپ کو

یاد ہو گا کہ ہم نے گذشتہ اوراق میں کہا تھا کہ گندھار غالباً (کنڈ) اور دھار (یا داری) کے اشتقاق سے بنا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سیستان کے پہلوانوں میں سے تھا۔ بہر حال یہ واضح ہے کہ گندھار بعد ازاں گندھار میں تھا یا پیشین میں اور یا سیستان میں علاقہ ایک ہے اور اسی علاقہ میں کرساسپ کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ علاوہ اس کے کرساسپ نے اپنے بھائی ایرماک شایا کے قاتل ہیتاسپ (HITASPI) سے بھی انتقام لیا اس کو مار کر نقش اپنے جنگی عیارہ سے باندھ لی۔ اور پھر اس طرح بتائی (PATHANIR) کے قہر اور جنگجو بیٹوں کو بھی قتل کر ڈالا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گندھار یوں یعنی گندھاری پہلوان یا سربراہ سے مراد گندھاری یا گندھار کے پہلوان کی لے لیں اور گندھار کو "کنڈ" سے مربوط کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ واقعات سنہ ۹۰۰ ق م میں ہوئے ہیں۔ اور "زندہ" یا بمعنی دیگر زرتشت کا زمانہ یقیناً اس کے بعد ہو گا۔ جیسے کہ بعض محققین اس کو ۸۰۰ - ۶۰۰ ق م کے ٹک بھگ متیں کرتے ہیں۔ اور کہیں زرتشت کا زمانہ سنہ ۱۲۰۰ ق م سے تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ واقعات ۱۱۰۰ - ۱۰۰۰ ق م میں رونما ہوئے ہوں۔ اور گندھار سے گندھاری سے کوئی تعلق نہیں۔ جرمن محقق گایگر کہتا ہے کہ آریائی پہلوان۔ بادشاہ ہندو قبائلی کے علاوہ دوسرے جو اوستا میں یاد کئے گئے ہیں تمام وجود رکھتے تھے۔ دران کے بارے میں رونما ہونے والے واقعات خواہ مخواہ ہو گئے ہیں۔

افغانستان کی قدیم تاریخ کے مؤلف محقق احمد علی کہنہ زدن کی معلومات سے ہم

نے اس سے پیشتر بھی اس کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ سلطنتی خاندان جو اوستا میں (پارا دانا) اور (کاوی) کے ناموں سے یاد کئے گئے ہیں۔ اسلای زمانہ کے مؤرخین اور شاہناموں نے ان کو (پشیداری) اور (کوانی) یا (کیانی) بتایا ہے۔ یعنی پشیداریوں اور مینی کیان کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اور وہ بادشاہ بن کا کہ اوستا اور شاہناموں میں ان کے ناموں کے آخر میں اسپ اور اسپ کھے آئے ہیں۔ اور ان سے ایک دولت (ارپ) یا گشتاسپ (زرتشت) کا معاصر ہے اور جس کے زمانہ میں اوستا کا ظہور پیدا ہوا ہے۔ دقیقہ مینی نے بلخ کے ہیرو بتائے ہیں۔ ایک ایسی شاخ ہے جو کہ کاوی یا کیانی کے خاندان سے جدا ہوا ہے۔

فارس کے بعض مؤرخین کا شاہنامہ کے پڑھنے اور خصوصاً اس کی غلط صورت میں تفسیر اور واقعات کی تطبیق نہ کر سکیے۔ اور ان کے حقیقی بادشاہوں اور پہلوانوں کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اشتباہات میں مبتلا ہو گئے اور کاوی یا کیانی کو ہنر منشی سمجھا اور اس غلط مفہوم سے کی اساس پر پارادانا یا پشیداری کو سلطنتی خاندان سمجھا چاہیے تھا جس نے کہ ہنر منشیوں سے قبل سلطنت کی ہو۔ چونکہ نہیں جانتے تھے کہ ہنر منشیوں سے قبل کون سلطنت کو پہنچے ہیں اس لئے متردد تھے اس طرح کے اشتباہات ایسے انخاص کے اذکار میں زیادہ تر اس وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کہ وسطی صدیوں کی تاریکی نے مملکت کے تاریخی حقائق کو ان کی نظروں سے اکیدم اوجھل کر دیا ہے۔ اور یہ مؤرخین اس وقت تک یعنی جب مسند بنی محققین نے ہنر منشی کی تحسیرات اور کتبات کے پڑھنے کا اہتمام نہیں کیا

تھا منشی کے گھرانے اور بادشاہوں سے بالکل بے خبر تھے۔ اور (ماد) کے بادشاہ
 جنہوں نے منشیوں سے قبل دریا میں حکومت کی تھی۔ ان کے نزدیک بالکل غمبول
 اور نامعلوم تھے، اب جبکہ فارس اور مدیا کے مادیوں کے منشی بادشاہوں کے
 گارے میں مصری کشفیات نے سب کچھ ظاہر کر دیا تو یہ بات قطعی طور پر واضح ہو گئی
 کہ منشیوں کا اپنی کیاں اور پیشدادیوں کے ساتھ کوئی جنوسی تعلق بھی نہیں تھا
 ان کے عصر زمان، قلمرو سلطنت اور حکومت کے ناموں میں بھی فرق ہے صرف
 ماد اور فارس کے گھرانے کے ناموں کے بھول جانے کا دم تھی کہ اوستا اور دیگر مستقر
 مؤلفات کی مدد سے اپنی کیاں اور پیشدادیوں کے نام لئے جائیں اور مدسروں کے ساتھ
 ملا دیئے جائیں یعنی پیوند کئے جائیں۔ بغیر یہ دیکھنے کہ یہ پیوند اچھا آتا ہے۔
 یا بُرا؟ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ پیوند صرف کیاں اور منشی کو جوڑنے کے
 لئے لگا یا گیا ہے، ان سے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کی ہے۔ یعنی یہ کہ
 "ماد کے بادشاہوں سے پیشدادی بنالیں۔ اور پھر اس کے بعد یہ بھی کہتے
 ہیں کہ پیشدادی وہ قدیم خاندان ہے جو آریں کی خدائی اور ہندو فارس کو ان
 کے جلنے سے قبل آریں پر مشتمل مشترکہ خطہ پر سلطنت کرتے تھے یہ بہت درست اور
 محقول بات ہے۔ مگر کون سی جگہ پر؟

یہاں پھر چپ ہو جاتے ہیں اور سکوت طاری ہو جاتا ہے۔

کیونکہ اس سے نقصان کا خدشہ ہے۔ در زیر مسئلہ واضح اور عیاں ہے کہ آریں
 ہندو فارس کو بہت سے قبل باختر میں کر مشرق کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اس مسئلہ نقایات کے مختصر میں اگر کبیر دستِ مد میں نو سمجھ جائیں گے کہ رشتہ
 کی کتاب اپنی سچی منشی اور ماد و فارس کے سمجھنے گھرانے کو بالکل نہیں جانتا

اس مسئلے کے بعض یقین جیسے (کرسیٹن سن) اور (کٹن ہارٹ) کو بھی متوجہ کیا
 ۱۔ اور (ہنری ماسے) (رفرودی اور ملی رزمی اشعار) نام کی کتاب میں ۱۷-۱۸ صفحات
 ۲۔ ہا سوال کرتا ہے کہ منشیوں کا کیوں اوستا میں ذکر نہیں کیا گیا ہے؟ باختر کی
 مردم اوستا جو زمانے کے لحاظ سے منشیوں سے بہت قدیم آریاؤں کے شمال میں
 ۳۔ ابونی اور منظر عام بر آئی۔ اسے طبعاً منشیوں کو نہیں جانتا چاہیے؟
 ۴۔ پھر (ہنری ماسے) کی حیرانگی کا سبب بنا ہے وہ یہ ہے کہ منشی اوستا کے لئے
 ۵۔ اوستا میں بھی جو ساسانی زمانہ میں جمع ہوئے اوستا ان تفسیروں میں جو اس زمانہ
 ۶۔ اس پر لکھے گئے کسی ایک میں بھی منشیوں کے متعلق کوئی لفظ نہیں ہے
 اس ترتیب سے آیا پھر بھی کوئی جرأت کر کے بول سکتا ہے کہ کیا منشی
 ۷۔ عبارت ہے؟ اوستا نے نہ صرف مادیوں اور منشیوں اور ان کی ملکوں
 ۸۔ اور فارس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کی زمینوں کے کچھ حصوں کو مثلاً مازندران
 ۹۔ طستان کو بھوت پریت یعنی اوستائی مذہب کے آئین کے مخالفین کی ملکیت
 ۱۰۔ نام سے یاد کیا ہے۔ (اقتباسات از تاریخ قدیم افغانستان جلد اول)

اس بیان سے جو باتیں واضح ہوئیں ان میں ایک یہ ہے کہ اوستا کا زمانہ
 منشی سائرس سے جیسے مولانا ابوالکلام آزاد نے ذوالقرنین کے نام سے
 بیان کیا ہے بہت قدیم ہے۔ اور یہ بیان مولانا آزاد کے اس نظریہ کو رد کرتا
 ہے کہ سائرس زرتشت کا محاصرہ تھا۔ اگر کہیں ایسا ہوتا تو اوستا میں منشیوں
 کا ذکر ضرور آتا۔ پس ظاہر ہے کہ منشی نہ صرف زرتشت بلکہ اوستا سے جو یا زرتشت
 بلکہ یا یعنی دیگر زرتشت کی موت کے بہت بعد سامنے آئی ہے۔ کافی بعد میں

پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ (کیت) کا یہ نظریہ بھی غلط ثابت کرتا ہے کہ اوستا کا زمانہ
 ۱۳۰۰-۱۲۰۰ ق م کے لگ بھگ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت ۱۲۰۰-۱۱۰۰ ق م کے لگ بھگ
 بلخ میں پیدا ہوا تھا اور زندگی نشریات یا تفسیر یا زنداوستا کی
 بعد دیگرے دو سو سال کے اندر کھی گئی ہوں اور ہو سکتا ہے کہ یہاں (جمنشید)
 کا زمانہ ۱۱۰۰-۱۰۰۰ ق م کے لگ بھگ ہو جو رگ وید کا زمانہ بھی ہے۔

اگر جمنشید کا زمانہ ۱۱۰۰-۱۰۰۰ ق م میں معین کیا جائے تو پیش دہی اور ہونہار
 کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا فاصلہ آتا ہے اور اس زمانہ میں بلخی جمنشید اپنی
 کیانی اور اسپہ خاندان کے ادوار معین کئے جاسکتے ہیں۔ جمنشید کی حکومت کا
 دور کم معلوم ہوتا ہے کہ جمنشید کے خلاف ضحاک نے اقدام کیا ہے اور
 ضحاک کے خلاف فریدون نے جو الہرز کے پہاڑ میں جو بلخ کے جنوب میں
 ہے کاوا آئینگر نے پالا لعد پیدش کی تھی۔ اور جو ان ہولے پر بادشاہی کا اعلان
 کر کے ضحاک کے ظلم و استبداد سے لوگوں کو نجات دلا دی پس واضح بات
 ہے کہ جمنشید۔ ضحاک اور فریدون کا زمانہ ایک ہے یعنی یہ واقعات سنہ
 ۱۰۰۰-۹۰۰ ق م کے لگ بھگ رونما ہوئے ہیں۔ اور اس گھرانے کے بعد بلخ میں سنہ ۸۰۰-۷۰۰ ق م
 کے لگ بھگ کاوی یا کیانی خاندان سلسلے آیا ہے۔ اور اس کے بعد اسپہ خاندان
 اوستا کاوی شاہی گھرانے کے بانی یا موسس کو کاوی۔ کوتا کے نام سے پکارتا ہے۔
 جو دردی زبان کے رزمیہ داستانوں میں کیتباد کے نام سے مشہور ہے۔ کاوی کوتا
 کا نام اوستا نے دو جگہ یاد کیا ہے، زمیادیش کے ۱۱ فقرہ اور فریدون پست
 کے ۱۲ فقرہ میں بیس پست میں اول (کاوی کوتا) اور اس کے بعد اس کے
 سات کے افراد اور ان کے بانیین اور دیگر افراد کو یاد کیا گیا ہے۔ اور

پست میں آریانا اور توران کے تمام بادشاہوں اور پہلوانوں اور سربراہوں کی کل
 فہرست ہے۔

نئی داستانوں میں آیا ہے کہ (کاوی کوتا) یا کیتباد بہت سے ریلوڑ رکھتا
 تھا اور اپنی جہانی میں (اوستا شاعر) (SHDASH T A R) یا البتہ
 کہ پہاڑ کے دامن میں جو بلخ کے جنوب میں تین کیلومیٹر میں ہے اپنے
 ریلوڑ چلاتے تھے کہ اتفاقاً آسمان پر دو سفید باز نمودار ہوئے جنہوں
 نے طبلاتی تاج اپنے پنجوں میں پکڑا تھا۔ جو ان کوتا کے سر پر رکھ دیا (کوتا)
 وہاں ہوا قرب و جوار کے گڈریوں کو آواز دی اس سفید ریش شخص نے جو
 گاؤں میں تھا۔ باندوں کی آمد اور تاج کے لانے کو لطف خداوندی اور کیانی
 نبی کے تعبیر کیا اور (کاوی کوتا) کی بیعت کی اور دوسروں نے ان کی متابعت
 لی اور جو ان کوتا کے ساتھ نجدی کے شہر تک جا کر سلطنت کے تخت پر بٹھا دیا جہی
 ۱۰ سال قبل میں یہ موضوع بھی واضح ہوا ہے کہ گرشا سپ کی وفات کے بعد سلطنت
 کا تخت خالی تھا۔ اور رسم نے البسند کے پہاڑ کو جب کہ کیتباد بادشاہ کو
 وہاں سے لے آیا۔

سہر حال اوستا کاوی گھرانے کے بادشاہوں کا سلسلہ یا موسس (کاوی
 کوتا) بتاتا ہے فریدون پست کے ۱۲ فقرہ (پیراگراف) میں کاوی کوتا کے
 بعد اس گھرانے کے ان افراد کو یاد کرتا ہے۔ کاوی اپنی دانیو۔ کاوی یوسادان
 کاوی ارشان۔ کاوی چسینا۔ کاوی بیارشان۔ کاوی سیاہرشان اور کاوی
 موسلاوا۔

دارمستتر نے فرانسیسی زبان میں زنداوستا کے ترنہ کے درمیں

باب ۵۴۹ صفر پر ۲۸ نوٹ میں کیا کی گئی اس طرح بیان کیا ہے۔

کاوی کو اتا

کاوی اپنی وانیوں (اپنی وہ)

بیارشان - پیسان - ارشان - کاوی یوسادان - کی دیارشان
کی پیسان - کی ارش - کی کاویس -

ک ارمین رکی یسین شاہنار -

کاوی ہوسراوا

اخر درہ

کیونکہ یہ تمام بادشاہ نژاد پشتون تھے لہذا کچھ تفصیل سے حالات بیان کرنے چاہئیں۔ ناکر بات زیادہ واضح اور روشن ہو اور زمانوں کا تعین بھی ہو اس لئے کہ یہ تاریخ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی مد پیش رہی ہے۔ کہ واقعتاً تو بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن زمانہ معلوم نہیں اس بنا پر اشتباہات پیدا ہوئے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ جمشید کے بعد آریانا کے تخت پر جو کہ بلخ میں تھا۔ منہ بدون بیٹھ گیا۔ اور ان کے بعد کرسا سپہ جو گراسپ نریان کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ کیونکہ بعض کا کہنا ہے کہ نریان سام کا بیٹا تھا۔ بہت حال نریان کے نام سے خداستان میں بہت سے قلعے جو قلعہ جوئے ہیں۔ ان میں ایک وہ قلعہ ہے جو نریان کے شہر کے قریب باسیان اور کاو درہ کے سنگم۔ یہ بھی تھمذرات کو سنگ میں رکھ کر دیا ہے

دارمستتر زند اور اوستا کے فرانسیسی ترجمہ میں کہتا ہے۔ کہ اس شخص نے اوستا میں ۱۰ کردار ادا کیا ہے۔ حوشا ہنامہ میں رستم نے ادا کیا ہے۔ وہ بڑی شخصیتیں مہنوں نے انی خاندان سے قتل بلخ میں حکمرانی کی ہے۔ اس طرح ہیں۔

ویوانگنا اور اس کا بیٹا یا ما (جمشید)

اتویا اور اس کا بیٹا تریقا (فریدون)

سما اور اس کا بیٹا کرسا سپہ (گراسپ)

جمشید کی حکومت ضواک کے ہاتھوں برباد ہوئی اور ضواک فریدون کے ہاتھوں اگبا نہ بدون اور اس کے بعد گراسپ نے آریانا کی قدرت و شہادت میں کافی اضافہ کیا۔ صاف عدالت سچائی اور نیکو کاری کے جھنڈے بلند کر کے آریانا کی سرزمین کو مداری عناصر سے پاک کر دیا۔ تہذیب و مدنیت کی شعلیں روشن کیں اگرچہ اس گھرانے نے اقتدار کی مدت صحیح طور سے معلوم نہیں لیکن اندازاً سو سال سے زیادہ نہیں ہوگا۔ البتہ کم کا امکان زیادہ ہے۔ یہ زمانہ متعلق م کے لگ بھگ ہونا چاہیے۔ اس گھرانے میں چند افراد اور بھی ہیں۔ لیکن چند ان شہرت نہیں رکھتے اور شہرت نہ رکھنے کی وجہ غالباً اقتدار کی مدت کی کمی ہے۔ بہر حال آخری بادشاہ (ایریا) اور اس کا بیٹا (منوچہترام) جو بعد کی تاریخوں میں (ایرج) اور منوچہتر کے ناموں سے مشہور ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جب کاسیوں کو بابل سے نکالا گیا۔ اور بخت نصر اولی نے اہلام پر حملہ کیا۔

اس کے بعد جو دوسرا شاہی خاندان آریانا میں برسر اقتدار آتا ہے۔ وہ کاوی کیا یا خاندان ہے۔ جسے اوستا نے (کادیم) ورنو کے نام سے پکارا ہے۔ ویدی اشلو کو (سرووں) میں "کوی" کاوی آند کاویا کے نام بھی تھا ہے

اد کہیں یوسا نام کے ساتھ متعلق آتے ہیں۔ خسرانیسی متعلق برکین اور
تالیق (آرمیک مذہب) کی دوسری جلد میں کہتا ہے کہ "کوی" یا "کادی" اور
"کادی" کے معنی سمجھ اور فانی کے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اسٹوک
اس زمانہ میں مسلسل بونے اور لکھے جاتے تھے۔ کیونکہ آریانہ میں پہلے بہت سے
عمومی اعتبار سے لوگ قبائلی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اپنے اپنے گرو
داستان اور قصے مشور اور مظلوم طور سے بیان کرتے تھے، اور وقت گزرنے
کے ساتھ نام تبدیل ہوتے رہے، جیسے کہ پارادات سے چینداد اور
پیشدادی بنایا اسی طرح ملت کے حروف (ا۔و۔ی) جو لفظ کے آخر میں
ہوتے تھے۔ حرفت یا اُلٹ پلٹ ہو جاتے تھے اسی طرح کادہ اور کادی
سے کوانی۔ کادیانی اور پیکری بنی۔

جب کہ پیشتر عرض کیا گیا۔ اس خاندان کا موسس کیقباد تھا اور
کیقباد ہو بہو باختری اور ستاکے (کادی کو آتا) کے نام کے اسلامی زمانہ
کامین مد کے لفظ ہے، جو پہلے کے تغیر کی وجہ سے (کی) ہوا ہے۔ کو آتا شروع
میں (کوات) تھا بعد میں پہلا (ک) (رق) میں تبدیل ہوا اور (و) (اب)
اور آخر میں (ت) فقہ اللغت کے اصولوں کے مطابق (د) میں تبدیل ہوا
اور اس سے قباد بنا۔ فرخیک کادی یا کیانی گھرانہ بلا شک و شبہ پیشدادی
گھرانے کے بعد آریانا کا دوسرا شاہی گھرانہ ہے، جو ایک روشن اور با شہادت
تاریخ کا مالک رہا ہے۔ اور کیقباد وہ پشتون تھا جس نے آریانا میں عدل و
مساوات اور تہذیب و مدنیت کی بقا اور سر بلندی کے لئے بہترین کام
سرمجام دیے۔

۱۔ ن۔ دھال (M. N. DHALLA) کراچی کے پارسیوں
۲۔ مدوں کے موبد تاریخ نقد استرینیم کی کتاب کے ۷۵ ویں صفحہ پر لکھا
ہے۔ جے نیویارک آکسفورڈ برنز۔ رستمی نے چھاپا ہے، کہ باختری لکھ کادی
کو آتا کے بادشاہوں کا مرکز تھا۔

کادی کو آتا کیقباد کے بعد بلخ سے آریانا پر جس تختی یا تختی یا
ہون بادشاہوں نے کیانی بادشاہوں کے نام سے حکومتیں کی ہیں۔ ان کا
نور اللہ نام پیشتر بیان کیے گئے۔

کیقباد کے بعد اس کا بیٹا کادہ یوسا یا جو کی کاؤس کے نام سے پکارا
ہوا ہے۔ اپنے باپ کی جگہ بخدی راجہ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور ستاکے
ابن ایشٹ کے ہم پیر اگراف میں کی کاؤس کے متعلق لکھا ہے کہ

بڑا عقلمند اور دلیر کادہ یوسا
ارزنیقیہ کے سپاڑ کے لوہے
(سورانا ہیتا) کے پانی کا رقبہ فتح

۱۔ ارزنیقیہ:۔ البرز کے پہاڑ کی چوٹیوں میں سے ایک چوٹی تھی اور
صوبہ کی جانب سے بخدی کے حصوں اور علاقوں پر یہاں سے حکومت کی
جاتی تھی۔ حیات میں اور قہر کہتے ہیں کہ کی کاؤس نے البرز کے پہاڑ کی چوٹی پر
۲۔ محلات تعمیر کروائے تھے بلخ کے رنگ ماسا اس کے کہ بادشاہ کا نام یاد رکھیں گا، نگ
کچھ برس قندیز زمانہ میں ایک بادشاہ نے البرز کے پہاڑ کی چوٹی پر ایک باغ اور ایک قصر تعمیر
کے اور اسے پہاڑ کی رسید کے لئے سسٹم سے گندھے استعمال کیے جاتے تھے اور ان

اُٹھوی کے لئے سو گھوڑے
 حسد ایل اور دس ہزار جنے
 دستر بانی کر کے چاہا کہ
 تمام حکومتوں پر حکمرانی کرے
 اور فرمان تمام
 انسانوں اور ظالموں اور
 تمام اندھوں اور بہسوں پر
 جاری ہونا چاہتا ہے اُن
 کی یہ مانگ تسلیم کر لی۔

کیکاؤس (کاوہ یوسا) ایک خوبصورت اور بیلادھان تھا۔ ان کی بڑی
 خواہش تھی کہ آئین کے قدیم بادشاہوں کی اسگوں اور سیاست کے مطابق آئین
 تہذیب و تمدن کے دشمنوں کو شمال اور مغرب میں نیست و نابود کر دے ان
 کی سرزمین اور ملک کو اپنے تصرف میں لے آئے چنانچہ اسی ارادہ سے
 آریانا کے مغربی سرحدوں کی جانب پیش قدمی کر کے اور آریائی تہذیب کے
 ان دشمنوں اور مخالفین کا جو مانڈران میں رہتے تھے۔ صفایا کر دیا ان لوگوں کا
 اوستا میں (مانانا کے دیو اور شیاطین) کے نام سے کئی جگہ ذکر آیا ہے۔
 عرفیکہ پسندادی اور کیانی گھرانے کے بادشاہوں کی سیاست یہ تھی کہ ان
 کے ساتھ جنگ لڑے۔

(مازانا شیطان) یا مانڈران دیو کے معنی وہ لوگ جو یہاں کے
 اصل رہنے والے تھے۔ فارسترنے ان کو دشمنی نژاد کے نام سے یاد کیا ہے۔

یہ لوگ آئین نہیں تھے اور نہ ہی آریائی تہذیب اور دین کو تسلیم کرتے تھے۔ پیشکاری
 اور کیانی بادشاہوں کی ایک سیاست یہ بھی تھی کہ ان لوگوں سے مقابلہ کر کے ان
 کے افکار و خون کی آمیزش سے آریائیوں کو محفوظ رکھے۔ تریٹونا (مندر بدین)
 بھی اسی غرض سے ان کے چمپے بہاروں تک گیا تھا۔ اور ہزاروں کی تعداد
 میں ان کو مارا تھا۔ اسی طرح کاوہ یوسا کیکاؤس نے بھی اسی رویے کی پیروی
 کی کیونکہ یہ لوگ جنگوں اور پہاڑوں میں چپ گئے تھے۔ اس بنا پر ہی کے ملاتوں
 کو فتح کرنا مشکل کام تھا۔ امدادی دھڑے سے یہ دیو اور جادو گروں کے نام سے
 لوگوں میں مشہور تھے۔ جس وقت کاوہ یوسا ان کی سرکوبی کے لئے مانڈران
 کی جانب چلا گیا تو ابتداء میں سخت مشکلات سے دوچار ہوا قریب تھا
 کہ شکست کھا جاتا بلکہ لڑتا لڑتا راستہ بند کوش کے جنوبی علاقوں سے ان کے
 مدد کو جنیں پہنچ گئیں اور اسی طرح دشمن پر برتری حاصل کر لی۔ اس موقع پر
 کیکاؤس کی جانب سے آریانا کو امداد کے لئے جو پیغام بھیجا گیا تھا فرزند سہی
 اسے یوں بیان کرتا ہے۔

سوی نابلسان فرستاد ندود

یہ نزدیک دستان بہ مانند دود

عرفیکہ کیکاؤس نے ان کا علاقہ آریانا میں شامل کر لیا اور وہاں پر
 اپنے حاکم مقرر کر لیا۔ مختصر یہ کہ کاوہ یوسا یعنی کیکاؤس آریانا کے بادشاہوں
 میں ایک بڑا اور مقتدر بادشاہ تھا۔ اور ان بادشاہوں کے گروہ میں
 چوتھا بادشاہ کہلاتا ہے۔ جنہوں نے جمشید کے بعد سات مملکتوں (ہفت
 کثر) پر حکومت کی ہے۔ لیکن بعد کے دنوں میں جب سلطنت کا جہ و بلال

اور عظمت بڑھ گئی۔ اس پر بھی یا ما (مہشید) کی طرح مزرہ نے غلبہ کر لیا
نیکی سے چہ کی طرف مائل ہوا۔ اور سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

کادی گھرانے کا تیسرا بادشاہ کادی سیاور شان یا سیاور شنا کہلاتا
تھا جو ناری ادبیات خصوصاً خردی کے شاہنامے میں سیاوش کے نام
سے پکارا جاتا ہے۔ اسلامی دور کے قلعہ گوہوں نے اس بادشاہ اور
اس کا توران کو جانے کے متعلق بہت سے قصے بنائے ہیں۔ خردی سے
اس کی طویل داستان بیان کی ہے۔ ان داستانوں میں کہتا ہے۔ کہ
وہ شہزادہ تھا تو اس کی سوتیلی ماں سودا بہ اس پر عاشق ہو گئی۔ چونکہ یہ اس
کی طرف مائل نہ ہوا، لہذا اس نے اس کے خلاف اپنے خاندان کو اکسایا
چنانچہ سیاوش جان بچالے کے لئے توران متروک ہوا۔ جو کہ آمو دریا کے
اس کنارے پر واقع ہے اور جو کہ اس وقت تورانیوں کے قبضہ میں تھا۔ (یعنی
تحقیق تلات اور جہاں اوان کے علاقہ کو توران کہتے ہیں) سیاوش نے وہاں پر ایک
مضبوط قلعہ تعمیر کر دیا جو (KANAH) یا کنک کہلاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کلاہ
ہو سردا یعنی اس کا بیٹا کھنڈرو اس جگہ پیدا ہوا۔ دارمستر کہتا ہے کہ کنک غو
بخارا میں تھا یہ بھی کہتا ہے کہ بخارا کا شہر سیاوش نے آباد کیا تھا۔ جو من حق لگا
بھی اس جگہ کو آمو دریا کے شمال مشرق میں قرار دیتا ہے بہر حال سیاوش نے توران
کے بادشاہ کی بیٹی فرنگیز سے شادی کر لی مگر آخر میں بڑے غلامانہ طریقہ سے
مار گیا۔

سیاوش کے قتل کے بعد اس کا بیٹا کا وہ ہو سردا جو کھنڈرو کے نام
سے مشہور ہے، کرمانا کے قتل پر بیٹا۔ اس کے کارنامے بھی داستان کے نیچوں میں

اور ان زمانوں اور جنگوں میں جو اسلامی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔
بہت مشہور ہیں۔ ان کا نام اوستا کے آبان یشت۔ گوش یشت۔ خردین
یشت۔ ارو یشت۔ زمیاد یشت اور دیگر بہت سی کتابوں میں یاد کیا گیا ہے
اور ہر جگہ اپنے پاپ کا انتقام لینے والے کے نام سے اور آریائیوں کے وطن
کے بہادر محافظ۔ مدافع شہنشاہیت کے نوٹس اور عظیم فاتح کے نام سے
سہا گیا ہے۔ آئیے ان کے متعلق اوستا کے چند اقتباسات دیکھ لیں۔
آبان یشت کے ۴۹ ویں پیرا گراف :-

”پہلوں ہو سردا آریانا کی شہنشاہیت

یشت کے دوران کیلکے CACASTA

کے دریا سے اس جانب جگہ ہے اور جس کا پانی

ترش ہے اناھیتا رپانی کے ربہ النور کے

لے سو گھوڑے، ہزار بیل، اور دس ہزار

قبتہ قربان کے اور خواہش ظاہر کی کریشاؤں

اور انسانوں اور غلاموں اور اندھوں

بہسروں یعنی تمام مخلوقات

پر بادشاہی کرے اور ان سوار لوگوں کے

دو میان جو دشمن کے معتابے کے لئے لڑیں

کو جاتے ہیں۔ وہ دشمن جو گھوڑے پر سوار

ہے میں ہمیشہ سر علقہ رہوں۔“

گوش یشت کے ۲۱-۲۲-۲۳ پیرا گراف میں کہتا ہے :-

”فرانگر سیانا (فرا سیاب) : تورانی چور پر جو
میرے والد پہلوان ”سیادہ رشتا“ کا قاتل
ہے برتری حاصل کر لوں اور اپنے باپ کے
قاتل کو کیلستہ کے دریا کے اسی جانب مار
ڈالوں۔“

زیادہ دیشت کے مے دیں پیرا گراف میں یوں کہتا ہے۔
”ہو سراسا دہ بے دیں بادشاہ میں کا مقصد
ایور داسارہ *AURVASARA* ہے اور
کادہ ہو سراسا دہ کے مخالفین میں سے ایک
شخص ہے اور یہ بھی تورانی تھا، کافی عرصہ جنگ
میں اس کے قہقہے میں تھا جو گھوڑے پر
سوار اس کے مقابلے میں لڑتا تھا۔ ہو سراسا
بادشاہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوا اور تورانی چور
فرانگر سیانا (فرا سیاب) اور کرسہ دزدہ
KERESAVAZAN گرزواڑ (فرا سیاب)
کے بھائی گرزنیوں سے باندھا کر اپنے باپ
پہلو ان سیادہ رشتا کا انتقام اس سے لے۔“

اس کے اشارات اور دیگر داستانوں کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کدہ
(کچھرو) اس وقت جب مخدئی (بلخ) کے تخت پر بیٹھا تو سب سے پہلے داخلی
اصلاحات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان تمام اصلاحوں کو مدد کر دیا

اور سیادہ رشتا (سیادوش) کے مارے جانے کے بعد اور تورانیوں کی مدد
میں سے پیدا ہو گئی تھیں آریانا کے اندر باقاعدہ امن وامان قائم کر لیا۔ اور
انہی ان چاروں سیوانوں کو منہیں تورانیوں کے ساتھ مبارزوں میں مدد
میں تھا۔ انتقام لینے کے لئے اور آریائی منافع کے دفاع کے لئے کادہ کیا اور ان کی
مدد اور آریائی کی اور آریائی شہنشاہیت جیسا کہ اوستا میں مذکور ہے اور
جس کا رنگ دیا۔ کادہ ہو سراسا کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ تورانی آریائی
دشمن کے قہقہے کے دن سے ہفتہ میں آریائیوں کو ہار کر لے کے درپے
اور سیادہ رشتا (سیادوش) کی موت کے بعد اور بھی دلیر بنے ہیں، لہذا بحال
اور شہنشاہیت اور تہذیب کا دفاع اور حفاظت لازمی ہے اسی مقصد
کے بہترین راستہ یہ تھا کہ سب سے پہلے داخلی اصلاحات، پہلو انوں، فوجوں
اور ان کی پرورش اور تربیت کر کے قوم اور سرزمین کے اتحاد اور سالمیت کو محفوظ
رکھے ان کاموں کو ہو سراسا (کچھرو) نے بڑے اچھے طریقے سے سرانجام دینے
کے بعد تورانیوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرانگر سیانا (فرا سیاب) اور اس کا بھائی
دزدہ (گرزنیوان) اور راور داسارہ (میں تورانیوں کے بادشاہ اور بھائی
ان کے دیگر سربراہوں کو اپنی ہٹ دھرمی اور زیادتیوں کی سزا دی۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا کہ یہ جنگیں کیلستہ کے گہرے دریا اور کھارسا ہائی
اور اس جانب ہوئیں۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ دریا آذربائیجان کا دہ چھنا دیا
اور بعد میں (ایور داسارہ) کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور بعض اس کو آریانا کے شمال مشرق
اور دیشت میں۔ جو جس محقق کا کہنا ہے کہ یہ دریا ایک کل *Kishik* - *Kishik*

کا چھوٹا دریا ہے، بہر حال کاوہ ہوسراوا ریخسدا آریانا کے کلاوی خاندان کے بادشاہوں میں سے ایک بڑا عقلمند اور بہادر بادشاہ تھا۔ اور داخلی اصلاحات کے علاوہ باختری مملکت کو تورانیوں کے خطرات سے محفوظ اور ان کی شرعیجات طاقی علاوہ انہیں مادی اور معنوی اعتبار سے لوگوں میں ایک نئی زندگی پیدا کرنا ان کی قدرت، صلاحیت اور سیاسی بصیرت جو اس کے بیانات سے واضح ہیں کی ایک مثال یہ ہے کہ آریا کے تمام بہادر اور سرکش پہلوانوں اور جیالوں کو اپنا مجمع لا رہتہ کر لیا۔

مثلاً تورانیوں آریانا کے بہادر اور دلیر پہلوانوں میں سے ایک پہلوان تھا جو کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتا تھا۔ کاوہ ہوسراوا کے پہلوانوں کے ٹیلیں شامل ہو گیا۔ یہ فخر رانا اوتار، کا بیٹا اور منوجیترا (سنو جیتر) کا فاسہ تھا۔ اور اس کا آبان ریشٹ کے ۵۲ دیں ہیراگراف میں اس پہلوان کی بہادری کی بہت تعریف کی ہے اس ریشٹ کے ۵۴ دیں ہیراگراف میں آیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ۔
 "لے انا ہیٹا خیر پر نظر کرم فرما کہ دیسا کار (۱۷۸۵۵۸۸۸)
 کے دلیر بیٹے کو کنگہ کے اوپے اور مقدمہ قلعہ میں (خشا تر و سکا)
 کا عمارت پر شکست دوں اور توران کے لوگوں کو سیکڑوں، ہزاروں
 لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں مار ڈالوں۔"

بہت بڑا ہش میں (ضناک) اور شاہنامہ میں (دینا) آیا ہے

مے لیشنگ کا بھائی اوسا فرسیاب کا چچا تھا۔
 مے توران کے معبودا تھے جو بنمارا میں تھے۔

طلب یہ کہ توران نے کاوہ ہوسراوا کے ارمانوں کی تکمیل کے لئے اناہیتا دنا بود کرنے کے لئے طاقت اور قدرت مانگنے کی دعا کی۔

۱۔ ایک پیشدادی اندکیانی بادشاہ اپنے بہادر اور دلیر پہلوانوں کی بہت قدر دیتے تھے اور ان کی طاقت کے بل پر آریانا میں اپنا شان اور مہر کم محفوظ رکھا۔

۲۔ آریانا کا تیسرا شاہی خاندان اسپہ خاندان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
 ۳۔ اساتہ کے نام کے ساتھ آخر میں (اسب - گھوڑا) کا نام آیا ہے اس
 ۴۔ ملحق کہتا ہے اور بیان کرتا ہے، کہ۔

"اس وقت جب آریانا دیکھ میں راگوس کی بالائی وادی اور سر دریا اور اس جگہ کے آس پاس علاقہ میں) زندگی بسر کرتے تھے تو اپنا
 نے منسلق نژاد قوموں اور تورانیوں سے قرابت کی بنا پر تورانی اقوام سے
 گھوڑے کی تربیت سیکھ لی۔ چنانچہ اسی کی بدولت ایشیا اور یورپ
 تک برق رفتار مای سے پہلے گئے اور نئے نئے علاقوں پر تالپن چھٹے
 آریائیوں نے باختری میں طویل قیام کے دوران گھوڑے اور گھوڑے
 کی تربیت کو بہت زیادہ توجہ دی اور چونکہ باختر کے چوار اور کسادہ
 سبزہ زار اس طرح کے حیوانوں کی پرورش کے لئے بہت سوزوں تھے
 اس لئے گھوڑوں کی بہترین نسل پیدا ہوئی چنانچہ گھوڑا آج بھی
 ان علاقوں کا محبوب جانور ہے۔"

تاریخ قدیم افغانستان جلد اولی ص ۱۹۸

اسپ گھرانے کا پہلا بادشاہ ہوستائیں ادوت اسپہ (AURVATC PA) کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو بعد کی تاریخوں میں لبر اسپہ کے نام سے مشہور ہوا۔
 ہوستائیں بادشاہ کے بارے میں کوئی زیادہ سان نہیں کرتا۔ بلکہ اس بادشاہ نے اپنے بیٹے ولایت اسپہ کے واسطے سے شہرت پائی ہے جس میں مذفق ڈونکر اردت اسپہ کی نسب کا سلسلہ منوچہر (ایرج) سے جوڑتے ہیں۔ اس بدترہ کے دبیٹے نے ایک کا نام ولایت اسپہ اور دوسرے کا ندی داری (ZARIVARI) ادوت اسپہ رہا اسپہ کے بعد اس کا بیٹا ولایت اسپہ جو کہ ایرانی ادبیت میں گشتا سپ یا گشتا سپہ کے نام سے مشہور ہے، بخسری (ریخ) کے تحت پر ہوا۔
 یہ ایک بہادر۔ ٹمراور جنگجو شخص تھا۔ ان کی زیادہ شہرت کی وجہ یہ ہے کہ زرتشت اس کے عہد میں پیدا ہوا۔ اور اسی کی وجہ سے زرتشت کا دین اُریانا میں پیدا
 زرتشت آبان یشت کے ۱۰۵ ویں پیراگراف میں کہتا ہے۔

”اے اریا سورانا ہیٹا میسری مدد کر
 کہ دلیر کاوی دیشتا سپہ اردت اسپہ
 کے بیٹے کے اس طرف مائی کردوں کہ دیوی دایمیں
 کی اساس پر توجہ دے دین کی اساس پر گفتگو کرے
 اور دیوی کے تحت اٹھوں کے ساتھ چل پڑے۔“

یعنی زرتشت نے دعا کی کہ دیشتا سپہ (گشتا سپہ) ان کے دین کو تسلیم
 کر کے قبول کرے ورنہ وہ ان کے دین کو تسلیم کرنے میں متردد تھا۔

پھر گشتا سپہ کی توی ہونا دوسرا (HUTSA) کے لئے تھا۔

ہے کہ اس کے دین کی طرف مائی ہو۔ گوش ست کے ۱۶ ویں پیراگراف میں کہتا
 ہے کہ اور

”اے اچھے درد اسپہ (رجوان کی مدد یا گھڑے کے
 حامی اور محافظ) تو اچھے اہل کا مالک ہے میرا ذکر
 کر اچھے اور نجیب۔“ ہوتا دسا“ کو اس پر مجبور کر دیں
 کہ دین کی اساس کی فکر کرے دین کے اساس پر
 گفتگو کرے اور دین کے اساس پر اٹھ کھڑی ہو
 اور میرے دین کے اصول اطراف میں پھیلا دے۔“

کہا جاتا ہے کہ جس وقت زرتشت ریخ کے شاہی دربار میں حاضر ہوا تو تین
 باختری عالم درانشور ان کے بائیں جانب بیٹھے تھے۔ اور تین بائیں جانب میں دن
 بحث و گفتگو جاری تھی آخر زرتشت نے تمام علماء کو زیر کر لیا لیکن پھر بھی
 گشتا سپہ ان کے دین کے تسلیم کرنے پر تذبذب میں مبتلا تھا۔ مگر زرتشت
 کی کوشش سے ان کی فکر عقائد کو اپنے دین میں شامل کر لیا اس نے پھر اپنے
 شوہر گشتا سپہ پرانہ ڈال کر زرتشتی دین قبول کر لیا۔ اسی طرح سلطنتی
 خاندان کے تمام افراد اور دیگر چھوٹے بڑے حکومت کے افراد زرتشت کے
 دین میں داخل ہو گئے۔ جن میں گشتا سپہ کا بیٹا اسفندیار میں کا کہ ہوستائیں
 چنپو داتا کے نام سے ذکر آیا ہے اور ان کا بھائی زری ماری جو بعد کی
 تاریخوں میں ”زریہ“ کے نام سے پکارا گیا ہے بھی شامل تھا۔ ان سب نے
 زرتشت کے دین قبول کرنے میں بڑی کوشش کی۔ دستا کے اس نسخہ میں جو چلوکی
 زبان میں ہے۔ اور مستندہ میں متحدہ ہیں دریافت ہوا ہے، لکھا گیا ہے کہ زرتشت

سنے دینتاسپ کی خواہش پر اپنے دین سے متعلق بارہ ہزار نسخے طلائی تختوں پر لکھ ڈالے اور ان کو درہران کے آتش کدہ کے خزانہ میں رکھ دیا۔ کہنا دیکھتا ہے کہ یہ بھی شایگان کا وہ مشہور کتب خانہ ہے۔ جسے لوگ استخر میں جتے تھے۔ اور اس نسخہ کو سرقند میں جتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سکندر (معدنی) نے اس نسخہ کو جلا کر دریا میں پھینک دیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا عقیدہ ہے۔ کہ زرتشت کی تعلیمات کی اساس واحدانیت پر قائم تھی اور وہ توحید پرست تھا جبکہ اس سے بیشتر ہم نے سرولیم ہنر کی تاریخ ہند کے حوالہ سے ذکر کیا کہ آریں صرف ایک خدا پر عقیدہ رکھتے تھے اور اس ضمن میں ہم نے رگ وید کی ایک نظم کا ترجمہ بھی پیش کیا لیکن یہاں پر جو بات قابل فکر ہے وہ یہ کہ جس وقت گشتاسپ نے زرتشت کا دین تسلیم کر لیا تو آریا میں اس دین کو پھیلانے کے لئے مختلف بلگوں پر آتش کدہ سے تعمیر کروائے۔ بقول دقیق کہ گشتاسپ نے مہر برزین یا برزین مہر کے نام سے بھی ایک آتش کدہ بنایا تھا۔ اوستا کا بنداشت اس کو تیسرا بڑا آتش کدہ مقرر دیتا ہے۔ جسے گشتاسپ کی سلطنت کے دوران خراسان میں ریوانگتا (Ravangata) پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کرایا تھا بنداشت ایک دسرا آتش کدہ کا جو خوارزم کے پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اسے بعد میں ساسانیوں نے منقل کر دیا اور انہی

نہ سنسکرتی ایرانیوں کے مخدّن ص ۲۲۱ جرمن گائیگر کی تالیف اور ڈاکٹر فرنیس بیگل کے مقالہ متن جو ضمیمہ کی صورت میں اس کتاب میں شائع ہوا ہے۔ (بحوالہ کہنا)

کیلیانیشٹ کے ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ پیراگراف میں پھر کہتا ہے کہ کاوی کے بڑے عظیم دینتاسپ پر گشتاسپ نے نزار دانا داریا کے اس جانب سو گھوڑے ہزاریل اور دس ہزار دینے "انا ہیتا" کے (پانی کا اربتہ النوع) کے لئے قربانی کر دیے اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے اس قدر طاقت اور بہت عطا کر کہ بے دین تاقریادانت (ایشانا) دیوؤں کی پرستش کرنے والے شریر "اربت اسپ" کو نیست و نابود کر دوں ؟

یہ دونوں بیانات اعتقاد کے اعتبار سے متضاد معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ زرتشت موحد تھا اور اس کے دین کی اساس واحدانیت پر قائم تھی اور دوسری طرف گشتاسپ اس کے دین کا منکبان تھا۔ اُن شکد سے جتنا ہے اور بذات خود زرتشت بھی جیسے کہ بیشتر بیان کیا گیا اور گشتاسپ بھی تاحیتا سے جو پانی کا ربتہ النوع ہے امداد اور بہت طلب کرتا ہے۔ حالانکہ پانی اور آگ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آگ اور پانی کے لئے زرتشتی دین میں چھوٹے ارباب الانواع کی حیثیت ٹوکلوں کی تھی۔ جیسے اسلامی کتابوں میں مختلف عناصر کے لئے ٹوکلوں ہوتے ہیں۔

یہ فیصلہ آخر میں کہتا ہے کہ زرتشت کا مذہب ناکال توحید ہے۔ پشتون اب بھی پلک شخاف پانی اور آگ میں ٹوکنا گناہ سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا

کر پختونوں کے علاقوں خصوصاً آراکوزیا اور سوات میں جدید غذا میں قدیم آتشکدوں کے آثار تو ملتے ہیں اور آگ سے مرطوط قہجات میں تباہی لوگوں میں کچھ نہ کچھ باقی ہیں البتہ بت پرستی کے آثار ایسے مزدوروں کی شکل میں نہیں پائے جاتے۔ جیسے کہ ہندوستان میں دکھائی دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قدیم لوگوں میں مشہور تھی کہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ (QUETTA) کے شمال میں بارہ میں کے فاصلے پر کیترا نام کے گاؤں میں کالی زہر قبل ایک آتش کدہ تھا۔ اس گاؤں کے لوگوں کو جو کاسی تھے اور اب بھی ہیں۔ اگر کوئی کا کڑا ہاتھ آتا تو وہ اسے اس آتش کدہ میں جلادیتے تھے۔ یہاں یہ دھنات کر دیں کہ کاکڑوں کی آبادی اس گاؤں کے بعد شمال مشرق کی جانب شروع ہوتی ہے۔ اور کوہ سلیمان تک پہنچتا ہے۔ اور یہ لوگ کاسیوں کی آمد سے بہت پیشتر آئے تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جن کو بعد کے زمانوں میں کلاسیکی مؤرخین نے درپیکوں (تورپیکوں) پریٹوں (پریٹوں) راہیوں (راہیوں) کے نام سے پکارا ہے۔

ان تاریخی بیانات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی پشتون قبائل کی پختون دین نے کچھ نہ کچھ اثرات ڈالے تھے۔ کیونکہ دھارہ کے نام سے ان کے علاقوں میں آتش کدے موجود تھے۔ البتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آتش پرست نہیں تھے۔ کچھ آگ کو قدرت کے مظاہر میں سے ایک ٹرانسپیرینت تھے۔ اسی طرح جدید آراکوزیا (جنوبی بلوچستان) میں بلوچ اور براہوی قبائل آباد ہیں اور ان میں بہت قدیم پشتون بھی مذہب ہوئے ہیں۔ میں زرتشتی دین و ثقافت کے آثار بھی اسی جگہ پر دیکھے جاتے ہیں۔ جیسے کہ آراکوزیا میں۔



یہ دونوں تاج پشپت
کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔



اگشتاب کی زندگی کا دوسرا حصہ وہ جنگیں ہیں جو انہوں نے تورانیوں سے
 جیتے کہ اس سے قبل اشارتاً جو عن کیا گیا کہ بعض مدققین توران سے جھگڑا
 ۱۰۰۰ (جنوبی جوچستان) کے علاقے میں تھے ہیں۔ اور بعض انہیں آمو دریا اور
 ۱۰۰۰ کے وسطی علاقے قرار دیتے ہیں۔ آئیے ۱۰۰۰ دوستا کے گوش یشت کے
 ۱۰۰۰ ۲۱-۲۰ پیراگراف پر ایک نظر ڈال کر دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کون سے علاقے
 تھے۔

"مہدی عظیم دستا سپہ (اگشتاب) نے (دیوتا) دریا کے اس پار
 ۱۰۰۰ (اسپہ) کے لئے ایک ہزار ہیل اور دس ہزار دینے قربان کئے اور دعا کی
 ۱۰۰۰ اتنا قوت عطا کر کہ (اشتر روانت) کے دیوتا اور وہ۔ آشتی کے بیٹے
 ۱۰۰۰ لے لے میں نے سب پر ظم لگایا ہے۔ اور جو فولاد کا خول اور فولادی نمدہ بکتر اور
 ۱۰۰۰ دھنوبط گرہین دانت ہیں اور سات سوادنوں پر غنیت کا مالی سے جانے
 ۱۰۰۰ اور کو شکست دیں۔ اور دھیر ہیز، اکا قوم کے جو مارت اسپہ کے جھنڈے
 ۱۰۰۰ ہا کر دیں اور (دور شینما) کے شیلہ کی پرستش کریناؤں کے حملوں کو پسپا
 ۱۰۰۰ دیں اور اس نے مانگے کی کہ (تا تریا دلت) جو مذہم اور بڑے دیانت کا مالک
 ۱۰۰۰ ہوں اور اس کوں اور (سپین جو روشا) سپین کے معنی بشتویں سفید شیطین
 ۱۰۰۰ بشتی کرنے والوں کو مار سکوں اور (دور ہکا) کی توہوں کو (دھیوناھا) کی اہت
 ۱۰۰۰ اور لاکھوں اور دھیوناھا کی قوم کو سکڑوں۔ ہزاروں۔ لاکھوں اور کردوں کی تعداد
 ۱۰۰۰ قتل کر سکوں۔"

جیسے کہ اس سے قبل سرفہ کیا گیا کہ دلشاسپہ اپنی قربانی جو ذار وانا دا
 ۱۰۰۰ اس پار کرنا ہے بعض مدققین اس جگہ کو سبت کے چھوٹے چور۔ تے

دیباؤں میں سے شمار کرتے ہیں۔ دارمستر کے تذکرات کے ساتھ پہلوی شاہنامہ پر
کہتا ہے کہ دیشتاہ ایک جگر پر جو ربت داری (BASTAVARI) کہتے ہیں
یعنی اس جگر قربانی کی جہاں اس کے بیٹے نے ربت کا شہر آباد کیا۔

”شتر دیشتاہ“ جو اوستا کے پہلوی زبان کا نسخہ ہے اور سرقد میں بدایا
ہے۔ کہ ۳۶ ہزار اگراف میں لکھا گیا ہے کہ ربت دار ندیر کے بیٹے نے
شہر لایا اور اس وقت وشتاسپ بادشاہ ”فرزدان“ میں مذہب کی تہ
میں مصروف تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ”ربت دار“ ندیر کے بیٹے کا نام
تھا۔ زیر گشتاسپ کا بھائی تھا۔ اس وقت جب ان کا باپ لیراسپ زندہ
اور بلخ میں بادشاہ تھا۔ تو گشتاسپ ان کی طرف سے سیستان میں
نائب السلطنت تھا۔ غالباً جب اس کا بھتیجا ربت دار“ اس کے ہمراہ تھا
اُنہی نے بت شہر جے پشتون کلابس کہتے ہیں یعنی قلعہ ربت آباد کیا تھا۔ اس کے
اب لشکر کاہ کا شہر آباد ہو گیا ہے۔

”فرزداناما“ کا دریا جہاں پر گشتاسپ نے فرزان کے بادشاہ ارجت اس
پر بتری حاصل کرنے کے لئے قربانی دی تھی

افغانستان کی قدیم تاریخ کا مؤلف احمد علی بکزلو ص ۲۰ پر کہتا ہے۔ کہ اگر
منسا ز دانا داکسی دریا کا نام ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس سے مقصد یہ ہے
رحمندی ہے۔ جو ربت کے قریب سے گزرتا ہے۔ اور اگر کوئی دیا چہ ہے تو
سیستان کے ساحلوں کے دریا جوں میں سے ہوگا۔ تو اس صورت میں ہوتا
ہے کہ باختر کے بادشاہ یعنی دیشتاہ سپہ کی جنگیں سیستان کے ساحلوں
آس پاس یا آریانا کے جنوب مغربی سرحدوں کے اس بارہوئی ہوں اور باختر کے

اوستا نے ان پر بتری حاصل کی ہو۔ یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ سیستان قلات
”جہاں امان سے متصل ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے گشتاسپ نے اسی خطہ کے
لوگوں کے ساتھ جنگیں لڑی ہیں۔ اور دراصل تو ان بھی یہی مسئلہ ہے جو حملہ
جہاں امان تک پھیلا ہوا ہے۔ اور قربانی غالباً وہ لوگ تھے، جو شتر دیشتاہ
”ربت دار“ کے زمانہ میں اس علاقہ میں بسیں گئے تھے، بلکہ اگر یہ کہیں کہ وہ آکادی
سوری جو بعد میں کاکڑ اور مری کے نام سے مشہور ہوئے تو بھی ممکن ہے۔ اور اگر
گشتاسپ اور زرتشت کا زمانہ سنہ ۶۰۰ ق م کے لگ بھگ عیسوی کیا جائے تو ہر گز
یہ ایران لوگ جن سے گشتاسپ لڑتا تھا کرد۔ کاسی۔ کند اور ژمندی ہوں کیونکہ
موجودہ سرحدیں کہتے ہیں کہ بلوچ اور براہوی ۶۰۰ ق م کے لگ بھگ بابل
شمال ایران میں آکر آباد ہوئے تھے۔

اوستا کے گوش یشت کے اس بیان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ —
”ای نیا“ کا دریا ماورالنہر میں تھا کیونکہ اوستا وہاں پر درودھکا اور ہن کی
دوسوں کا ذکر کرتا ہے، اور تاثر یا دانت ان مسلمانوں کا کوئی بادشاہ یا بڑا رئیس
تھا۔ اور ارجت اسپ سیستان کا بادشاہ تھا۔ محقق گایگر بھی ”ہیرونی“ کو کھن
ماب ہے۔ گشتاسپ شمال میں تاثر یا دانت کے ساتھ لڑا ہے۔ اور جنوب میں
ارجت اسپ کے ساتھ مدق کہسزاد کہتا ہے کہ کافی احتمالات کی رو سے

نہ کوہ میں سوشل دیفر کے سینار میں محمد ایوب بلوچ کا مقالہ بلوچ ملحق
سر دار خان گشکوری تالیف بلوچ ریس (THE HISTORY —
— OF BALUCH RACE)

کہہ سکتے ہیں۔ گوشتا سب اندر سے اپنی زندگی کا ایک حصہ حملہ کی دلوں
پشت کے شہر اور زونہ سیستان کے مرکز میں گزرا ہے۔ اب سوال یہ پیدا
ہے کہ ارجیت اسپ کس قوم اندوگن کا بادشاہ تھا۔ اس نے کہ اگر بلوچ اور
براہوی جیسے کہ بلوچ ختوں کہتے ہیں۔ ۶۱۳-۶۰۸ عری قہ کے لگ جگہ
بال سے آئے تھے۔ اور شمالی ایران میں آباد ہوئے ہوں۔ یہ تو گشتا
سے تقریباً ساڑھے تین سو سال بعد کا زمانہ ہے مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ
میں توران کو بلوچ نہیں آئے تھے۔ دوسرا یہ کہ فردوسی اپنے شاہنامہ میں
بلوچوں کو کیکاؤس کی فرج میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

سپاہی پہلوی پارس و کوچ و بلوچ
زگیلن جلگ و دشت سردر

بلکہ فردوسی افراسیاب کے خلاف کچھ سو رکاوہ (سواروں) کی فرج
میں بھی بلوچوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

سپاہی زگردان کوچ و بلوچ
سگالیدہ جنگند مانند غوج

یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ کچھ سو رکاوہ (سواروں) سپاہیوں کا
اور کیکاؤس کا پوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بلوچ اور براہوی کی قبائل
کے زمانہ میں یا اس سے بھی قبل البسز کے پہاڑ پر رہتے تھے۔ جہاں پر
کیکاؤس نے حملات بنائے تھے۔ اور بلوچ ان کی فرج میں شامل تھے اور پہلے
نوشیروان نے ان پر حملہ کر دیا تو یہ سیستان اور گرم سبل کے علاقوں میں چلے گئے
بلکہ کوچ و بلوچ تالیف میر گل خان لغیر ص ۲۶ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء

سٹرڈیز اور موس درتھ کا خیال ہے کہ بہت قدیم زمانہ میں کوچ اور
بلوچ کہیں کے ساحلی علاقوں میں رہتے تھے، گل خان لغیر کہتا ہے کہ
اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ سرپرہ کے متعلق جو بدھی قبیلہ
ہے یا یا الفاغادر کوچ قبیلہ ہے، اور استرابو میں یہی کہتا ہے کہ وہ
سرپرہ قبیلہ قیلے کا رہا ہے تھا جو کر کے نام ہے شہر تھا ان کے اور کہیں کے دیوار آباد تھا
ساراوان گزیر میں ص ۶ پر لکھا گیا ہے کہ سرپرہ ہمسات شاہوں
پر مشتمل قبیلہ ہے۔ جیسے شمباد زئی۔ سومر زئی۔ آدم زئی۔ لونگ زئی
جبار زئی۔ مورائی اور دین زئی۔ لوگ کوڑا۔ پشین۔ چامی۔ گردگاب
پڑنگ آیلو۔ مستونگ۔ حکمت۔ شوراوک۔ ریگ اور بعض شاخیں سیستان
میں آباد ہیں۔ آگے لکھتا ہے کہ ان میں کچھ بلوچ اور کچھ افغان ہیں۔ شمباد زئی
قبیلہ شمباد ولد دیوادرند کی اولاد ہے۔ اور ان کا تیرواں دادا یہاں آیا
تھا۔ سومر زئی اور جبار زئی کے بامے میں لکھتا ہے کہ یہ یاسین زئی
افغانوں کی شاخیں ہیں۔ جو کافی عرصہ قبل ثوب کے راستے ان علاقوں کو
آئی تھیں۔

مورائی :- دراصل جہلاوان کے لوتانی (Lutani) زہری قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو سات پشت پیشتراپنے سربراہ شادخان
کی قیادت میں آئے تھے۔ رو دین زئی گیا رھوی پشت قبل علم نام شخص کی
سربراہی میں ددڑ کا کو قبیلے سے الگ ہو گئے تھے۔ آدم زئی اور لونگ
زئی بلوچ ہیں۔ لیکن یہ اس وقت پشین اور شوراوک کے افغانوں کے ساتھ
شامل ہو گئے ہیں۔

بہسہ حال گذشتہ ادراک میں ہم نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ بلوچوں اور براہویوں میں کافی زمانہ سے مسلسل افغان شامل ہوئے ہیں۔ بلوچوں میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے بلوچی زبان اور بلوچی روایات جو افغانوں کی روایات سے مشابہہ ہیں اپنائے ہیں۔ اور جو براہویوں میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان کی زبان اپنائی ہے۔

اوستا کے ان بیانات اور یقین کی توضیحات یا نظریات سے یہاں پر جو تضاد یا تناقض پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اوستا نے دو دریاؤں کو (دی نیا) اور (فراز داناوا) کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور یقین کا ہے کہ (دی تیرہوی دریا ہے جو آمو (اکسوس) کے نام سے یاد ہوتا ہے اور فراز داناوا) ہلند کا وہ دریا ہے جو گت (موجودہ لشکر گاہ) کے قریب سے گذرتا ہے۔ اور گت سب کی جنگیں سیستان کے علاقوں میں جڑی ہوں گی۔ دوسری بات یہ کہ آمو دریا کے اس پار علاقہ کو بھی توران کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور غلات و جبالادان کے علاقہ کو بھی توران کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان مستفاد بیانات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ جنگیں آریہ کے درمیان، پس میں ہوئی ہیں۔ اور ان کے درمیان اختلافات اس وقت اور بڑھ گئے جب ریشی دین قبول کر لے کے بعد گت سب سے شمال اور جنوبی آریہان میں پھیلانے کے لئے ان کو ششیں شروع کر دیں۔ کیونکہ ان کے دعووں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگیں مذہبی نوعیت کی تھیں زرتشتی دین کے مخالفین یا منکرین کو شریک۔ شیطان۔ بے دین۔ شیطان پرست چور اہل لہ کہہ گئے ہیں۔ جو کہ مذہبی اصلاحات ہیں اور آخر کار ان ہی کو لہ

کے اہل بلخ کے محاصرے کے دوران زرتشت ستتر سال کی عمر میں مارا گیا اس لئے کہ تورانی آریہانوں کے سخت دشمن اور زرتشت کے دین کے سخت مخالف تھے لہ

یہ غالباً بلخ پر تورانیوں کی ایک آڑھی یا طوفان تھا جو صرف زرتشتی کو فنا کر لے کے لے آیا تھا اور جلد ہی گذر گیا۔ اور اس کے بعد گت سب کا بیٹا ہندت (SPAND - DATI) یعنی اسفندیار بلخ میں تخت نشین ہوا۔ جو رستم کے ساتھ جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد خناسیویں یا کجی دیگر خناسی سائرس کے عروج تک کا دور تائیگا میں ہے۔ یعنی کم سے کم دھماکی سو سال کے واقعات کا مسموع طور پر پتہ نہیں چل سکتا۔ غالباً اسی بنا پر ناز کے پونلا اور ارتباط کے لئے کہا گیا ہے۔ کہ اوستا اور وید اور زرتشت و خناسی گوردش (سائرس) کا زمانہ ایک تھا۔ یعنی سلسلہ قائم میں اور گت سب سلسلہ قائم متین کرتا ہے۔ اور اساس اسس کو نقش رستم کا وہ کتبہ متعارف یا جانا ہے۔ جس پر سائرس کے متعلق لکھا گیا ہے، "پسہ وشتارپ، خناسی۔ یاری

لے مشرق کی نالودہ شدہ تہذیب۔ پنجاب ریمیں بلک سوسائلی

لاہور صفحہ ۵۱

ملک یہاں یہ وضاحت کر دی کہ قدیم ایران کے بائیں میں اب تک جتنی تاریخیں مل چکی ہیں ان میں شمالی مغربی اور جنوبی افغانان کی تاریخ شامل ہے جبکہ مورخین نے پیشدادیوں کی نیوں اور اسپ اور ان کے بعد سے دوسروں کو آریہانوں کے نام سے پکارتا ہے۔ (مولف)

آریائی؟ حالانکہ اوستا اس بڑے بادشاہ کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی
 ہنانشیوں کو جانتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں آریئن لوگ
 اپنا تاریخ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اور اپنے ابا و اجداد کے بارے
 بہت سے قصے اور افسانے بنائے تھے۔ جیسے کہ فردوسی کے شاہنامہ سے
 واضح ہوتا ہے۔ یہ قدیم بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے نام بہت استعمال
 کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ہنانشی سائرس (گوروش) کے والد کا نام بھی
 دیشناسپ تھا۔ یعنی دیشناسپ کے نام پر رکھا گیا تھا۔ جو کہ زندگی
 کے وقت میں سنہ ق م میں بلخ میں بادشاہ تھا۔ اور گشتاسپ کے نام
 سے بھی پکارا گیا ہے۔ اسی طرح ہنانشیوں کے دوت ساسانیوں کے
 وقت میں بھی قدیم نام استعمال ہوتے تھے۔ جب کہ اسی بنار پر بعض مدقین
 نے سائرس کے والد دیشناسپ پر قدیم طبعی دیشناسپ کا گمان کیا۔ حالانکہ
 یہ بات ہنانشیوں کی طرح غلط ہے۔ کہ ہنانشی سائرس کا باپ دیشناسپ
 بادشاہ نہیں تھا۔ اور اوستا قدیم دیشناسپ کو بادشاہ کے نام سے یاد کرتا
 ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کر دیں۔ کہ اوستا اپنے معاصر بادشاہ دیشناسپ
 (گشتاسپ) تک کے واقعات بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد خاموشی اختیار کرنا
 ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ دیشناسپ کے بیٹے اسفندیار کی بادشاہت کے بارے
 میں بھی اوستا واضح طور پر کچھ نہیں کہتا۔ البتہ جرین محقق دوتنکر کہتا ہے کہ
 دیشناسپ کے انیس بیٹے تھے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ دیشناسپ خاندان کی بادشاہت کے بعد بھی یہ سلسلہ
 جاری رہا ہے۔ مگر دوتنکر کا دائرہ شاید تنگ تھا۔ اوستا میں طوائف الملوک کی

اس میں۔ غالباً اسی زمانہ میں نیوس اشوری جو ایک مقتدر بادشاہ تھا۔ اور جلد
 اوستا سے نینوا کا شہر لے آیا۔ بلخ پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن یہ طوفان بھی بہت
 جلد گزر گیا۔ اس کے بعد سائرس کے اُبھرنے تک طوائف الملوک کا دور ہے۔
 یا تو پھر مقامی نوعیت کی حکومتیں عیسائی۔ فارسی۔ بکتریا۔ گندھارا
 آریا۔ آراکوزیا۔ پاکتیا۔ جد روزیا۔ ایک دوسرے کے اثر کے تحت نہیں تھے
 بلکہ دنیا کی نظامینڈولیزم کے تحت زندگی بسر کرتے تھے۔ اور حریفانہ کا اپنا
 پس یا مصریہ ہوتا تھا۔

گذشتہ صفحہ باتیں با ترتیب یا بلا ترتیب تاریخی معلومات اور شواہد کی
 روشنی میں ہوئیں ان سے ہم نے پشتونوں کی نژاد اور قبائل کی پہچان کے بارے
 میں مزید جو ذیل بڑے بڑے نتائج حاصل کر لیے۔

اول :- ۱۔ دیشناسپ کے لگ بھگ جو آریائی قبائل شمالی علاقوں
 میں سلسل مغرب، جنوب اور مشرق کی جانب چلے گئے تھے وہ سستین قوم کے
 نام سے یاد ہوتے تھے۔ اوستا میں ان کو چک اور بن النہرین میں ان کے پہلے نمائندے
 صبق اور حوری تھے۔ جو بعد میں حیاتک اور سوری کے نام سے یاد ہونے لگے اور
 اوستا میں اور سوریوں کے بعض قبیلے جو شمالی شام اور بحیرہ مدیترہ تک پہنچے
 اور پھر جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا کہ لودیوں۔ وہیں اور دوتانیوں کے نام سے
 حکومتیں قائم کیں۔ اور ایک شاخ نے آکا دیوں کے نام سے بن النہرین میں
 حکومت قائم کی جو بعد میں لیڈیا سے آلا باز تک پھیل گئی۔ ہیتیوں (ہیتا)
 با دوتانی یا ابدالی کے متعلق مورخین اور مدققین نے لکھا ہے کہ

مصر کی یادگاروں میں سے ہیتیوں کی شان اور
 عظمت کے متعلق جو باتیں معلوم ہوئی ہیں اور تونی فرس

آریائی : حلا تک اوستا اس بڑے بادشاہ کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی
 ہمنیشیوں کو جانتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں آریہ لوگ
 اپنی تاریخ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اور اپنے ابا و اجداد کے بارے
 بہت سے قہقہے اور افسانے بنائے تھے۔ جیسے کہ فردوسی کے شہنشاہ سے
 واضح ہوتا ہے۔ یہ قدیم بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے نام بہت استعمال
 کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ہمنیشی سائرس (گوروش) کے والد کا نام بھی
 دیشناسپ تھا۔ یعنی دیشناسپ کے نام پر رکھا گیا تھا۔ جو کہ زرتشت
 کے وقت میں متسلطہ قام میں بلخ میں بادشاہ تھا۔ اور گشتاسپ کے نام
 سے بھی پکارا گیا ہے۔ اسی طرح ہمنیشیوں کے وقت ساسانیوں کے
 وقت میں بھی قدیم نام استعمال ہوتے تھے۔ جب کہ اسی بنا پر بعض مدققین
 نے سائرس کے والد دیشناسپ پر قدیم بلخی دیشناسپ کا لگان کیا۔ حالانکہ
 یہ بات یزدانی کی طرح غلط ہے۔ کہ ہمنیشی سائرس کا باپ دیشناسپ
 بادشاہ نہیں تھا۔ اور اوستا قدیم دیشناسپ کو بادشاہ کے نام سے یاد کرتا
 ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کر دیں۔ کہ اوستا اپنے معاصر بادشاہ دیشناسپ
 (گشتاسپ) تک کے واقعات بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد خاموشی اختیار کرتا
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیشناسپ کے بیٹے اسفندیار کی بادشاہت کے بارے
 میں بھی اوستا واضح طور پر کچھ نہیں کہتا۔ البتہ ہرمن حقوق ڈونکر کہتا ہے کہ
 دیشناسپ کے انیس بیٹے تھے :

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سپہ سالار کی بادشاہت کے بعد بھی یہ سلسلہ
 جاری رہا ہے۔ مگر تکرار کا دائرہ شاید تنگ تھا۔ لہذا یہاں میں طوائف الملوک کے

کی صفحہ۔ غالباً اسی زمانہ میں ہمنیشیوں کی جو ایک مقتدر بادشاہ تھا۔ اور بعد
 کے کنارے نینوا کا شہر لہیا۔ بلخ پر حملہ آور ہو تھا۔ لیکن یہ طوائف بھی بہت
 جلد گزر گیا۔ اس کے بعد سائرس کے اُبھرنے تک طوائف الملوک کا دور ہے۔
 یا تو پھر مقامی نوعیت کی حکومتیں تھیں میدیا۔ فارس۔ بکتریا۔ گندھارا
 اریا۔ آراکوزیا۔ پاکتیا۔ جد روزیا ایک دوسرے کے اثر کے تحت نہیں تھے
 بلکہ قبائلی نظام فیوڈلزم کے تحت زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ہر قبیلے کا اپنا
 رئیس یا سربراہ ہوتا تھا۔

گذشتہ جہتہ باتیں با ترتیب یا بلا ترتیب تاریخی معلومات اور شواہد کی
 روشنی میں ہوئیں ان سے ہم نے پشتونوں کی نژاد اور قبائل کی پہچان کے بارے
 میں مذکور ذیل بڑے بڑے نتائج حاصل کر لیے۔

اول : - ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔

کے کتبات سے جو معلومات حاصل ہوئے ہیں جو
دجلہ اور فرات کی دالیوں میں دریافت ہوئیں

حیتی حاصل آکا دقوم کے ہمایہ اور عزیز تھے

ابن کتبات سے معلوم ہوا ہے کہ حیتی چھ لے لیں
پہنتے تھے۔ ان کے ہوتوں کی چھ پیرچھ ہوتی
تھی۔ جیسے کہ سلم شامی ہوتا۔ اس قسم کے دستے
پہنتے تھے۔ جس میں انگلیاں نہیں ہوتی تھیں بلکہ
ایک تھیلہ کی مانند ہوتے تھے۔ یہ دوسری بھی نہیں لکھے
تھے۔ ان باتوں سے میں معلوم ہوتا ہے کہ حیتی
سردار و برہنہائی ملا تو ان کے رہنے والے تھے۔

حیتیوں نے تہذیب اور شائستگی میں بہت
ترقی کی تھی۔ اسد اس بات کا واضح ثبوت موجود
ہے کہ یورپ کی موجودہ تہذیب کی بنیادیں حیتی
تہذیب کا بڑا دخل رہا ہے۔ حیتوں کی تہذیب
یا تو بلخ اور یا کسی دوسرے مشرقی ملک کی ہوگی
حیتوں کی ابتدائی تاریخ میں سب اہم واقعہ
اور دوس کی جنگ ہے۔ جو مصر کے بادشاہ

دوئم راسس سے ۱۲۸۲ ق م میں لڑی گئی۔ اور
جس میں حیتیوں نے شکست کھائی اس واقعہ کا
ذکر ملک الشعراء بنقلہ نے نظم کی صورت میں کیا
ہے۔ جو کہ کتبات کی شکل میں تھیں کے بڑے مندر
میں نصب ہے۔ یہ نظم ہومر کی نظم سے
بہت قدیم ہے۔ اس نظم کے ترجمہ یورپ
کی زبانوں میں ہوئے ہیں۔ انگریزی زبان
کے ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ راسس
دوئم نے جو مصر کا دوسرا تاج بادشاہ تھا۔
حیتیوں پر لشکر کشی کی تھی ہر چند کہ حیتیوں کی
تعداد زیادہ تھی۔ لیکن ان کو شکست ہوئی
اور راسس واپس تھیں آیا۔

حیتوں کے لشکر میں ان کے معاون سپاہی
بھی شامل تھے۔ اور جیسے کہ اس رزمیہ نظم
سے واضح ہوتا ہے۔

ان کے لشکر میں بحرا یحییٰ اور فرات کے
کنائے رہنے والے شام اور عرب کے
لوگ بھی اور ایشیائے کوچک کے کوتھانی
لوگ بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کی تعداد
نہیں لگایا گیا ہے۔ اور جس وقت مصر کے بادشاہ
نے محوس کر لیا کہ مقابل فوج بہت زبردست

اور طاقتور ہے لہذا فوراً اُن سے صلح کر کے ایک
عہدہ کر لیا وہ شہزادہ س کے دارالخلافہ پر قبضہ
نہ کر سکا۔ صلح کے بعد راجس ہیتوں کے بادشاہ
کو ہمسرا اور مد مقابل کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس
صلح نامہ میں دونوں بادشاہوں کی طرف سے یہ
اقرار کیا گیا کہ دونوں ایک دوسرے کو درست
اور مددگار سمجھیں گے اور بد وقت ضرورت ایک
دوسرے کی حمایت اور مدد کیا کریں گے۔ اسی طرح
اقرار نامہ پر برابر عمل کرتے رہیں گے۔ اس صلح نامہ
پر بہت سے ارباب بالا قراں کے نام بطور گواہ

درج ہیں

مذکورہ نظم سے واضح طور پر عیاں ہے کہ حقیقی مغربی ایشیہ کے فرمانروائے
انہوں نے راجس بادشاہ کو متقابل احترام اور صلح پر مجبور کر لیا۔
اس صلح کے بعد راجس نے ہیتوں کے بادشاہ کی بیٹی سے جو بہت
خوبصورت تھی شادی کر لی اور اس طرح دونوں میں حقیقی اتحاد قائم ہوا جو کافی
عرصہ تک جاری رہا ہے

اس بیانی سے واضح طور پر ظاہر ہوا کہ ایک تو اصل حقیقی سرور
اور بہت فانی علاقوں یعنی پنجاب و خراسان کے لوگ تھے۔ دوسرا یہ کہ وہ

لہ مشرق کی تابو شدہ تہذیب پنجاب و راجس یک سوسائٹی لاہور

صفحہ ۲۸ - ۲۹ - ۳۰

آکاد کے ہمسایہ اور عزیز تھے۔ سوئم یہ کہ مصر کے بادشاہ کے ساتھ جنگ
میں مجبوراً ایکجین اور فرات کے کنارے کے لوگ اس سے تعاون کرتے
تھے۔ جو یقیناً سوری اور لودی تھے۔ اور یہ تمام ایک دوسرے کے
رشتہ دار تھے۔

مندرجہ ذیل کتاب کا جو حال ہم نے دیا ہے۔ کہ صفحہ ۹ - ۱۰ پر لکھا
ہو ہے کہ

قبائل کو قدیم زمانہ میں خلدیہ بھی کہا جاتا تھا۔
بعد کے زمانہ میں پھر لونیائیوں نے اس پر سپتاناہ
(دعابہ) کا نام رکھا اور اس میں سب سے پہلے
جو مذہب قوم ابلوئی نہ آکاد قوم تھی اور آکاد کے
معنی پس پڑی لوگ و مسکن کو ہستانی ہیں
یہ قوم اُس کو ہستان سے جو سپتانہ کے مشرق
اور شمال مشرق میں واقع ہے آئی تھی وہ نہ تو
آسدریوں اور نہ ہی دوسری سامی النسل قوم سے
ملتی تھی ان کے چہروں کی اکبری ہڈیاں کاٹے
شکبے بال - خدو خال - علم و فنون - مذہب
اور کتبوں وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تورانی
نسل سے تھے۔ لہذا ان کو تاتاریا منگول اور
یا زرد قوموں کی شاخ سمجھنا چاہیے

آیا اب بھی اس بات میں کوئی شک و شبہ ہے۔ کہ آکادی بھی دیو لوگ
تھے جن کے بعض قبائل آج بھی اسی شکل خلد خال - لباس اور بالوں کے

ساتھ لاکڑ کے نام سے شمالی بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا کہ یہ اور سومری (مری) بابل میں کچا ہوتے تھے اب یہ بات کہ تورانیوں اور ان کے مابین کیا تعلقی ہے یا تھا۔ اس بارے میں 'میر لطف اللہ' کا بیان قابلِ توجہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ :-

"آریا ایک ایسی قوم تھی جو دشت کی فضا سے نکل مشرق اور چڑھتے سورج کی طرف پھیل گئی۔ یہ لوگ قد آور تھے۔ ان کی آنکھیں نیلی بال مہولے اور سر پلے تھے۔ کھیتی باڑی کرتے تھے جنگ کے دوران سیدھی لمبی تلوار استعمال کرتے تھے لنگا یہ سیٹی قوم کے عزیز تھے۔ ان کی ایک شاخ گوبی تک پہنچی۔ چینیوں نے ان پر یو سے چی کا نام رکھا۔ آیا یہ آریائی ایرانی تھے؟ ان آریوں کے بارے میں اہل نگر کے درمیان شدید اختلاف ہے بعض ان کو مہندو یورپی اور بعض سفید نسل کہتے ہیں۔"

اس بیان سے یہ بات اور بھی واضح ہو گئی کہ جن لوگوں کو آریوں کے نام سے بکارا جاتا تھا۔ وہ سیٹی قوم کے عزیز تھے۔ اور سیٹی اگر قمر کرشن کے سین کے بیان کے مطابق وہ لوگ تھے جو بڑی بڑی چوٹیاں رکھتے تھے اور ان کی دو شاخ جس کو ساکائی (ساگائی اور ساگابھی کہتے ہیں) یعنی

۱۔ تانہ رپوں کی پٹنساں تالیف میر لطف اللہ صفحہ ۲۸

۲۔ ایران بعد ساسانیان تالیف آرتھر کرشن سین فرانسیسی ترجمہ محمد اقبال صفحہ ۲۲ - ۵۵ -

ہندو سیکھین کے نام سے بھی دیکر سہ گئے ہیں۔ مشرقی ایرانی زبان بولتے تھے جس کی آج پشتو زبان نمائندگی کرتی ہے۔ لے

۱۹۔ قلم میں ہیبتی رہیات۔ اذتالی۔ ادوالی) نزلت کے کنارے حکمران تھے۔ ان کے دارالسلطنت کا نام کارغیش تھا۔ اور ان کا پادشاہ سوریل سبخر (SANGARI) تھا۔ جس نے حمورابی کے جانشینوں کو شکست دینے کے بعد بابل پر اپنا جھنڈا لہرایا۔ اور شمال شام کے زیادہ تر علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس طرح ہیبتوں کی ایک بڑی سلطنت قائم کر لی حلب اس وقت حموریوں (سوریوں) کے تصرف میں تھا۔ جس کو بعد میں ہیبتوں نے جوان کے عزیز تھے۔ ہیبتی سلطنت میں شامل کر لیا ہند میں جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا۔ جب ۱۳۸۰ قلم میں ہیبتوں اور مصریوں کے درمیان اچھے دوستانہ روابط قائم تھے۔ ہیبتوں نے شام کے باقی ماندہ علاقے جو میتانیوں کے تصرف میں تھے۔ قبضہ کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لئے۔ لے

یعنی اس وقت تک عراق اور شام میں ان کا زبردست اثر و نفوذ قائم تھا۔ اور ان کے تمام بادشاہ اپنے نام کے ساتھ 'سبخر' (جوان کے بچے اور قوم کا نام تھا) استعمال کرتے تھے۔ ہیبتی سلطنت بعد ایک طرف سے آشوریوں اور دوسری جانب مصریوں کا سخت دباؤ پر

۱۔ ملاحظہ فرمائیے LA CIVILISATION DES HITTITES ET DES HURRITES DUMI- TTANNI, PARIS. 1948.

رہا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ اتنے کمزور ہو گئے کہ آخر کار ۸۶۰-۸۸۲ء میں آشور نازیر پال دوم نے ہیتیوں کے بادشاہ سجز کو جن کی حکومت کا دائرہ کار شمیش (دار الفلاد) تک محدود ہو گیا تھا۔ باج دینے پر مجبور کر دیا۔ یاد رکھیے کہ ہیتیوں کے بادشاہوں کے ناموں کے ساتھ لفظ سجز کافی عرصے تک استعمال ہوتا رہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبیلے کا نام تھا۔ اور سجز وہ قبیلہ ہے جو اب بھی بڑی تعداد میں موجود ہے اور سنسر ٹیل کا کر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور تمام کاکرد کی سربراہی کرتا ہے۔ اور ایک شاخ نرشی کے بچوں میں سجزانی کے نام سے بھی موجود ہے۔

الغرض ہیتی۔ ہاتی۔ هاتی۔ هاتی۔ هیتی۔ هیتی۔ اودالی۔ ابدالی اصلاً ایک قوم کا نام ہے۔ جو بعد میں سیتی۔ سیتن۔ اسکائی۔ ساکا۔ آکا دادرہن کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور ان کے مشہور قبائل ہوری۔ (سوری) ٹیوٹانی (دوتانی) بی تی تی (بیٹی) اشکوری (اچیکزی) داہی (دادی) پرتی (پنڈری) کورے (کورے زئی) آدان (اعوان) ہمازی (امازی یہ قبیلہ ہونک میں ہے) اپارتی (انزیدی) اددک (ادک زئی) برلیسا (برطیج) کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ اور یہ لوگ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا ایک دوسرے کے عزیز تھے۔ اور جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔ یہ جو زبان بولتے تھے اس کی نمائندگی موجودہ پشتو زبان کرتی ہے۔ یہی لوگ جدید ہندوستان میں پھیلے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی گھڑیاں باندھتے تھے۔ کشتادہ نہیں پہنتے تھے۔ عورتوں کے پردہ کے سختی سے پابند تھے۔ جو بڑے قد اور

تھے جن کی عبوری آنکھیں اور بال ایک دوسرے سے ملنے جلتے تھے، لمبی ناک سفید چہرہ اور کتہ پینٹ لی رکھتے تھے۔ جنگ میں تلوار، نیزہ اور تیرسہ استعمال کرتے تھے۔

دوئم۔ وہ لوگ جو قوریوں کے نام سے یاد کئے جاتے تھے وہ بھی اصلاً ہیتی تھے۔ جو ہندوکش کے شمال اور جنوب میں دیکھے جاتے تھے، اور بعد میں سفید ص۔ تورانی اور تاناری کے نام سے یاد ہوئے۔ اور آج ان کی نمائندگی سفید ال۔ پیلا اور نور (مکھڑا) تریہ درتور۔ سپین۔ سورن سر کرتے ہیں۔ جن کو لائی مورخین نے ڈائٹ۔ بنیک اور یلو (Whites - Yellow) کے نام سے یاد کیا ہے۔ بعض ان کو ہندو رچین اور بعض تاتاری کہتے ہیں۔ اور بعض سفید ص پکارتے ہیں اور بعض یو سیہ رچی کے نام سے اور حالت یہ کہ مذکورہ منگولوں کی زبان جتنے تھے۔ نرزیوں کی اور زساہوں کی زبان بلکہ ہندوستان کی زبان بولتے تھے۔ اور آج اس علیحدہ زبان کی نمائندگی پشتو کرتی ہے۔

سوم۔ وہ لوگ جو بلخ کے آسپہ بادشاہوں کے ساتھ شمال اور جنوب ملتے تھے بھی جہاں آج بھی ہیں۔ جن کو تورانی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور ان کی سب سے بڑی وجہ اور علت مذہبی اختلاف تھا۔ یعنی یہ کہ وہ شتی دین کے مخالف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ گشتا سپ اور ان کے مدین ہونی پیدا ہوئی۔ اور اس کے بعد جب ہنی منشی بادشاہ سائرس (گردش) رشتی دین تسلیم کر لیا۔ اور اس کے پھیلائے کی کوشش شروع کر دی تو ان کے ساتھ بھی یہ دست و گریبان ہوئے۔ اور نتیجہ میں سائرس ان کے ہاتھوں کشتیا میں مارا گیا۔ جیسے کہ افغان محقق احمد گل کہتا ہے

کہا ہے۔ کہ دیشناپہ کی جنگوں کا ایک رُخ ماؤراہنہر کی طرف تھا۔
جہاں توریا اور ہوتا، اقوام کے رئیسوں اور سربراہوں کے مقابل
جڑے ہیں لے

اس سے واضح طور پر عیاں ہوا کہ "توریا" اور "ہوتا" وہ سیتی
تھے جنہیں بدقیقین تورانی اور سفیدھن کے نام سے لکھا جاتا ہے اور ان کے
گروہ میں سے ایک سربراہ ارجت اسپہ ہے۔ جس کے نام سے ظاہر ہے
کہ اسپہ خاندان میں سے تھا۔ البتہ زرتشتی دین کا مخالف تھا درحکا
(دردگ) جیلے نے زرتشتی دین تسلیم کر لیا تھا۔ تو ان کے یہ عزیز ان پر غلبہ
ستم کرتے تھے۔ اور دیشناپہ نے دردگ کو ہیوما (ہن) سے
نجات دلانے کے لئے قربانی لے کر اناہیتا سے تعاون اور امداد طلب
کی۔

ہیرودوٹس (۴۸۰ ق م) کی افواج کے تذکرہ میں کہا ہے۔
کہ اسکاٹائی شلوار پہنے ہوئے تھے، لمبی نوکدار ٹوپی پہنتے تھے۔ اور اپنے
ملک کے تیرا در کھانڈی ان کا اسلحہ تھا۔ یہ لوگ (AMURGIANE)
تورانی تھے لیکن ساکاٹائی کے نام سے لپکارے جاتے تھے۔ ایرانی تمام تورانیوں
کو بھی نام سے لپکارتے ہیں۔

سراولف کیرواچی کتاب "دی پٹھان" میں اس بارے میں لکھتا ہے کہ
ہیرودوٹس کے اس بیان کی تصدیق دونوں اٹاخشس حکمرانوں دارا کبیر۔

۱۔ افغانستان کی قدیم تاریخ جلد اول صفحہ ۴۷
۲۔ "دی پٹھان" اردو تالیف سراولف کیرواچی صفحہ ۹۶۔

کے کتبات سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں کہ امرجین کا لقب ایک مرتبہ سے زیادہ
آیا ہے۔ غالباً اس سے مراد دوش کا ہے جو آمو دریا کے قریب رہتے تھے
اور اپنے عزیز پارسیوں کی طرح جو کہ اور مغرب میں رہتے تھے۔ تورانی ایرانی نسل سے
تھے۔ اور وہ زبان بولتے تھے جو پشتو کی اصل بھی جاتی ہے۔ اور یہ بات بھی تحقیق
وہی ہے۔ کہ یہ زبان مشرقی ایرانی گروپ میں شامل تھی۔

ہیرودوٹس اور کیرو کے بہانے سے جو یہ بات اجماع طرح وضع ہوئی کہ
تورانی اور سیتی جو (ساکا۔ اسکاٹائی اور ساکا) کے نام سے لپکارے جاتے ہیں۔
ایک تھے اور یہ پارسیوں کے عزیز تھے۔ پارسی باخترا کے مغرب میں بحر کسپین
اور ہندوستان تھے۔ باخترا کے مشرق میں سوندیان یعنی زرفشان۔ سمرقند
اور بکرا کے علاقے میں پارسیا باخترا اور سوندیان کے شمال میں سیتی رہتے تھے
جب کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کلاسیکی مؤرخین نے اپنی اپنی زبان اور لہجوں
کے مطابق ان پشتون قبائل کے نام لکھے ہیں۔ "اودال" سے "ہیتل"۔ "ہیتل"
ہیتلہ اور "ہیتل" بنایا ہے۔ اور پھر اسی طرح "س" اور "ہ" کے مبادلے سے "ہیتل" کو
سیتی بنتا ہے۔ پھر "اٹک" سے "اتک" اور "اچ" کو "اچ" سے "اشکور" بنایا ہے۔

اسی طرح عربین سے تورانی بنتا ہے۔ حالت یہ کہ مذکورہ تمام
بیانات سے یہ صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ ان ناموں کے تغیر و تبدل کی وجہ
سے وہ خود ان میں گم ہو گئے ہیں۔ بعض اسے ایرانی کہتے ہیں۔ اور بعض ان
ایرانیوں کے دشمن اور مخالفین قرار دیتے ہیں۔ اگر اصل نام جیسے کہ ابتداء
سے پشتون رہا ہے۔ لکھے جائیں تو پشتونوں کی اصل و نسل کی پہچان
بہت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ پشتون ہی نہیں کسی کیرو کہ یہ امر تسلیم شدہ اور

اور تحقیق رسیدہ ہے۔ کہ آکا دہی۔ ہیتی۔ ہوری۔ سیتی۔ تورانی ایک
 کے عزیز تھے کیے بعد دیگرے مختلف ادوار میں ادھر ادھر پھیل گئے۔
 اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے جب کہ ایچے کے تئیر اور زبان کے اختلاف
 اب دہرہ کی تاثیر سے ان کے ناموں میں تغیر آیا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں
 نے باہمی قرابت کا لحاظ ہر زمانہ میں قائم رکھا۔ اور ہر جنگ و جدل میں ایک
 دوسرے سے تعاون و مدد کرتے رہے۔ یہ بات کہ قلات اور جھلادان کا
 علاقہ بھی توران کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ تورانی
 واصل وہ لوگ ہیں جو پشتوؤں میں ترین کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔
 اور ماہلی (حال درانی) تمام کے تمام ان ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سنہ ۱۰۰۰
 میں یہ تمام علاقہ ان کی سلطنت میں شامل تھا۔ (جیسا کہ نقشہ سے واضح
 ہے۔)



اور اب میں (تذات جھلاوان) کے اکثر جنگجو قبائل ان کی نسل سے کہلاتے ہیں۔ مستند ذرک قبیلہ کے بارے میں جھلاوان گزٹیر (صفحہ ۷۴) پر تحریر ہے کہ یہ بڑے خیل ترین (زرد ترین) ہیں در افغانستان سے اگر زھری (Zahri) کی داوی میں آباد ہو گئے ہیں۔

زھری قبیلہ در اصل مختلف الناصری قبائل پر مشتمل ہے۔ اور داوی کے نام سے سب کو زھری کہا جاتا ہے۔ اور مدنی سربراہ یہیں پر اقامت پذیر ہے۔ جو کہ بدھ متی کشمیر میں جھلاوان ڈویژن کا بھی سربراہ ہے۔ زھری قبائل کی تعداد ۱۹۰۱ء میں ۶۱۷، ۶۷۷ تھی اور ان کا اہم قبیلہ ذرکزی ہے جس کی آبادی (۱۸۹۵) افراد پر مشتمل ہے۔ دوسرے قبیلے ندرانی (۸۲۵، ۱۳) جنگ (۱۲۲۱) سا سولی (۳۰۰، ۲۹) باجوئی (۲۰، ۲۹) اور تپائی (۲۲۸، ۱) اور دوسرے چوٹے چوٹے قبیلے (۸۵۵، ۸) افراد پر مشتمل ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ان قبائل ۱۹۰۱ء کی تعداد ۷۵ سال پہلے کی تعداد ہے اب ان کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ ذرکزی قبیلہ جو بڑے خیل ترین افغان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ افغانستان سے اگر زھری کے علاقے پر مسلط ہو گیا تھا۔ اور پھر مقامی روایات اپنا کر ان میں گھل مل گیا۔ جھلاوان دو خون یا گد جو زھری اور مینگل میں منقسم ہے۔ جو ایک دوسرے کے حریف اور مستعد کے قبائل ہیں۔ اور ان کے درمیان کی لڑائیوں سے چغندش جیلی آج بھی کہتا جاتا ہے کہ دراصل جھلاوان کی قیادت شاہ زئی مینگل کی شاخ ہے کے ہاتھوں میں تھی۔ بعد میں ایک جنگ کے دوران یہ زھری ذرکزی قبیلے کے ہاتھوں میں چلی گئی کہ زھری مینگل قبیلے کے ساتھ مل کر کی بات تھی یہاں ۱۸۹۵ء میں جب یہ سب سب اور خاں اکت قدرت میر خد داوان کے درمیان

تفادہ ہوا تو سردار لود الدین شاہی زئی مینگل نے اس کو حاصل کرنے کے لئے اقدام کیا ہر چند کہ سفر خان کوتیائی اور دیگر شخصیات موت کی گھاٹ اتر گئے لیکن قیادت کا علم حاصل نہ کر سکے۔ بہر حال مقصد یہ ہے۔ کہ ذرکزی اور مینگل دونوں بلوچستان کے جنگجو قبیلے ہیں۔ اور جیسے کہ مذکورہ بیانات سے واضح ہوا کہ یہ دونوں قبیلے ذہ ترین قبیلے ہیں۔ جو تورانی کے نام سے پکارے گئے ہیں اور جو قلات اور جھلاوان میں یہاں نہیں بلکہ تمام بلوچستان میں خصوصاً خاں بلوچستان ٹروپ۔ لورائی اور پشین میں کافی زمانہ سے سکونت رکھتے ہیں۔ پاکستان کا ایک صدر فیض مارشل محمد ایوب خان پشین کے ترخیل میں سے تھا۔ ان کے دادا کا معرہ پشین بازار اور سندھ مارشل خان کے درمیان پشین سے بند کی طرف جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پہاڑیوں کے دامن میں اب بھی مٹی کی ایک گنبد کی شکل میں موجود ہے۔

مینگل: بلوچستان میں مینگل کے نام سے تین قبیلے ہیں جو براہوی میں شمار ہوتے ہیں۔ اور براہوی زبان بولتے ہیں۔ جھلاوان کا مینگل۔ بولان کا مینگل اور نوشکی کے ڈگر مینگل۔ ٹیٹ۔ اپنی سرحد نشانی۔

(MEMOIR OF THE COUNTRY AND FAMILY OF THE AHMADZAI KHANS OF KALAT)
میں لکھا ہے کہ مینگل کے بارے میں خاص ہے کہ یہ بہت قدیم زمانہ میں سر قند کے اس پاس رہتے تھے۔ اور اس وقت جب قدیم مدارس کی شہنشاہیت خسرین سندھ تک پھیل رہی تھی۔ اور بلوچستان میں بڑی اکثریت کے ساتھ بات (JAT) رہے

لکھ یاد رہے کہ سندھی زبان میں کالی کے معنی دت یا زبان ہے۔

تھے۔ تو نگالی، کائنات اسم کے ساتھ جن کے معنی میں لاحقہ کے طور پر ملا دیا جاتا تھا اس لئے جنت اور گال کے اشتقاق سے جنت گال بنا، مطلب یہ کہ جنت گال سے جہ گال جو مشہور بلوچ قبیلہ ہے۔ بنا، اس مدت میں (MIN) کے ساتھ گال کے لاحقہ سے سیکل بنا اور میں (MIN) دراصل یقین (SEYTHIAN) ہے۔ اور یہ تورانی قبیلہ ہے۔ اور یہیوں کے کتبہ میں درج ہے۔ یہ قبیلہ قبیلوں کے ساتھ ایک جنگ یاد کیا ہے۔ مسلمان بلالوان کے سیکل کا کہنا ہے کہ یہ سید جہ گال ہیں۔ مطلب یہ سید گال ایک لاحقہ تھا جو جنت باج سے بنی منسلک تھا اس لئے انہوں نے اس سے تعبیر سیکل کہ سیکل اور جہ گال ایک ہیں۔ پڑا آگے چلی کر لکھتا ہے کہ

یہ سیکل جنت کی شرقی سرحد تھی۔ مدت میں یہ قبیلہ (سیکل) اپنی بساہت اور ذرا کہ زنی کے لئے مشہور تھا۔ اور راجہ ناس میں اور بھی آگے مشرق کی جانب میں قبیلہ کا اسی نام کی شہرت حاصل تھی۔

بہر حال جہ گالوں نے سیکل قبیلہ کی سربراہی یا داری شاری زلی قید کے پاس ہے۔ اور ان میں ایک شاہی زلی (Z. K. SH. 1) اور پلو ان زلی کا دعویٰ ہے کہ ہم ایرانی منسل سے ہیں۔ محمد زانی اور بارت زنی کا کہنا ہے کہ اہم ترین افغان نژاد ہیں۔

۸۲-۸۳

یہ پورے کہ سندھ زبان ہی بات کو گال کہتے ہیں۔

سیکل کے منحنی منحنی حال جس لائن کو پشور میں دیکھو (مرفعت)

ٹپٹ کے بیان اور سیکل کے مقبولوں کے دعویٰ سے یہ بات اور واضح ہوئی کہ تریخ اور تورانی دراصل ایک ہیں۔ اور قلات اور جہ لالوان کے علاقے کو جہ گال کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بہت قدیم زمانہ میں آئے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا افغانستان کے پختیا کے سیکل اور بلوچستان کے سیکل ایک ہیں؟ یا علیحدہ علیحدہ قبیلہ ہیں؟ اور گال کا لفظ کس زبان کا لفظ ہے؟ اس سوال کا جواب ہماری حالت میں یہ ہے۔

کہ یہ لفظ فارسی اور پشتو کا مشترک لفظ ہے۔ اور گال یا نگل سے لفظ لکھا ہے۔ کیونکہ ٹپٹ کے کہنے کے مطابق جمع کا صیغہ ہے۔ اور بطور لاحقہ میں سے ملا دیا گیا ہے۔ اور وہ حرف ہو اسے۔ پشتو اور فارسی میں اب بھی یہ لفظ جمع کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً گالہ گالہ سردی راغلو، اگر وہ کی شکل میں لوگ آئے ہیں

ایک دہر امورال پیدا ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ پشتونوں کے شجرہ نویسیوں نے افغانستان کے سیکل کو درگال نامی کے طبقہ میں لگنے کا اولاد میں شامل کیا ہے۔ یعنی لگے زلی کی ایک شاخ قرار دی ہے۔ بلکہ درگ کو بھی ان کے ساتھ شامل کیا ہے۔ اور زین کو شریون کی اولاد میں شامل کیا ہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دیں کہ شجرہ نویسیوں نے پشتونوں کو چار حصوں یا طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی سڑین بیت یا

یعنی غور غشت اور درگالان ہم نے یہ بات اس سے پیشتر واضح کر دی کہ یہ غور غشت اور درگالان سلاطنت نہیں رکھتے۔ بلکہ اگر ہم ان غور غشت اور درگالان کو یہ واضح طور پر معلوم ہو گا کہ اصلاً پشتون چار طبقوں یا حصوں پر مشتمل ہیں۔ بلکہ چھ

ہم اندہ بنو سام دو طبقوں پر مشتمل ہیں۔ جنہیں ہم پشتون اور افغان پشتون کہہ سکتے ہیں۔ یعنی یہ کہ زبان میں شریک تمام کو پشتون کہیں گے اور جو زبان غور غشت میں شریک

ہیں انہیں افغان پشتون کہیں گے یا بہ الفاظ دیگر انہیں اصل پشتون کہیں گے اور جو زبان غور غشت میں شریک

گندھارا کے پشتونوں میں خاص طور پر سوا، مردی، ونہرہ، کوٹا، گندھارا کے پشتونوں میں گزشتہ زمانہ میں ایسے عناصر شامل اور غلط ہوئے ہیں۔ جو کہ نژاداً پشتون نہیں تھے۔ یعنی وہ نژاداً سیتھین یا مہجی دیگر گھٹن نہیں تھے۔ بلکہ اس علاقہ کے قدیم لوگ تھے، جو اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد پشتونوں میں شامل ہو گئے ایسے لوگ آج بھی عادات و خصائل سے اچھی طرح پہچانے جاسکتے ہیں۔ آٹا کوڑیا میں بھی معمولی خندہ ہوا ہے اور وہ بھی آکرین قبائل کے لئے درمیان اس لئے طبعی اعتبار سے مرق و خلعت میں فرق نہیں آیا ہے۔ گندھارا کے اس علاقہ کے لوگوں کا جن کا ہم نے ذکر کیا اب بھی جس کسی سے مناسب سمجھ لیں شادی بیاہ یعنی رشتہ کر لیتے ہیں اور کئے ہیں۔ لیکن مغربی پشتونخواہ جسے ہم آٹا کوڑیا سے یاد کرتے ہیں کے لوگ اس معاملہ میں بہت سخت ہیں۔ البتہ شاور و تارا اگر کوئی اپنی بیٹی یا بہن کا غیسہ پشتون سے بیاہ کر لے تو وہ مستثنیٰ ہے مگر بیٹے یا بھائی کا کسی بھی غیر پشتون سے بیاہ نہیں کراتے۔ ان کا کہنا ہے کہ بیٹے کے دینے سے نسل کو نقصان نہیں پہنچتا البتہ بیٹے کو دوسرے لوگوں سے رشتہ کر لے کر نسل کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس بات کا خیال گندھارا کے پشتونوں میں چند ہی نہیں دکھا جاتا۔ ماسوائے قبائل کے۔

دوسری اور نسلی پشتون زبان کے پرے میں چھپ نہیں سکتے۔ چاہے اسے پشتون زبان آتی ہو یا نہ آتی ہو۔ اپنی خاصیت اور خاندان سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر چہ کے اگر وہ بلوچوں میں گھل مل گئے ہیں۔ پنجابیوں اور مہاراشٹریوں میں مگر آج بھی ایسے بہت ہیں۔ جو اپنی روایات کا تحفظ کرتے ہیں۔ اور اپنی نژاد پر فخر کرتے ہیں۔ بلکہ آج کل تو پنجاب میں ایسی کمپنیاں قائم ہوئی ہیں جو اپنے صوبہ و نسب کے متعلق تحقیق کرتے ہیں۔ کتابچے اور کتب خانے

کرتا ہیں۔ مثلاً آوان۔ جدون اور کے نئی وغیرہ۔

بہر حال ہم یہ ذکر کر رہے تھے۔ کہ تورانی سے مراد دراصل ترین ہے۔

کیونکہ دنیا میں یہ واحد قوم ہے۔ جو زرد۔ سفید۔ کالے اور سمورے میں تقسیم ہوئی اور یا دکی گئی ہے اور مورخین بقول "ہیرالڈ لیم" ان اور آکرین کے تعلق کے متعلق سخت اختلاف میں مبتلا ہیں۔ اور "ہیرالڈ لیم" بذات خود ان کو سیتی کے عزیز قرار دیتے ہیں۔ اور ہلکے ٹھوڑے لوہوں کا کہنا ہے کہ ترین شترطون کا بیٹا تھا۔ ہم نے اس سے قبل اس بات کی مفصل توضیح کی کہ شترطون دراصل "آکا" کا بادشاہ تھا اور "آکا" وہ لوگ تھے جو بے سلبہ بال بناتے تھے اور یہ یہاں (کوہستانی) جو پشتو میں غزگشتی سے غزگشتی اور غزگشتی بنا لوگ تھے۔ یہاں ایک بار اس کی وضاحت کر دیں کہ اس طرح کے بال کا کر جو ایک بڑا قبیلہ ہے رکھتے ہیں اور غزگشتی پشتون کہلاتے ہیں جو تورانی نسل کہلائے جاتے ہیں ہیٹ یا بیٹنی کے باسے میں اس سے پہلے عرض کیا گیا کہ یہ بہت قدیم زمانے میں ایشیائے کوچک کے مغرب میں بحیرہ اربعین کے قریب اپنے عزیزوں اور بیویوں اور خاندانوں کے درمیان رہتے تھے۔ اور اس بات کو شجرہ نویس بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بقول ان کے بیٹی ہیٹ دادا کی اولاد ہے اور غلی جن میں دو تانی اور ہندی اور ناصریہ بھی ترمیوں کی طرح قرار۔ سپن اور سور میں منقسم ہیں شامل اب بھی ہیٹ کی اولاد ہیں اور اس وقت جب سر جون (شترطون) فرات کے کنارے کی باغبان کے ساتھ تھا اور بادشاہت تک نہیں پہنچا تھا کہتا سنہ کہ میرے باپ کا بھائی پہاڑوں میں رہتا ہے۔ یعنی راجدوس کے پہاڑوں میں جس میں کہ اس وقت ۲۴۰۰ ق م یعنی کرسیمین (کھڑائی

تورانی قبائل کہتے تھے۔ نہ تو وہ سامیوں کی زبان جانتے تھے اور نہ ہی
منگوں کی اور جیسے کہ مدققین کا کہنا ہے کہ یہ ایشیائے کوچک میں آریہ
کے اولین نمائندے تھے اور لوہیوں کے بارے میں ہیردوٹس کہتا ہے کہ
لیسٹیا (لوہیا یا لودی) لیڈس کے نام سے سنا ہوا ہے اور لیڈس حاتیر
کا بیٹا تھا۔

اس سے واضح طور پر ظاہر ہوا کہ لودی یعنی (سینی) کی شاخ تھی یعنی عتیق
در اصل ہیتی تھا جن کو لیبی نے ہاتی بن لکھا ہے اور یہ شخص نام نہیں تھا
بلکہ قومی نام تھا۔ جب کہ پہلے عربی کہا گیا کہ سال ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۲ء
تک جرمن نقیض (HUGO WINCKLER) نے ہٹا کوکا
(افریقہ مشرق میں بیتا میں کے ناھلے پر) آثار قدیمہ کی تلاش کی تھی
دو اہل اس کی توثیق کی وجہ یہ تھی کہ کچھ عرصہ پیشتر اس جگہ فرانس کے
آثار قدیمہ کے ایک ماہر ای چنترے (E. CHANTRE) نے
زمین کی سطح پر مینی عسیر کے چند کتبے دیکھے تھے بہر حال جب اس نے
یہاں پر کام شروع کیا تو اس دوران اس نے ہیتیوں کی قدیم
دارالسلطنت کے کھنڈرات دریافت کر لینے کے ساتھ ان میں ہیتی
بادشاہوں کی مینی عسیر کے بہت سے سالم تیرہ ہزار کتبے دریافت
کئے۔ ان کتبات کی اچھی طرح جانچ پڑتال سے معلوم ہوا کہ ان میں
کم تعداد کے کتبے بابلی تحریر کے تھے ان کتبہ کے زیادہ تر مضموعات
ہیتی بادشاہوں کے دیگر مختلف بادشاہوں کے ساتھ معاہدات اور سیاسی

مکتوبات پر مشتمل تھے اور زیادہ تر مینی تحریریں مینی زبان میں تھیں۔ مگر ان
بد کوئی تاریخ دے رہے نہیں تھی کہ کس زمانے میں لکھی گئیں البتہ تواریخ
اشوری۔ بابلی اور مصری میں ایسے اشارات موجود ہیں جن سے کہ
زمانے کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

آشور اور بابل کے کتبات میں ایسے اشارات ہیں کہ متعلقہ قوم اور
متعلقہ قوم میں ہیتیوں کے بہادر قوم نے آشوریوں اور بابلیوں کے ساتھ
مسلحہ لڑائیاں کیں۔ مصریوں کے کتبات میں بھی ایک بہادر جیلانی قوم کی
حیثیت سے مصریوں کے ساتھ متعلقہ قوم تک زبردست جنگوں کا
ذکر آیا ہے۔

(جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر اسس کے ساتھ جنگوں کا کچھ حال بیان
کیا) اور ان کا دارالسلطنت کوہیتی یا ہاتی کے نام سے یاد کیا ہے۔
اس قوم کے بارے میں ایشیائے کوچک میں جو آثار پیدا ہوئے ہیں
ظاہراً آشور۔ بابل اور مصر کے آثار سے مختلف ہیں۔ کیونکہ ان پر انسانوں کی
ایسی تصاویر بنی ہیں جو نژادی خصوصیات کے اعتبار سے خاص نوعیت کے
حامل ہیں۔ ناک کی چوڑی کچھ ٹیڑھی (پیشانی) لمبی ہے۔ اس نمونے کے
لوگ آرمینیڈ (ARMENIDE) داعی اور اسی طرح حیتی کے
ناموں سے مشہور ہیں۔ یہ آثار حیرت انگیزی سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ جسے
فعلاً خطر حیتی۔ حیرت انگیزی ہی کہتے ہیں۔

حیتی مینی تحریر کے پڑھنے کے لئے یورپین دانشوروں نے بہت کوشش
کی مگر اعزاز پہلی جنگ عظیم میں چیکوسلواکیہ کے محقق مروزی کو نصیب ہوا
انتہائی ہندو یورپین السنہ کے دانشوروں نے سخت مخالفت کی لیکن دس

سال بعد دنیا کے تمام دانشوروں نے کانفرنس اورینی تقریر کے پڑھنے کا فارمولہ تسلیم کر لیا۔ اور آج اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہا۔ ان کے فارمولے اور عقیدے کے مطابق ہیتی زبان ایک ہندو یورپی زبان ہے اور KENTUM کے گردہ سے ہے۔ جو قدیم زمانہ میں اپنے گھرانے سے ملحدہ ہوئی تھی۔ اور انیس کو تک کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔ یہاں یہ بحث و سماعت کر دیں کہ بعض محققین ہیتی اور ہاتی یا ہاتی لی لکھتے ہیں۔ غالباً لہجوں اور زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ لیکن ہندو یورپی میں انہیں ملحدہ ملحدہ قسمیں متدار جیتے ہیں۔ لیکن یہ ایک خیالی ہے جو ان کے لہجوں میں زمانے کی رفتار کے ساتھ تضاد کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ برجیہاں اہمیت نہیں رکھتے پشتونوں کی ایک دوسرے سے قدیمی اور بھری ایک کا ملحدہ ملحدہ قوموں میں شمولیت کی وجہ سے پشتو میں بھی اسی طرح دیگر زبانوں کے کچھ نہ کچھ الفاظ داخل ہو گئے جیسے کہ پشتو کے الفاظ دیگر زبانوں میں داخل ہو گئے۔ اور وہ الفاظ آج بھی دونوں طرف دکھائی دیتے ہیں۔ اور زبانوں نے ان کو اپنا یا اور ان میں مستعمل ہیں۔ لیکن اسی یعنی کوئی اعتبار سے زبان میں چنداں تفریق نہیں آیا ہے۔ یعنی اب بھی KENTUM کے گردہ میں شامل ہے۔ اس لئے کہ پہلا حرف رسا کن، بولا جاتا ہے۔ اگرچہ ہیتی۔ ہاتی اور ہاتی لی لہجوں میں برجیہ تضاد تھا۔ مگر اس سے زبان ہندو یورپی اور KENTUM کے گردہ میں

۱۔ جن زبانوں کا پہلا حرف رسا کن ہو تو اسے KENTUM کہتے ہیں اور جن کا پہلا حرف سٹو کہ ہو ان کو SATE کہتے ہیں۔

شامل تھی۔

کیونکہ اپنی کتاب "دی بٹان" میں سفید ہن کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ وہ افغانیوں یا سفید ہن کے ابتدائی نقل و حرکت کے بارے میں جو کچھ مواد ملے ملا ہے۔ وہ تمام چینی زبان میں ہے اور اس وقت تک سفید ہن نے جنوب کی طرف پیش قدمی نہیں کی تھی اور ہندو کش سے پار نہیں ہوئے تھے۔ کلاسیکی یا عربی اور فارسی تصنیفوں میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ہرچند کہ دست ستمہ ان قبائل اور ایشیہ کے ہنوں کو ایک قرار دیتے ہیں۔

لیکن چینی مصنف بڑی اصیتا کے ساتھ یائی آئی تو اونھی رنگ نوہ (HING NU) یعنی اصل ہن کا فرق واضح کرتا ہے۔ اس زمانے کے ایک مصنف پروکوپیس (PROCOPIUS) اپنی کتاب ڈی بیلو پرسیکو (DE BELLO PERISCO) میں لکھتا ہے کہ یہ حملہ آور ان ہنوں سے بالکل مختلف ہیں جن سے کہ قدیمی واقف ہیں۔ ان کا سفید رنگ کشادہ چہرہ مایہ الامتیاز ہیں۔ چینی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ نہ تو وہ منگولی زبان بولتے تھے اور نہ ترکی اور اس طرح وہ زنگاریہ (ZUNGARIN) کے علاقہ میں جہاں سے اصل ہن اور انتہائی آئے ہیں وہ رہنے والے ہن گردہ ہن (مطلب قبائل) سے بھی زبان کے لحاظ سے مختلف تھے۔

میک گھن کا کہنا ہے کہ ایک چینی مصنف نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ یوگ جس اصل کے اعتبار سے یوچی (YUEH-CHI) یعنی کشن تھے لیکن بات مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔

کیونکہ آگے لکھتا ہے ۱۔ ان متضاد دعوؤں اور قیاسات سے

جو بہتر خبیہ اخذ کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ افغانوں کا علاقہ زرکی النسل
 حنوں سے ملحق تھا اس بناء پر دونوں میں بڑے پیمانے پر منسلکی اور لسانی افتخار
 پیدا ہوا ہوگا۔ اور انہوں نے اس بات پر فخر کیا ہوگا کہ یہ حن خاندان سے
 خلق رکھتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ایران اور توران کی سرحد پر شمالی ترکستان
 میں ان کی حیثیت شانہ بدشرف قوم کی طرح تھی۔ جس پر دونوں ہمسایہ قوموں کا اثر
 غالب ہوا۔

کیونکہ خود مذکورہ بیانات کو مستفاد اور قیاس پر مبنی مترادف ہے اور
 پھر خود بھی قطعی کمال بات نہیں کی ہے۔ بلکہ قیاس فلان پر کیا ہے۔ جیسے کہ ہرگز
 یقین ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دیگر ملکوں میں بھی قیاس سے زیادہ کام لیا ہے۔
 اور قیاس بذات خود ایک اشتباہ ہے۔ اور اس طرح قیاسات کی بناء پر وہ
 بھی کہتے ہیں کہ غلبی نسبتاً ترک ہیں حالیہ کہ وہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں
 کہ لودی۔ سوری۔ یمنی اور دوتانی غلبی ہیں۔ ہم نے ان کی تاریخ و مذہب
 سے ہونے کا کرسیت۔ حقیقی اور اکادمی دراصل ایک تھے جو بعد میں اختلاف
 حن۔ تورانی اور پھر اودالی۔ غلبی اور ترین کے نام سے پکارے گئے اور
 اب تک انہی ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اب یہ بات اچھی طرح واضح اور عیاں ہوگئی کہ امو دنیائے اس
 پار کا علاقہ جو مادراہنہ کہلاتا ہے۔ ایک وقت توران اور آران و تاجک نامیاد
 کہلاتا تھا۔ اور اس علاقہ میں جو تاریخی قوم سکونت رکھتی تھی اس کو کسی نے
 تورانی کسی نے آریائی اور کسی نے حن کے نام سے پکارا ہے۔ جیسے کہ ابج
 بھی پشتون افغان اور پھان کے نام سے پکارتے ہیں۔ حالانکہ سب اچھی
 طرح جانتے ہیں کہ یہ ایک قوم ایک زبان اور ایک مزاج رکھتی ہے۔

اور ایک ہی طرح کی مہایات کے مالک ہیں۔

پشتون شجرہ نویسوں نے پشتونوں کو چار طبقوں میں۔ بیٹ۔ غور فشت اور
 اران میں تقسیم کیا ہے۔ اصل یہ شجرہ کافی بعد میں یعنی چار سو سال کے بعد قلمبند
 ہوئے ہیں۔ ان شجرہوں کی ابتدا داقیس عبدالرشید سے کرتے ہیں جن کو یہ حضور
 بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران کی شخصیت سمجھتے ہیں۔ اس باب میں ہم نے پیشتر
 عرض کر دیا کہ اس نام کا ایک رئیس اُس زمانہ میں بھرت میں تھا۔ اور اسی نے اپنے
 نقاد کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ بہر حال ہم نے یہ کہا تھا کہ سرطین کے
 معنی ساربان کے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ژدب سے ہرنائی تک کوہ سلیمان
 کے مزار کے سلسلہ کو پشتون شترٹی یا بہاڑی خطہ یا سلسلہ کہتے ہیں۔ اور ان
 بہاڑوں میں جو لوگ رہتے تھے وہ ظہریں یا سرطین کے نام سے مشہور ہو گئے۔ علاقہ
 انسانی نسبت یہ صنعت کے طور پر منتقل ہوا ہے۔ اور یہ جو کہ جاتا ہے کہ سرطین بیٹ
 غور فشت کا بھائی ہے۔ تو اس کے منہ پہرے کا کڑا اور غلبی کا بھائی بے جیسے
 کو تیس زمانہ میں ہیں جب وہ ایشیائے کوچک شام اور بین النہرین میں رہتے تھے۔
 ایک دوسرے کے عزیز کہلاتے تھے۔ ہم اس سے قبل مفصل ذکر کر چکے ہیں۔
 بیٹوں کے باپ میں پہلے عرض کیا گیا کہ مغربی ایشیائے کوچک میں
 اپنے عزیزین و دو تانیوں اور لودیوں کے درمیان رہتے تھے غور فشت بھی وہ
 ایک تھے جنہیں محققین نے (کوہستانی) کہا ہے اور پکتیا میں جس میں کہ ژدب
 اور بوری کا علاقہ شامل ہے رہتے تھے۔ کلاسیکی مورخین نے "داحی" کے نام سے
 کلاہٹ جو اصلہ دالی کا بدل ہے۔ اور پھر یہی نام "داوی" کی شکل میں رہ
 گیا ہے۔ کاکڑ۔ ناغز اور پٹری ان کے بھائی کہلاتے جاتے ہیں۔

پھر حال اگر دانی (داحی) یا دادی باپ ہو یا بھائی حسب و نسب میں فرق

نہیں لاتا۔ شجروں کے مطابق دانی کا دوسرا بھائی بابی اور مسند (منہول) ہے۔
 ترین:۔ یہ شجروں کے مطابق مشرخیوں کا بیٹا اور شیرانی کا بھائی ہے
 ہم پہلے عرض کر چکے کہ شرخیوں یا خرشیوں اصلاً ایک شخص ہے۔ جس نے
 مسند قوم میں آکاد کے نام سے ایک بڑی سلطنت قائم کی تھی۔ اور
 محققین کہتے ہیں کہ آکادی تورانی نسل ہیں۔ ہیتیوں کے عزیز ہیں اور ہیتی
 بلخ یا مشرق کے دوسرے علاقوں کے رہنے والے تھے۔ اس کی توضیح دلشیر
 ہیں اس طرح کرنی چاہیے کہ آکاد دراصل قوم کا نام نہیں تھا۔ بلکہ اس
 کی باخنان کے نام سے سرخون (شرخیوں) آکاد کے نام سے مشہور ہوا جس
 نے اُسے ٹگری میں بند فزات کے پانی میں پا کر پرورش کی تھی۔ جس وقت وہ
 بادشاہ ہوا اس کی سلطنت اور قوم بھی آکاد اور آکادی کے نام سے مشہور
 ہوئی اور نہ شرخیوں نہ تبادہ ان ہیتیوں میں سے تھا جنہوں نے اس زمانہ
 میں ایشیائے کوچک میں علیحدہ علیحدہ قبائلی بنیاد پر چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم
 کی تھیں۔ بالکل ایسا ہی تصور کرنا چاہیے۔ جیسے بھ تعالیٰ نے نمان بن گیا۔ لیکن محققین کا کہنا ہے
 کہ تواریخوں کی ایک شاخ بہت قدیم زمانہ میں خوش اور زریں کلدہ میں آباد ہوئی
 اور ایلامیوں کی زبان ان کی زبان سے تعلق رکھتی ہے۔

اس کے لئے کتاب مسند PEUPLES AT PARIS
 ملاحظہ کیجئے جس میں کہ مسند بحث درج ہے۔ (۱) ہم یہاں پر صرف یہ واضح کرنا
 چاہتے ہیں کہ آکادی دراصل ہیتی ہیں۔ جنہیں واریش نے اپنے کتبہ میں
 سیتی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور ہیتی وہ لوگ ہیں جن کو محققین نے ہیتی
 ہیتال۔ ہپس۔ اپستلی۔ اودال اور ابدال کے نام سے پکارا ہے۔ وہی
 مشرق بارٹولڈ لکھتا ہے کہ ہیتس یا اپتس کے کلمہ کی اصل یونانی زبان میں

’ہفتالیہ‘ اور آبد لای ہے۔ اور شامی زبان میں ’اہل‘ اور تھان
 میں ’ہپس‘ اپت جوڑ برہ پتس اور ہپتس کے کلمہ پر دلالت کرتا ہے۔
 لکھارٹ بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ابدالی کا کلمہ ابتدا
 (۱۸۷۷ء) میں ہن سے ہے۔ اور ہیتیوں کا کلمہ ہپتس میں آج
 ہپتس سے لکھا ہے۔

اسی طرح یہاں پر لکھارٹ یہ بھی لکھتا ہے کہ اس طرح غلیجیوں اور ابدال
 ہنوں کے درمیان اتصال موجود ہے۔

ہرمال جیہ کہ ’ہٹ‘ کہتا ہے۔ کہ میگل سیتیہن ہے اور ابدال
 تیلہ ہے۔ دیگر محققین نے بھی ان کو ایک دوسرے کا معنی قرار دیا ہے۔
 معلوم ہوا کہ ترین اور تورانی دراصل وہی ترکیب ہیں۔ وہی اسامہ
 ایک ہے یعنی ترین اور سیتیہن پشتونوں کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ
 دے سر میں دائرہ بناتے تھے اور دوسری شاخ داسے لیے چوڑا بنا کرتے
 تھے غلی اور کاڑھے بال رکھتے تھے ترین اور اچکزئی سرکا دریا کے
 منڈواتے تھے۔ لیکن بعد میں غلیجیوں نے بال چھوٹے کر کے اور ان
 ٹاکڑوں میں جو ثروب اور لورالائی میں رہتے ہیں۔ کافی عمر تک بچے
 سلجھے ہوئے بال نظر آتے تھے۔ جیسا کہ ان کی تصویر سے عیاں ہے
 اس تصویر کے عین درمیان میں نواب مراد خان لکھی
 اور ان کے بائیں جانب ایک برطانوی سرکاری دلیلی الزار

لے حبیبہ انیہ تاریخی ایران ترجمہ فارسی ص ۶۵

لے سقوط خاندان مسند و سلطہ افغان در پارس ص ۹۵

ساتھ میں کاکڑ قبیلے کا زاب بنگل خان جو گیزئی بیٹھا ہوا ہے کھڑے
ہوئے افراد تمام گنگی ہیں۔ جو مریوں اور کاکڑوں کی طرح لمبے
چھٹی نانا بال رکھتے ہیں انساٹیکلو پیڈیا آف برٹانیکا (جلد ۱۱ - ص ۱۶۱)
کہتا ہے کہ گنگی بلوچوں کے مذہبی عقیدے سے نفرت رکھتے ہیں۔ بہر حال ہمارے
موضوع سے خارج ہیں۔ مقصد صرف بالوں کے دکھانے سے تھا
اور اس تصویر میں زاب بنگل خان کاکڑ کے بال بھی لمبے اور سلیمے
ہوئے معلوم ہوتے ہیں اگرچہ اس زمانہ میں لوگوں کے بال اور
باس میں تبدیلی آئی ہے لیکن پہاڑی باشندوں میں تاحال ستر
رسم و رواج اب تک محفوظ ہے۔

ہندو یورپین کی حرکت کی تاریخ سے لے کر موجودہ دور تک
ہزارا برسوں میں لوگ تجارت، کامیاب، مسلسل چھوٹی اور بڑی جنگوں
یا موسم کی تبدیلی کی وجہ سے یا کوچ اور پودہ کی صورت میں شمال سے
مغرب و مشرق اور جنوب کی سمت مسلسل ندانوں میں پھیلے رہے
اور مختلف عناصر کے ساتھ تہذیبی اور لسانی ارتباط و اختلاط ہوتا
رہا یہ اخراجات لوگوں نے غیر ارادی طور پر قبول کئے اسی بنا پر
محققین یہ بھی کہتے ہیں کہ "ماد" یعنی (میڈیا) کی آبادی کا بڑا حصہ
تورانی اکادیوں کی نسل سے تھا کیونکہ آکاد کی قوم نے میڈیا کے پہاڑوں
ملاقاتوں میں سے بالی اگر حکومت کا بنیاد رکھی۔

(دیکھئے "مشرق کی ناکہ دہشتہ تہذیب")

الغرض یہ بات واضح ہوئی کہ شرقیوں دراصل شمالی توران یعنی
آمو کے اُس کنارے اُن مسطح تباکی میں سے تھا جو جیتی کے نام

سے ایشیائے کوچک میں انمازاً مستحکم میں وارد ہوئے تھے
اور مشرق سے لے کر مغرب تک مختلف ناموں سے بڑا
اہم سیاسی کردار ادا کیا ہے اور یہ کہنا کہ تورانی اور آکاد ایک
دوسرے کے رشتہ دار تھے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور
کیا ہو سکتا ہے۔ کہ تورانی عناصر میں تہذیب جو (دو) اصلاحات
کی اصناف سے تورانی کہلائے جانے لگے اور آکادی وہ لوگ
تھے جو بلجیوں اور کاکڑوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں جہاں
تک بال بننے اور منڈولنے کی بات ہے تو یہ دونوں طریقے دونوں
میں مروج تھے البتہ قدامت کے اعتبار سے منڈولنے یا کاکڑوں تک
کٹولنے کا سلسلہ بعد میں شروع ہوا ہے۔ غالباً مستحکم کے
لگ بھگ میں کیونکہ اُن کریائیوں میں جو پہلی مرتبہ ایشیائے کوچک
کو چلے گئے بالوں کے منڈولنے کا رواج موت تک شروع نہیں ہوا
تھا البتہ بعد کے آریائیوں میں تھا اور اُن میں تہذیب کے ساتھ
بلجی جیسے دو تائی۔ لوری اور بیٹنی بھی شامل تھے بلکہ آرا کو نیا کے
تمام لوگ جو امدادی تھے یا بلجی اور یا دیگر سب میں سر منڈولنے
اور کان تک لمبے بال رکھنے کا رواج تھا اور جو اب تک دیہی
ملاقوں میں ہے۔ یہاں یہ رواج کر دیں کہ شجروں کے اعتبار سے
بشران تور۔ شپینڈ اور اویال کو ترین کی اولاد قرار دیا گیا ہے مگر

(۱) پشتہ زبان میں تور (کالا) سپین (مضبوط) ڈر (چلا) اور بور (سرخ)

بال، چنانچہ ترین کا چار شاخیں اس سبب سے کہ وہ حاکم
ہے۔

دوسری جانب ترین بنات خود چار طرح بیان کیا گئے۔ یعنی تور
 ژرژ ترین اور ہر ترین لیکن شجرہوں میں ژرژ اور ہر ترین کا ذکر زیادہ
 تفصیل سے معلوم نہیں ہوتا سپین ترین زیارت اور ہرنائی کے ملائش
 رہتے ہیں جو دیوچی کے نام سے بھی مشہور ہیں اور تور ترین پشین کے
 علاقہ میں آباد ہیں ویسے کچھ نہ کچھ گھراٹے دیگر علاقوں میں بھی ہیں۔
 غالباً ژرژ ترین منیگل اور زندکزی ہیں جو ہما ہونی زبان بولتے ہیں۔ لہذا
 براہویوں میں اہم حیثیت کے مالک ہیں۔

ریسا کا قبیلہ سابقہ ریاست غلات کے برہمہ کتھری
 کے ساراوان ڈیڑن رکنتری یا یعنی دیگر محضری علاقہ میں مرکز حبیب
 رکنا ہے۔ اصلاً یہ قبیلہ سپین ترین افغان ہیں ان کی جد کا نام رئیس
 ت۔ سرم۔ رستم۔ روٹسائی۔ اور سائیس کے نام سے ان کے چار
 بیٹے تھے۔ یہ منٹ بھی کے احمدون نام کے علاقے سے غلات کو آئے
 تھے (احمدون کوٹہ سے قریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر شمال مشرق
 میں زیارت کے راستے ایک مقام کا نام ہے جہاں پر پانی زئی سردار
 کے قیام کی جگہ ہے) ریسانی قبیلہ علاوہ سردار خیل کے۔ رکن
 رستم زئی۔ راہرسان زئی۔ اسیان۔ مہرائی اور پندرائی پر مشتمل
 ہے ان میں ایک قبیلہ جو گیزی کے نام سے بھی ہے۔ جو گیزی
 رستم زئی منٹ حاجی اور منگورچہ میں آباد ہیں اور دیگر قبیلے جھڑی

(۱) احمدون دراصل شمال ہومیان میں پشتون علاقہ ہے جس
 انٹھائی لحاظ سے منٹ سہی میں شامل کیا گیا ہے۔

کچھ میں آباد ہیں جسے کو ذکر کیا گیا کہ رئیس کے چار بیٹے تھے پرتھے
 بیٹے سائیس کا خاندان سائیس زئی تھالامان میں منیگل قبیلے کے سابقہ
 میں رہا جن کو رہتے ہیں۔ ان قبیلوں میں بعض چھوٹی چھوٹی دیگر شاخیں بھی
 ہیں۔ ریسانی کا کٹ اور ٹھادریں بھی بہت آباد ہیں ۱

سانگ زئی ۱۔ یہ بھی ایک بڑا قبیلہ ہے۔ یہ اصلاً میرزی ستر
 یوں کا کٹ ہیں۔ بہت قدیم زمان میں رکنری میں رہتے تھے (یہ جگہ
 ہندو باغ جس کا سکیم باغ کہتے ہیں ژوب کے علاقہ میں ہے) وہاں سے
 مدہ بلان کی طرف چلے گئے اور کوٹہ قبیلے کے قریب آباد ہو گئے
 ان کا سردار خیل (ژرژو) میں رہتا ہے۔ یہ مقام کوٹہ سے قریب پشین
 بل پر جنوب مشرق میں ہے۔ اس علاقہ میں کوٹہ کے کان بھی ہیں۔ سانگ
 زئی کوٹہ پشین اور تھل چوٹیاں (دک کے قریب ہے) میں بھی کم تعداد
 میں آباد ہیں۔ اس قبیلے کی باغ شاخیں ہیں۔ درسی زئی۔ رحمت زئی
 بادین زئی۔ احمد زئی اور خاک زئی۔ ان میں اول دو قبیلوں کا کہنا
 ہے۔ کہ ہم تیرو پشت (اب اٹھارہ کہنا چاہیے) قدیم میں ژوب سے
 اسین کے بیٹے سلطان کی قیادت میں آئے تھے۔

سلطان کاٹھ مسنگ "کھانا حاجی کے نام سے قبیلہ مشہور ہے
 سانگ کا مقبرہ مورویا ماریکند (MORAVI MARIKAND)
 وہاں میں ہے۔ یہ درگ جب پہلی مرتبہ تیرو پشت قبیلہ باغ سے چلے آئے
 کوٹہ میں کاسیوں کے گدازئی قبیلہ کے ساتھ روپڑے کیونکہ وہ ان
 کوٹہ میں نہیں چھوڑتے تھے۔ لہذا انہوں نے بلان کی ماہ سے لے کر
 ان کوٹہ قبیلہ کے ساتھ جنگ و جدل میں پڑ گئے ہر ماہ اپنے لئے

تیم و سکونت کی جگہ تلاش کر لی اسباب تک میں مقیم ہیں۔

مسو پر ۵-۱ اس قبیلہ کی سات شاخیں ہیں۔ شہبازائی —
(SHAMBADAI) آدم نڈہ۔ سورنڈی۔ ٹونگ زئی۔ مورائی۔ روہین زئی۔ جاردی
ان میں بعض افغان اور بعض بلوچ ہیں۔ سورنڈی اور جاردی بہت
قدیم زمانہ میں ثرو سے آئے تھے۔ اور ضلع قلات کی مغرب سرحد کے
کنارے جس میں کہ گرجینہ اور گردگاب بھی شامل ہیں۔ آباد ہوئے
سورنڈی مستونگ اور پڑنگ آباد میں آباد ہوئے۔ شہبازائی۔ آدم
زئی۔ جاردی اور مورائی سیستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں
شورادک کی طرف چلے گئے اور پھر بعض ان میں سے گرجینہ اور
گردگاب کے علاقوں کی طرف واپس لوٹ آئے۔ روہین زئی کا کہنا
ہے کہ ہمارے ایکسویں دادا کا نام "گمر" تھا اور وہ روہڑ کا کوٹ
تھا۔ ٹونگ زئی اور آدم زئی بلوچ ہیں۔

۱-۲ دیوار ۱- اس قبیلہ کے دو حصے ہیں۔ ایک ان میں
قلات میں اور دوسرا مستونگ میں سکونت پذیر ہے اور کھیتی باڑی
ان کا پیشہ ہے۔ خصوصاً مستونگ اور پڑنگ آباد کا علاقہ جو ایک دریا
کے دو مقابل اور قریب ہے ان کی بدولت کافی زرخیز ہے۔ یہ خان
قلات کو کسی قسم کا لشکر نہیں دیتے تھے۔ البتہ ماتحت عہدیداران
کی حیثیت رکھتے تھے یہ املا اپنے آپ کو تاجک کہتے ہیں۔ اور تمام

۱- سارا دان گزٹریٹر ص ۶۱

۲- سامان گزٹریٹر ص ۶۲

فارسی زبان بولتے ہیں۔ یہ لوگ خان کے دربار اور انتظامی معاملات میں
بھی مقام رکھتے تھے۔

قلات کے دیوار پانچ شاخوں پر مشتمل ہیں۔ دیوار کی۔ دیوار
زشتی۔ علی زئی اور مغل زئی یہ تمام خان قلات کی ملازمت کے
خبر خواہان پابند تھے مستونگ۔ پڑنگ آباد اور تیرک دیوار اور قبیلوں
مستونگ۔ حواہ خیل۔ شیخ۔ سارنگ۔ ہوتی زئی۔ مولائی ابی زئی۔
مولوی زئی اور زرخیل۔ دیگر چھوٹے چھوٹے قبیلے جیسے قاسمی زئی۔
برلا۔ چاک زئی اور گوہر زئی مستونگ کے دیوار میں شامل ہیں خواہ
بل کا کہنا ہے کہ ہم شیراز (ایمان) سے آئے ہیں۔ دیوار قبیلہ
۱ اصل سربراہ سکندر میں ارباب امام بخش تھا یہ مستونگ کی دادی
۲ تمام دیوار قبیلے کا سربراہ تھا شیخ قبیلے کے ملک عبدالرحمان
اور شادی خان کہلاتے تھے۔ شیخ دیوار کی ایک بڑی شاخ ہے
۳ اپنے آپ کو درجاء شیخ نامی (TAGHE) یا (TAGI)
۴ شیخ علی کی اولاد کہتے ہیں۔ علی زئی افغان تھے اور زمیندار
افغانستان سے آئے تھے۔ اسی طرح سارنگ اپنے آپ کو افغان
کے اسحاق زئی دکان کہتے ہیں۔ اہل زئی جو ستر سال قبل بادین زئی کی
ایک شاخ تھی کا دعویٰ ہے کہ ہمارے دادا عابد خان اور بادین زئی
اہل تھے۔ جو نڈہ عرب تھے۔ لیکن ۱۹۰۷ء میں ان کے سربراہوں
صاحب عبدالرحمان اور رئیس بدل نے دعویٰ کیا کہ ہم زرخیل اور جلال
کے زرخیلی نذمان سے ہیں۔ جو زرخیل افغان ہیں خصوصاً پڑنگ آباد کے
۵ دیوارہ جن کی چار شاخیں ہیں۔ یوسف زئی۔ ہزار زئی۔ تہسان زئی

اور محمد زئی یہ تمام نسلاً افغان ہیں۔ نخست زئی اور بڈازی کا کنبہ کوہم پشاور ضلع سے آئے ہیں۔ تھوران زئی کا کنبہ کہ ہم ایران سے اور محمد زئی کہتے ہیں کہ ہم قابل سے آئے ہیں۔

پنجاری ۱۔ جلالا مان گزٹیر کے صفحہ ۹۹ پر آئین اکبری کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ پنجاری اصلاً انکو زئی افغان ہیں اور ان کا دادا اپنے دوگوں کے ہمراہ افغانستان سے طاقات کے پنجار کو آئے تھے۔ اور یہاں پر ایک مدگول "حیر" کی سرپرستی میں حیر واد میں آباد ہوئے تھے بعد میں ایک رند بدوح مسلک اور بنگل جو جنگری باہری قبیلے کا دادا تھا یہاں پہلے آئے اور الیکو کے ساتھ حیر کو بھی مارڈالا اور اس علاقہ کو آپس میں بانٹ لیا۔ پنجاریوں کی خاص خاص شائیں یہ ہیں۔ بہادر خاں زئی۔ بہادرین زئی۔ حواشاد زئی اور غلام زئی۔ ان میں ریسانی کی ایک شاخ "لہرکی" اور لہری کی ایک شاخ بہرام زئی بھی شامل ہوئی ہے۔ یہ تمام پنجاری سردار کو علم و شہد کے موقع پر رقم جمع کر کے دیتے تھے کچھ پنجاری ساداتان میں بھی آباد ہیں۔ خان قوت میر حاداد خان کا تعلق میں پنجاری لشکر ستل تھا پنجاری کے نام سے کوئٹہ کے شرق میں اب تک ایک گاؤں ہے منگاب۔ قصبہ کوئٹہ شہر کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ کیونکہ اس آگے شرق کی جانب مری آباد اور نصیر آباد کے نام سے محلے آباد

۱۔ ساداتان گزٹیر میں ۱۰۰۔ ۱۱۰۔

۲۔ جلالا مان گزٹیر میں ۹۹۔ ۱۰۰۔

برہکے ہیں۔

ساجدی ۱۔ جلالا مان کے قبائی میں ایک قدیم قبیلہ ساجدی لکھا ہے بعض محققین کا کنبہ کہ اصل سیتی (سیتین) قبیلہ ہے اور قدیم ساجدی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شمال سے سکندر کی فوج میں آئے تھے اور ان کی ایک شاخ جو "سا کے" کہلاتی تھی لکھا اب ساجدی کہلاتی ہے "سا کا" کہنا چاہیئے جو یقیناً سیتین ہے اور کیپسین کے سرحدی علاقوں سے آئے ہیں۔ اور جلالا مان کے مغربی علاقہ پر قابض ہیں۔ یہ درحقیقت بلوچ ہیں۔ لیکن جلالا مان کے باہریوں کے رشتے نامطے کئے ہیں۔ یہ لوگ اٹھارہ پشت قبل آئے تھے اور پنجار کے قریب گنگ کی دادی میں آباد ہو گئے ان کے قدیم رہائش گاہ تھا جے سا کا تلات کہتے ہیں۔ اب جہاں موجود ہیں یہ بہت قدیم زمانہ میں جن سواتیوں پر خستل مسلح (SAH) رکھتے تھے (SAH) وہ کچھ قبیلہ لطف سے خان کو دیا جاتا تھا ان کی گزیشہ۔ ساجدی۔ کوروا۔ اور کنگل میں زمینیں تھیں۔ آخری تین زمینوں پر سالانی بطور کرایہ کاشت کرتے تھے۔ اور رقم عمر و داری اسلحا و داری زمینداروں کو دیتے تھے۔ ان کے قبیلے کا سربراہ (میر سا کا) کہلاتا تھا (جلالا مان گزٹیر میں ۹۹۔ ۱۰۰) سکراں گزٹیر میں ۱۱۶ پر لکھا گیا ہے کہ

۱۔ ذکر مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت سکراں میں تھی۔

جبکہ اب ملے (جلالا مان علاقہ) میں بیل کے ساحل تک باہریوں کی جانب آباد ہیں یہ "دای" (DAI) کہلاتے ہیں۔ اس لفظ کا مادہ (دعا) ہے۔ جو کہ بلوچ زبان میں بمعنی "پیغام" ہے۔ ذکر یوں کہ

”قرآن دای“ کہا جاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دای (DAIS) ساجیتی (SAGETUE) اور ساکی (SAKI) تمام سیتھین قبائلی ہیں۔

مذکورہ بیانات اور روایات سے واضح طور پر عیاں ہے کہ تلات اور جھالامان میں قدیم زمانہ سے جو قبائل آباد ہیں۔ اور ہزار سال سے اب تک تمام رکھتے ہیں ان میں آمو کے اُس پار کے توراتی آریائی نسل ہیں۔ جو توراتی سیتھ کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ ساکا اور تزیں کے نام سے بھی یاد کئے گئے ہیں۔ کیونکہ یہ سنسکرت نام کے لگ بھگ شمال تورات جنوب کا جانب چلے آئے تھے اور سنسکرت نام تمام بدھستان میں مسلسل رہے جیسا کہ مذکورہ بیانات سے واضح ہوا کہ تلات اور جھالامان میں آباد ہو گئے تھے ابتداء میں یہ مقامی لوگوں سے کہتے تھے کہ ہم تورات سے آئے ہمارے تزیں ہیں۔ لہذا اسی مناسبت سے تلات اور جھالامان کا نام ان کے نام سے تورات کہلانے لگا دوسری بات جو اس لحاظ سے کو مزید تفریق پہنچاتی ہے وہ یہ کہ ان قبائل میں ”زی“ کا لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ اب بھی مستعمل ہے اور چونکہ خالص پشتو ”لفظ“ ہے جو بمعنی ”پٹا“ کے استعمال ہوتا ہے۔ اور اکثر پشتون قبائل اس کو اپنے ہر کے ساتھ بطور نسبت استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ”چکڑی“۔ ”گوسف زلی“۔ ”اکوڑی“۔ ”پانیزئی“۔ اور ”ک زلی“۔ نیازی اور اسی طرح دیگر بے شمار قبائل۔ پس روایت و روایت اور ہر اعتبار سے ثابت ہے کہ تلات اور جھالامان کا قدیم نام (تورات) قرین سے منسوب تھا۔ جو توراتی آریائی تھے اور پارتھانوں تورات پین ٹر اور پور پرتھمل تھے اب

پشتولوں میں موجود ہیں اور اپنی توراتی آریائیوں کی ایک شاخ وہ بھی ہے، جو ناسر (ناصر) کے نام سے یاد کی جاتی ہے جو اسی طرح تورت۔ پین اور سورتھیل شہزادوں پر مشتمل ہیں اور غلجیوں میں شامل ہیں اور اس وقت ایک بڑی تعداد کوکلی (کوکلی) اور لالی (لالی) ہیں آباد زمیندار اور تجارت میں مصروف ہیں اور خاص طور پر لورالائی کے شہر میں تجارت کرتے ہیں، اور ایک شاخ کچلاخ (کچلاک) کے علاقہ میں کوٹہ سے قریباً سولہ میل کے فاصلہ پر شمال میں آباد ہے یہ تورت اور سپین ناسر ہیں۔ سکورت ناسر افغانستان کے شکر درہ میں مقیم ہے تورت اور سپین، سر قریب زمانہ میں افغانستان سے خوب اور پشین کے علاقہ کو آئے ہیں۔ اکثریت کی آمد کا عرصہ تین سو سال سے زائد نہیں ہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دی کہ پشتونوں کے حسب و نسب یا نژاد کے بارے میں مورخین کے درمیان اب تک جو اختلافات چلے آئے ہیں۔ اس کا بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان مورخین نے اس بات کا یہ نظر غائر تجزیہ نہیں کیا ہے کہ توراتی اور آریائی ایک دوسرے سے کیا تعلق رکھتے ہیں اور اس زمانہ میں وحشی اور مہذب لوگوں کے درمیان نژاد کا کئی فرق تھا یا نہیں اور اراں درج اور تورات میں کیا فرق تھا ہزار سال قبل یسوع اور یحییٰ کی دلدلی میں جو لوگ آباد تھے انہیں توراتی یوچی اور آریوں کے نام سے پکارتے رہے اور اسی طرح

لیکن ان کو بھی توراتی اور آریوں کہتے رہے اس طرح بعض مورخین اور سیاحوں کا یہ کہنا کہ غلجی نژاد انحرک ہیں۔ اور ترک توراتی ہیں تو اس سے جس دو مطلب اخذ ہوتے ہیں اول یہ کہ ترک بھی سیتھین

ہیں۔ یعنی قدیم (حیتی) ہیں۔ یا بمعنی دیگر حیتیوں کی ایک شاخ ہے۔ یعنی
 ترک میں نژاداً پشتون ہیں۔ کیونکہ حیتیوں کو دارپوش نے اپنے کتبہ
 نے اپنے کتبہ میں یہ مبادلہ (س) (سیتوں) کے نام سے پکارا ہے۔
 اصلاً یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بعد کے محققین نے ہیاتہ۔ حیتال۔ ایتوال
 اودال۔ اور ابائی تبدیل شدہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے اور شجرہ زبیر
 نے تر بن کی شاخ قرار دی ہے۔ لیکن یہاں پر محض اود پشتونوں کے
 درمیان جو تضاد دیکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کی زبان
 نہیں بولتے تھے۔ چنانچہ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ترک تو ملاتے
 کہ نسبت تورانی تھے لیکن نژاداً تورانی آریہ نہ تھے البتہ جو کہ
 جب قدیم زمانہ میں حیتیوں نے اقروہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر ایک
 نیا شہر "حاتو" کے نام سے آباد کیا جو بعد میں دہتری اور اب بجاز
 کو "کوی" کے نام سے پکارا جاتا ہے آج وہ ترک گھل گئے ہوں
 لیکن یہ اختلاف پشتونوں کی ایک شاخ سے ہو سکتا ہے۔ جو ہائی کی کہوت
 ہے۔ جو ڈیوہ اسماعیل خان میں کوشیوں اور افغانستان میں بلخیوں
 کے نام سے معروف ہیں اور شجرہ زبیر اس کی بیٹ دادگی اطلاع قرار
 دیتے ہیں۔ دراصل مسئلہ قوم میں مغربی اطالیہ میں لوریوں اور دو تائیوں
 کے درمیان رہتے تھے جو کہ ان کے عزیز تھے۔ اور مسئلہ قوم میں شجرہ
 (سرخون قدیم) جو آباد کی سلطنت کا موسس تھا کی فوجوں میں ان کا اثر
 کو گئے تھے اور پھر بہت زمانہ بعد پشتو اور ترکی زبانوں کے اختلاف
 ہندوستانی تحولات اور موسیٰ اشات کی وجہ سے حقیقین نے ان پر ترکوں
 کا گمان کیا۔

اب یہاں ایک نام ہاد تضاد کی وضاحت کرنا لازم ہے اول
 یہ کہ پشتونوں کے مختلف شجروں میں سرخون اور سرخونوں کے نام
 سے سرخون کے دو بیٹے لکھے گئے ہیں۔ اس بارے میں ہم نے اس
 سے پیشتر مفصل وضاحت کی کہ "خ" اور "ش" کے مبادلہ
 سے ایک شخص سے دو اشخاص بن گئے ہیں۔ اور یہ شخص بہت
 قدیم ہیں ایک بڑا بادشاہ تھا ددم یہ کہ سرخون کسی شخص کا نام
 نہیں گھسار بان سے بنا ہے جیسے کہ براہویوں کے لئے "کوچ" کا لفظ
 استعمال ہوتا تھا یا استعمال ہوتا ہے ان تاریخی واقعات سے جن
 کام نے تفصیل کے ساتھ وضاحت کی ثابت ہوا کہ سرخونوں اور ان
 وہ شخص یا بادشاہ تھا۔ جس نے اپنے کتبے پر یہ عبارت لکھی کہ میری
 ماں دہ عورت تھی جسے پیالشتہ کے لڑا بعد فرشتہ نے تبدیل کر دیا
 تھا اور میں اپنے باپ کے متعلق کوئی علم نہیں رکھتا البتہ میرے باپ
 کا بھائی پادشاه میں رہتا ہے یہ واقعہ خصوصاً (پیشی) سے تعلق
 رکھتا ہے۔ جو غلبی ہیں۔ اور یہ وہ قدیم روایت ہے جو سرور زمانہ
 کے ساتھ منسوخ ہوتے ہوتے جب لا علم مورخین تک پہنچی تو انہوں نے
 اس کے ساتھ کچھ من گھڑت باتیں بنا کر رنل زوی اور پھر فلزی بنا دیا
 مورخین نے نہ صرف غلبیوں کے بارے میں ایسے غلط اور نامعقول ادعا
 بنائے ہیں۔ بلکہ ہر اس پشتون قبیلے کے بارے میں ایسے من گھڑت
 افسانے بنائے ہیں۔ جن کے بارے میں وہ معلومات نہیں رکھتے تھے۔
 مثلاً مزدغل۔ تاسر۔ کاسی۔ کرلانی کے بارے میں انہوں نے اکثر ان
 من گھڑت اور معنی خیز الفاظ کو تاریخی حیثیت دے رکھا ہے جو پشتونوں

کے مختلف قبیلوں کے جوان ایک دوسرے کے بلوغ مذاق کیا کرتے تھے جیسے خزل کی وجہ تیسراہنوں نے (خز اور ریش) کیا ہے بہر حال شریفوں ایک شخص تھا اور شریف کا بیٹا نہیں تھا بلکہ ان پندہ پندوں قبائل سے تھا جو فرات کے کنارے سکونت رکھتے تھے۔ اور سپاہیان کے نام سے جو شہرت ککتا تھا۔ شریف کے کتبہ سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ دراصل شریفوں (سرجون یا شریفون قدیم) وہ تھے جس نے جوہی چکے سے بنا تھا اور ٹرکی میں موسیٰ علیہ السلام کی طسرن فرات کے دریا میں بہا دیا تھا وہ کیا تھے۔ یہ معلوم نہیں غالباً کسی لڑائی کے بعد ان باپ مارا گیا اور ماں نے اپنے لخت جگر کو بچانے کے لئے ٹرکی میں ڈاکر دیا بڑا کر دیا اور بعد میں وہ بھی ماری گئی یا کسی طرف نکل گئی بہر حال یہ قسم جسے شجرہ نویسوں نے قریب ہی میں سنہ کے گ بھاگ غبی (غلی) کے متعلق غلط سامہ پتایا کرنا تاریخی حقیقت اور حقیقت نہیں رکھتا اور نہ ہی بیٹ یا بیٹی اس قریبی زمانے کی پیدوار ہے اسی طرف کے غلط تاریخی افسانے اور بھی بہت سے ہیں مثلاً یہ کہ سید محمد گیسو دراز آمل رکھتے ہیں کہ سید محمد گیسو دراز

دو سٹے اول سنہ ۱۱۰۰ھ میں اور دوم سنہ ۱۱۲۰ھ میں

پہلے نے تین شریاں کی تھیں اس کی ایک بیوی کا کٹہ۔ دوم یاران اور تیسری کرمان کٹہ کا کٹہ بیوی سے مشوان پیدا ہوا شیراز سے استہان اور کرمان سے دو بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام رنڈ اور دوسرے کا "صنی" تھا یعنی دروگ اور "صنی" کی عمر نو سو سال ہے یعنی اس سے پیشہ ان کا وجود نہیں تھا اور حالت یہ کہ اوستا کے اشعار

کے قصہ گو انداز میں اور "صنی" یا "صنی" کے نام سے اور بائبل میں ہیں جن نام نے اس سے قبل منس ذکر کیا۔ اور تفسیل سے اس کی تفسیر کی کہ صنی سے مراد منس ہے اور منس وہ لوگ ہیں جو سپین۔ تو ریش اور بدترین اور تو۔ سیف اور شریف نام سردانہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ گذشتہ تحقیق اور تاریخی حالات اور بیانات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ خنزق وہ سیتی (SEYTHIAN) ہیں جو شمالی قرا میں رہتے تھے۔ انھیں منس احمد علی کبزا انھان کی تاریخ کے بعد اول صفہ ۱۱ پر آریا کے نام کے متفق بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "اس وقت جب آریا ہندو کش کی دروں جانب رہتے تھے تو ان کے سربراہوں نے اپنے لوگوں اور اپنی قوم کا دیگر قوموں اور ان شاخوں سے امتیاز کے لئے جو ان کی نسل سے نہیں تھے۔ اس بات کو گوارا دینا نہ کر لیا کہ اپنے قبائل کے لئے جو اگرچہ زیادہ تھے ایک نام رکھ دے تاکہ دوسروں سے الگ اپنی وحدت برقرار رکھیں۔ اس مقصد کے لئے آریا کا نام تجویز ہوا جس کا تمام پر ایک ہی طرف سے اطلاق ہوتا تھا۔ اور آریا کے معنی ہیں عجیب غریب دیانت دار اور عبادت کرنے والے

اس بیان سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آریا نام نہشت کے دین کے پیدائش کے ساتھ ان لوگوں کے لئے پہلی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ جنہوں نے نہشت مذہب قبول کر لیا تھا اور نہشت و شرافت اور دیانت کا مذہبی اختیار کی تھی یعنی نہشت دین میں داخل لوگ آریا کہلاتے تھے جو آریا نام تیس ہائے اپنے قدیم ناموں پر ہی باقی

وہ لگے ہر جہد کے وہ نثر ادبی و رسائی اعتبار سے ایک تے دیدار اور اوستا میں بھی یہ لوگ آریاؤں کے لکھنے لگے اور بعد میں یہی نام کلاسیک مورخین نے ان کے لئے بطور نسل اور نثر ادبی کے استعمال کیا۔

ویدوں اور اوستا میں بھی وہ لوگ جو مذہبی عقیدہ رکھتے تھے اور وہ لوگ جنہوں نے ذرمت و زرتشتی دین سے انکار کیا بلکہ دین کے مانتے تھے اسے اختلاف کی بنا پر جنگیں بھی لڑیں سبب سے کہ اس سے قبل جہنے سبب خاندان یعنی ارجت اسپ اور ویشا سپ کی جنگوں کا ذکر کیا۔ چنانچہ وہی لوگ تواریخوں کے قدیم نام کے ساتھ لگے اور اس طرح رن کے درمیان مذہبی اختلاف کے تحت تضاد پیدا ہوا۔ کیونکہ یہ نثر ادبی زبان اور قدیم ثقافت میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ اسی بنا پر بعد کے آثار میں مورخین اور محققین ان کی مذہبی اور غیر مذہبی روایات اور تہذیبوں کا دم سے اشتہاد میں بڑھ گئے۔ چنانچہ مذہب کے اثر کے تحت جن کی تہذیب و معاشرت بدل گئی اور زبان میں فرق آیا اور منظم حکومتیں قائم کریں وہ آریوں کے نام سے پکارے جانے لگے اور وہ جو غیر مذہبی قبائلی روایات کے مطابق آثار اور پوزہ کی زندگی بسر کرتے تھے یا تو وحشی قبائل کے نام سے پکارے جانے لگے اور با تواری کھائے جانے لگے۔ بقول محقق ہیرلڈیم کے کہ آریوں کے منفق اہل فکر میں سخت اختلاف ہے بعض ان کو ہندو لہرین قرار دیتے ہیں اور بعض سفید نسل۔

یہ بات کہ پشتون بنی اسرائیل میں۔ ان تاریخی حقائق اور شواہد جن کا ہم نے تاریخی شواہد کے مطابق ذکر کیا کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ علاوہ اس کے عادات و سنائی کے اعتبار سے بھی یہودیوں اور پشتونوں

میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً یہودی سلاوٹس اور تحریب کاری میں بڑے ماہر ہیں۔ جبکہ ان کے برعکس پشتون اس معاملہ میں سب سے بچھے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہودی بہت منظم اور متحدہ قوم ہے۔ جبکہ پشتونوں کا یہ اتفاق نہ رہا کہ ان کی حیثیت رکھتی ہے۔ تھراؤ کہ اسلام سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان عداوتوں اور جنگوں کا جو لمبا سلسلہ چلا ہے۔ پشتون کے عداوتی ادب و فوٹو رائیں اس کی کوئی مثال یا نشانہ نہیں آتی۔ جس سے کہ یہودییت کی قرآنی روح۔

پھر حال پشتون یا افغان جو ہندوستان میں بٹر شاہ سوری کے دور میں پشتون کی مناسبت سے پٹان کے نام سے مشہور ہوئے اسلئے وہ قوم ہے جن کو کلاسیکی مورخین نے پہلے ہیتی کے اور پھر بعد میں سیتی کے نام سے پکارا ہے۔ اور پھر اسی سیتین کو محققین نے تواریخ کے نام سے ہی پکارا ہے۔ کیونکہ تواریخ اور تاریخی رنگوں ایک دوسرے کے قریب رہتے تھے۔ اسی بنا پر بعض مورخین نے تواریخوں پر بھی تاریخی رنگوں کا گمان کیا ہے اور منگول ترک۔ اور پشتونوں حضرمات غلیوں کے تجزیہ کرنے میں ناکام رہے ہیں پھر حال انہی کلاسیکی مورخین اور بعد کے محققین کے بیانات اور

وہ تغیرات جو مختلف علاقوں میں دریافت ہوئے ہیں۔ کی بنا پر اس بات میں اب کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ سیتی اور تواریخ اصل ایک ہیں البتہ تاریخی تواریخ میں جبکہ منگول ہیں۔ البتہ ترکوں کا ان سے تعلق ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ترکوں اور عیسائیوں کے درمیان اس وقت ارتباط پیدا ہوا جب عیسائیوں نے موجودہ نگرہ کے آس پاس حکومت قائم کر لی اس کے آثار و بقاؤں کوئی میں ملے ہیں۔

افغان اور یونانی

گزشتہ صفحات میں اس بات کی بڑی طرح مفاہمت کی گئی کہ کون سا
 میں جب نعت نصر نے بہودی قیدیوں کو مائدہ النہر اور حسان کے علاقوں
 میں منتشر کر دیا تو اُس سے بہت پہلے افغان یا پشتون بڑے بڑے قبیلوں
 کی شکل میں پکچا اور آرا کو دیا کے علاقوں میں آباد تھے۔ اور انہی کے
 ناموں پر کچھ ہی عرصہ بعد گو رویش یعنی سائرس مارا گیا۔ چنانچہ اس وقت سے
 بھی افغانوں کو بنی اسرائیل کہنے والوں کا نظریہ خد بخود رد ہو جاتا ہے۔
 اسی کے علاوہ جن دوسرے تاریخی حقائق و حالات سے اسی تقریبے کی تردید
 ہوتی ہے وہ یہ ہیں کہ صیتی، سیتی اور تسانی دراصل وہی لوگ تھے جنہیں
 بعد میں سن، حیاتکہ، اپتال اور بعد میں ابالی یا اودالی کے ناموں سے
 یاد کیا گیا۔

سائرس کی موت کے بعد ۵۴۵ ق م میں اس کا بیٹا کبوجہ یا کیمز
 اب کی جگہ بادشاہ بنا جس نے بعد میں خردکشی کر لی کیونکہ گرمائی کے
 ایک منہ نے کبوجہ کے بھائی بار دیا کے نام سے بادشاہی کا اعلان کیا
 تھا۔ اگرچہ کبوجہ کے مرنے کے بعد داریوش نے تاج شاہی سر پہ رکھ
 کر صومنی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی لیکن ان واقعات سے سائرس
 کی قوم کردہ عظیم سلطنت میں انتشار پیدا ہو گیا۔ خصوصاً مشرقی علاقوں
 میں طوائف الملک پھیل گئی۔ مغرب میں یڈیا اور یونانی مقبوضات میں

جناہت پھیل گئی۔ اور مشرق میں افغان قبائل نے اپنے اپنے علاقوں میں
 مقامی طور پر حکومتیں قائم کیں۔ داریوش کا فی عرصہ مشرق و مغرب کے لوگوں
 کے ساتھ دست و گریبان رہا بالآخر ۳۵۰ ق م میں اس کی موت کے بعد
 جب اس کا بیٹا خشایارشا تخت نشین ہوا جسے یونانی اگر سرس کہتے
 تھے۔ یونانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ایک بڑی فوج بھیج دی
 اسی زمانہ میں یونانیوں کو سخت جانی اور مالی نقصان پہنچا ایرانی فوجوں
 نے مقدونیہ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ غالباً کیمز
 اُس حملے کا انتقام ایرانیوں سے لینا چاہتا تھا بہر حال خشایارشا کے
 بعد اردشیر اول سیریہ آرائے سلطنت ہوا اور ۱۱ سال حکومت کی۔ اسی
 کے زمانہ میں ولایت اسپہ یا شت اسپہ نامی ایک افغان سردار نے
 بادشاہی کا اعلان کیا۔ اسی نے باختر کے مختلف قبائل پر مشتمل ایک طاقتور
 فوج تیار کی، اردشیر اس کی سرکوبی کے لئے ایک بڑی فوج ساتھ باختر
 کی طرف بڑھا لیکن ۵ سال کی طویل جنگ کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا
 اس کے کچھ عرصہ بعد اردشیر نے پھر بڑی قوت کے ساتھ باختر پر حملہ کر دیا
 مگر چہ حشت اسپہ کے دسائی اردشیر کے مقابل میں کم تھے۔ لیکن پھر بھی ہی
 باختری کے ساتھ لڑا اور میدان جنگ میں کام آیا۔ اردشیر اول کے بعد
 اس کے بیٹے خشایار دوم نے صرف ۵۴ سال حکومت کی۔ اسی کے
 بعد اس کا بھائی "اوٹس" (OCHUS) داریوش دوم کے نام سے
 ۴۸۵ ق م میں اردشیر دوم و سوم اور آخر میں داریوش کو دور
 "اوٹس" (CODOMANUS) داریوش سوم کے عزائم سے
 شکست کا قیام ہی تخت نشین ہوا۔ اسی زمانہ تک صفائی منش سلطنت کی

گرفت بہت ذلیل ہو چکی تھی۔ بادشاہ میں ناکام اور کمزور ارادے والے لگے تھے۔ صوبوں کے حاکم جو زیادہ تر شاہی خاندان کے املاک تھے۔ لاپرواہ اور فرائض منصبی سے غافل تھے۔ ہر جگہ عوام کے صبر کا پالہ سمیٹ رہا تھا اور صفا منشی سلطنت سے نہایت حاصل کرنے کی فکر میں تھے۔ صوبہ آراکوزیا۔ گندھارا، پکتیا، سندھ اور پنجاب تو مکمل طور پر صفا منشی سلطنت کے اندر نفوذ سے آزاد ہو چکے تھے ہر جگہ مقامی طور پر خود حکومت، قائم ہو گئی تھیں۔ یہی کیفیت مغرب میں لاطینوں اور ہونانی مجوس کی تھی۔ بلکہ ان تو ایک نئی طاقت اٹھ رہی تھی جس کا نام میں شاہ مقدونیہ فلپ دوم کی قتل کے بعد اس کا بیٹا سکندر میں سلک کی عمر میں تخت نشین ہو چکا تھا۔ سکندر جس کا نام "شہرِ بڑا" میں پیدا ہوا۔ سکندر کی ماں کا نام ایلپاس تھا جو مہدوس کے بادشاہ (NEOPTOLEME) نیپٹولم کی بیٹی تھی۔ جو اپنے آپ کو یونان کے انسانی پیدائش آشیل (ACHILLE) کی نسل سے بتاتا تھا۔ چونکہ مقدونی بادشاہ اپنے آپ کو یونان کے نیم رب تصور کرتے تھے اس لیے سکندر کی نسب اساطیر کی رو سے باپ کی طرف سے کرلس اور ماں کی طرف سے آشیل تک پہنچتی تھی۔ کہتے ہیں فلپ کی قتل میں اس کی بیوی ایلپاس اور بیٹے سکندر کا ہاتھ تھا بہر حال جب سکندر تخت نشین ہوا تو ابتدا میں عوام اسے کم عمری کا درجہ سے چندان اہمیت نہیں دیتے تھے۔ مگر اس کی ماں بڑی ہوشیار اور دلیر عورت تھی اور سکندر کی صلاحیتوں سے واقف تھی۔ چنانچہ اس کے مشوروں اور ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ عوام کے سامنے گیا اور بڑی پختہ اور جذباتی تقریریں کیں اور داخلی معاملات سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر

ایمانیوں سے جملہ لینے پر لوگوں کو اکٹھا کیا اور ایک زبردست فوج تیار کر کے مشرق میں مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ صفا منشی سلطنت اس وقت رو بہ زوال تھی۔ داریوش کو جب سکندر کی لشکر کشی کی اطلاع ملی تو ایک طرف داخلی طور پر فوجوں میں اعلان کرنے لگا اور دوسری طرف یونان سے کچھ کرائے کے سپاہی بھرتی کئے مگر جب اس نے فوجی بہت بڑھائی لیکن سب کے سب جنگجو نہیں تھے۔ چنانچہ سکندر سے مقابلہ کرنے بیڑیا کی طرف فوج بھیج دی۔ گرائیکس کے مقام پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ گرائیکس ایک دیا کا نام ہے جو موجودہ ترکی کے شمال مغرب میں بحرِ مارمرای میں گرتا ہے۔ یہ مقابلہ اتنا سخت تھا کہ ایک موقع پر تو سکندر کا جان اس کے ایک سردار اماکیتوس نے بچائی۔ دوسری جنگ اسوس کے مقام پر ہوئی اس میں داریوش زخمی فوجوں کی قیادت کر رہا تھا۔ چونکہ وہ خود ماہر جرنیل نہیں تھا اس لیے بڑی طرح شکست کھائی ان کا تمام کام کھانا سامان بطور غنیمت سکندر کے ہاتھ آیا۔ اس کے بعد سکندر نے فینیقیوں کے تھماری شہر صور پر حملہ کیا چونکہ اس شہر کے لوگوں نے بڑی جرات اور پامردی کے ساتھ سکندر کا مقابلہ کیا اور کئی بار اسے شہر فتح کرنے میں ناکامی ہوئی تھی۔ اس لیے ایک بڑے حملے میں شہر کو فتح کرنے کے بعد مردوں کا قتل عام کر کے بچوں عورتوں کو غلام بنا کر لے آیا۔ اس کے بعد سکندر نے مصر کا رخ کیا۔ چونکہ مصری صفا منشی حکومت سے خوش نہیں تھے۔ اس لیے سکندر کا خیر مقدم کیا گیا اور بلا چون و چرا مصر مطیع ہو گیا۔ اب داریوش کو یقین ہو گیا کہ سکندر کا مقابلہ ممکن نہیں ہے اس لیے سکندر سے مصالحت کرنے اور ملکیت تقسیم کرنے کا ارادہ کیا لیکن



آف دی



برج



پہلے اور بعد

یہ کہ فرات نیک مارے علاقے سکندر کو دے کر بھات حاصل کیے ۔
 دارپوش کی اس خدمت دکنوری نے سکندر کا حوصلہ ابھی بڑھا دیا اور
 اُس کی یہ پیشکش مسترد کر دی ۔ چنانچہ دارپوش دفاعی تیاری کرنے پر
 مجبور ہو گیا اور ہر جانب سے فوجیں لاکر بابل میں جمع کر دیں مومن کے
 قریب گوگا ملاؤ کے میدان میں مدوں فوجوں کے درمیان بہت سخت
 اور خونریز لڑائی ہوئی ، ابتدا میں دارپوش کا بد بھاری نظر آتا تھا لیکن
 سکندر نے جو جنگ کا ماہر بھی تھا اور فطری ذہانت کے ساتھ جو شہید ہونے
 بھی تھا ۔ گھوڑا دوڑانا بہا ۔ دارپوش نیک پہنچ گیا اور ایک چھوٹا نیزہ
 اُس کی طرف پھینکا اگرچہ دارپوش بچ گیا لیکن اُس کا گاڑی چلانے والا
 مارا گیا ۔ لوگوں نے گمان کیا کہ دارپوش مارا گیا اسی لئے فوج کے پادشاہ
 گئے ۔ دارپوش میں خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور سکندر کو آگے بڑھنے میں کوئی
 رکاوٹ نہ رہی یکے بعد دیگرے علاقوں کو فتح کرتا ہوا پرس پولیس پنجاب
 قید و بند اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا ۔ چونکہ اُسے کسی طرف
 سے کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا اس لئے عیش و عشرت کی محفلوں میں دلت
 گزارتا رہا ۔ عیش و عشرت اور بارہ فرشتوں کی ایک مات آتھنز کی ایک
 خوبصورت عورت تائیس نے سکندر سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو خشیار
 شاہ کے محل کو اپنے ہاتھوں سے آگ لگا دوں کیونکہ یہ اس بادشاہ کا محل
 ہے ۔ جس نے آتھنز کے ایک شہر دارکولوس کو جلا دیا تھا سکندر نے
 اپنے ہاتھ سے ایک مشعل جلا کر تائیس کے ہاتھ میں دیا اور پھر گود
 میں اُٹ کر محل میں گھومتا رہا اور وہ آگ لگاتی جاتی تھی ۔ ادھر محل
 میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے ادھر سکندر اور محفل کے شراب

دوسرے جہنیل اور انشان لے کر ہی پست شور و غل اور شعلوں کا تماشہ
 کر رہے تھے۔ اس کے بعد سکندر داریوش کی تلاش میں مدائن پہنچا۔ اسی وقت
 باختر کا والی لبوس تھا جو مخالفینوں کا سب سے خطرناک دشمن تھا۔ چنانچہ
 اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیستان اور آرا کو نیا کے
 حکمران بارسائٹس اور شاہی گارڈ کے جہنیل نامہ رزائنس کو ساتھ ملا
 کر پچاس برس کی عمر میں جولائی سن ۳۳۰ ق م میں داریوش کو قتل کر کے مخالفین
 عظمت کا خاتمہ کر دیا اور پھر سکندر کے مقابلے کے لئے تیار ہی میں صرف
 ہر گز لبوس نے باختر میں بادشاہی کا اعلان کیا اور ملاح و مشورے کے
 بعد ساتی بار زائنس ہرات چلا گیا اور ارسائٹس سیستان آیا۔ معتقد
 تھا کہ باختر کے علاوہ ہرات اور سیستان میں بھی سکندر کے مقابلے کے
 لئے قوت جمع کی جائے۔

سکندر نے جب لبوس کی بادشاہی کا اعلان سنا تو فوری طور پہ باختر
 کی طرف مدائن ہوا جب وہ سرزمین یعنی سرحد طوس پر کہ اس وقت ہرات
 اہلایت میں شامل تھا پہنچا تو ہرات کا والی ساتی بار زائنس مصلحتاً غیر مسلح
 رہنے لگے بڑھاپہ کی وجہ سے وہ جانتا تھا کہ وہ ایکلا سکندر کا مقابلہ نہیں کر سکتا
 سکندر نے اسے اپنے منصب پر بھروسہ دیا اور ایک یونانی فوجی انراکیپ
 (ANAKIPP) کو چالیس تیرا شانہ فعل کے ساتھ اس لئے واناں چھوڑ دیا
 ایچھے سے آئندے مقدونی فوجوں کی ضرورت سے ہرات کی ولایت میں
 رہے۔ لیکن جب سکندر باختر کی طرف روانہ ہوا اور ہرات سے کافی دور
 چلا گیا تو ساتی بار زائنس نے انراکیپ اور اس کے دوسرے چالیس فوجی
 قتل کر دیا تاکہ سکندر کو اس کے آئندہ حزام کا پتہ نہ لگ سکے اور پھر

ارادے سے کہ جب سکندر سکندریہ کے ساتھ دست و گریبان ہو تو یہ
عقب سے سکندر پر حملہ کر دے۔ چنانچہ ساتی بار زائس نے اسی پاس
کے قبائل کو جمع کیا اور وہ تمام راستے بند کر دیے جن سے فارس کی طرف
سے سکندر کو کوئی فوجی کمک پہنچ سکتی تھی۔ لیکن سکندر کو باختر تک پہنچنے
سے پہلے ان واقعات کا علم ہو گیا اور انتہائی پریشانی کے عالم میں واپس
گھرا۔ شب و روز سفر کرتے ہوئے ہلکتے ہوئے آیا لیکن ساتی بار زائس اپنے
ساتھیوں سمیت کسی دوسری طرف نکل گیا۔ اور سکندر نے ہر بات پر بغور
کر لیا۔ چونکہ سکندر کو ساتی بار زائس کی طرف سے اطمینان نہیں تھا اس
کا خیال تھا کہ غالباً ساتی بار زائس سیستان کے والی بار زائس کے
پاس چلا گیا ہے۔ چنانچہ ہرات میں اس واماں بھائی کرنے کے ذرائع
سیستان کی طرف فوجوں کو مدد کرنے کا حکم دیا۔ چونکہ بار زائس
(BAPSENTES) میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ مقابلہ کر سکے لہذا وہ بھی
اپنے ساتھیوں سمیت سیستان سے چلا گیا۔ اور سکندر نے سیستان کے ہرگز
جو غالباً موجود... فزادہ تھا پر قبضہ کر لیا۔ اس شہر میں فیلوناس کا الٹک
واقعہ پیش آیا۔ یہ اکثر ہر شہر کے نام کی بات ہے کہ سکندر نے اچھا لکھا
جبری اور ماہر جبریل فیلوناس کو قتل کر دیا جو ہمارے اندر جگہ مہارت
میں اس سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اس قتل کی ایک دہر یہ تھی کہ فیلوناس اپنی فوج
اور جنگی مہارت کی بنا پر بیوں میں ہرگز کم نہ تھا جسے خود سکندر ریشہ
کرتا تھا اور دوسری وجہ اسی بنا پر دوسرے جرنیلوں کا حسد تھا۔ جو ہرگز
اسی کے حکمت سکندر کو بھرا کرتے تھے۔ سکندر فتوحات کا تمام کریڈٹ
خود لیتا چاہتا تھا۔ فیلوناس کا باپ پارسیوں میں بھی سکندر کے باپ کے برابر

جبریلوں میں سے تھا۔ یونان کا مشہور سراج ننگا رہو تارک (۲۶-۱۱۲۰)
کہتا ہے کہ پارسیوں نے سکندر کے پرانے مشیروں میں سے ایک تھا جبرائے
ایشیا پر حملہ کرنے کی ترغیب دیا تھا۔ پارسیوں کے قین بھانہ اپنے ہی
فوجی میں شامل تھے۔ سب سے پہلے ایشیا مکتورا (HECTOR) دیہات
میل سے فوج کے ساتھ گزرتے ہوئے دریا میں غرق ہو گیا۔ اسی طرح چنانچہ
بھی ہلاک ہو گیا اور سب سے بڑا بیٹا فیلوناس تھا جسے سکندر نے خود
قتل کر دیا۔ بلکہ سکندر نے پارسیوں کو بھی معاف نہیں کیا وہ بھانہ میں
ایک بڑے لشکر اور غزائے کے ساتھ تھا سکندر نے خفیہ طور پر اُسے
بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گریا مار سے خاندان کا ہر کسی مقبور کھاتا
کر دیا البتہ قصور اگر کوئی تھا تو وہ یہ کہ دنا دار اور ہنر مند تھے سکندر
چاہتا تھا کہ فیلوناس کے تمام قریبی ساتھیوں کو بھی قتل کر دیں۔ لیکن فوجی
عدالت نے انہیں بھی کر دیا۔ مگر محوڑ سے ہی دفن ابد شادی کا روضہ
کا کمانڈر دیمتریوس فراف کا بکرا بنا گیا۔ اس کے بعد سکندر مشرق
کی جانب مہر دو دیا (مستونگ سے بحیرہ عرب تک) کا بلوچ علاقہ ان
طرف بڑھا اُسے رستہ میں یورگیتی (EURBETAS) کے نام سے ایک
قبیلہ ملا۔ ان کے سردار کا نام تیریدانس (TIRIDATES) یا تیریداس
تھا یا درجہ کہ غزنی سے کندھار کی طرف سولہ ہجری کے غامیہ پر ایک مقام
کا نام یہ گھٹو ہے۔ لیکن یہ مقام گم ہو دیا ہے بہت بعد فزادہ کے قریب مشرق
میں واقع ہے ہو سکتا ہے کہ یہ قبیلہ بعد میں دماں چلا گیا ہو ہر حال
یورگیتی نام کا قبیلہ نہ افانوں میں ہے۔ زبوروں میں غالباً کوئی اور نام
تھا جو یونانی زبان میں گم ہو گیا ہے۔ بجاں تک مہر دو دیا سے متصل ہے

کی بات ہے تو اس کے معنی ہوتے کہ یہ قبیلہ دریائے ہند کے جنوب میں
کسی جگہ آباد تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی فوج کا ایک حصہ
سے غمزدہ ہوتے ہوئے چائی نوشکی کے راستے شاکوٹ (کوٹہ) کی راہ
میں داخل ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہی علاقے جدو در جد اسے تسخیر تھے۔ چونکہ ہرگز
جدو در جد کے قریب آہستہ اور سکندر ان کے علاقے پر سے گزرتے ہوئے
کندھار چلا گیا تھا۔ لہذا بطلموس نے آسا کو قس کے نام سے ہی دیا
کہہ کیا ہے وہ غالباً وہ دریا ہے۔ جسے آج کل پشین دریا کہتے ہیں اور
جس کا کوئی منبع نہیں ہے بلکہ برساتی ندیاں بول سے بنتا ہے اور دریا
بولان کے دھلنے سے شروع ہو کر جنوب سے شمال کی طرف بہتا
ہے۔ یعنی کوئٹہ سے پشین اور پھر مغرب کی طرف شوروک سے گزرتے
ہوئے حارون میں گرتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں شاکوٹ (کوٹہ) کی آبادی
بہت سرسبز و فیر تھی۔ آس پاس کے ہندو باہ پھاڑوں پر گھنے جنگلات رہتے
تھے بر باد ہی زیادہ ہوتی تھی۔ اس لئے اس دریا میں ہر وقت کافی پانی بہتا
تھا۔ بلکہ بمسات میں تو سبھا بول کی وجہ سے پانی کی مقدار بہت بڑھ
جاتی تھی۔ اگرچہ سر پر سیاہی ساٹیکس اس مقام کو حملہ کے ڈیٹا میں اس دور
سے سمجھتا ہے کہ اس علاقہ کی آبادی کا مرکز آبا اور زمین پر علاقہ ہونا چاہیئے
اس سے اتفاق ہے کہ ہند کے آس پاس افغان تہاں رہتے تھے۔ بلکہ ہر
نیک پیسے ہوئے تھے۔ جہاں میں بلوچ اور بڑے چچ تہاں شامل تھے۔
اس کے ساتھ ہی کوئٹہ اور پشین کی وادی میں بھی مختلف قبائل آباد تھے
میں کند، ژمند اور کاسی شامل تھے۔ کیونکہ یہ وادی میں خوب آباد تھی
کلاسیکی مورخین نے یورگیزیوں کے علاقے کو اگریاسپہ (AGRIASPAE)

یا آریاسپہ (ARIASPAE) یا آریاسواس ARYASWAS کہلاتے
اور اس علاقہ کو سیستان کے حصوں میں سے ایک حصہ بتایا ہے۔ ہر حال
سکندر جب شاکوٹ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ ساتی بار زانس نے پھر
ہرات پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہاں یونانیوں کو سخت نقصان پہنچایا
ہے۔ یہ سُن کر سکندر سخت برہم ہوا اور فوری طور پر چوسر واصل اور پھر
ہزار پیاہوں پر مشتمل ایک لشکر کا رانس اور دیکس کی قیادت میں ہرات
مدد کر دیا اور چند ہی دنوں کے انتظار میں شاکوٹ میں مقیم رہا اور
اسی مقام اس نے وادی کے وسط میں ایک بڑا قلعہ بنایا۔ جو بعد میں
میران قلات کی مناسبت سے "میری" کے نام سے مشہور ہوا آج کل
یونانی فوجوں کی یاد دلاتا ہے۔ ایک بڑی گول حندق کھودی گئی تھی ایک
دھسمہ کی شکل میں درمیان میں جسوع کو دی گئی۔ بعد
کے زمانہ میں اسے میلان قلات نے استعمال کیا اور انگریزی دور میں بلوچ
آرٹسل ڈیڈ فوجی مقام کے لئے استعمال ہوتا رہا اب بھی دفاعی مقاصد کے
لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے اندر انگریزوں نے شالہ درہ جگہ کے
ایک ہزار مری کا مجسمہ بنایا تھا۔ اور پانی نالہ کے نام سے ایک نذر میں اس
میں موجود ہے۔ ہر صفر کی تقسیم سے پہلے کوئٹہ کے ہندو خاص ہزاروں کے
مواقع پر پراکٹا کرنے جایا کرتے تھے۔ زمین سکندر کو اس دوران اطلاع
ملی کہ ساتی بار زانس کی مدد کے لئے باختر کے بادشاہ بوسس نے دو ہزار
ہزار مریوں پر مشتمل ایک لشکر بھیج دیا ہے اس لئے عسکرت میں یونانیوں
کی حالت بخیر ہو گئی ہے۔ سکندر بہت مضطرب ہوا اور اپنی فوج سے
ایک اور بڑا لشکر الگ کر کے ہرات کی طرف ارتاباز (ARTABAZ)

اندایری ٹریس (ERIGYOS) اندکارنس (ARANOS) کی قیادت میں ہرات پہنچ دیا۔ ادھر پارٹیا کے حکمران مہرتا مزن کو جو جو سکندر کا مطیع تھا سکھ بچھا کر اپنی تمام فوجوں کے ساتھ اپنا فوجوں سے لے کر ساتی بار زانس کے صوف جنگ میں شریک ہو جانے کے لیے کہارتیا والوں پہلو ابھی کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ وہی سیحین یا قرانی قبائلی تھے جنہوں نے یونانیوں کے بعد اسکانی سلطنت کو نام سے ایک بڑی پارٹی سلطنت قائم کی۔ ان کا کچھ تذکرہ پہلے بھی کیا گیا۔ بعد میں بھی کیا جائے گا۔ بہر حال ساتی بار زانس جو ایک مقامی بہادر اور وطن پرست سردار تھا اور اس کا لشکر افغانوں اور بلوچوں پر مشتمل تھا ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ہندو آدما ہوا اگرچہ افغان اور بلوچ بدنامی فوجوں کے مقابلے میں بہت ہی کم تھے اور ان کے سامنے بھی ظاہر ہے۔ حدود دیوں گے لیکن بڑی جواہری سے لڑے اور ساتی بار زانس نے بڑی شجاعت کے ساتھ وطن کے تنگ دناؤس پر جان قربان کر دی۔ اگرچہ یونانیوں نے اس کے اپنے ہی قوم یعنی پارٹیا والوں کی مدد سے ساتی بار زانس پر فتح حاصل کر لی لیکن اسے سر جھکانے پر مجبور نہ کر سکے۔ لکن اس طرح بے فکر ہو گیا تو اس نے باغتر کے والی ہوس کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کی۔ پہلے درہ گوگ کے قبائلی کو تاج کیا پھر دماں سے ہر۔ ہوسے آرا کو زیادہ داخل ہوا۔ درہ گوگ شاکوت میں موجودہ کوزا

۱۱) اس وقت پارٹیا کا علاقہ بحر خزر کے جنوب مشرقی علاقوں جن میں عشق آباد، دماوند، مرودہ اور مشہد شامل تھے پر مشتمل تھا

(QUITTA) کے شمال مشرق میں قریباً ۵۰ میل پر زیارت درہ کے مغرب میں واقع ہے۔ حاصل یہ مدد نہیں ہے۔ کیونکہ آگے کو پارٹیا کے ملنے کی وجہ سے ہندوچہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نمانہ میں جبکہ زیارت کا کام نہیں تھا۔ زیارت تک جانے والے درہ گوگ کہتے تھے یا یونانیوں نے نام درہ کو درہ گوگ سمجھا۔ اس درہ میں بھی پانی بہتا ہے۔ کیونکہ ان پارٹیاں پر اس وقت بھی اور آج بھی زیادہ برہنہ رہتی ہے۔ بہر حال سکندر کی فوجوں کا ایک حصہ اس راستے سے گزرا ہو گا اور بال کے رہنے والوں کو مطیع کیا ہو گا کیونکہ سکندر یہاں سے مشرق کی طرف گیا تھا اور شاکوت سے مشرق کی جانب مرودہ بھی زیارت کا راستہ ہے کیونکہ دوسرا راستہ نہیں ہے۔ البتہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ درہ گوگ کے لوگ کون تھے بہر حال سکندر یونانیوں کے راستے جو کہ آرا کو زیادہ کا ایک حصہ تھا۔ مرودہ درہ میں داخل ہوا اور یہاں سے غزنی کے راستے ہر تے ہوئے کابل پہنچا۔ کذا ہے کابل تک قبائلی نے مار مار سکندر کی فوجوں پر حملے کئے۔ لیکن یہ حملے اس لئے مفید ثابت نہ ہو سکے کہ نہ تو یہ منظم حملے تھے اور نہ اجتماعی شکل رکھتے تھے۔ اسی کی وجہ سے کہ قبائلی مشترک حالت میں ایک دوسرے سے ٹکر دے رہتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکندر مزاح سے اپریل یا مئی ۳۲۷ ق م میں شاکوت آیا تھا۔ اور غالباً اگست یا ستمبر میں آرا کو زیادہ روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اکیسویں میں یہاں غنڈہ کھودنا اور قلعہ بنانا ممکن تھا کیونکہ زمبر سے مارچ تک یہاں کا موسم سرد ہوتا ہے اور برسات و برفاری کی وجہ سے مئی کا کام نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں فیلتاس کا واقعہ کہ وہ ششہ نام میں مزاح میں پیش آیا تھا غالباً سکندر زمبر ششہ سے مارچ

یا اپریل ۱۸۵۷ء تک فراء ہی میں مقیم رہا اور پھر مئی میں شاکوٹ آیا اور جہلائی یا اگت میں کندہ میں داخل ہوا اور پھر راستے میں قبائلی کے ساتھ لڑتے لڑتے لڑے لڑے نام میں کابل پہنچا اور یہاں سے باختر کے وال بسوس چہ چڑھائی کرنے کے لئے تیاری کرنے لگا۔ چونکہ سکندر مختلف مفتوحہ علاقوں میں کچھ نہ کچھ فوج چھوڑ جاتی تھا۔ اس لئے جب کابل پہنچا تو اس وقت اس کے پاس ستر ہزار فوج رہ گئی تھی جو کہ باختر پر چڑھائی کے لئے کافی تھی۔ لیکن پھر لہا اسے ہندکوش کے جنوبی اور شمالی علاقوں کو فتح کرنے میں کم دیش دو سال کا عرصہ لگا لیکن یہ فتح بھی کوئی خاص کامیابی نہیں تھی۔ کیونکہ اس کے پاس کوئی خاص اختلاص تو مل نہیں کہ مفتوحہ علاقے کو قابو میں رکھ سکے۔ چنانچہ جب اس کی فوج دوسری طرف جاتی تھی تو پیچھے لوگ پھر بغاوتیں برپا کرتے تھے۔ اور دوبارہ وہاں لشکر بھیجنا پڑتا تھا۔ یہ اس کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت تھی۔ اسی وجہ سے اس کے جس ہزار فوجیوں نے تنگ آکر واپس وطن جانے کا مطالبہ کیا۔ چونکہ سکندر نے باختر فتح کر لیا تھا۔ اور وہاں کے وال بسوس کو گرفتار کر کے سہان بھیج دیا تھا۔ جیسے وہاں اس کے حکم کے مطابق قتل کیا گیا۔ لیکن تنگ آمدہ تیس ہزار یونانی سپاہیوں کو وطن بھیج دیا اور ان کی جگہ تیس ہزار افغان اپنی فوج میں بھرتی کر کے باختر لے گیا۔

یہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے ایک جنرل امین تاسی کو دس ہزار فوج کے ساتھ باختر میں چھوڑ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باختر سے واپس ہندوستان کی طرف جاتے ہوئے سکندر نے منصوبہ علاقوں میں چھوڑے ہوئے فوجوں سے بھی کچھ حصے اپنی فوج میں ملا لیے

تھے۔ کیونکہ جہلائی آبادی میں اس کی فوجوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار پیدل اور پندرہ ہزار سواروں تک پہنچ چکی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ ان میں مقامی لوگوں کی تعداد ستر ہزار کے قریب تھی۔ اس وقت ایک سے لے کر جہلائی آباد تک اور سات سے لے کر لاہور تک (موجودہ راجپوتانہ) اور لہور تک ایک لاکھ کی متحدہ اور منظم حکومت کا وجود نہیں تھا ہر ایک قبیلہ آزاد اور مشترکہ روایات کے تحت زندگی گزارتا تھا بلکہ اکثریت پادریوں اور کوپیلوں پر مشتمل تھی۔ جو مالدار تھے اور سوسوں کے مطابق شمال سے جنوب اور جنوب سے شمال کی طرف حرکت میں رہتے تھے۔ البتہ ٹیکسلا میں آہی یا اڈھس COMPHIS کا ایک راجا حکومت کرتا تھا ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو ہر وقت پنجاب کے راجا پر کسی سے دلی اور خطرے میں رہتی تھی۔ چنانچہ سکندر جب جہلائی آباد پہنچا تو اس نے راجا آہی کے پاس انجی بھیجے تاکہ اطاعت قبول کرے آہی نے جو پورس سے سخت خطرہ محسوس کر رہا تھا اسے ایک غیبی وارادہ سمجھ کر کے ایچیلوں کی بڑی آؤ بھگت کی، بعض کہتے ہیں۔ کہ اس نے ایک سفارت سکندر کے پاس بھیجی اور بعض کہتے ہیں کہ خود سکندر کے پاس گیا اور اس کی خدمت میں پچیس ہاتھیوں کا تحفہ پیش کیا۔ مورخین کہتے ہیں کہ یہ ملاقات دنیا کا ایک مقام پر ہوئی تھی۔ لیکن صحیح طور پر نیکیا کی نشان دہی نہیں کہ ہے کہ کونسا مقام تھا ہر حال سکندر کی خوشنودی اس نے حاصل کی اور وہ اپنی ریاست پر قائم رہ گیا۔ اس وقت سکندر کو اطلاع ملی کہ اس پاس کے پادری علاقوں میں بڑے بڑے اور سرکش قبائل سب سے ہیں جو کہ کسی کی طاقت نہ کرتے ہیں نہ ملتے ہیں۔

ہو کہ سکندر کو آسا کو دنیا میں تجربہ ہو چکا تھا۔ اس لئے دوبارہ کی قسم دے کر
 سول فیض کے لئے تیار نہیں تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے اُس نے ان تباہی لای
 بننے کا قصد کیا اور دریائے کوئٹہ کے کنارے کنارے آگے بڑھا۔
 قبائل کو سکندر کی آمد کی اطلاع ہو گئی تھی اس لئے وہ بھی جنگ کے
 آمادہ ہو گئے تھے۔ لیکن ان کی جنگ منظم نہیں تھی۔ اچانک حملے کے
 لئے اور پناہ میں حیرت مانتے تھے۔ یونانی فوج انہیں تلاشی
 میں لکڑیوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ اس طرح انہیں اند بھی نقصان
 پہنچتا تھا چنانچہ ایک اچانک حملے میں سکندر کا اپنا بازو بھی زخمی ہوا
 اور اُس کے دو فوجی انریطیسوس اور لئو ناتوس بھی زخمی ہو گئے
 سے سکندر اتنا برا فزع ہو گیا کہ نام گرفتار شدہ قبائلیوں کو
 یقین کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سکندر کے خلاف گند مارا اور جوا
 صوری صوبہ کے نام قبائلی نے جنگ کرنے کا قصد کیا اور قریباً
 دو سال تک سکندر ان کے ساتھ مار دھاڑ میں مصروف رہا اس دوران
 اُسے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ کبھی سوات میں کبھی دیر
 باجوڑ میں تو کبھی خیبر میں لڑتے لڑتے سخت بیمار اور مایوس
 گیا اور اس کی فوجوں میں بڑی چھل گئی آخر پناہ میں رکھنے کے
 فوجوں کو اکٹھا کر کے ٹیکسلا کی طرف روانہ ہوا اور ٹیکسلا کے
 کی تشریف پسائے نے پنجاب کے راجا پورس پر چڑھا کر کے
 کی ٹیکسلا کے راجا آسپہی نے پانچ ہزار سپاہی امداد کے لئے پیش
 دیے۔ سکندر کو مسئلہ کم میں جہلم کے کنارے پہنچا ایک
 حملے کی تیاری کرتا رہا۔ اسی دوران پورس کی فوجیں مقابلے کے

پہنچ گئی تھی البتہ اس کا لشکر دو ہزار سپاہ کے ساتھ جہلم کے
 پار مقیم تھا۔ جراث کی ایک رات جب بارش ہو رہی تھی۔ سکندر نے
 ماموشی کے ساتھ دریا پار کیا اگرچہ پورس کے پیچھے نے برائی ہوا
 تھی انہیں روکنے کی کوشش کی اور بڑی دلیری سے لڑائیں میدان جنگ
 میں لگایا جب پورس کو اس کی اطلاع ملی تو ایک زبردست فوج کے
 ساتھ مقابلے پر آیا چونکہ یونانی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس لئے
 شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ جب سکندر کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو سکندر
 نے پورس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے پورس نے
 جواب دیا جو سلوک بادشاہوں کے ساتھ مناسب ہوتا ہے۔ سکندر اس
 کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اُسے اس کی ریاست واپس
 لے کر اپنا دوست بنایا۔ اس کے بعد سکندر سترلج تک آگے گیا اور ہندو
 لوگوں کو یقین بناتا رہا۔ دریائے رائی سے گزرتے وقت لوگوں
 نے اس کا مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں اُس نے ستر ہزار ہندی قتل
 اور ستر ہزار گرفتار کئے۔ یاس کے کنارے اُس کی فوج نے آگے
 چلنے سے انکار کیا سکندر غم و غصے کی وجہ سے عین دن تک اپنے
 نیچے سے باہر نہیں آیا آخر چوتھے دن نکل کر فوجوں کو واپس یونان
 کا حکم دے دیا اور فوجوں کو عین صبح ہی تقسیم کیا ایک حصہ
 کی قیادت میں مرینیوں اور زخمیوں کے ساتھ کنڈار اور سیستان کے
 راستے بیجا۔ بارہ ہزار سپاہیوں اور دو ہزار ملاحوں کا ایک
 اپنے پیرس کے ساتھ جو ایک سرحدی جہازوں پر مشتمل تھا۔ دریا کے
 راستے بھی دیا اور باقی فوج سے کہ خود اُنہیں کے ساتھ ساتھ روانہ

کا اعلان کر دیا۔ سمرقند و بخارا کو بھی کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لیا۔ سکندر کے جانشین کے بعد سندھ و پنجاب اور گندھارا میں اس کے تمام مقبوضات مقامی حاکموں کے ہاتھوں میں قریباً آزاد حیثیت اختیار کر گئے۔ کیونکہ سکندر کے جانشین کے فوراً بعد اس کے ہندی مقبوضات کے دانی نیلیپوس PHILIPPOS کو کھٹکہ قلم میں اس کے برہمنی فوجیوں نے قتل کر دیا۔ اگرچہ کھٹکہ قلم میں سکندر نے دیوس کہ اس کی جگہ مقرر کیا۔ لیکن انتشارِ عدد سے بڑھ گیا اور چندر گپت کو ان علاقوں پر قسط قائم کرنے کا موقع مل گیا۔

چندر گپت کا اصل نام ساذر وکٹس تھا۔ اگرچہ وہ پہلا شخص تھا جس نے برصغیر کی تمام مائیں یعنی ریاستوں کو یکجا کر کے ہندوستان کے نام سے ایک عظیم سلطنت قائم کی لیکن اس کی زندگی کے ابتدائی حالات اور حسب و نسب اچھی طرح واضح نہیں ہے۔ بعض اُسے پنجابی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ گنگا کا باشندہ تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ "موریاناگارا" MORYANAGARA شہر کا باشندہ تھا جو ہالیہ کے ایک درے میں واقع ہے اُس کے نسب کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ مہذوؤں کے نچلے طبقے شودر سے تعلق رکھتا تھا اور کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ راجاندا کی ایک بیوی موریاناگارا کا بیٹا تھا اور اسی وجہ سے اسے موریاناگارا کہتے ہیں۔ بہر حال سانکیا — CANAKYA نام ایک برہمن کی امداد و تعاون سے سکندر کی موت سے چھ سال بعد وہ ملگرا (موجودہ بہار) کا بادشاہ بنا اور اُس برہمن کو اپنا وزیر بنایا اس وقت تک پنجاب اور گندھارا یونانی حاکموں کے تصرف

میں تھا۔ ان کے قریب اُس پر اپنا ایک ایک زبردست حملہ ہوا جس میں سکندر بھی زخمی ہو گیا۔ یونانی فوج نے انتقامی جذبے کے تحت مورخوں اور بوڑھوں کو معاف نہیں کیا جو بھی ملتا تھا اس کا سر کٹ کر لیا جاتا تھا۔ عزم میں کہ صدر آباد سندھ تک پہنچتے پہنچتے قریباً اسی ہزار افراد قتل کئے گئے۔ پھر حال وہ کراچی کے ساحل کے ساتھ بڑے ہسپتال کے راستے ایران اور عمان سے بابل پہنچا۔ ایران میں وہ میریاد کی بنار میں مبتلا ہو گیا اور ۱۳ جولائی ۳۲۳ ق م میں اسی بیماری سے ۳۲ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

سکندر کی موت کے بعد اس کے سرداروں کے درمیان اقتدار کی فزیر جھگڑیں ہوئیں۔ اس دوران سکندر کی بیوی رخسانہ کا بیٹا پیدا ہوا۔ ایک سردار پر دیگس اس کی پرورش اس نیت سے کرنے لگا کہ سلطنت پر قابض ہو جائے اس طرف سے نے مصر پر حملہ کیا۔ لیکن مارا گیا۔ اس واقعے کے بعد واسا انتشار اور بڑھ گیا۔ جو جہاں حاکم (گورنر) ملتا اُس نے راجا جوڑا۔ بادشاہی کا اعلان کیا۔ اختیاری گوس نے بابل پر قبضہ کر دیا۔ (کا سکندر) نے جو یونان کا حاکم تھا۔ سکندر کی ماں اولمپیا کو پیرا (PYDIA) نام ایک جگہ میں قید کر دیا اور بعد میں سنگسار کر دیا گیا۔ بطلمیوس نے مصر میں بطلمیوس خاندان کی بنیاد رکھی جو سلسلہ قائم تک قائم رہی۔ اس خاندان کی آخری حکمران کلوپترو تھی۔ اختیاری گوس کے خاندان نے ایران میں ۳۰۶ ق م سے ۳۳۰ ق م تک حکومت کی۔ بطلمیوس نے شام، ایران اور افغانستان پر اپنا اثر بھرا یا۔ پھر کہ مصر کے بطلمیوس دوم اور شام کے سلوسی بادشاہوں کے درمیان لڑائی ہو گئی۔ شوروں ہو گئے اس لیے باختر کے حکمران دیوموتس کو موقع ملا اور وہ

یہ تھے۔ یعنی پورس اور میکسلا کے آسپہن ایرانی حاکموں کے ساتھ مل کر حکومت کرتے تھے۔ ہیساکر پہلے بتایا گیا کہ فیلپس کا قتل کے بعد سکندر نے اور پورس کو ہندی مقبوضات کا وال مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے آئے ہی پہلے تو میکسلا کے والی آسپہن کے اختیارات محدود کر دیے اور پھر خالص نظریۂ سے اسے قتل کر دیا اس کی موت سے مقامی باشندوں میں یونانیوں کے خلاف سخت نفرت پھیل گئی اور انہوں نے چندرگپت کے ساتھ سازش کر کے اور ساتھ مل کر پنجاب میں یونانی حکومت کا خاتمہ کر دیا اس طرح چندرگپت نے پنجاب پر قبضہ کر کے گنگا سے انڈس تک ایک بڑی مملکت قائم کر لی اور اپنا پایہ تخت پتالی پوترا (موجودہ پٹنہ) منتقل کر دیا۔

پورس کی مہراجہ پٹری آف انڈیا اور ولفٹ ستمہ اپنی کتاب اشراک میں لکھتا ہے کہ چندرگپت نندا کی حکومت میں سب سال رہا اور ایک بار (درہم) کی تحریک پر بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا اور گنگا سے انڈس تک ایک بڑی مملکت قائم کر لی۔ چونکہ ایرانی جرنیل اوتار کی جوس میں آپس میں دست و گریبان تھے۔ اس لئے چندرگپت نے یکے بعد دیگرے جنوبی ہندو کش کے نام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ جب ایرانی بادشاہ سلوکس (مکھوور) کو چندرگپت کی فتوحات کی اطلاع ملی تو سب سے پہلے اپنے ایرانی مخالف لیوا بائی کے حکمران انٹی گوٹس پر چڑھائی کر کے مصر کی طرف بھاگا ریا اور مصر میں ہو کر اس وقت قیام میں شمال مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے باختر پر قبضہ کر لیا اور پھر چونکہ وہ چندرگپت سے لڑنے کے لئے مشنہ قیام میں پنجاب کی طرف بڑھ رہا تھا پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانچ سال تک آریا میں مصروف رہا۔

اور یہ بعید از قیاس بھی نہیں کیونکہ خود سکندر کو بھی آریا میں کم از کم چار سال مصروف ہونا پڑا تھا۔ بہر حال مشرق قیام میں وہ اس قابل ہوا کہ کابل اور پشاور سے ہوتے ہوئے ایک تک پہنچ جائے اور چندرگپت نے بھی اپنے مغربی سرحدوں اور انڈس کے مشرقی کنارے فوجیں صف بٹائی کیں۔ اس جنگ کے بارے میں محققین میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جنگ بالکل نہیں ہوئی۔ بلکہ شام کے سلوسی یونانی بادشاہ نے پانچ سو باغیوں کے ہمے مغربی پنجاب آریا کا مشرقی حصہ کابل، آراکوزیا، وادی کندھارہ و نیا چندرگپت کو دے دیئے اور بعض کہتے ہیں کہ انڈس کے اگل پار زبردست جنگ ہوئی۔ جس میں سلوکس جس کا لقب مکھوور تھا صلح کرنے پر مجبور ہوا لیکن بن علاقوں پر چندرگپت نے قبضہ کیا تھا ان سے دستبردار ہو گیا۔ بہر حال ان دونوں کے درمیان نہ صرف صلح ہو گئی بلکہ سلوکس نے اپنی بیٹی چندرگپت کے نکاح میں دیدی اور اس طرح دونوں میں دوستی کے علاوہ رشتہ بھی قائم ہو گیا اور اس طرح چندرگپت ہندو کش کے نام جنوبی علاقوں پر قابض ہوا اور صرف ہندو کش کے مشرقی علاقے سلوسیوں کے پاس رہ گئے۔ اس دوستی اور رشتہ کے بعد سلوسیوں اور ہندیوں کے درمیان تھامت اور آدورنت کا راستہ ماف ہو گیا اور دونوں حکومتوں کے درمیان متقابل احترام کا بنیاد پر تعلقات قائم ہو گئے۔

سلوکس نے اپنا ایک جرنیل مگاسٹنس (MEGASTHENES) سفیر بنا کر چندرگپت کے دوبارہ پتالی پوترا بھیجا۔ مگاسٹنس ایک قابل اور بروقت آدمی تھا اس نے ہندوستان میں اپنے سفارت کے دوران ہندوؤں کی طرز زندگی، عادات و اخلاق، ملکی طور طریقوں اور تعمیرات کے بارے میں

ایک کتاب لکھی مگر نفوس ہے کہ وہ کتاب ہم جو گئی الہیہ اُس کے کچھ سڑا
استراہ اور یونان کے دوسرے کلاسیکی سرسوزوں کی کتابوں میں تھے ہیں۔
ان کے مطابق چندرگپت کی فوج دس لاکھ تیس ہزار افراد پر مشتمل
تھی جن میں تیس ہزار گھوڑا سوار اور زہزار فیل سوار شامل تھے۔ ان
میں چار لاکھ مرکزہ کے شہسپا بھی تھے اور باقی مختلف علاقوں
میں قیادت تھی۔ اس کے علاوہ ریزہ درمغوزہ، فوج کی بھی ایک تعداد
تھی۔ جو امن کے دنوں میں ملکی کام کا ن کرتے تھے اور جنگ کے دنوں
میں فوج کے ساتھ ہی ہوجاتے تھے۔ ہندوستان کا تاریخ میں چند
گپت پہلا شخص تھا جس نے اتنی بڑی فوج بنائی اور ہندو کشن سے بیکر
تھی بنگال تک ایک عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی۔

چندرگپت کی موت سلسلہ ق م کے بعد اُس کا بیٹا بندو سار تخت
نشین ہوا۔ بالا خلافت اُس نے ۲۷۲ ق م تک ۲۲ سال حکومت کی
اُس نے بھی شرم کے سکس نکودر کے ساتھ درستان تعلقات قائم رکھے
اور جب سکس انا کے دور میں ۷۸ سال کی عمر میں (۲۸۰ ق م) میں
مرگیا اور اُس کا بیٹا انتو کوٹش سوتر ANTUCHOSSOTER بادشاہ
بنا تو اُس نے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے موریا حکومت
سے اپنے درستان تعلقات بحال رکھے اور غالباً ۲۶۸ ق م میں دیانوی
DINACHOS کو سفر بنا کر پانی پوترا بھیجا۔ دوسرے کے بعد اُس کا
بیٹا اشوک غالباً سلسلہ ق م کے آخر میں تخت نشین ہوا اور تقریباً پچاس
سال حکومت کی۔ اس نے دکن سے بیکر ممبر تک اور بنگال سے ہذا کٹر
تک مہانت کو بہت دور کی جگہ تک شوق جوانی میں بڑا مغرور

ظالم تھا باپ کی زندگی میں چند سال ٹیکسلا کا گورنر اور پھر ادھین میں نائب
السلطنت رہا اور اُس دوران میں ٹیکسلا کا صوبہ بھی اس کے ماتحت تھا۔
اُس کی سلطنت کے ابتدائی ایام سخت گیری اور خونریزی میں گزرے
اس کی سخت نشینی کے تیرہویں سال ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس
سے اُس کے سیاسی نظریات اور اعتقادات میں زبردست انقلاب
آیا یہ واقعہ غلج بنگال کے ساحل پر کلنگا کی خونریز لڑائی میں لکھ لاکھ
انسانوں کے قتل اور ڈیرھ لاکھ کے گرفتار کرنے کے نتیجے میں پیش
آیا اگرچہ اُس نے ادھیہ اور مداس فتح کر لئے لیکن وہ لاکھوں انسانوں
کی بربادی کو بہ چشم خود دیکھ کر سخت متاثر ہوا اور اُس کے دل میں جنگ
و جدل اور قتل قتال سے شدید نفرت پیدا ہو گئی چنانچہ اشوک نے اس
تاریخ کے بعد بدھ مذہب قبول کر کے ان دامن اور انسانیت کی بھلائی
کو اپنا نصب العین بنایا۔ یہ واقعہ غالباً سلسلہ ق م کا ہے۔ اس کے بعد
اس کی سلطنت میں امن و سلامتی اور خوشحالی کا دور شروع ہوا اور
خود اشوک نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک تاریک الدینا راہب
کی شکل اختیار کی اور شب و روز عوام کی بھلائی کے لئے کام کرتا رہا۔
اور ساتھ ساتھ بدھ مت کے فلسفے کو پھیلانے میں کوشاں رہا وہ نہ صرف
انسانوں کی بہبود کے لئے کام کرتا تھا بلکہ حیوانات کا بھی پوری طرح
محال رکھتا تھا۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بتایا گیا کہ بدھ کے زمانہ میں اختلاف
ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو بدھ کو ایک انسانی شخصیت سمجھتے ہیں لیکن کٹر
نقدین یہ کہتے ہیں کہ اسلیر اور انسانوں نے اُس کی شخصیت کو اس قدر

گیر رہا ہے کہ ان میں اُس کی اصل شکل کا پہچان مشکل ہو گئی ہے لیکن تحقیق کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس کی زندگی اور فلسفے کو آسان سمجھتے ہیں۔ اس طبقے کا کہنا ہے کہ بدھ اصل میں کھتری یا KASHTRIYA تھا اور ساکیا (SAKYA) قبیلے کا شہزادہ تھا۔ سیلون کے مورخین کے نظریات کے مطابق بدھ مسیح قبل از مسیح میں اور عام نظریات کے مطابق مسیح قبل از مسیح میں لاداسٹو کے شہر نیپال میں پیدا ہوا اگرچہ وہ شہزادہ تھا۔ لیکن اُس کا مزاج فقیرانہ تھا اور شانہ زندگی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ آخر ۲۱ سال کی عمر میں گھریا جھونگرا یعنی جڑی ہمارا آیا اور پاجا گاما کے آس پاس گرم کے نام سے گوشہ تنہائی اختیار کر لی۔ چھ سال کی ریخت کے بعد ایک ماٹ جسے اُس کے پیروکار بدھ دھرم کی سات کہتے ہیں۔ بدھ گایا BODHGA YA نام کے ایک مقام پر اُسے نردان ماضی ہوا یعنی جس چیز کا تلاش میں تھا اُسے پالیا۔ یعنی اسی سات وہ بدھ ہو گیا۔ یہ اسم سنسکرت کے بدھ کے فعل سے مشتق ہے اسی کے معنی ہے "وہ جو بیدار ہوا اور علم سے مزور ہوا۔ اس کے بعد گرم بدھ نے گنگا کے علاقے میں تبلیغ شریعت کی۔ چھ ماٹ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

بدھ ازم کوئی بامابطہ دین نہیں تھا وہ ایک سیدھا سادہ فلسفہ پیش کرتا تھا اور وہ تھا "دور اور اُس کا علاج" وہ اپنے پیروکاروں کو کہتا تھا کہ منہا کی پیدائش اور فنا میں نکتہ مت کر دو کیونکہ اس میں وقت کے ضیاع کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں آتا صرف اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ وہ دور کیا ہے اور اُس کا علاج کیا ہے۔ "بدھ کی موت کے سال پانچواں PAJASARA میں اسیطری روایات کے مطابق ایک محض مستند ہون

میں ہیں بدھ کے تین خاص مریدوں کا نام (ANANDA) یا پالی UPALI اور کاسیا پا (KASYAPA) نے اس کے اقوال جمع کر کے تری پیتاکا (TRIPITAKA) یعنی پھولوں کی تین ٹوکریوں کے نام سے مذہبی قوانین کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔

بدھ مذہب خود بنا کر سننے کے بعد ۱ شتک نے ۲۵۶ ق م میں اسی مذہب کے پھیلائے اور ترویج دینے کے لئے ایک مذہبی ادارہ یا مذہب قائم کی جس کا کام شریعت کا رستہ کرنا اور عیش و نشاط کی زندگی سے لوگوں کو روکنا تھا اور اس کے علاوہ جو سب سے بڑا کام اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ اس سال پالی پوترا (پٹنہ) میں خود بادشاہ کی قیامت اور ایک برہمن عالم "موگالی پوتسا" کی رہنمائی میں ایک بڑا اجتماع ہوا جس میں مذہبی قوانین کی ترتیب و تنظیم کے علاوہ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ ہندوستان کے تمام علاقوں میں بدھ کی تعلیمات پھیلانے کے ساتھ ساتھ مغربی ایشیا مشرقی وسطیٰ اور شمالی افریقہ کو بھی مبلغین تیار کر کے بھیجے جائیں۔ اس ہم میں اشوک نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو بھی شاقی کر کے سیلون سمیتا یہ مبلغین اشوک کے زمانہ پتھر کے سلوں رکھتوں پر حکم کرنا شروع کر دیے تھے۔ اپنی خزانوں میں پانچواں زمانہ وہ تھا جو اُس نے گذرانا بھیجا تھا اور مبلغ کا نام مجھانیکا MAJJHANTIKA یا مدھیانیکا (MADH- YANTIKA) تھا۔ اس کے علاوہ دو اور مبلغین ماراکیٹا اور ہاراکیتا خزانہ کے راستے پہلے کو مغربی ملکوں اور دوسرے کو چینوں کے پاس بھیجا تھا۔ ہر حال اس وقت تک دیودھس نے باختر میں بادشاہی کا اعلان نہیں کیا تھا کیونکہ اشوک کے خزانوں میں اگلے کا ذکر نہیں ملتا۔ آثار و واقعات سے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشوک کے دور میں بدھ مت ہندو کش کے جنوبی علاقوں خصوصاً گندھارا اور کابل پھیل گیا تھا اور ادھر کشمیر تک البتہ ہندو کش کے شمالی علاقوں میں اس مذہب کو کوئی قبولیت حاصل نہ ہو سکی۔
الزمن اشوک نے اپنی سلطنت میں جس کے حدود جنوباً بلوچستان سے لے کر خیال اند کشمیر سے لے کر مدورائیک پھیلی ہوئی تھی۔ بدھ مت کو پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بلکہ تمام میں اشوک کی موت کے بعد اس کی سلطنت متحدہ رہ سکی۔ سب سے پہلے ہمایہ صوبے کا گدگد امد آذرا آباد ہو گئے۔ آئندہ کے لوگ جو دراصل مدادوڑ تھے۔ چندر گپت کے زمانہ میں ان کا علاقہ فخر کیا گیا تھا۔

جیسا کہ بتایا کہ سکندر کی موت کے بعد اُس کی عظیم سلطنت چار حصوں میں تقسیم ہو گئی جن میں تمام مشرقی علاقے پنجاب تک سلوکس کے حصے میں آئے اور اس کے بعد سوائے ہندو کش کے شمالی علاقوں کے پنجاب سے لے کر ہندو کش کے جنوبی تہ۔ جن میں حدود دیارِ ہندوستان میں شامل تھا۔ موریہ حکمرانوں کے نفرت میں چلے گئے۔ اس وقت سلوکس کے بیٹے اینتروکوش نے ایک یونانی النسل بااثر شخصیت دیو مدتس کو باختر اور سنڈیان کا گورنر مقرر کیا تھا جس نے سنہ ۱۷۵ ق م میں خود بخود کا اعلان کر کے یونانی باختری سلطنت کا بنیاد رکھی اور ہندو کش کے شمالی علاقوں کو یونانیوں کے تسلط سے آزاد کر لیا جو کہ وہ باختر کی نصیب پیا ہوا تھا اس لئے اپنے آپ کو یونانی کے بھائے باختری ہی کہتا تھا۔ بلکہ اس نے یونانی اشارات کو شانے کے لئے تمام یونانی حکام کو اعلیٰ عہدوں سے برطرف یا گرفتار کر کے ان کی جگہ مقامی لوگوں کو مقرر کیا۔ چنانچہ بقول ہرنش

کے لوگوں نے اسے بہت دہندہ کا لقب دیا۔ رونے گدھے لکھتا ہے کہ سکندر کی سلطنت کی تعمیر کے وقت بعض صوبے سوسیوں کی تسلط سے آزاد ہو گئے اور نہ صرف ق م میں باختر کے حکمران دیو دت نے خود مختار کا اعلان کر دیا۔

پانچویں ارساس یا اشک کے بارے میں گذشتہ صفحات میں بتایا گیا کہ وہ اصلً اسکائی یا اسکوزی قبائل میں سے تھا اور بلخ سے آیا آ کر یہاں کے وال درو گردس کو قتل کر کے گرگانہ پر قبضہ کر لیا۔ بقول مورخ یونچوس اشک کو سات آدمیوں نے تخت پر بٹھایا۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ اشک نے داہی قبیلے کی مدد سے پارتیا میں بادشاہت قائم کی تھی۔ اس بات سے یہ اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ جن سات آدمیوں نے اُسے بادشاہ بنایا دراصل وہ سات اہل افغان قبائل تھے۔ جن میں داہی اور پہلی بھی شامل تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اشک داہی قبیلے سے تھا یہ بات قرونِ مغل اس لئے معلوم نہیں ہوتی کہ اگر وہ داہی قبیلے میں سے ہوتا تو ایک دلیل سے اُس کے آنے کی بات مشکوک ہوتی اور دوسرے یہ کہ داہی قبیلے کی طرف سے اُس کے ساتھ قتل والی بات کی بھی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ خود جب داہی تھا تو دوسروں کو اس کی مدد کرنی چاہیے تھی۔ علاوہ انہی جیسا کہ یہ بات مانی گئی ہے کہ داہی دراصل کرمیوں اور ساکوں اُس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے سے پاکستان میں سکونت پذیر تھے۔ بہر حال اشک نے جس کا اصل پشتو

رہاں میں اشک سبے اشکانی سلفت کی بنیاد رکھی اور تمام افغان
 قبائل اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ غالباً سات قبائل تھے جن میں اشکوں
 جو اُس کا اپنا قبیلہ تھا کے علاوہ وادی ہرنی - تری - بنی - برہمچ -
 شان تھے کیونکہ ان علاقوں میں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے
 قبائلی حکومت پذیر تھے۔ ہر حال اشک کے بادشاہ ہونے کے بعد ان کیوں
 کے خلاف باختر اور پارتیا کے درمیان اتحاد قائم رہا۔ اشک کے بعد اس
 کا جہانی تری داقس اشک دوم کے نام سے بادشاہ بنا اس کے
 بھی باختر کے ساتھ تعلقات دوستانہ رہے اور دونوں نے مل کر سب کو
 کو شکست دی۔ تری داقس کے بعد ۱۱۵ ق م میں اُس کو بیابان
 سوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اُس نے ہدان پر بھی قبضہ کر کے
 بیابان کی۔ اسی کے بعد ۱۱۵ ق م تک اس کے بیٹے تری داقس
 نے اشک چہارم کے نام سے حکومت کی۔ یہ باختر کے اہم تہذیب و
 تمدن انسل بادشاہوں کا نام مصر تھا۔ اسی کے دور میں باختر و اول
 تراکزیان اور پتوریا کے صوبے یعنی وادی اشک اور کشف رویت
 سے الگ کر لئے۔ تری داقس کے بعد اُس کا جہانی خرقا داقس بادشاہ بنا
 اس نے کوئی خاص کارنامہ نہیں دکھایا۔ ۱۱۵ ق م میں تری داقس اور
 ہمدان تخت نشین ہوا۔ اس نے تراکزیان اور پتوریا کے علاقے
 کے وادیوں پارتیا سے الگ کئے گئے تھے واپس سے لئے۔ اس وقت
 شام کی سوری حکومت دمیوں کے ساتھ مسلسل لڑائیوں کی وجہ سے
 چلی تھی اور اُدھر باختر کا حکمران بکر تہذیب کے بعض کتے ہیں۔ پنجاب
 میں سورت تھی چنانچہ تری داقس نے سورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

اپنی مملکت کو وسعت دی۔ اسی دوران اچک تیر باختر میں قتل کیا گیا
 اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ہیوکلوس بادشاہ بن گیا لیکن بہت جلد شال کی
 طرف سے اسکائیوں کا ایک زبردست ہجوم باختر پر ٹوٹ پڑا اور ہیوکلوس
 کو ہزدکش کے جنوب کی طرف دھکیل دیا اس دوران میتر داقس نے سورت سے
 فائدہ اٹھاتے ہوئے آرا کرنا کے رستے شمال میں کابل اور جنوب میں ہرنی
 کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ وہ وادی
 تک بھی پہنچا۔ البتہ بقول ولسن ۱۱۵ ق م دوسری صدی عیسوی کے وسط
 میں جبکہ اشک کی سلطنت کمزور ہو چکی تھی سا کا قبائل بن میں بعض
 دوسرے یورپی عناصر بھی شامل تھے سندھ اور سوراخس و سومرہ کا علاقہ
 گجرات کے وسیع علاقوں میں آگیا ہوا ہو گئے تھے۔ جن میں شمال مغربی
 کے یونانی انسل ایٹائی بھی شامل تھے۔ جو سکندر کی فتوحات کے بعد
 مائزانیوں کی شکل میں یہاں رہ گئے تھے۔ ہر حال ۱۱۵ ق م میں تری داقس
 سے ہمدان اول بھی کہتے ہیں کے بعد اسی کے جانشین فرماتے دوم اور تیس
 دم شام کے سلیسوں دیا سلیوں کے ساتھ اپنی آزادی کے لئے ہزدان
 رہے دوسری طرف ہزدکش کے جنوب میں اسکائیوں سے بھاگے ہوئے
 باختری یونانی اپنی قوت جمع کر رہے تھے اُدھر باختر جس پر اسکائیوں نے
 قبضہ کر لیا تھا سے بھاگ کر ان کو حضرات پیش تھے گویا وہ تین اطراف سے
 گھیرے ہوئے تھے بعض محققین کہتے ہیں کہ پارتیا والوں نے باختر کے اسکائیوں
 سے جو دراصل انہی کے شہزادے تھے در مانگی تھی لیکن جو سن کہتا ہے کہ ان کے
 درمیان لڑیاں ہوئیں اور فرماتے اسکائیوں کے بقول اور انہی کا خیال
 ہے انہوں نے ۱۱۵ ق م میں ہمدان دوم نے اسکائیوں کو ہارتیا

رہا اور جسے کراس وقت پارتیا سے مراد مغربی افغانستان شمالی ایران اور بحر خزر کے مشرقی علاقے تھے، میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے بڑی سخت جنگیں ہوئیں۔ آخر کار اسکائی قزاقوں کی مدد سے گزرتے ہوئے حملہ آور سامون کے علاقوں میں آباد ہو گئے اور ان کے نام سے یہ علاقہ ساکستان یا سیتان یا سبتان مشہور ہو گیا۔ چونکہ ان علاقوں میں پہلے سے پارتی یا پختی قبائل آباد تھے۔ پہلے ان کے وہاں چپقلش رہی لیکن بعد میں آپس میں گھمبیل گئے۔ لیکن پارتیا کا پائے تخت جہاں کہ گزشتہ صفحات میں بتایا گیا وہاں کے کن سے منتقل ہو گیا تو سیتان اور آرا کوڑا کے دوسرے علاقوں پر ان کا اثر و نفوذ جو پہلے بھی نہ ہونے کے برابر تھا بالکل ختم ہو گیا اور یہاں کے قبائلی سرداروں نے اپنے اندر اتحاد اور اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے صلاح و مشورے شروع کر دیئے اور بالآخر مشرق میں ایک اسکائی سردار مولیس کو متفقہ طور پر بادشاہ بنایا گیا۔ لیکن میکسلا میں دریافت شدہ تانبے کی ایک کتاب کی ترجمہ میں شاہ "موکا دستر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ مشہور مورخ ولسٹن کینا ہے کہ مولیس پارتی سرداروں میں سے تھا جو مولیس کا معاصر اور متعلقہ نام ہی مغربی پنجاب میں سلطنت کی بنیاد رکھی۔ چونکہ مولیس نے سکے بنانے کے سلسلے میں گندھارا کے ہونانی بادشاہوں کی تقلید کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے قبل سے میکسلا تک بھی حکومت کی ہے۔ گندھارا تک باختری یونانیوں نے ایک طویل عرصے تک حکومت کی تھی چنانچہ جس قسم کے سکے وہ بناتے تھے بعد کے پارتی اسکالوں نے ان کے نام بھی ان کی تقلید کی۔ فرانسیسی مصنف دے لاورین اپنی کتاب "پارتیا"

مغربی یونانی ہستی، پارتی اور یوچی زمانہ میں صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ مشرقی پنجاب میں یونانی اور باختری حکومتوں کے امیروں کا اثر و نفوذ مولیس کے ہاتھوں اختتام کو پہنچا۔ پروفیسر ولسن نے مولیس کے دور کے سات قسم کے سکے پہچان لئے تھے لیکن اس کے بعد کپتان کنگھم نے دو قسم کے اور سکے بھی دریافت کر لئے۔ مورگان نے مشرقی مسکوکات کے رسالے کے جلد دوم میں صفحہ ۳۷ پر سات قسم کے معروف سکے جزئیات کے ساتھ یونانی اور جزیشی تحریروں میں بتائے ہیں اور دو قسم کے سکوں کی تصویریں جن میں ایک مربع دوسرا گول ہے بھی بتائی ہیں۔ وارٹھیڈ (WHITEHEAD) نے لاہور کے پنجاب میوزیم کے مسکوکات کے کیشلاک میں ان کے ۳۵ سکوں کی شرح لکھی ہے۔ یہ سکے چاندی اور تانبے کی ہیں۔ اس کے بعد اس کے جانشینوں ازیس AZES اور ازیلیس AZILISES نے بھی سکے ضرب کرنے میں اس کی تقلید کی جو کہ یونانی باختری حکمرانوں کی تقلید میں بنائے گئے تھے۔ چونکہ ازیس کے مسکوکات بہت زیادہ ہیں۔ اس لیے بعض مدققین کہتے ہیں کہ ازیس دو تھے ایک ازیس اولی اور دوسرا ازیس دوم اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں جھڑپ تھے ایک ارغنداب اور آرا کوڑا کندھار کی وادی میں پہلو خاندان کے (اسپارٹیزس) کی جانب سے اٹی سلطنت تھا اور دوسرا وہ ہے جو مولیس کے بعد مشرقی پنجاب اور گندھارا پر حکومت کرتا تھا۔ مورگان، سولہ انداز میں ازیلیس کو ازیس اولی کا بیٹا سمجھتا ہے اور اس کی حکومت کا زمانہ ۱۰ ق م سے ۵ ق م تک بتاتا ہے۔ ولسن لکھتا ہے کہ مسکوکات کی شہادت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ازیلیس اس سے پہلے کہ خود مختار بادشاہ کے نام سے پہچانے جاتے ازیس نام

سے مشہور ہوا) چنانچہ پہلی صدی قبل مسیح میں اشکانوں نے اپنی مملکت کے حدود آرمینیا اور ہندوستان تک بڑھا دیے اور ہندوستان کے جنوب میں دریائے سندھ کے کنارے شہر طیسفون کو اپنا پایہ تخت بنایا چونکہ ان کی تمام تر توجہ مغرب کی طرف ہو گئی خصوصاً رومیوں کے ساتھ خبر آزمائے ہوئے۔ اس لئے ملان کا رشتہ مشرقی علاقوں خاص طور پر آراکوزیا کے پارسیوں سے کٹ گیا اور ان علاقوں میں اس وقت تک طوائف الملوک جیسی حالت رہی تا آنکہ شہ قہم میں ایک اسکائی سردار موٹس کی قیادت میں اسکائیوں اور پارسیوں نے مل کر ایک نئی حکومت بنا ڈالی۔ گزشتہ صفحات میں یہ بتایا گیا کہ سائرس مارڈوش اور پھر سکندر کے زمانوں میں ہندی۔ ہوتانی۔ سوری اور بیشن قبائل جو ماضی سیٹی قبائل تھے اور قدیم زمانوں میں ہیتیوں کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ بحر خزر کے مشرقی علاقوں میں جیسے بعد میں پائیا گیا مارڈوش تھے چنانچہ یہی لوگ تھے جو بعد میں اسکائیوں کے ساتھ مل گئے اور ہرات سے لے کر گندھارا تک بلکہ بقول ولسنٹ سمیت مغربی پنجاب تک حکومت قائم کی جسے مورخین نے سیستان کہلوانا مان کا نام دیا ہے۔ ولسنٹ سمیت کہتا ہے کہ موٹس پارسی تھا اور مذاق میں اس نے مغربی پنجاب میں سلطنت کا بنیاد رکھی لیکن مسکوکات کی رو سے مشہور فرانسیسی محقق مورگان جو سکوت کا ماہر تھا موٹس کے زمانہ میں مسرتود تھا۔

بہر حال جیسا کہ کہا گیا کہ اسکائی اور پارسی جب متحد ہو گئے تو اس کے بعد بعض مورخین نے انہیں سیت اور پارت کا نام دیا اور بعض انہیں ہلوا کہنے لگے۔ ہلوا کہنے کی وجہ یہ تھی کہ آرمینیا کے لوگ پارسیوں کو ہل کہتے تھے مگر مدققین نے یہ نام سیستان، ہلمند اور آراکوزیا کے پارسیوں کے لئے اس وقت

ایک آدمی کے ساتھ مملکت کے کاروبار میں شریک تھا چونکہ بادشاہی کے اعمال سے پہلے اس کا نام سکوت پر پہلی طرف لکھا ہے اور بادشاہ ہنسنے کے بعد اس کی طرف لکھا ہے، پس ہو سکتا ہے کہ پہلا (ازس) باپ ہو اور دوسرا بیٹا ہو۔ اس کے علاوہ ایسے کتے بھی ملے ہیں۔ جن پر اس کے کی طرف یونانی رسم الخط میں (ازس) یعنی ازس کی جگہ (ازلیزیوس) لکھا گیا ہے اور کتے کے پیچھے یونانی رسم الخط میں (ایاسا) یعنی ازس کے بدلے (ائی لی سا) یعنی ازلیزیوس بڑا بادشاہ بتایا گیا ہے۔

اس بات کی وضاحت پہلے بھی کی گئی کہ اسکائی اور پارتی دونوں سیتی قبائل تھے اور اشک (جسے پشتو لہجہ میں اشک کہتے ہیں) بلخ سے پارتیا لیا تھا اور پارتیا آریا نامدار ناناتان کا انتہائی مغربی صوبہ تھا جس میں بحر خزر کے مشرقی علاقے ترک۔ طوس اور نیشاپور شامل تھے۔ بقول کریسٹین سین اشکانیوں کی مجلس شوریٰ چھ خاندانوں پر مشتمل تھی اور بقول مورخ یونانیس (EUNAPIUS) اشک کو سات آدمیوں کے جوہر کے بادشاہ بنایا بقول محقق احمد علی کبزا پارتی اصل میں باختر کے سخت یا پختون قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اریان کہتا ہے کہ اشک نے پارتی کے حکمران فرکس کو قتل کر کے شام کے یونانی سلاویوں کے خلاف علم بلند کر دیا۔ زیادہ سہ کر پارت کا نام ہیرودوٹس کی تحریروں اور مدارپوش کے نوشتوں میں بھی نمایاں طور پر ایک صوبہ کی حیثیت سے ملتا ہے اور پارتی وہ قوم تھی جو شہ قہم کی مہارت میں اس علاقے میں وارد ہوئی تھی اور انہی کے نام سے یہ علاقہ پارتیا کے نام

سے استعمال کرنا شروع کیا جب حکومت پارت کا مرکز طسیغون کی طرف منتقل ہو گیا اور ان علاقوں کے پارٹیوں نے تازہ آئے ہوئے اسکائیوں کے اشتراک سے ایک نئی حکومت کی بنیاد رکھی اور سرزمین ہندوستان کی وجہ سے مدققین نے ان کو ہندو سیت اور ہندو پارت کا نام بھی دیا ہے اور بعض نے ان کو دھھوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ایک جھٹہ دونوں کے ہانشین اور اخلاط اور دوسرا گندھار کے ہانشین اور اخلاط اور بعض نے ان کے دو اخلاط ہندو پارت یا پہلو آباد شاہوں کے طبقے میں منسلک کئے ہیں اور بعض نے ہندو سیت یا اسکائیوں میں شمار کئے ہیں۔ اور بعض نے سب کو ایک ہی قوم قرار دیا ہے اور ایک ہی حکمران خاندان بتایا ہے جیسا کہ موسیو سیلین کہتا ہے کہ اگر ان کے بادشاہوں کے ناموں پر غور کیا جائے تو دونوں، اندس از بلینرس، گندھار سس، پاکورس اور اسے دوسرے تمام کی شکل اور بناد پارتی ہے اور نام ایسے رکھے گئے ہیں جن سے ان کے ہم نژاد بادشاہ کے ساتھ رشتہ اور ارتباط واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

الغرض اسکائی اور پہلو اور پارتی کی سیاسی حاکمیت اور نشوونما کا مرکز سیستان اور آراکوزیا تھا جس میں دوتائی بیٹا، لودی، سودی، بڑیچ، مونا، ترین، کاکڑ اور دوسرے قبائل رہتے تھے زیادہ ہے کہ اخلاطوں کے شجرہ انب میں ترین ابدال (جیتال افغانی) کا بھائی ہے۔ جسے پشتو بھوہ میں اور ال کہتے ہیں اور اسکوزئی یا اچکزئی اس کی ایک شاخ ہے اور یہ قبیلہ جو گندھار اور شاکت کے درمیان قدیم زمانہ سے آباد ہے اپنے کو افگن یا ایک

پشتو زبان میں دادایا جدا اعلیٰ کو کہتے ہیں) سے منسوب کرتے ہیں جس کی قبر چین شہر کے مشرق میں قریباً تین میل کے فاصلے پر دہندی کے مقام پر ایک پہاڑ کے اوپر ملتی ہے۔ کرسشن مین جس کا حال پہلے بھی دیا گیا کہتا ہے کہ ہندو سیت و پارتی اور اسکائی جس زبان میں دیئے گئے تھے اس کی مانڈگی آج کل کی افغانی پشتو کر رہی ہے۔

بعض مدققین آفریڈوں کو بھی پارٹیوں میں شامل کرتے ہیں بلکہ لفظ آفریڈی جو پشتو میں افریدی ہے کو پارٹی یا پارتی کی بدل ہوئی شکل سمجھتے ہیں دیکھئے صفحہ ۲۱۴) یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے تاکہ زماںوں اور مکمل ان کے بارے میں کوئی الجھن نہ رہے۔ وہ یہ کہ میں طرح اسکائیوں کے بعد سیستان اور آراکوزیا میں موسس کی قیادت میں افغان قبائل نے اسکائی سلطنت کی بنیاد رکھی اس طرح جب اسکائیوں نے نام تو ترجمہ مشرق کی طرف ہندوستان کے گندھارا اور پنجاب میں اپنا اثر و نفوذ قائم کر کے اپنے اصل مرکز یعنی سیستان اور آراکوزیا کو چھوڑ دیا تو وہاں پر پارٹیوں کے ایک سردار (دونوں نے بادشاہت کا اعلان کر کے ایک نئی حکومت کی بنیاد رکھی جسے بعض ہندو پارت کا نام دیتے ہیں اور بعض پہلو کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ مدققین نے ان کو دو خاندانوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ایک لافس کا خاندان دوسرا گندھار کے خاندان جس کے ہانشین، اندس از بلینرس اور پاکورس تھے اور اندس از بلینرس کے بعد اسکائی خاندان سے منسوب کیا جاتا ہے اس عقیدے کی بنیاد وہ ہے جو کہلہ وہیں ایک انگریز محقق ترمسن کو افغانستان میں دیکھا تھا۔ مگر کنگم کا نظریہ بھی یہی ہے۔ مگر اپنی کیمبرج مشن آف انڈیا میں لکھتا ہے کہ جب اسکائیوں کے پہلے تین بادشاہ ہند میں بنی

حکومت کو مستحکم کرنے میں لگے ہوئے تھے اس وقت ورنس گذار اور
سیستان میں ہارشا ہی کر رہا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ورنس کا زمانہ
سنہ ۱۳۰۰ ق م نہیں ہونا چاہیے بلکہ ورنس سنہ ۱۳۰۰ ق م سے پہلے کا ہے کہ ورنس اور
ورنس ہم عصر ہیں اور ان کا زمانہ سنہ ۱۳۰۰ ق م ہے اور ورنس کہتا ہے کہ ورنس
میتروآتس یا ہیرداد دوم کے بعد ۱۳۰۰ ق م میں بادشاہ بنا تھا۔ پھر حال چوکنہ
نارن کا تین سکوں کی بنیاد پر کہا گیا ہے اور سکوں کی پہچان میں بھی تردد پایا
جاتا ہے اس لئے زمانوں کا تین شکل ہے البتہ اتنی بات مزید واضح ہے کہ اشک
نے مشرقی م میں اشکانی سلطنت کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد آرا کو نیا اور
سیستان یعنی صندھ کی مادی میں ہارشیوں اور اسلائیوں جن کو موجودہ زبان
میں خلیجی اور مدانی یا امالی کہنا چاہیے کے اشتراک سے یکے بعد دیگرے ہندوستان
ہندو ہارت۔ پارٹی ۱۰ اسکاں پورا اور مغیر حسن کے نام سے حکومتیں بنی رہیں۔
الغرض ورنس اور گندو غار یا گندو نارن کے زمانوں میں کم از کم ستر سال
کا فرق ہے۔ یعنی اندازاً یہ کہ ورنس سنہ ۱۳۰۰ ق م میں اور گندو نارن سنہ ۱۳۰۰ کے بعد
بادشاہ بنا تھا۔ جیسا کہ "ورنس" کہتا ہے اس کہنے کی دوسری برکت بالی
مردان میں طلب ہے گندو نارن کی سلطنت کا زمانہ یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے۔
کیونکہ یہ کہتہ اس کی سلطنت کے اکیسویں سال یعنی ان کے سن ۱۰۳ میں ویسا کا
(VAISAKHA) کے مہینے کے پانچویں دن لکھا گیا ہے۔ (لفظ ویسا کا
نیک کابل کے مہندوؤں پر معروف ہے جو یہاں کے ابتدائی دلائل اور برسات
کے شروع ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے) دراصل گندو نارن کا نام
ویندا فرنا (VINDAPHARN) کی ترکیب سے مشتق ہے جس کے معنی
سے صاحب اختیار۔ ورنانی رسم الخط کے سکوں پر مختلف طریقوں سے کہ

کیا گیا ہے۔ مثلاً اندو فرس (UNDOPHRES) (GONDA) (INDUPHARN) (PHAROU) (UNDOPHERROU) ہارکت اور خروشتی رسم الخط میں گندو نارن۔ گودا نار
اور گودا نارن میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے آپ کو شہنشاہ
اور خبات دہندہ کے خطابات بھی میٹھے ہیں۔ ورنانی میں (مورزیس)
اس کے اکریت میں (شاماراسا) کے نام بھی استعمال کئے ہیں۔ جیسی
مشرق سیون دی کہتا ہے کہ اس بادشاہ نے اپنے سکوں پر (وٹو کاتو)
کا یعنی (ڈکیشٹر) کا نام بھی اپنے لئے استعمال کیا ہے جو کہ (سنسکرت) (۱۶۹)
۱۶۹ ق م کے پارتی سکوں میں استعمال کیا تھا۔ پھر حال ان تمام بڑے بڑے
القباب و خطابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ گندو نارن ایک بڑا اور معتد
بادشاہ تھا اور تمام مرقعین کے نظریات کے مطابق گندو نارن کی ملک سیستان
آہا کو نیا اور ہندوستان سے لے کر سندھ اور پنجاب تک چھلی ہوئی تھی۔
اس زمانے میں کجھلا کہنیزس یا کہنیزس اول نے ہندو کش کے شمال میں
باختر میں کوٹانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت کابل پر دہراوس کی ایک
مزدورانی باختری حکومت قائم تھی۔ جیسا کہ بتایا گیا گندو نارن سنہ ۱۳۰۰ ق م میں تھا اور
یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابتدائی دور ہے۔ جس میں سنت توماس ۱۲
ایک حواری کو مشرق کی جانب تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس سلسلے میں سنت تلی
کا ایک قصبہ مشہور ہے اور وہ ایسا کہ سنت توماس ایک ایسے تاج محل
جس کا نام حابان HABBAN یا بانس تھا اور صندھ کے بادشاہ گندو نارن نے
ایک ایسے محل کی تلاش کے لئے بھیجا تھا جو گندو نارن کے لئے ایک محل بنانے
چنانچہ اس موقع پر حضرت مسیح نمودار ہو گئے اور انہوں نے توماس کو ورنی

کی حیثیت اور معمار کے نام سے گندونار کے ٹائٹل سے حبابان پر پڑنے والا حبابان نے اس سے پوچھا تم کیا اور کون سے کام کر سکتے ہو تو ماس نے جواب دیا کہ لکڑی کے بل بنا سکتا ہوں، کشتی بنا سکتا ہوں اور دوسری بہت سی چیزیں بنا سکتا ہوں اس کے علاوہ پتھر سے کتبے بنا سکتا ہوں معبد تراش سکتا ہوں حبابان بہ سن کر بہت خوش ہوا اور کشتی میں بیٹھ کر اندر پولیس لائڈرینیل کی بندرگاہ تک آگئے اور یہاں سے شاہ گندونار کے دارالحکومت چلے گئے پتھر جب بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے اور بادشاہ کو تو ماس کی ہارت بتائی گئی تو اسے سامنے لے کر اُس جگہ گیا جہاں پر اس نے اپنے نئے محل بنوانا تھا۔ تو ماس نے زمین پر یکسر کھینچ کر نقشہ بنایا۔ بادشاہ نے نقشہ منظور کر لیا اور کچھ سونا چاندی تو ماس معمار کو دے دیا لیکن تو ماس نے یہ سارا سونا چاندی غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ چند روز کے بعد حبابان اس جگہ کام کا معائنہ کرنے گیا۔ لیکن وہاں پر کچھ بھی نہ پا کر تو ماس سے پوچھا کہ تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا تو ماس نے جواب دیا کہ جو محل میں تعمیر کر رہا ہوں اُسے بادشاہ موت کے بعد ہی دیکھ سکے گا یعنی دوسرے جہان میں۔ جب بادشاہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو بہت طیش میں آیا اور دونوں کو گرفتار کر کے زندہ آگ میں جلانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس سے پیشتر اس پر ایسے عقائد کشف ہو گئے کہ وہ نہ صرف اپنے مدیسے پر چٹپٹا یا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لاکر مسیحی دین میں شامل ہو گیا۔ یہ قصہ یونانی سرایا لائین، ارمینی اور مختلف زبانوں میں موجود ہے۔ موسیو سیلون ولی برونوہ جیسے بیان کرتا ہے آگے لکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسیحی اپنا اعتقاد ہی سندھ سنت تو ماس کے ساتھ جوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ماس کو دہات کے قریب دہوار میں قتل کر دیا گیا تھا۔

۱۔ کتاب الہند سیریلیز تریس میں ۱۲۲-۱۲۱-۱۲۰ تا ۱۲۱۔ موسیو سیلون ولی

مسٹر کنگسم کو انخانیان میں جو سکتے تھے اُن پر گندونار کے ساتھ سنت تو ماس کا نام بھی کندہ تھا۔ سنت تو ماس کے قصبے میں نہ صرف گندونار کا نام گندونار سن لکھ ہے بلکہ اس بادشاہ کے بھائی اور بیٹے کے نام بھی لکھے گئے ہیں مثلاً گندونار سن کے بھائی مہن کا اصل نام کو ماسا گاد بتایا گیا ہے۔ بادشاہ کے بیٹے ابدانگاز جس کا نام سکوں پر بھی ہے بداس کے نام سے معبانجا بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سنت تو ماس کے قصوں میں گندونار کو مرمائی MAZDAI بادشاہ کا نام بھی دیا گیا ہے۔ بہر حال گندونار کو جو پہلا خاندان کا مشہور بادشاہ تھا سنت تو ماس کے قصبے نے بہت مشہور کر دیا۔ اس قصبے میں دو باتیں قابل غور ہیں اول یہ کہ اگر اس قصبے کے مطابق گندونار مسیحی دین قبول کر رہا تھا تو اس کے اثبات دلائل انخانیان اور انخانیان کے علاقوں میں ضرور ملتے جلتے ہندوستان میں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت تو ماس کی اس بات سے متاثر ہوا کہ جو سونا چاندی اسے ملے ملے کے لئے دیا گیا تھا وہ اُس نے غریبوں میں تقسیم کر کے آخرت میں اس کے لئے عمل بنایا اور اسی وجہ سے بادشاہ اس پر زیادہ مہربان ہوا ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ بادشاہ مرمائی تھا جس کے معنی یہ ہونے کہ بادشاہ مذہبی دین کی پیروی کرتا تھا۔ مرمائی نے گندونار کو پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں اسکا نام بادشاہ اس دوم کا جانشین بھی بنایا ہے اور کہتے ہیں کہ گندونار حادی اور غذاب سے ان اسکائیوں کے پیچھے چلا گیا تھا ماس سے پہلے سندھ اور پنجاب متعلق ہو چکے تھے۔ گندونار نے جو سکے بنائے تھے اور دیانت ہو چکے ہیں ان میں تانبے کا گول سکہ جس میں چاندی کا عنصر بھی شامل ہے اور دائیں جانب بادشاہ کو سوار نظر آتا ہے اور دائیں جانب ایک لمبا عصا یا تختہ میں لے کر نظر آتا ہے۔

سکتے پر لمانی رسم المخط میں ہانبوسس باز یون ملاؤں گندھوڑوں) یعنی ہندو
 شہنشاہ گندھوڑ فارس نکھابو ہے۔ پراکرت اور جزو شتی رسم المخط میں مکھ
 ہے (بارا باراجاتی راجا ہراتا راجا دادراد گودھارا سا) یعنی نبات دہندہ ہندو
 شہنشاہ گندھوڑ فارس۔ اس کے علاوہ گندھوڑ فارس کے دوسرے سکتے ہیں جو تقریباً
 سب کے سب تانبے اور چاندی کی ملاوٹ سے بنائے گئے ہیں۔ گندھوڑ فارس کے
 بعد اس کا مجتہد ابا گانسی یا ابراہیم سا یا ہشاہ بنا ہے جو سنت فارس کے
 قصوں میں مہدائش کے نام سے لکھا گیا ہے۔ اس نے سکوت کے بنائے ہیں
 گندھوڑ فارس کی پیروی کی ہے اور خاندان میں ایک اور شخص (اور تانکس) کے
 سکتے بھی ملے ہیں۔ مدقین کہتے ہیں کہ شاید گندھوڑ فارس کا بجائی تھا۔ اس کے سکوت
 میں چننا لیے ہیں جن پر گندھوڑ فارس اور (گودا) اور ایک سکتے پر (گودانا) لکھا
 ہوا ہے۔ بعض مدقین کہتے ہیں کہ لفظ گودا وہی لفظ ہے جو سریانی اور فارسی
 روایات میں مذکور ہے۔ یا درجہ کے گردا۔ گودے۔ گودان اور گودی کا تعلق
 مامیہ میں شرمین یا شرمین سے تھا جس کے باقیات مٹی شلیق اور لٹاؤں
 کو ڈی ریمیاں وال اور ڈال کا بدلہ ہے۔ فزب سنو مین میں گودان اور
 قبیلے کی ایک شاخ کو دے ہوئی شکیل میں اب تک موجود ہیں۔ لیکن سترہ
 ڈیسوں نے گودے اور گیکے کو دو غور تین بنا کر لائڈیا کرلان سے منسوب
 کرتے ہوئے گودے سے دل تراک اور ارک زلی نکالے ہیں اور لکھے
 ہوئی زلی شگل۔ مٹی اور دیگر نیکالے ہیں جو اوستا کی روایت سے مطابقت
 نہیں رکھتے۔ بہر حال چار صدی اور گندھوڑ میں جو پرانے سکتے ملے ہیں ان کی
 سے ابا گانسی یا ابراہیم گانسی کے بعد تانکس پہلی صدی عیسوی کے آخر میں پیدا
 خاندان کا ایک بادشاہ ہو گزرا ہے اور اس کے بعد پراکرت اور پراکراہ گانسی

کے سکتے ہی دریافت ہوئے ہیں۔ سلطان مارشل کوٹیس کے قریب شیرتوپ کے مقام پر
 کے ایک ٹکے میں اکیس سکتے ملے تھے جن میں زیادہ تر عاندی کے ہیں ان میں گندھوڑ فارس
 پراکرت اور کوشانی سلطنت کے بانی دیرا گندھوڑ فارس کے سکتے بھی موجود تھے۔ ان تینوں
 بادشاہوں کے سکوت کا یکجا ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ہم عصر بادشاہت اور اس
 سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے کہ پہلو خاندان سے کوشانی
 خاندان کو سلطنت منتقل ہو چکی تھی۔ محقق ریسپو
 نے ان سکوکات کی دریافت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے
 کہ گندھوڑ فارس شہنشاہ بادشاہ تھا اور دیرا گندھوڑ فارس
 تھا چنانچہ یہ ۲۳ سال گندھوڑ فارس کی سلطنت کا آخری زمانہ اور پراکرت کی
 سلطنت کے دور اور دیرا گندھوڑ فارس کی سلطنت کے ایک ابتدائی زمانے پر
 حاوی ہے۔

کوشانی دور۔ کوشانیوں کے متعلق ابھی تک مدقین میں اختلاف پایا
 جاتا ہے اور تا حال کسی خاص اور متفقہ نظریے پر نہیں پہنچے بعض انہیں
 یوچی و بعض ترک اور بعض سیٹی کہتے ہیں اور مٹی کے بعض انہیں مثل بھی
 کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یوچی اور ترک ایک ہی نسل تھی اور بعض کہتے
 ہیں کہ سیٹی اور یوچی ہم نژاد تھے۔ پروفیسر کنو کہتا ہے
 کہ کوشانی آریں تھے۔ کیونکہ ان کے ناک بڑے اور اونچے
 تھے۔

۱۔ دیکھئے ولسنٹ ستمبر کی تاریخ — EARLY HISTORY OF

INDIA 3RD EDITION 1914 P 243

۲۔ تاریخ کشمیر کشمیر انگریزی جلد اول ۴

کوشانیوں کی زبان کے بارے میں اگرچہ ابھی تک قابل الطینان تحقیق نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود جس قدر تحقیقات ہوئی ہیں ان سے کوٹیانہ کی زبان پر کچھ نہ کچھ روشنی پڑتی ہے۔ پروفیسر لیومان (LEUMANN) میں نے پہلی مرتبہ ان کی زبان پر تحقیق کی ہے اسے آریائی مشالی زبان کہا ہے فرانسیسی مدققین مثلاً موسیلو پلوٹ PELLIOٹ نے اسے شرقی ایرانی کہا ہے مشرقی ایرانی سے مراد باختری زبانوں کا ایک بچہ پروفیسر یودول سے اسکاٹائی زبان سمجھا ہے۔ پروفیسر وکنو پروفیسر کرست کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ خنشی زبان ہے اور یہ کہ آٹھویں صدی عیسوی میں خنشی میں اسے رومی زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ پیرمال یہ زبان کوشانی بادشاہوں کے کتبوں اور سکوتوں میں استعمال ہونے لگا ہے جبکہ ان کی سرکاش میں یونانی زبان بھی استعمال ہوتی ہے یا یہ کہ رسم الخط کوٹیانہ دور کے جو کتبائے حذہ (حلال آباد افغانستان میں ایک مقام کا نام) اور بامیان افغانستان میں ایک پرانے معبد سے ملے ہیں۔ ایسی معلومات فراہم کرتے ہیں کہ اُس وقت سنسکرت اور بعض دوسری زبانوں میں خصوصاً ہندو کش کے جنوبی علاقوں کے لوگ باتیں کرتے تھے پیرمال کوشانی میں یونانی زبان کے مقابلے میں مقامی لوگ اسکاٹائی یا سیتی زبان میں باتیں کرتے تھے اور یونانی رسم الخط کے مقابلے میں مقامی رسم الخط بھی موجود تھا۔ جس میں سنسکرت کے علاوہ دوسری زبانیں یا بچے بھی لکھے جلتے تھے اس رسم الخط کو مدققین خود خنشی کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آریائی انصبا سے مرکب ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آریائی رسم الخط سماضشی حکمرانوں کے مدد میں ان کے سرکاری اداروں میں مستعمل تھی

جو کہ اُن کے منشی اپنے ساتھ لائے تھے جو منسج ہوتے ہوتے ایک دوسری شکل اختیار کر گیا۔ چنانچہ مشرکوں کا تحقیقات کی رو سے یہ رسم الخط باختری صدی قبل مسیح میں سامنے آیا اور تیسری صدی قبل مسیح کے آخر میں اس کی انصبا کی صورت مکمل ہو گئی یہ رسم الخط کوشانیوں سے پہلے باختری اور یونان کی دوسری شاہی خاندان اور اس کے بعد اسکائی اور پلوٹا بادشاہوں کی مسکوکات میں استعمال ہوا اور بڑے کوشانیوں کے دور میں عام ہو گیا مطلب یہ کہ یہ رسم الخط تیسری صدی قبل مسیح سے لے کر کوشانیوں کے آخری دور تک مروج رہا یہ رسم الخط سب سے پہلے باختر کے بادشاہ ابو کراتیدہ نے اپنے مسکوکات پہاٹی طرف استعمال کیا تھا اور ہندو کش کے جنوبی اور مشرقی علاقوں میں عام طور پر استعمال ہوتا تھا خود خنشی رسم الخط کے بارے میں تحقیق کہتے ہیں کہ یہ آریائی رسم الخط سے نکلا ہے اور یونانی شاہی حکمرانوں کے توسط سے فارس کے راستے ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں تک پہنچ گیا تھا۔ پیرمال اس رسم الخط کے کہتے ہندو کش کے شمالی، جنوبی مشرقی علاقوں اور آراکوز یا جلدوڈیا اور گندھارا میں کثرت سے ملے ہیں علاوہ اس کے اس رسم الخط کے کہتے ہیں ترکستان خصوصاً صحرائے گوبی کے جنوب مشرقی مادیوں میں بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ جن سے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ اس رسم الخط میں مختلف علاقوں کے لوگ اپنی اپنی زبانیں لکھتے تھے خصوصاً اس رسم الخط کو باختری یونانی بادشاہوں اسکائیوں، پلوٹا اور کوشانی حکمرانوں نے استعمال کیا ہے لیکن ابھی تک اس رسم الخط میں لکھا ہوا پشتو زبان کا کوئی کتبہ یا سکے دستیاب نہیں ہو سکا ہے البتہ غلط ظاہر کے کتبے اور سکے ضرور ملے ہیں۔ اور کافی تعداد میں۔ اس کے علاوہ لفظ

خسرو پاشا کی بی بی ابھی تک رنج تحقیق نہیں ہو سکی ہے۔

محققین نے کوشا نیوں کو دو خانہ انداز میں تقسیم کیا ہے ایک گد فیہ مس کا خانہ ان اور دوسرا کشیکا کا سرخان - کہتے ہیں کہ ہندو کش کے شمال میں بارہ بڑے بڑے قبائل اپنے سرداروں کے تحت آزادانہ زندگی بسر کرتے - جو تھے ان میں سے ایک سردار کجولہ کہ کنیز نے دوسرے چار سرداروں کو مغلوب کر کے کوشانی سلطنت کی بنیاد رکھی - اس خانہ سال کے ابھی تک صرف دو بادشاہوں کا سراغ لگا یا جا سکا ہے یعنی کجولہ کنیز جس سلطنت کا بانی ہے اور ویاکہ کنیز دوسرے خانہ ان کا بانی تھے - کجولہ چند اور بھی ہیں - لیکن جن میں اکثر کے ناموں کے تذکرے (ایشیکا) لگتا ہے ۔

پہلے خاندان نے شہر سے علاقہ ترک کر دیا۔ ستر سال کی حکومت کی ہے اور دوسرے خاندان نے شہر سے شہر ترک کر دیا۔ چونکہ ان کے درمیان دس سال کا عرصہ خالی رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس دس سالہ دور کے بادشاہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ اس لئے متیقن نے فی الحال اسے ایسا ہی چھوڑ دیا ہے بہر حال بھولا کدھریس نے شہر میں بادشاہی کا اعلان کیا اور اس کے بعد اپنی سلطنت کو وسعت دینے کے لئے فتوحات شہر و دیہات کر دیں مغرب میں ہارنیا کی سرحدوں تک گیا اور جنوب میں کوہستان، کوہ دامن اور بکول کے علاقے فتح کر کے کابل کے پہاڑ اور یونان اور ہختر کے ناٹھین کی حکومتیں ختم کر دیں اس زمانہ میں کابل کے علاقوں پر ہرمیادرس نام کا یونانی النسل شخص حکومت کرتا تھا۔ وسید والد دوپرس کہتا ہے کہ اس وقت پہلویوں نے کابل پر قبضہ کر لیا تھا اور ہرمیادرس نے بھولا کدھریس کی مدد سے کابل ان سے واپس لیا اور پھر ہندوستان کی فتوحات میں اس کے ساتھ مدد کی تھی۔ ہرمیادرس کے بعد کابل کی حکومت اب کوٹانی سردار کو ملی لیکن کسی خوشہ اس کے رضا

کہتا ہے کہ ہر ایرس کابل پر آخری دم تک حکومت کرتا تھا تا آنکہ مر گیا اور کابل سے یونانی باختریوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور پھر پلواریوں نے کابل پر قبضہ کر لیا اور کافی عرصہ بعد کجولاکہ فیزس پلواریوں سے کابل لے کر پہلے اس کی تصویر کا سکہ چلاتا رہا بعد میں صرف اپنے نام کے سکہ بنائے۔ ہر حال ڈانسٹ سمتر کہتا ہے کہ کد فیزس اول نے سمرقند میں کابل پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد پارتیا کو مہم فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لیا۔ کجولاکہ فیزس کے بعد سترہ ویس اس کا بیٹا جس کا نام دریاوت سرورہ سکوت میں دیا اور ۱۶۱۶ء اور ۱۶۵۰ء میں اُسے یو۔ کاوشنگ (YEN-KAO-CHENG) کہا گیا ہے۔ اگرچہ چینی کتابوں میں ان کے بارے میں معلومات کم ہیں۔ لیکن یہ کم معلومات بھی بہت اہم اور قیمتی ہیں مثلاً یہ کہ وہ کد فیزس باپ کے بعد بادشاہ بن گیا تھا۔ اور پھر ہند میں فتوحات کیں اور ایک طویل عرصے تک شاندار حکومت کر کے انیس سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس نے تمام چینی ترکستان اور افغانستان کو فتح کر لیا۔ ڈانسٹ سترہ کہتا ہے کہ ایسے شواہد و دلائل موجود ہیں کہ وہ کد فیزس نے پنجاب اور دریائے گنگا تک یہ علاقے فتح کر لئے تھے بلکہ ہندوستان تک جا پہنچا تھا۔ چنانچہ ان فتوحات کی وجہ سے اگر ایک جانب ہندوستان میں باختریوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی تو دوسری جانب جنوب اور مشرق میں پارسیوں اور پلواریوں کی جھوٹ جھوٹی حکومتیں بھی ختم ہو گئیں کیونکہ ان کے بعد ان کے نام کی نہیں گئیں۔ ہندوستان میں مفتوحہ علاقوں کا انتظام و انصرام ان کے ایک قریبی جنرل جو نائب السلطنت کے عہدے پر فائز تھا کے اہل میں تھا کیونکہ ہندوستان کے شمال اور کابل کے درمیان سے لیکر غازی پور تک اور گنگا کے کنارے ہندوستان سے کرکچ اور کانپور اور

تک جو بے شمار کئے گئے ہیں ان ہر کسی کا نام کتبہ نہیں اس لئے مدقین
یہ تمام کئے رہا کہ فیروزس کی طرف منسوب کرتے ہیں

کہ فیروزس کا خاندان جو عموماً بڑے کوشانیوں کے نام سے بھی مشہور ہے
اذا زائنہ نذرا تک مکران رہا ہے۔ وراصل کہ فیروزس نے کسی بڑے بادشاہ
سے حکومت نہیں لی۔ بلکہ ان کے ظہور کے وقت آریانا میں ملک الطوالنقی پہل
ہو چکی تھی۔ باختر کے ایرانی النسل بادشاہوں کی حکومت صرف کاہل اور اس کے
طران تک محدود رہی تھی۔ یہ بات اچھی طرح واضح نہیں کہ کاہل کے آخری
یونانی النسل حکمران ہرمیادس کی حکومت کا خاتمہ گندھارا رس نے کیا یا کوشانی
کوہلا کہ فیروزس نے۔ بہر حال صرف اس قدر معلوم ہے کہ کوہلا کہ فیروزس نے
ملوک الطوالنقی ختم کر کے آریانا کو ایک متحدہ ملک کی حیثیت دے دی اور اس
کے بعد دینا کہ فیروزس نے اسے ہندوستان تک وسعت دی اور چین کے متوجہ
ہوئے ایک بڑی سلطنت قائم کی۔

کیششکا : دینا کہ فیروزس کے بعد کوشانی خاندان کا سب سے بڑا اور مشہور
بادشاہ کیششکا ہے جسے مدقین دوسرے کوشانی خاندان کا بانی سمجھتے ہیں۔ اس
خاندان نے سنہ ۳۰۰ سے ۳۵۰ تک قریباً دس سو سال حکومت کی ہے۔ اس
خاندان کے اکثر بادشاہوں کے ناموں کے آخر میں (ایششکا) لکھا ہے۔ مثلاً
سے مورتی تیر کے ساتھ ایششکا۔ ایکو ایشکو۔ ایک ہا جین ہے۔ جسے عام طور پر
کالیکی مرغین نے آسکاں لکھا ہے۔ کتبوں اور مسکوکات میں اس کا نام عموماً
سے تیر کے ساتھ کیششکا کا ریششکا۔ کیششکا۔ کیششکا لکھا ہوا ہے اور وہاں
ایششکی یا ریششکی کو بڑے مغرب ۹۰ میل کے فاصلے پر ایک شہر

میں اسے شاہ گندھارا کا لقب دیا گیا ہے۔ ونسنٹ سمٹد کہتا ہے کہ اس کا پایہ
تحت پور شاہ پورا دھرم پورہ پٹا دوسرا میں تھا۔ اور وہ بدھ مذہب کا پیروکار
تھا۔ اس زمانہ میں ہندوستان پر چھوٹے چھوٹے دھرم حکومت کرتے تھے۔
ہناؤ کیششکا نے مغرب میں ایرانی سرحدوں سے لے کر مشرق میں کاشغر۔ یارکند
اور غنچن تک اور شمال مغربی ہندوستان میں گنگا اور جہنا تک اپنی حکومت
کو وسعت دی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کیششکا نے پتالی پر تراہوجہ
پٹنہ بھی فتح کر لیا تھا۔ اور وہاں سے سنسکرت کے ایک بڑے ادیب
اسوہ کو شاہ کو پشاور لاکر اپنے دربار میں رکھا۔ سمٹد کہتا ہے کہ کیششکا نے
کشمیر اپنے اقتدار کے ابتدائی دور میں فتح کر لیا تھا۔ اور وہاں پر چند معبد
اور عمارتیں بلکہ اپنے نام سے ایک شہر کیششکا پورا بھی آباد کیا تھا۔ اس کے
ملاوہ راجا ترنگشی میں بھی اس جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ کشمیر
میں تین ایسے بادشاہ بھی ہوئے ہیں جن کے نام ہوشکا۔ ہوشکا اور کیششکا
ہیں اور ہر ایک نے اپنے نام سے ایک شہر آباد کیا ہے۔ کیششکا پورا کا
شہر کاشی پور کے نام سے آج بھی اُس راستے پر واقع ہے جو ہارامولا سے
سواگر تک جاتا ہے۔

اگرچہ یہ بات ابھی طرح واضح نہیں کہ کیششکا کے بعد کون اس کا جانشین
بنا البتہ کیششکا کی موت کے بعد تین نام مسکوکات کے ذریعے ایک وقت سامنے
آئے ہیں۔ یعنی وایششکا (VUSISHKA) ویششکا (HUVISHKA)
اور کیششکا مگر ان کے بارے میں زیادہ ترود پایا جاتا ہے کہ یہ تینوں ایک

وقت کوشانی سلطنت کے مختلف علاقوں میں بادشاہ نے یہ یا مختلف اوقات میں یکے بعد دیگرے اور پھر ان میں سے کون پہلے بادشاہ بنا اور کون بعد ان کے درہان ترتیب یکے متقی۔ مشہور انگریز مدقق و فلسفہ سمندر ادراہ ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۲۸۶ پر لکھا ہے کہ :

کتھوں کے مہنوم کے اقتدار سے ایسی حالت میں وایشکا سلطنت کے حدود میں اور ہر ویشکا سلطنت اور سندھ کے درمیانی عربیہ میں ماقرا میں حکومت کرتے تھے اور ایک اور شہزادہ جو کیشکا کے نام سے مشہور ہے جیسے کیشکا مانی کہنا چاہیے سلطنت میں پنجاب کے آرا (آریانا) میں حکومت کرتا تھا اس سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وایشکا اور ہر ویشکا کیشکا کے بیٹے تھے۔ اس وقت جبکہ ان کا باپ پہاڑوں کے نیچے یعنی افغانستان میں وراہوں میں مصروف تھا۔ دونوں ہاؤن ہندوستان میں گورنر تھے۔ ہر کہ وایشکا کے نام کا کوئی سکہ دستیاب نہیں ہوا ہے۔ اس لئے تاسی یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ شہزادہ باپ سے پہلے مرجھا گیا اور کیشکا کی موت کے بعد تمام کوشانی سلطنت اس کے دوسرے بیٹے حویشکا کو ملی۔ تاریخ قدیم ہندوستانی ہسٹری آف انڈیا

کے صفحہ ۲۸۸ پر ولفنٹ سمندر کہتا ہے کہ ہر ویشکا کی سلطنت کا بل ت کشمیر اور ماقرا تک وسیع تھی (یاد رہے کہ بعض مورخین ہر ویشکا کو کیشکا پوتا سمجھتے ہیں) ہر ویشکا کے بعد واسودھیا (VASUDEVA)

کوشانی تخت پر بیٹھ جاتا ہے اگرچہ کیشکا اور اس کے خاندان کے اور بادشاہوں کے بے شمار سکے اور کتبے چینی ترکستان - تبت - کشمیر افغانستان اور ہندوستان میں ملے ہیں۔ لیکن ہاؤن ہر ویشکا اب تک ان کے زمانوں کا صحیح طور پر تعین کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ البتہ سکوں کی

سے عام طور پر سندھ سے لے کر سندھ تک اس خاندان نے حکومت کی ہے اور چینوں کے ساتھ بھی ان کے روابط رہے ہیں اور مغرب میں قبطان روم کے ساتھ بھی تعلقات قائم تھے۔ دونوں جانب کے تجارتی کاروان آتے جاتے تھے چینی ترکستان اور گندھارا کے درمیان جو تجارتی قافلے آتے جاتے تھے ان میں ٹیپیر کا آب، بڑا قبیلہ نامہر خاص شہرت رکھتا تھا افغان ان مجھے کاروان کو (داناہ) (تورہ) کہتے تھے، (تورہ) یہاں سے پہول (TORA) یعنی ناصرون ۷۲۷ء ان۔ یہ لوگ ابتدائی سے ہی تجارتی کاروبار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اگرچہ اب مدد واران کی تجارت تو نہیں کرتے لیکن آج سے تیس سال پہلے تک برطانوی ہند اور افغانستان کے درمیان ان کے تجارتی کاروان چلتے رہتے تھے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بتایا گیا کہ یہ بھی ترین کی طرح تور - سپریم سور میں منقسم ہیں یعنی سیاہ - سفید اور سرخ - بہ حال واسودھیا سلطنت میں فوت ہو گیا اور اس کے چار سال بعد سلطنت میں اور شیر نے فارس میں سامانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ بڑے کوشانیوں کی سلطنت نے اغلاط یا خاتے کے دیہات و اسخ طور پر مہنوم نہیں ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ ان کی زیادہ تر ہندوستان کی طرف تھی چنانچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنے دوسرے آریائی پیشروں کی طرح ہندوستان کے دہلیں و ایلین علاقوں میں اسی طرح گم ہو گئے جس طرح جزا کل میں گم ہو جاتا ہے۔

چھوٹے کوشانی - بڑے کوشانیوں کے بعد انہی کی ان باتیں ہیں جو باختر میں تھے ایک شخص کیدارا کے نام سے بادشاہ بنا۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ یہ بڑے کوشانیوں کا آخری و تہہ ہے کوشانیوں کا پہلا بادشاہ تھا

بہر حال اس خاندان کا دور مختصر تھا۔ کیونکہ صرف دو آدمی بادشاہت کر سکے ہیں اور ان کے علامات بھی تاریکی میں ہیں۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی کوشانیوں ہی سے تھا۔ چنانچہ ان کے بعد واسے کوشانی جنہیں بہ لحاظ زمانہ چھوٹے کوشانی یا چھوٹے یوچی کہ جاتا ہے کے بارے میں مائل ایشیا تک سوسانی آف بنگال کے سالنامہ ۱۹۳۷ء کے جلد سوئم صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے کہ چھوٹے یوچیوں کا پایہ تخت FOU-LEAU (ف-لورشا اور پشاور) تھا اور اس کا بادشاہ (کی۔ ژ۔ ل) کا بیٹا ہے۔ باپ نے بیٹے کو اس وقت یہاں بٹھایا جبکہ وہ خود ژوان ژوان کے حملوں سے مجبور ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ ژوان ژوان اصل میں مرکزی ایشیا کا ایک قبیلہ تھا۔ جنہوں نے ان سے پہلے بڑے کوشانیوں کو شمال کی طرف سے دبا دیا تھا اور وہ مغرب اور جنوب کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

کوشانی کون تھے

اگرچہ افغانستان میں کوشانی بادشاہوں کے کافی سے زیادہ سکے ملے ہیں اور محققین نے ان کے بارے میں بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ لیکن بایں ہمہ ابھی تک قطعی نتیجے پر نہیں پہنچے۔ تاریخی کونج و بلوچ کا سولف میر گل خان نصیر لکھتا ہے کہ:-

”سطح مرتفع نکلات کی موجودہ براہروی زبان جو قدیم سیوانی قبائل کی زبان تھی کوشانی زبان کی باتیات سے ہے اور کوشانی

زبان مودھین و ماہرین السنہ کے شواہد کی روش سے زبانوں کے سبیلانی خاندان کی ایک شاخ ہے۔ لہذا براہوی زبان کا بھی زبانوں کے ”ایرانی خاندان“ سے ہونا ثابت ہے اور اسے لاگو رنجر ڈیز اور اُن دوسرے مودھین کی پیروی میں زبانوں کے ”دراوڑی خاندان“ سے قرار دینا بے بنیاد اور غلط ہے۔“

کوشانی زبان کے بارے میں اب تک ماہرین السنہ نے جو آرائے قائم کی ہیں اُن میں کوشانی زبان کو آریائی زبانوں کے خاندان کی ایک شاخ بتایا گیا ہے۔ مثلاً پروفیسر یون (Lecomann) اسے شمالی آریائی زبان سمجھتے ہیں۔ فرانس کے موسیو پلیسٹ (Pelliod) اسے مشرقی ایرانی زبان قرار دیتے ہیں (یاد ہے کہ مشرقی ایرانی زبانوں سے مراد پشتو اور بلوچی لیا جاتا ہے) پروفیسر لیوڈر (Leudor) کوشانی زبان کو اسکان زبان کہتا ہے پروفیسر کنوڈر پروفیسر کرست (KIRST) اسے ختنی زبان کہتے ہیں۔

پروفیسر کنوڈر لکھتا ہے کہ کلمہ کوشی کا مبداء سیٹھی (SCYTHIAN) ہے۔ کوشی معزو اور اُس کی جمع ”کوشا“ ہے کوشا، ہی اسی نارت نکلا ہے۔ جو کوشان کے مسکن کی طرف دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح یوچی بھی کوشی کے مترادف نام ہے جو چینوں نے اسے دیا ہے محقق احمد علی کھزاد کہتا ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کلمہ کی اصل صورت کوشی رہی ہے۔ جو ایک قبیلہ کا نام تھا اور جس کا صیغہ جمع کوشانو بنتا ہے۔ جو اُن تمام قبائل کے لئے لدا جاتا تھا جن کو کوشی بادشاہ میطع کر کے اپنی مملکت کے تحت لائے تھے۔

الکوح و بلوچ بحوالہ کہزاد

پرتگیزی کو شانی سلطنت کے بانی کجوا کہ فیزس کے ایک کسے پر
 حزیشتی رحم الخط میں مشہور اکادم کندیہ ہے جس کا ترجمہ موسیٰ دشت
 نے "ہزاروں کا بڑا مالک" کہا ہے اس نے محقق کل خان نصیر کی
 رائے میں ہر دہائی زبان کا کلمہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "میش" یا
 "مش" آج بھی ہر دہائی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور "دار" والا
 کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ آگے ہل کر نکلتے ہیں کہ کابل افغانوں
 کی طرح فلات (بلدِ حستان) کی پہاڑیوں پر بھی ایسے معبد پائے جاتے
 تھے جن میں "میشو دار" یعنی شیوا کی پرستش ہوتی تھی اور ہم کو یہ معلوم
 ہو چکا ہے کہ کوشی یا کوشانی سیتی آریہ ہیں۔ مستند تاریخی شواہد کی روشنی
 میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ:-

۱۔ کہ توران اور بلوچ کی آمدت قبل فلات وسط مرتفع میں قدیم
 براہوی قبائل کے نام سے جو لوگ آباد تھے وہ درادڑ نہیں تھے بلکہ باختری
 آریہ نسل کے کوشی یا کوشانی تھے۔

۲۔ کہ کوشانی پرتگیزی "میشو دار" یعنی دین شیوا کے پرستار تھے
 یونانی کہتے تھے۔ سبوانی دراصل شیوانی کی صوفی تخریفات ہے۔

۳۔ فلات کے "دراک" کابت دراصل "میشو دار" یعنی
 شیوا کا بہت سنگا۔ جس کی پرستش فلات کے کوشانی کیا کرتے
 تھے۔

۴۔ کہ ہشتابوں کے شاہی دین کی طرح "پرستش شیوا" فلات
 کے۔ ہاؤں کا بھی دین تھا۔

۵۔ چونکہ قدیم شیوانی قبائل، طاقت و توانائی کے لحاظ سے
 بادشاہ کو درداک یعنی شوارا کا مظہر سمجھتے تھے اس لئے اسے
 بھی شیوا کے خطاب سے یاد کیا کرتے تھے۔ لہذا شیوا یا سیرا
 ایک مذہبی خطاب تھا جو فلات کے قدیم کوشانی یعنی شیوانی قبائل
 کے شہزادے گدڑی نشین ہوتے وقت اختیار کرتے تھے۔

۶۔ اسیہ کہ موجودہ براہوی زبان چونکہ قدیم کوشانی زبان
 سے نکلی ہے۔ اس لئے درادڑی زبانوں کے خاندان سے نہیں بلکہ
 السنہ کے "ایرانی خاندان" کی ایک شاخ آریہ زبان ہے، جس
 کی موجودہ صورت کردی زبان کی آمیزش سے وجود میں آئی ہے
 میر صاحب نے اپنی کتاب میں کوشانی اور ہر دہائی زبانوں میں
 مطابقت و مماثلت کی چند مثالیں بھی دی ہیں اور اپنے عقیدے کے مطابق
 سطح مرتفع فلات و توران کے قدیم لوگوں کے بارے میں لکھا ہے
 کہ کوشانی زبان بولتے تھے۔ یہ الفاظ دیگر ان کا مقصد یہ ہے کہ ہر دہائی
 ہر دہائی زبان کوشانی ہی کی ایک شاخ یا بگڑی ہوئی شکل ہے۔

ہم گزشتہ صفحات میں سطح مرتفع فلات کے توران کے قبائل
 کے بارے میں پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ان میں اکثریت سیتھین قبائل
 کی ہیں۔ البتہ ہم نے انہیں کوشانی کے بجائے افغان کہا تو اصل
 ایک ہی چیز ہیں البتہ سانی اعتبار سے یہ بات ابھی تک تحقیق
 طلب ہے کہ کوشانی آریائی زبانوں یا لیون میں کوشی زبان بولتے تھے

جہاں تک بروہی زبان کی بات ہے تو سب کو معلوم ہے کہ یہ زبان پشتو، بلوچی اور فارسی سے بالکل مختلف اور منفرد زبان ہے۔ اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آریائیوں کی آمد سے بہت پہلے اس علاقے میں یہ زبان بولی جاتی تھی اور یہاں مشرق میں جب کہ سس علاقے میں وارد ہوئے تو کردی اور قدیم زبان میں انشلاط کی وجہ سے موجود بروہی زبان وجود میں آئی یا۔ الفاظ دیگر کہیں اور دراوڑی کے ملاپ سے ایسا ہوا ہو اور بعد میں جب افغان آئے تو اس میں پشتو کی آمیزش بھی ہوئی اور پھر فارسی کے ساتھ بھی کچھ ملاپ ہوا۔ مثلاً

بروہی	پشتو	ترجمہ
دراستہ سے	دراستی دی	یہ کیا ہے
پلوٹھ منکوس	پلوٹھ سوئے	بمبار ہوئے
دادے دیا، افادے	دادی	مے ہے
دغار	دگر	میلان۔ زمین

اسی طرح بروہی کے (بزک)، ہیں فارسی کا (بیا)، اور (گزک) میں صندی کا (کر)، اور کریمہ اور کیرہ میں کرتے اور پشتو ہما (اکول) فعل نمایاں ہیں۔ بہر حال مشترک جنرانیائی موقعیت اور معاشرت کی وجہ سے جو سپتان کے اندر بروہیوں اور افغانوں میں بہت سے الفاظ مشترک ہیں مثلاً

بروہی	پشتو	ترجمہ
جکل	جو ککراں	جھوٹی

بروہی	پشتو	ترجمہ
اچا	اچ	اچا
اوت	اوت	اوت
پوٹھ	پوتھ	پوٹھ
پوٹھ	پوتھ	پوٹھ

یہ الفاظ بروہی زبان کے ہیں اور ان میں ریش (رب یا صوف) اور دندان مشترک ہیں۔ بہر حال بہت سے الفاظ کے اشتراک و انشلاط کے باوجود بروہی زبان بنیادی طور پر ایک الگ اور مکمل زبان ہے اور اس کی قدامت میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں البتہ جو رگ آج بروہی زبان بولتے ہیں یا بنس بروہی قبائل کہا جاتا ہے ان کے بارے میں محققین کی اکثریت بشمول میر علی خان نصیر کی متفقہ رائے یہ ہے کہ بروہی قبائل کی اکثریت یقیناً سر سے نعلق رکھتے ہیں یعنی اسی نسل سے جن کو بعد میں افغان اور پنجتون یا پشتون کہا گیا اور ہم نے گزشتہ صفحات میں بروہی قبائل میں ان کی قضاوی بھی کی البتہ میر صاحب کی اس بات پر شبہ ظاہر کیا جائے گا کہ چونکہ کوشانی زبان کے بعض الفاظ بروہی میں اب بھی موجود ہیں اس لئے کوشانیوں کی زبان بروہی تھی لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ کوشانیوں کے اقدار کے زمانے میں بعض بارہ معریت یا مذہبی قسم کے الفاظ بروہی میں داخل ہو چکے ہوں یا بروہی کے کوشانی بروہی زبان میں داخل ہوئے ہوں جس کی مثال اس آگے دیکھا جائے کہ کوشانی بروہی زبان بولتے تھے۔ بروہی کوشانی زبان بولتے تھے اور موجودہ بروہی کوشانی زبان ہے کہ مشکل الحاق کیا

البتہ اس میں شبہ نہیں کہ آریاں لہوں میں سے کس ایک میں بات کرتے تھے
جیسا کہ ان کی مسکرات سے ظاہر ہوا ہے۔ ان یہ کہنا کہ کوشانی بہ ذات
برہمن تھے۔ اس لئے قرین قیاس ہے کہ کوشانی چونکہ افغان تھے اور ہندو
میں نسلی اعتبار سے اب بھی افغانوں کی اکثریت ہے یا بہ الفاظ دیگر کوشانی یا
سیتھین تھے اور افغان بھی سیتھین ہیں لہذا بات ایک ہی ہے ہر حال جہاں
نژاد کی بات ہے براہوی قبائل کے سیتھین ہونے میں ہم میر گل خان نصیر کے
ساتھ متفق ہیں۔ لیکن زبان کے معاملے میں ہم ماہرین السنہ واضح طور
پر ثابت نہیں کر سکے ہیں کہ برہوی بنیادی طور پر سیتھین زبان ہے۔ البتہ مذکورہ
بالا بحث و تحقیق سے جو مفید نتیجہ برآمد کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ کوشانی
کے باقیات برہمنوں میں موجود ہیں اور ہندوؤں میں موجود ہیں۔ ہم اس لئے
ہیں کہ کوشانیوں کی آمد سے پہلے ہی سطح مرتفع قلات (قرآن) میں سیتھینی
قبائل کا وجود پایا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں کثرتاً ذکر کیا
ہے اور ان کے بعد چند قبائل کا ذکر کیا اور ہم نے گزشتہ اوراق میں یہ بھی
بتایا تھا کہ اسی اصول کو ایک ہی زمانے میں بلوچستان آئے تھے غالباً ان میں
نسلی اختلاف بھی ہوا ہے کیونکہ دونوں کے خدوخال میں کافی شبہات پائی جاتی
ہیں اور ان کے رشتہ بھی یہ لحاظ ساخت درگ ایک جیسے ہیں یعنی اوچر کے اگلے رشتہ
کچھ ذریعہ مائل ہوتے ہیں۔ کاسی افغانوں میں شامل ہیں اور کروہیوں میں
دونوں سیتھین قبائل ہیں۔ پیر معظّم شاہ "تاریخ مافخر رحمت خان" صفحہ ۲۰
میں لکھتے ہیں کہ کیش کوشی افغان قبائل بلوچستان کی مغربی سرحد پر اب بھی

ہیں۔ میر گل خان نصیر دکن راج ۱۵۹ پر لکھتے ہیں کہ کیش یا کوشا نو
ہیں کی زبان موجودہ براہوی یعنی کوشانی تھی یہ محقق کبیراد کہتا ہے کہ کوشی مغز
اور اس کی جگہ کوشا ہے جو ایک قبیلہ کا نام تھا۔ سرگزشت لکھتا ہے کہ کیش
کا بعد و سیتھینی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ بلوچستان کی مغربی سرحد پر سب سے دیرینے کوشی قبائل سے
ملا سیتھان کے جہاں ایسے برہمن قبائل ہوں جو اور ان تک پہلے ہوئے ہیں جہاں
کوشانی کبیرا کفریز کے زمانے میں دریائے آمو (آکس) کے جنوب میں وارد
ہوئے اور جزوی علاقوں سے جانب ہند ایک بڑی شہنشاہیت قائم کی لیکن
سیاسی تنظیم، ہندو ثقافت اور رسم و رواج میں اپنے رچے بچے احوال سے مختلف
واقع ہوئے تھے اس کی وجہ کوشانیوں کی عہد ہندی تھی وہ بن بن علاقوں
پر قابض ہوئے وہاں کے لوگوں کی تعلیمات و ثقافت کو مٹایا نہیں بلکہ بڑی
راش دلی کے ساتھ اپنایا۔ چنانچہ ان کے اور ان کے رسم و رواج اور ثقافت
کے اختلاف سے ایک نئی تہذیب پیدا ہوئی جس کے تجزیے اور مقابلے میں
آج محققین و محققین متروک وقت محسوس کر رہے ہیں یہی حالت زبان کی
نہ ہے۔ اور ایک دوسری وجہ ہے کہ شمال اور مغربی قبائل کا سیلاب جنوب
اور مشرق کی جانب مسلسل بہتا رہا مشرق میں گندھارا اور پنجاب کی جانب
اور جنوب میں آرا کوڑیا اور ہندو دنیا لکندہ اور بلوچستان کی طرف۔
مشرق کی طرف جیسے داسے بدھ مت سے متاثر ہوئے اور جنوب کی جانب
جیسے داسے زرتشتی اور شیعہ تہذیبوں کے اختلاف کے باعث بنے

اور ان اتوار کے اندر بھی وقت بھی گزرتے کے ساتھ ساتھ تہ
دبیل ہوتا رہا اور ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات
میں بحوالہ استرالیہ بتایا گیا کہ آریانا میں ایک زبان بولی جاتی تھی اب بھی
اگرچہ بنیادی طور پر زبان ایک ہی ہے لیکن مختلف تہذیبوں کی وجہ سے
جہت سے پرانے الفاظ خصوصاً شہر آلودوں میں متروک ہو چکے ہیں۔
ان کی جگہ نئے نئے الفاظ استعمال ہونے لگے ہیں جن میں ہندی کے عام
انگریزی الفاظ بھی شامل ہیں پھر ہر کہ قریباً تین ہزار سال سے یکے بعد
دیگر آریائی زبانیں سنسکرت، خردشتی، برہمنی، تھاری اور عربی کے الفاظ
داخل رہے ہیں۔ جن میں ان علاقوں کی زبان مختلف لمبوں میں لکھی جاتی
رہی اور ابھی تک اور مڑی و پچی۔ تھاری اور بروہی زبانوں پر ابھی
اسی تحقیقات کر رہے ہیں جن میں کوشانی دور کے مسکوکات عام طور
پر زیر مطالعہ ہیں جو کہ مختلف علاقوں میں دستیاب ہوئے ہیں اور
کوشانی زبان کے بارے میں قطعی طور پر ابھی تک کچھ نہیں کہا جاسکا
البتہ بعض ماہرین السنہ جیسے فریڈرکسن نے کوشانی دور کے رسم الخط
میں ایک رسم الخط کو برہمنی و برہمنی بتلایا ہے اور سیلیون نے اسے وہ
رسم الخط کا نام دیتا ہے۔ بہر حال گندھارا، آراکوزیا، جہدروزیا، ہما
ہندوستان میں کوشانی دور کے جو بہ شائع اور کتبے دریافت
ہوئے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوشانیوں کا تعلق سیتھین تہذیب
سے تھا اور وہ سکوں کے بنانے میں اپنے اساتذہ کی تقلید کرتے رہے۔

ہیں۔ اگرچہ کوشانی سلطنت کے زوال کے اسباب پر وہی طرح واضح نہیں
ہیں البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اساتذہ کی طرح جب انہوں نے
بھی ہندوستان کا رخ کیا اور عظیم خراسان میں اپنی بنیاد مستحکم کرنے
کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی تو ساسانیوں نے مغرب کی جانب سے
پیش قدمی کر کے ان کی سلطنت کو اختتام تک پہنچایا۔

گزشتہ صفحات میں بتایا گیا کہ نہ نسی یا کاسی کے نام سے ایک قوم
قریباً ستھ قریب قریب ایران و خلیج فارس بلوچستان میں داخل ہوئی
تھی اور اس کے ہندو قبیلے کشمیر اور کاشغر کی جانب گئے۔ تواریخ ماقط
رحمت خان مرتبہ خان روشن خان صفحہ ۲۹۹ پر لکھتا ہے۔

مکانشی۔ سہشی۔ سہسی۔ کوشی۔ ایک ہی نام ہے اور سنہ ۱۱۱۱ء میں
میں ایک قبیلہ تھا جیسا کہ اکثر کتابوں میں ذکر ہے کہ حضرت بلہان نے ہندو
سلطنت کو گرتے ہو کر ایک صحر سلطنت اسرائیل اور اوسرا
حوتہ سلطنت پیدا کیا۔ سنہ ۱۱۱۱ء۔ سلطنت اسرائیل اور اوسرا
برہما نامہ ذکر کیا گیا اور اس کے بعد کاسی، کوشی، قبیلہ کے سردار کی زاری
کو بادشاہ بنایا گیا۔ پھر بادشاہ تھا بقول تواریخ قریب ۲۰۰ سال ہندو
لاکھوں کی تعداد میں فوق رکھتا تھا یہی قبیلہ کاسی، کوشی، ہندوستان
اور کوشہ بلوچستان میں کثرت آباد ہیں۔ اور اس کے نام سے کاشغر اور
کش اور کے غرض ہوتا ہے۔ ابتدا میں یہ لوگ کاشغر اور کشمیر تک
پہنچ چکے تھے۔

کاشی کوشی کے متعلق کتاب مقدس رتوریت میں کئی دفعہ ذکر ہوا ہے۔
 ملاحظہ ہو برصیاء باب ۲۶، باب ۲۷، باب ۲۸، باب ۲۹، باب ۳۰ اور تارخ باب ۱۱
 اور صفحہ ۱۰ باب ۱۔ اور تارخ البلدان کے مصنف امام بلاذری نے اس
 کا حال بیان کرتے ہوئے یہودیوں کے ایک قبیلہ کو "کوشان" کہلے۔
 "تواریخ حافظ رحمت خانی" کے مذکورہ بیانات سے ہم یہ نتائج
 اندک کر سکتے ہیں کہ:

اولاً: کوشانی کشر اور کاشن کے وہ قدیم قبائل تھے جنہیں مغربی ایشیا
 میں کاسی یا کیسی کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو مشرق سے شمال کی جانب ہجر
 کاٹ کر افغانستان میں وارد ہوئے اور کوشانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

ثانیاً: مستشرقین میں جب کاسی اور کربابی سے فلسطین کی
 جانب گئے تو یہ زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا (یاد رہے کہ
 مسیحیوں میں کاسیوں کا ایک قبرستان فلسطین میں دریافت ہوا تھا) جیسا
 کہ تواریخ حافظ رحمت خانی نے ذکر کیا ہے کہ اس نام کا ایک قبیلہ بنی اسرائیل
 میں تھا تو وہ یہی کاسی تھے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت مکرے ہو جانے
 کے بعد فلسطین سے شام، فارس اور دکن سے براستہ ایران قریب بابل
 میں بلوچستان میں وارد ہوئے اور جیسا کہ سن پرینا کہتا ہے کہ اس زمانہ میں
 ایران میں کاسیوں کا وجود پایا جاتا تھا لیکن اس کے بعد معلوم نہیں کیا
 گئے۔

ثالثاً: چونکہ کاسیوں کے ساتھ کرد، گند اور ژند بھی شامل تھے اور ان

کے کچھ حصے بلوچستان میں رہ گئے اور زیادہ مشرق کی جانب چلے گئے مین
 پشت اور پنجاب۔ کشر اور کاشن تک پہنچ گئے اور یہی کاشن کے قبا ئی
 پھر شمال راستوں سے تخستان میں وارد ہوئے اور بعد ازاں ایک
 بڑی سلطنت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ جس میں بلوچستان بھی شامل
 تھا۔ گو اس طرح یہ لوگ ایک بار پھر اپنے باقیات سے آئے۔ چنانچہ
 اگر میر گل خان نصیر کو شانیوں اور یہودیوں کی اشتراک کی بات کرتے
 ہیں۔ تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ جو ابلاذری نے یوں
 کے ایک قبیلہ کو "کوشان" کہا ہے دراصل وہی کاسی یا کاشی ہے جن کا
 بار ذکر کیا گیا ہے کہ یہ لوگ دراصل قدیم آریائی قبائل تھے جو نژاد ایشیائی
 اشتراک کی وجہ سے اپنے ایک حکمران قبیلے کاسی کے نام سے پکارے
 گئے۔ یہ جو بعض مورخین کہتے ہیں کہ پشتو زبان کے بہت سے الفاظ عبرانی
 ہیں اور اس چیز کو بنیاد اور دلیل بنا کر افغانوں کو بنی اسرائیل یا
 یہودی النسل قرار دیتے ہیں صحیح نہیں۔ کیونکہ جب بھی در مختلف اللسان
 قومیں کبھی یکساں ہو جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کے الفاظ اپنا لیتے ہیں لہذا
 یہ کہنا مشکل ہے کہ عبرانی زبان میں پشتو کے جو الفاظ ملتے ہیں۔ وہ
 دراصل عبرانی ہیں۔ جو پشتو میں بھی مستعمل تھے یا ہیں۔ بلکہ یوں بھی کہا
 جاسکتا ہے کہ یہ الفاظ پشتو سے عبرانی میں منتقل ہوئے ہیں۔ جیسا کہ عرب
 خانہ بدوش عربی کے بھی جو افغان عربوں کے لباس سے متاثر ہیں
 اور درحقیقت سر و عمل تو ان کا لباس ہے۔ جس طرح معاشری زندگی میں الفاظ

کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ بائیں کا تبادلہ اس سے بھی زیادہ آسانی اور تیزی کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر لفظ پوہ کا ذکر ہم نے برہی زبان کے ضمن میں کیا کہ لفظ پشتو اور برہی میں مشترک ہے یعنی "پوہ سوئے" پشتو اور پوہ سوئس برہی (یعنی سمجھ گئے) یہ لفظ فارسی میں "قمیدی" ہے جس کا مصدر قمیدن ہے جن کا تعلق عربی کے "انہام و قنیم" اور منہم سے ہے جو پشتو میں ذرا سا بگڑ کر "پام" بن گیا ہے۔ یاد رہے کہ پشتو اور قدیم فارسی میں "ت" نہیں ہے بلکہ "پ" ہے چنانچہ اب یہ کہنا مشکل ہے کہ اس لفظ کا اصل ماخذ کونسی زبان ہے علاوہ ازیں عربی زبان میں ایک ایک چیز کے لئے ایک سے کئی زیادہ نام اس بات کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ اس میں دوسری زبانوں کے بہت سے الفاظ قدیم زمانہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ الغرض صرف الفاظ کے اشتراک کی بنیاد پر نسلی اشتراک ثابت کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لئے پوری زبان اس کے محاورے اور گرامر کو پیش نظر رکھنا لازم ہے۔

بہر حال کوشانیوں کے نال کے بعد ان ہی کی ایک شاخ ابراہیوں یفٹیکوں نے شکند میں باختر میں حکومت قائم کی اور جنوب مغرب میں سامانیوں پر حملے شروع کر دیے انہوں نے ایران پر پہلا حملہ ۸۱۹ء میں کیا یہ بہرام گور کا زمانہ تھا (بہرام پنجم) مرو کے قریب ابراہیوں اور سامانیوں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی جس میں ابراہیوں کا بادشاہ ہار گیا اور ان کو شکست ہوئی۔ بہرام گور نے ابراہی بادشاہ کا آواز دہان

۱۳۵۰۰۰
۲۵۰۰۰۰
نقشہ افغانستان
آبادی



کے آتش کدے کو بطور تندہانہ بیج دیا لیکن اس شکست اور بادشاہ کے
 ہوسے ہانے کے بار محمد ابدال دل برداشتہ نہیں ہوئے اور ساسانیوں سے
 بدلہ لینے کے لئے ایک اور جنگ کی تیار، شروع کی شکست میں بہرام گور
 کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا بزد گرد دوم تخت نشین ہوا تو اس
 سے پہلے کہ ابدال ساسانیوں پر حملہ کر کے بدلہ سزا دے گا تو اس نے ان پر حملہ
 کر دیا لیکن اس مرتبہ نہ مرنے ساسانیوں کو شکست فاش ہوئی بلکہ ساسانی
 سلطنت کا کافی حصہ ابدالیوں کے قبضے میں آیا۔ ۳۵۰ء میں بزد گرد
 دوم کی موت کے بعد اُس کے بیٹوں کے درمیان اقتدار کی لڑائی شروع
 ہو گئی چنانچہ اُس کے ایک بیٹے فیروز نے سبائیوں کے مقابلے میں ابدالیوں
 سے امداد حاصل کر کے تخت ایمان پر قبضہ کر لیا اور اس امداد کے
 بدلے ابدالیوں کو خراج دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن بعد میں انکار کر دیا
 جس پر ابدالیوں نے ایمان پر حملہ کر کے ۳۵۰ء میں فیروز کو قتل کر دیا
 چونکہ انغلازوں اور ایرانیوں کے درمیان یہ ایک شدید جنگ تھی جس
 کے نتیجے میں ساسانی سلطنت کو زبردست دھچک لگا اگرچہ ختم تو نہیں ہوئی
 لیکن ابدالیوں سے مڑی طرح مغلوب ہو گئی۔ فیروز کے بعد ایرانی تخت
 قباد کے ورثے میں آئی۔ ابدال جب ساسانیوں کی طرف سے کچھ مطمئن
 ہو گئے تو ہندو کش کے جنوبی اور مشرقی علاقوں خصوصاً کابل اور پشاور پر
 جہاں چھوٹے کوچانی جنہیں کیداری بھی کہا جاتا ہے حکمران تھے دباؤ ڈالنا
 شروع کیا تاکہ وہ ان کے مملوں سے تنگ آکر چترال اور گلگت کی طرف

جھاگ گئے۔ بی ایس گروہ (B.S. GURU) سینسز آف انڈیا جلد اول اور
سوم الف میں لکھی ہے کہ ہاجڑ کے بھٹان چترال کے کاشوں سے بہت
نریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کشمیر کے کاش اور چترال کے کاش
ایک ہی نسل کے لوگ ہوں لیکن باہن ہمہ ان کے بارے میں حقیقت میں اختلاف
پایا جاتا ہے یعنی بہت سے محققین یہ نہیں کہتے کہ کشمیر کے کاش یا پانچانا
دیگر کاشی اور کوٹاشی ایک ہی جیسے تھے۔ البتہ اکثریت کی رائے میں جن میں
غریبین اور سہک گورن پیش پیش ہیں کہ شانیوں کو سیٹیوں کی شاخ کہتے
ہیں جو ساکاڈل اور پاریتوں کے قرابت دار تھے۔ سر اولف کیرو بھی اسی
نظریے کی تائید کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ کتابوں میں ان کا نام یوپی لکھا ہے
شہر رسی متق بار ٹولڈ اپنی کتاب ایران کا تاریخی جغرافیہ صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے
کہ یوپی (مراد ابدال) یوپیوں یا تھاریوں کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔
جنہیں سفید مٹن بھی کہتے ہیں کہ سنن سین اور سر پرسی سائیکس ان کو سفید
چمڑی واسے اور ان کی زبان کو ہندو دیوین زبانوں کی ایک شاخ سمجھتے ہیں
ولنٹ سٹور کے نظریے کے مطابق افتتاحی (ابدال) نسلی اعتبار سے جنوں
سے الگ تھے پارکر ان کو یوپیوں کی شاخ کہتا ہے اور آخر میں ہرنولڈ انہیں
یوپی تھاری قرار دیتا ہے۔ فردوسی نے افتتاحیوں کو حیتال کے نام سے
کہا ہے۔ محقق احمد علی کہزاد کو شانیوں اور افتتاحیوں دونوں کو یوپی تھاری کہا
ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں حالہ دیا گیا انوار ذی کی تعریف مختار السد
میں افتتاحیوں یا حیاتل کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ وہ قبیلہ ہے جو تھاریوں

ہو تا بعض رہا اور جو ترک خلیج یا خلیج کہلاتے ہیں وہ حیاتل ہی کی نسل سے ہیں
اسی طرح اسطوری کہتا ہے کہ خلیج ترکوں کی وہ شاخ ہے جو قدیم زمانے میں
عز کے عقب میں واقع سمستان (سیستان) کے ضلعوں اور ہندوستان کے
صوبائی علاقہ میں آئے تھے۔ وہ مویش پاستے ہیں اور ملیہ لباس اور زبان کے
علاقہ سے ترک معلوم ہوتے ہیں۔ یاد ہے کہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ ترک ہیں
بلکہ معلوم ہوتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ روسی مشرق با ٹولڈ کہتا ہے
کہ خلیج ترک خلیج ہیں۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ لکھا کہ حیاتل دراصل وہ
قدیم حیتہ قبائل تھے۔ جن کا ایک بڑا حصہ سنہ ۱۱۱۱ ق م سے میکیم ازکم سنہ ۱۱۱۱ ق م
تک یکے بعد دیگرے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ایشیائے کوچک میں داخل
ہوا اور ہیراکیئن کے ساتھ ساتھ ترکی تک پھیل گیا (دیکھئے نقشہ صفحہ ۱۱۱۱)
یہ لوہریں۔ بیٹیوں اور دونوں کا مسکن، البتہ ان میں سورگی قبائل
شام کی طرف چلے گئے چنانچہ شام میں ان سورگی قبائل کے مزدنیان
لباس اور مزاج کی گہری اور دلیری و جان نوازی اب بھی نمایاں ہیں۔ ان
کے جراثیمات امور آکس، کے اس بارہ گئے تھے وہ صیت کے بلانے بعد
میں حیاتل یا انتقال اور بعد میں ابدال کے نام سے مشہور ہوئے ان کی
ایک شاخ جو دریائے جیون کے مشرق میں مقام خلیج میں آباد تھی۔ خلیجوں یا
خلجیوں کے نام سے معروف ہوئے بعضوں نے خلیج کی خ کو ق سے بدل کر قلیج
یا قلیج بنایا ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ یہ ترکی زبان کا لفظ ہے اس لئے

فعلی ترک النسل میں حالہ کہ قباہی ترک زبان یا لفظ نہیں ہے اور اگر ہر قوم ہمسائی
سنی قرار ہے۔ علاوہ انہی فعلی یا غلی کے رہنے والے قبائلی ترک زبان ہنس
ہانتے تھے البتہ انہی کے قریب جیتوں کا جو قدیم شہر دیانت ہوا ہے وہاں
ہات کا ثبوت ہے کہ جیتوں اور ترکوں میں خلی کی آمیزش وہاں ہوئی ہوگی
بلکہ ثقافتی طور پر بھی مل جلی گئے ہیں کہ بنا پر محققین نے یہ گمان کیا کہ ترک ترک
اور غلیوں میں نسلی اور ثقافتی یکسانیت پائی جاتی ہے لہذا فعلی ترک النسل ہے
یہ باطل ایسی ہی بات ہے جیسے دریلوں اور یونانیوں کے اشتراک سے خاندان
کے بعض قبائلی کریمانی النسل کہا جاتا ہے۔ حالہ کہ اگر اس نظریے کو اٹھا کر
جلتے تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ترک اور کریمانی افتخانی النسل ہیں۔ انہی افتخانی
یا حیالہ مواصل ایک قوم کی شاخیں تھیں جنہیں داریوش کبیر کے زمانے میں
مستی کیا گیا اور پھر کردانی اور آریائی اور یہ بھی یاد رہے کہ کلاسیکی سرزمین نے
محبتوں کو ایشیائے کوچک میں وارد ہونے والے سب سے پہلے آریائی
قبائلی کے نام سے یاد کیا ہے۔ ہر حال فعلی یا غلی یا غلی کے بارے میں
بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ترک ہے بعض کہتے ہیں کہ ترکوں کی ریشہ داری
قبائلی میں سے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اوغز یا غز ترک نہیں تھے۔ بعض سلاویوں
کو بھی اوغز مانتے ہیں (دیکھئے تاریخ بخارا) یہ عربوں اور ساسانیوں اور
کے زمانے میں صحرائے مشرق کے گرد آباد تھے غالباً اسی غز سے غزنو، غزنو، غزنو
ہیں جو عباسیہ سے بہت پہلے غلیوں کا مرکز رہا ہے مختصر یہ کہ فعلی غزوں
یا جیون کے خلیج یا غلی ترک نہیں تھے کیونکہ گزشتہ ڈیڑھ سو ہزار سال کی مہم

مکرم ہیں یہ بتاتی ہے کہ وہ ترک زبان نہ بولتے تھے اور نہ جانتے تھے۔ البتہ
یہ قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ بطورقی جس کے ترک النسل ہونے میں شبہ ہے غلیوں
کا ایک شاخ ہو۔

افرنی سنی یا حیالہ ان تمام افتخانی قبائلی پرشتوں ایک ایسی قوم کا نام
تھا جو شمال سے مغرب۔ جنوب اور جنوب مشرق کی طرف ہزاروں برسوں میں
اس وقت تک بے رک رکھ چلیا راجب تک کہ ملکوں کے درمیان لوگوں
کے آئے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ بلکہ افتخانی اور برصغیر کے درمیان تو
اس تک مسلسل جاری ہے۔ اگرچہ ماضی میں حملہ آوروں اور تاجروں کے شکل میں
آتے تھے اور اب عام کاروبار اور محنت مزدوری کے لئے چٹانہ کراچی۔
حیدرآباد کے علاوہ سندھ اور پنجاب کی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں افتخانی
آباد نہ ہوں گے یا مہائے کابل کی طرح یہ بھی ایک ایسا سبیل وہاں ہے جو شمال
سے جنوب اور جنوب مشرق کا جانب مسلسل بہتا چلا آ رہا ہے۔

پھر حال حیالہ یا افتخانی جو کرشانیوں کے قریب دار یا ان کے افتخانی
تھے۔ کو شان سلطنت کے خاتمے کے بعد پہلے افتر ہیں افتر ترک قیادت
میں حکومت تمام کی پھر خراسان سے ساسانیوں کو نکال باہر کیا پھر دھاکوں
گذاٹا اور آرا کو ذرا پر قبضہ کر لیا اور اپنے گداز مقرر کر دیے۔ مورخین کہتے
ہیں کہ کابل اور گندھارا کا گداز جو بنیامہر یا ختر کا وقت تھا۔ لیکن عملاً ایک
خود مختار حکمران تھا۔ جس کا نام غالباً "نوراما" تھا۔ اسی نے پگتا خاندان

کے ہندی مہاراجا سکھاؤ کی موت کے بعد پنجاب پر مسلسل حملے کر کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا اور سیالکوٹ کو اپنا صدر مقام بنالیا اور پھر شمال اور وسط ہندوستان کے بہت سے علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔ قرامانا سندھ میں مر گیا۔ کیوڑہ پنجاب میں اسکا جو کہنہ وقت ہمارے اس پر یہ الفاظ کندہ ہیں، مہاراجا تورانا جیدولہ (۱۵۷۵ تا ۱۶۰۵) یہ قبائلی نام کوثرانی ندر کے برساتی رسم الخط میں رنڈل، اور ہرینی رسم الخط میں جیودل لکھا ہوا ہے جو بعد میں زالی اور زادل بن گیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ افغانیوں کا یہ قبیلہ جس سے کہ قرامانا کا تعلق تھا زالی یا بہ الفاظ دیگر زابلستان سے تعلق رکھتا یعنی موجودہ غزنی کے آس پاس کے علاقے۔ اتالی بادشاہ اخنوزر نے قریباً پچاس سال حکومت کی اور اس دوران میں بقول دلفٹ ستمبر ناکس کی سرحدوں سے لے کر مشرق میں چین اور شرق تک اپنی حاکمیت کا دھم بھرا لہذا وہ قول سوگگ بن اس کی ملکیت چاہیں صوبوں پر مشتمل تھے۔ اخنوزر کی موت کے بعد تورانا باختر میں بادشاہ بن گیا اور ساتھ ہی ہندوستان میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا دلفٹ ستمبر کہتا ہے کہ قرامانا سے مقابلہ کرنے میں سکھاؤ اگپتا کے خزانے خالی ہو گئے اور انتظامی حالت اتہائی ابتر ہو گئی۔ قرامانا کے بعد اس کا بیٹا میرا کولا جے میرا کولا اور مہرگی بھی کہتے ہیں تحت قضین ہوا اور باپ کے خزانے قدم پر چلتے ہوئے پنجاب سے آگے بڑھ کر فتوحات کیں بعض ہندوستان مورخین نے میرا کولا کے دور کو وحشت نامک اور ہلاکت خیز یاد کیا ہے

اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ اس نے ہندوستان میں کتنے عرصے حکومت کی تاریخ سے موت اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں گپتا خاندان کی حکومت منتشر ہو گئی تھی اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی شکل میں تبدیل ہو کر بعض افغانیوں کے مطیع ہو گئے تھے اور بعض لڑتے رہتے تھے۔ خصوصاً سندھ سے ۱۵۷۵ تک یہ سلسلہ جاری رہا آخر کار ہندوستان کراچے اور شہر کے رہا سودھارمن کی قیادت میں متحد ہو گئے اور مہیرا کولا کو شکست دے کر چٹکارا حاصل کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہیرا کولا نے ہندوستان پر باقاعدہ منظم حکومت نہیں کی بلکہ سامانتوں کی رائے جھگڑوں میں صرف ہو گیا۔ مہیرا کولا کی موت کے بعد افغانی راجہائی، جنہیں سینڈھن کہا جاتا ہے کہ حکومت کبھی قالی اور مضبوط مانشین کے ماتحت نہیں آئی اس لئے اس کی ملکیت جگجگات کی ڈھین سے وادئی اندس اور میرا عرب تک پہنچی ہوئی تھی مشرق ہو کر طوائف الملوک میں تبدیل ہو گئی۔ یعنی لوگ راجپوت جاٹ اور گجر کا امتیاز یا افغانیوں کے اہم عناصر سمجھتے ہیں لیکن تاریخ ہندوستان قدم کا مولف پیارے لعل برومٹا (۱۸۹۷ء) لکھتا ہے کہ یونان میں ہندو قدمدار سے پہنچے تھے۔ یہ لوگ کاٹی قوم کے راجپوت تھے جو کاسپیہ دریا سے نکلے تھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ راجپوت جاٹ اور گجر افغانیوں سے کوئی نسلی تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ افغانی شمال اتر سے تعلق رکھتے ہیں اور شمال میں سے جنوب اور جنوب مشرق کی طرف آئے ہیں۔ یہ سمجھنا ہے کہ افغانوں کے پہلی علاقہ جی گجر بھی آباد رہے ہیں۔ سوات میں بھی اور

بلوچستان کے نیارت دکن سے مسافر ملی شمال مشرق میں خوشن اترتھام
جسے مقدانی لکھ کر مسمیٰ کہتے ہیں، یہی جگہ ہے۔ بلکہ دوسرے ہندو بھی جہوں
اور افتخاروں کے علاوہ قریب قریب الایم سے سکونت رکھتے چلے آ رہے ہیں
لیکن ان میں سے کبھی بھی کسی نے ہمیں یہ نہیں کہا کہ وہ انتھالی یا ابدالی انتھا
ہیں۔ اسی طرح ہاٹ جنسین فارسی میں بہت اور سات بھی کہا گیا ہے بالکل الگ
خانہ جگہ جسے ہمارے نشان تھیں جن کے بارے میں ایران کا مشہور عالم اور متق
مروج مسجد نفیسی کہتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے زمانہ میں سندھ اور بلوچستان میں
چاند نشین اور بیا باگورد رہتے تھے جو آج ایشیا اور یورپ کے تمام ملکوں میں
منتشر ہو گئے ہیں حتیٰ کہ وہاں سے شمالی افریقہ پہنچے اور مختلف ممالک سے بارگے
ماتے ہیں۔ ایران ابتراد میں ان کو دو گروہوں میں تقسیم کرتے تھے ایک کو
بہت کہتے تھے جو عربی میں نظر ہو گیا ہے اور دوسرے کو سابی یا زابی کہتے تھے
کیونکہ سابی یا زابی جسزیرہ ہما شرا کا قریب نام ہے۔ اور یہ لوگ وہاں سے
پہلے ہندوستان آئے اور پھر سامانیوں کے آخری دور میں ہندوستان ایران آئے
اور قلع فارس میں منتشر ہو گئے۔ ابتدا میں ایرانی ان کو زابی کہتے تھے۔ ولی
کے ساتھ وہ گوارا گر لگی کو چوں میں ساز بجاتے ہوئے خیرات مانگتے ہیں۔ اور یہ کہ
یہ لوگ ہندوستانی سرسیتی ایران مانگے۔ فردوسی نے ان لوگوں کو "وری"
کہا ہے۔ شا کہتا ہے۔

ہندو ایک شکل فرستاد کس

جنسین گفت کا می شامیاد کس

اذان لہیان برنگین وہ ہزار

نہ مادہ ہر قسم ہر لہٹ سوار

بلوچستان میں وری کی (وری کو ریشے بدل کر وری بنا لیتے ہیں ان
لاچٹ واری یا سان ہانا ہے چند برس پہلے تک یہ لوگ گلی کو چوں میں ساز بجا کر
خیرت بھی مانگتے تھے۔ بلکہ اب بھی یہ کام پوری طرح ترک نہیں کیا گیا ہے شاید
بیاد کے موقع پر مہول اور شہنائی بجاتے ہیں۔ بلوچوں میں شانی ہیں اور
مادوں کی حیثیت سے معترین کے گھروں میں کام کرتے ہیں۔ رنگ کے اعتبار
سے کالے ہیں اور نسل کے اعتبار سے قدیم جہت کہلائے جاتے ہیں جو
افتخاروں میں رہتے ہیں۔ انہیں بہت کہا جاتا ہے اور جو بلوچوں میں رہتے
ہیں انہیں وری کہتے ہیں یہ تو بہت جہت مات یا جاٹ اور گجر کی بہت
جہاں تک راجپوت کا معاملہ ہے ایک تو وہ خود اس نظر سے کہ تسلیم نہیں
کرتے دوسرے یہ کہ نہ صرف تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے بلکہ حقد خال کے
معاذ سے بھی راجپوت کی جہت اور گجر سے کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی بلکہ
راجپوت تو اکثر مدحین کی رائے میں قدیم آریں ہیں۔ مرادلف کہہ رہا ہے
اور صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے۔ ہیرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ ذات جیسے قبیلے
کے خان خیل اس دورے میں حتیٰ بجانب ہوں گے کہ وہ انتھالیوں کے نسل
سے ہیں۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ انتھالی خون پیاوی پٹھانوں کی بجائے
میدانوں میں رہنے والے افتخاروں مثلاً یوسف زئیوں میں پایا جاتا ہے۔
یہ الفاظ دیگر شجرے کی اصطلاح ہیں یہ بیرونی اثرات کو کرنا نہیں بلکہ

لشروں میں ہار کر مارے چاہیں۔ یہاں بلیو کی یہ قیاس آرائی یاد رکھو کہ
 کہہ دینی ٹھہرے سے راجپوتوں کا رنگ جھکنا تھا سنہ ۱۰۰۰ء
 سے اور کرشن کے تھکانے سے نکلا ہے۔ کیرو صاحب اسی معنی پر آتے ہیں
 کہ یہ بھی لکھتے ہیں۔ یہ دریافت قہج چیز نہیں ہے کہ چھوٹی
 کو چھوڑ کر جو پہلے میں بیان کر چکا ہوں چھوٹی کی زبان کا ان کو
 سے کوئی تعلق ظاہر نہیں ہوتا۔ پٹھانوں کی زبان مشرقی ایرانی زبان ہے۔
 اس سے آگے چا۔ کیرو صاحب راجپوتوں کے بارے میں دانشور
 کا مندرجہ ذیل حوالہ دیتے ہیں۔

یہ راجپوت کون ہیں اور اسلامی فتوحات سے پہلے چند صدی
 یہ لوگ اور ان کے واقعات اس قدر دلچسپ کیوں ہیں۔ ان کا تعلق
 ہندوستان کا قدیم اور زمانہ وسطی کی تاریخ کے درمیان ماہر الاہل
 ذہن اس کی توجیہ کا طالب ہے۔

یہ حقیقت واضح ہے کہ من قدامی سنہ اپنی بڑی بڑی بات
 اور پٹھانوں کی یادیں۔ اس گروہ میں منوں کے بعد سنہ ۱۰۱۰ء
 گرجاروں (GUJARAS) کو حاصل تھی ان کا نام گجرات (GUJARAT)
 کی شکل میں موجود ہے یہ شمال مغربی ہندوستان میں دور تک
 قوم کا نام ہے۔ بات جو عام طور پر نہانت پیشہ ہیں۔ ان کو
 سمجھے جاتے ہیں اور گجرات پیشہ کے اعتبار سے مویش پالنے والے
 کیرو صاحب دانشور کے اس الفاظ سے ذرا

کہ گوگھر دراصل افغانیوں کی رعیت تھے۔ اس کے بعد کیرو صاحب
 اور بلیو کے حوالے سے افغانوں اور راجپوتوں کے درمیان نسلی تعلقات
 مزاحی مشابہت بیان کرتا ہے۔

ہم اس سے پہلے بتا چکے کہ زمانہ قدیم میں افغان قبائل راجستان
 میں آباد ہو چکے تھے۔ جن میں سب سے نمایاں قبیلہ برہمپت تھا اور اس
 کے بعد رتی جن کے نام پر راجستان میں ایک دریا میں ہے۔ دنی وہ قبیلہ
 ہے جو آج کی دکنی منطوقہ (ورانا) میں آباد ہے ان کے مورورہ سردار
 رام محمد ہاشم بنان دنی ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے قبیلے کی تین
 رسی شاخیں ہیں کٹرواں۔ رنگ زنی۔ پلوڑ۔ یہ رگ پہلے رکن رکھ سیدان
 کے مغزو واس، رنگ اور مری گجٹ کے علاقوں میں رہتے تھے یہ رگ
 اپنے آپ کو مہاراجا خلی قبیلے کے جوہر بالائی ہے سو میل شمال مشرق
 میں آباد ہے کے عزیز کہتے ہیں اور ساتھ ہی درانی بھی۔ یہ راجستان سے
 کٹیر گئے۔ پھر وہاں سے ذریہ اسماعیل خان اور پھر دکنی منطوقہ (ورانا)
 گئے۔ کہتے ہیں کہ نواب آت ٹانک بھی کہیں دنی ہے۔ یاد رہے کہ مری
 خلی اپنے آپ کو کوکر نہیں کہتے بلکہ اپنے کو غلیجوں میں شمار کرتے ہیں اور
 یہ بات قرین عقل و روایات بھی ہے کیونکہ مری خلی نازیلوں کی شاخ
 ہے اور نازیل دوی غلیجوں کی شاخ ہے۔ یہ لوگ قدیم زمانہ میں عزانی
 اور اس کے منطوقہ میں آباد ہوئے تھے۔ یہ بھی ہوتی تھا اور یہ آباد
 ہیں۔ مری خلی شیلگر میں غلیجوں کے ایک اور قبیلہ اور کے ساتھ آباد ہیں

اور آپس میں رشتہ دار ہیں۔ رشتہ داروں میں جب پہول لودی نے بہاول
میں افغانی حکومت قائم کی تو ایک زمان کے ذریعے وہ (افغانستان) سے
افغانوں کو بلا یا ہلے والوں میں نیازی اور کوشی خیل بھی شامل تھے۔ چنانچہ
سوری کے دور میں حبیب خان نیازی اور حبیبی خان نیازی نے بڑا عرصہ
حاصل کیا۔ اس کے علاوہ کوشی خیل کی ایک بڑی تعداد افغانستان کے گروہ
بھی رہتے ہیں اور افغان پارلیمنٹ میں ان کا ایک نمائندہ بھی ہوتا ہے
پنجاب میں راولپنڈی، سیالکوٹ اور کیمپور کے علاقوں میں بھی آباد ہیں
خاص غزن شہر میں ان کی اکثریت ہے۔ علاوہ انہی بادشاہی بھی ہیں۔
سرحدوں میں کندھار اور گرمیوں میں آنگکان (بزاجات) میں کوہا
کی مادی میں مال چرانے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوشی خیل ہم کے قریب
چھوٹے قبیلے افغانوں کے دوسرے بڑے بڑے قبائلی ہیں یہی پلٹے ہلنے
ہیں۔ لیکن یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا وہ اسی کوشی خیل سے تعلق رکھتے
ہیں یا بعد میں کوشی نام کے اشخاص کی باتیات ہیں سے ہیں۔ بہر حال دراصل
کے کوشی خیل لباس اور رواج اور لہجہ کے اعتبار سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا
بلکہ بغیروں سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ بہر حال اگر کوئی کوشی خیلوں کے
عزیز ہیں تو جو کہ کوشی خیل نیا نیوں کے مراتب دار ہیں اور نیازی املا
ودی خان ہیں۔ جن کے قبلی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے علاوہ ان کے
میں پہول اکی شاخ کے بارے میں خصوصیت سے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کوشی خیل
کے ساتھ جلتے ہیں۔ پہول کے بارے میں ہم سچے بھی بتا چکے کہ وہ بھلا

تھے جو ولایت ہند اور سیستان کے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے اور جب
اسکالی سیستان میں وارد ہوئے تو ان میں غلط ملط ہو گئے چنانچہ اس
غلط فہم کو بعض سیستہ کہتے ہیں۔ بعض پارت اور بعض پہول جو کہ دراصل
تہہ بہ تہہ ایک ہی نسل کے لوگ تھے اور یہ کہ یہ وہی لوگ تھے جو مذہب افغان
کی وجہ سے توڑنوں اور آسیائیوں میں منقسم ہو گئے۔ الغرض میرا کو لا
دھیر گل (یہ نام اصل میں دھیر گل ہے۔ پشکو زبان میں سورج کو میر۔ کمر۔ نر کہتے
ہیں) کی موت کے بعد طوائف الملوک پھیل گئی تو ساسانیوں نے ماوراءنہر
کے ترکوں کے ساتھ اتحاد کر کے ایک بار پھر حرسان پر قبضہ کر لیا۔
لیکن یہ اتحاد بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا آخر کار ترکوں نے باختر
اور تخارستان کے علاقے جہین سٹے اس میدان میں افغانیوں کو سفید
کر دیا، ایک بڑا تعداد ہندوستان کی طرف چلی گئی۔

کیرو صاحب کہتے ہیں کہ یوسف زئی اور افغانی ایک ہی نسل
کے لوگ ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ جلی اور افغانی بھی ایک ہی لوگ
ہیں۔ میں اس سے کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہم پہلے ہی بتا چکے کہ جینی سمیت
حیتال، افغانی اور بعد میں ابدال یا ادمال دراصل ایک ہی قوم کا نام
ہے اور یہ بھی وضاحت کر دی کہ گزشتہ صفحات میں یہ جو بتایا گیا
کہ شہنشاہ سرچون (شرخون) کے ذمے مسئلہ قوم میں جوئی فارس
میں اعلان اور ہادی حکومت کرتے تھے امداد یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ
آدم کے بعد اس کا بیٹا ایسپ راتپ (HISHEP-RATEP)

بادشاہ بن گیا تھا۔ جس کی نسل سے غالباً ایسپ نڈ ہے اور ہا زئی
جسے الٹ کے ساتھ امازی بھی لکھا جاتا ہے جر کہ اب شجرہ میں افغان
کی درجہ شاعری میں بیٹی اور کرمانی میں کچھ اس طرح بتائے گئے ہیں
۱۱۔ امازی بن موز بن ہریک رنجی،

۱۲۔ امازی بن یعقوب بن دوزاک (کوٹے کسلان)

۱۳۔ امازی بن عثمان بن بندہ

آوان جسے اب اوان لکھا جاتا ہے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نامہ
بھی ان کی شاخ ہے۔ یاد رہے کہ افغان قبائل میں جب بھی کوئی گھرانہ
قبیلہ میں قتل و تباہی یا اتنا ہی بڑا برہم کر لیتا تھا تو پھر اسے قبیلہ چھوڑنا پڑتا
تھا اور دُور کسی اور قبیلے میں جا کر ابتدا ہی بطور پناہ گھر مہاسیہ کے کوٹ
انتہار کر لیتا تھا اور پھر بہتہ بہتہ وقت گزرنے اور رشتے ٹٹنے کرنے
کی وجہ سے اس قبیلے میں شامل ہر کر اس کی ایک شاخ بن جاتا تھا
یہ جو بڑے قبیلوں میں ایک ہی نام کی کئی شاخیں پائی جاتی ہیں۔ ان کی ہی دم
ہے۔ شو

ایسپ خیل بن بیڑ خیل بن زوران

ایسپ خیل بن بڑہ خیل بن بگمش

بادشاہ کے ر ایسپ نڈی جو کہ بعد میں یہ عرف نڈی کے نام سے مشہور
ہوا نڈوں کو ایک بڑا اور نامہ قبیلہ ہے اور اس قبیلہ کے ایک
قبیلہ میں جسے ہرسلہ بن بگمش کہتے ہیں

اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ زمانہ قدیم
میں غور کے علاقے میں آباد ہوا تھا اور پھر شاہان بلوچستان سے ہوتے
ہوئے کابل کے راستے پشاور اور مردان پہنچ گیا تھا۔

الغرض شجرہ (زیوں یا نعل دور کے مدعیین نے افغان قوم کو ادا

لزم از کم تین ناموں سے یاد کیا ہے پختون۔ افغان اور پٹان اس کے

بعد اس قوم کو چار حصوں یا بڑے بڑے قبائل میں تقسیم کیا ہے یعنی میٹ

شرین، غز غشت اور کرمانی لیکن کسی نے بھی ان تمام ناموں کی صحیح وجہ

تیز نہیں مانی خاص طور پر مورخانہ کرم چاند ناموں کے بارے میں لکھا ہے

تحریر اور دستاویز ابھی تک کسی کو دستیاب نہیں ہو سکی جس پر لوگ پورا

اعتماد کر سکے۔ یہ سب اس تالیف میں البتہ جدید تحقیقات کی بناء پر

معلوم کیا ہے کہ بیٹ یا بیٹن کا عمر تقریباً چھ سو سال نہیں بلکہ چار

سال سے اوپر ہے نہ صرف بیٹن بلکہ بدھانی، دودا، سورا، بنداج

موند، پنا، دی، آری، اور نڈ، ایسپ نڈ، اور نڈ

کند، ژند، کاسی، ایکوزی، یکدی، نامہ منگل یا منگل، نڈ، ان تین

یاد ہے کہ قذافی جنہیں پشتو زبان میں قرین کہا گیا ہے کی چار شاخیں نڈ

سپین، نڈ، نور، مرتیب، کالا، سفید، نڈ، سب سے چنانچہ نڈ

دورگ اور حنی کا تعلق یہ لحاظ دھو خال اور رنگ نڈ و قرین کے ساتھ لیا

جاتا ہے۔ جبکہ منگل یا منگل کا سرخ قرین کے ساتھ حضور افغانان کے

منگلوں کی آنکھیں نیلی اور عیسوی قرین ہوتے ہیں۔ جبکہ بلوچستان کے ہزار

میٹنگ کی آنکھیں درد اور جھرسے بھی نہ دہی ہوتے ہیں۔ ان تمام قومائیں کو
کوہن بھی کہا جاتا ہے اور یقین بھی البتہ بعض معقین درد اور سفید من کو
ایک دوسرے سے الگ جلتے ہیں۔ اگر ہم ان کے اس نظریے کو تسلیم کریں
تو پھر انسانوں میں تو سپین۔ ژرژ اور پور (سرخ) نسل کو بھی بہ لحاظ نسل
تقسیم کرنا پڑے گا اور نامبرو قبیلہ قحطی کی ایک بڑی شاخ ہے کو بھی اپنی
رنگوں کی بنیاد پر تقسیم کرنا پڑے گا۔ اگرچہ دنیا میں کوئی بھی قوم یہ دعویٰ تو
نہیں کر سکتی کہ وہ سب کے سب ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن
جن خاصے ایک قوم بنتی ہے یعنی بنیادی خدوخال۔ عادات و اطوار مزاج
روایات ثقافت خونی اختلاط اور زبان تو اس اعتبار سے سیاہ۔ سفید۔ زرد
اور سرخ صوفی میں کوئی خاص فرق گزشتہ پانچ ہزار سال سے نہیں پایا جاتا
غویا پانچ ہزار سال پہلے یہ ایک قوم کے عناصر تھے۔ البتہ یہ نہیں کیا جا
سکتا کہ پانچ ہزار سال سے پہلے ان کو ایک قوم بننے میں کتنا عرصہ لگا۔
ہاں اس کی وضاحت مزوری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر خدوخال۔۔۔
۔۔۔ سے مراد وہ خدوخال ہے جو سیستوں کو منگولوں سے فیز کرتے
ہیں یعنی بڑی آنکھیں لمبے سیدھے ناک اور گھنے بال۔ اب سوال یہ ہے کہ
تمام قبائل چار حصوں یعنی بینی۔ خورخشت۔ سرن اور کرلان کے ناموں سے
کیسے تقسیم کئے گئے۔ ہم اس سے پہلے بتا چکے کہ لاتی (دشمن) قریبا اسی
چند ہزار سال پہلے موجود تھے جن کی قدیم شاخیں لودی۔ سوروی اور دنانا تھے
پس جب بیٹنیوں کی تاریخ یا وجود کا پتہ لگ گیا تو پھر اگر شجرہ کے مطابق

خورخشت اور سرن بیٹ کے بھائی ہیں۔ تو ان کو بھی ساڑھے چار ہزار سال
پہلے کسی جگہ موجود ہونا چاہیئے۔ اور یہ جگہ ناغزاس کے پہاڑ ہونے چاہئیں
جیسا کہ شرجون نے کہا تھا کہ میرے باپ کا بھائی پہاڑوں میں رہتا ہے
اور یہ بھی کہا تھا کہ میرے باپ کا شہر فرات کے کنارے پر تھا۔ یاد رہے
کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں کہا تھا کہ ۲۵۰۰ ق م میں کاسی اور کرد نامزدوں
کے پہاڑوں میں رہتے تھے۔ پنا پھر یہ جو پنی (پیشوری) اور دابی (دانی) یا
داوی جن کا سب سے بڑا قبیلہ کا کر ہے، اپنے آپ کو قیس یا کیسن نکلن
کہتے ہیں یہ انہی پہاڑوں کی مناسبت سے ہوتا چاہیئے کیونکہ کوہ تاسیان
وہاں بھی موجود ہے۔ جسے ہم پشتو ہیں "کے عز" کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ
تو ہم پہلے ہی واضح کر چکے کہ کاسی قبائل جہاں ڈمیر سے نکلتے تھے
اس جگہ کو اپنے نام کے ساتھ (خصوصاً پہاڑوں کو) منسوب کرتے تھے پنا پھر
"کے عز" کوہ سلیمان اکاس میر رکشیرا اور کاسی عز (کاشغر) ان کے
زندہ ثبوت موجود ہیں اور یہ کہ کشیر کے ساتھ ساتھ پنجاب کے
جو علاقے ملتے ہیں وہاں کے لوگ کشیر کے ان قدیم گنچے باشندوں
کو اب بھی کشیری کی بجائے جیت کہہ کر پکارتے ہیں جن کا قطع قدیم
کاسیوں سے ہے۔ العزمن۔ یہی پنی اور دابی تھے جو سلطنت آکا د
بنانے میں شرجون (سرجون) کے ساتھ تھے اور محققین کہتے ہیں کہ سرجون
بالوں سے لمبی لمبی زلفیں بناتے تھے اور ایک زنانہ ایسا بھی کیا کہ یہ
سومریوں کے ساتھ مل کر ایک قوم بھی بن گئے تھے ہر کہ انہی کی طرف

زلفیں پاتے تھے اور ایسا ہی لباس پہنتے تھے اور اسی قسم کی
داڑھیاں رکھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شرجون کے
دور میں بلوچستان آئے تھے اور زراعتوں کے پیاروں میں سکونت
رکھنے کی وجہ سے انہیں غرضت کہا جانے لگا یا پھر عزرات کے
پیاری علاقوں میں رہنے کی وجہ سے بہر حال جیسا کہ بیٹ کسی نام
آری کا نام معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی غرضت اور سرین بھی یہاں
تک کرلانی (جسے پشتو میں کرلانی کہا جاتا ہے) اور بعضوں نے
کرانی بھی لکھا ہے۔ جس سے کوہے اور گکے کو منسوب کیا جاتا ہے
بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں عربی تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ
مرد تھے اور دیکھئے "ہستناہ و تاریخ" صفحہ ۱۲۵ اور
تاریخ افغانان حصہ دوم صفحہ ۸۰ اور تاریخ پشٹان صفحہ ۲۵
رہے کہ کرانی اور کرل کے نام سے کوہے اور پشین (بلوچستان) میں
در قبیلے اب بھی موجود ہیں کرانی کوہے کے مشرق میں کوہے چلتن کے
دامن میں آباد ہے اور ان کے اس گاؤں کو بھی کرانی کہتے ہیں۔
دونوں قبیلے اپنے کو سادات کہتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ یہاں کہتے ہیں
کہ کرل سادات نہیں بلکہ لاکڑ ہیں لیکن لاکڑ کے شجرہ نسب میں کرل
نام کا کوئی قبیلہ نہیں پایا جاتا البتہ کرل نام کا ایک قبیلہ ملے گا جس کا
میں اور ایک ضلع دادو سندھ میں پایا جاتا ہے یہ دونوں سندھ
نہاں بولتے ہیں۔ اور زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ جہاں تک کرانی لاکڑ

ہے تو کرل کے کرانی کہتے ہیں کہ ہم دراصل چار سو سال پہلے ہرات
سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہم چشمہ سادات ہیں۔ چونکہ اس مقام کا نام
مقول ہمارے بزرگوں کے "کرانی" تھا جو کہ بعد میں کرانی بن گیا۔ اس
لئے ہیں کرانی سادات کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ "کرانی" "مگلز" قبیلے
کی ایک شاخ ہے جو کہ بدھوں میں شامل ہے۔
مذکورہ بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ کرانی یا کرل جو سندھ
اور بلوچستان کے علاوہ غالباً پنجاب میں بھی کہیں کہیں پائے جاتے ہیں
ایک قدیم قبیلہ معلوم ہوتا ہے اگر ہم کرل کی جگہ کرلان بنالیں تو
پھر اس کی وجہ تسمیہ یہ ہون چاہیے کہ یہ لوگ زراعت پیشہ تھے کیونکہ
پشتو میں "کرل" کے معنی کاشت کرنے کے ہیں۔ الفاظ دیگر کا تعلق
لیکن یہ ایک قیاس ہی ہوگا کیونکہ کرلانیوں میں جو بڑے بڑے قبائل
شجروں میں پائے گئے ہیں وہ سب کے سب کاشتکار نہیں تھے بعض
لوگ کرلانی اور ترکلانی کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے
البتہ ترکلانی اور ترکلانی شاید ایک ہی چیز ہوں۔ اسی طرح یہاں
بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کرل غلیوں کی ایک تترتر شدہ شاخ ہے
اگر یہ واقعی غلیوں سے کسی قسم کی قرابت داری رکھتے ہیں تو پھر
میرے خیال میں "کرل" کی مناسبت سے کرل۔ کرانی یا کرلانی ہو
گئے ہیں۔ جو کہ آمو دریا کے مغرب میں ایک مقام کا نام ہے یہ اس
لئے قرین قیاس ہے کہ آمو دریا کے مشرق میں واقع تھا بلذا

ان دو مقامات کی نسبت سے عین مکن ہے کہ دریائے تہلی
 غلی کھلانے لگے اور دریا، واسے کرانی اور پھر کرانی بن گئے۔ اگرچہ ہم
 نے صفحہ ۹ پر کہا تھا کہ سرزین ساربان کی مسخ شدہ شکل ہے۔ لیکن عین
 لوگ اس کی وجہ تسمیہ سوڑبن بتاتے ہیں پشتو میں سوڑ کے معنی سرد
 اور بن بمعنی جنگل استمال ہوا ہے۔ یعنی سرد جنگل چونکہ آرا کر دیا
 کے اکثر علاقے موسمی اعتبار سے سرد ہیں۔ لہذا کہنے والوں کے خیال
 کے مطابق علاقے کی مناسبت سے رہنے والوں کو سرزین کہا گیا لیکن
 میں سمجھتا ہوں کہ ساربان (کوچ) ہونے کی وجہ سے پشتو میں سرزین
 ہو گیا ہے۔

الغرض سرفشت۔ سرزین اور کرانی ابتدائی طور پر اشتراک
 نہیں بلکہ مقامات کی نسبت سے ان ناموں سے مشہور ہوئے البتہ بیٹنی
 (بلوچی) چونکہ بہت قدیم نام ہے اس لئے وجہ تسمیہ معلوم نہیں
 ہو سکی۔ ہر حال گذشتہ تمام بیانات کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے
 کہ۔

اولاً: حیثی۔ حیالہ۔ حیال۔ انتقال۔ ابدال دراصل ایک ہی نام
 کا نام ہے جن کا ایک بڑا حصہ جواگاہوں اور تلاش معاش
 کے لئے سنہ ۱۳۳۵ ق م میں شمال سے مغرب کی جانب چل پڑا اور ایلیا
 کوپک میں ٹوٹا۔ (دوتانیوں) (لوہیوں) بلوچی (بیشیوں)
 سورپوں اور برلیا (بڑپچ) کے ناموں سے مشہور ہوئے۔

دوئم: سرگون یا سرجون قدیم دراصل شرخون تھا۔ جس نے سنہ ۱۳۳۵ ق م
 میں لوریا سے کالا بار تک ایک عظیم سلطنت بنائی جسے عرب محققین نے
 شرخون یا شرعلی کے نام سے یاد کیا۔

سوم: آمد دریا (جیون) سے اُس پار رہنے والے قبائل کو زلانی
 کہنے لگے جن کو محققین نے سیاہ۔ سفید۔ سرخ اور زرد میں تقسیم کیا
 اور افغانوں میں سیاہ۔ سفید۔ سرخ اور زرد ترین کے ناموں
 سے آج بھی شہرت رکھتے ہیں اور مورخین انہیں افغانوں اور
 من بھی کہتے ہیں۔

چہارم: ایک ہزار قبل مسیح میں جو تورانی مذقت پر ایمان لائے وہ
 آریائی بنے اور جو نہ لائے وہ تورانیوں کے نام سے باقی رہ گئے۔
 پنجم: داریوش کبیر (۴۸۵-۴۲۴ ق م) نے اپنے کتبہ اطلس میں ان کا نام
 سیتی لکھا یعنی حیثی کی مدد کو اس سے بدل دیا اور بعد کے محققین
 نے سیتی کی تصحیح کے لئے آگے بریکٹ میں رتورانی لکھا یعنی
 یہ کہ سیتی اور تورانی ایک ہی چیز ہیں۔

ششم: سطح مرتفع تلات کا علاقہ انہی تورانیوں کے نام سے توران
 کھلانے لگا۔ یاد رہے کہ جیون سے اُس پار بھی ان کے نام سے
 ایک توران تھا۔

ہفتم: افغانوں کی جو تہی شاخ یعنی کرا کے کرانی یا کرانی کی
 درشاخیں تھیں یعنی کوڑے اور گلے۔ کوڑے کے نام سے

کو دیرنی ایک چھوٹا قبیلہ لورالائی اور کچھ خاندان توہ کا کوئی
پشین میں اب بھی باقی ہیں۔ لیکن گکے زل کے ہم سے افغان
قبائل میں کوئی قبیلہ نہیں پایا جاتا البتہ پنجاب میں گکے زل پائے
جاتے ہیں۔ لاکڑوں کے شجرہ نسب میں جو لورالائی گز میٹر میں مفصل
دیا گیا ہے کو دیرنی شامل نہیں البتہ ثوب گز میٹر میں صفوں،
پر نسل نہیں بلکہ دہلی تعلق سنہری خیل قبائل کے ساتھ بتایا گیا ہے
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوہے اور گکے قدیم قبیلے ہیں جن
سے بہت سی دوسری شاخیں بھوئی ہیں۔ جن کی تفصیلات کے
لئے مختلف کتابوں میں شجرے دیکھنے چاہیے۔

ہشتم۔ متعلقہ قوم میں جب حضرت سلیمان کے زمانہ میں کاسی کند خند
اور بعین دوسرے چھوٹے چھوٹے قبیلے بلوچستان میں وارد ہوئے
اور کچھ عرصہ بعد کہ وہ سلیمان کے دامن میں آباد ہوئے تو یہاں
کے قدیم باشندوں نے انہیں سیدانی کہنے لگے۔ چنانچہ اس نسبت
سے اس پیار کا نام فارسی تاریخ و ادب میں کہہ سلیمان شہزاد
ہوا اگرچہ یہ لگ اس پیار کو "کسے عز" یعنی کاسیوں کا پیار
کہتے تھے۔

نہم۔ سیحین۔ پارتین۔ اسکان۔ انتھال۔ سفید حق۔ پورا سب وہ
ترانہ (آریاں) قبائل تھے۔ جرشل سے جنوب مشرق کی طرف دریائے
کابل کی طرف بہتے رہے اور یہ رہے ہیں جس طرح شمال کے

بالائی پیاروں سے پانی جنوب اور مشرق کے نشیبی علاقوں کی طرف بہتا
سے بہتا چلا آ رہا ہے اسی طرح افغان بھی افغانستان سے پنجاب سندھ
اور ہندوستان کی طرف بہتے رہے کہ ابھی طاقت انہیں نہ روک سکی
البتہ جو آتے رہے وہ ہندی تہذیب میں جذب ہوتے گئے چنانچہ
بھی وہ جے کہ پشتونوں کی آبادی اُس رفتار سے نہیں بڑھتی
جس رفتار سے دوسرے ممالک کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ آج پاک
و ہند کا کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں آپ کو پشتونوں یا افغان نسل کے
لوگ نہ ملتے ہوں۔